# تذکرۂ تابعین

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن رافت پاشا

۲۴
ت

صفہ پبلی کیشنز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

# محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

## معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

## تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# تذکرۂ تابعین

عبدالرحمٰن رافت پاشا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# تذکرۂ تابعین

عبدالرحمٰن رافت پاشا

ترجمہ:

ارشاد الرحمٰن صدیقی

www.KitaboSunnat.com

صفہ پبلی کیشنز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Z48089

جملہ حقوق محفوظ


نام کتاب : تذکرۂ تابعین

تصنیف : عبدالرحمٰن رافت پاشا

ترجمہ : ارشادالرحمٰن صدیقی

طبع اول : اکتوبر ۲۰۰۲ء

تعداد : ۱۱۰۰

سرورق : نوید احمد

ناشر : منشورات' منصورہ' ملتان روڈ' لاہور

پاکستان۔ ۵۴۵۷۰

فون : ۰۴۲-۵۴۲۵۳۵۶ فیکس : ۰۴۲-۵۴۳۲۱۹۴

ای میل : manshurat@hotmail.com

مطبع :


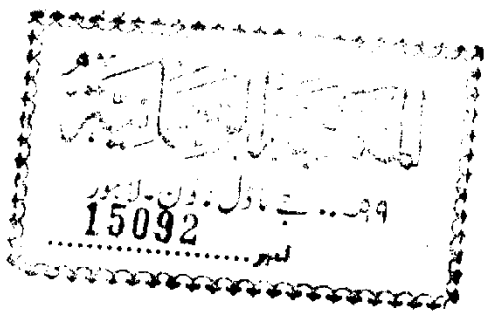


قیمت : ۱۳۰/- روپے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# ترتیب


| | | |
|---|---|---|
| پیش لفظ | مسلم سجاد | ۹ |
| عرض مترجم | | ۱۱ |
| تذکرہ تابعین | | ۱۳ |
| ○ عطاء بن ابی رباحؒ | | ۱۷ |
| ○ عامر بن عبداللہ تمیمیؒ | | ۲۷ |
| ○ عُروہ بن زبیرؒ | | ۳۷ |
| ○ ربیع بن خثیمؒ | | ۴۷ |
| ○ اِیاس بن معاویہ مُزنیؒ | | ۵۵ |
| ○ حسن بصریؒ | | ۶۵ |
| ○ قاضی شریحؒ | | ۷۵ |
| ○ محمد بن سیرینؒ | | ۸۳ |
| ○ رَبیعہ رائےؒ | | ۹۱ |
| ○ رجاء بن حیوہؒ | | ۱۰۱ |
| ○ عامر بن شراحبیل شعبیؒ | | ۱۱۳ |
| ○ سلمہؒ بن دینار | | ۱۲۱ |
| ○ سعیدؒ بن مسیّب | | ۱۲۹ |
| ○ سعیدؒ بن جبیر | | ۱۳۷ |
| ○ محمد بن واسع اَزدیؒ | | ۱۴۹ |




محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ تابعینؒ


- عمر بن عبدالعزیزؒ ۱۶۳
- عبدالملکؒ فرزند عمر بن عبدالعزیزؒ ۱۷۵
- محمد بن حنفیہؒ ۱۸۵
- طاؤس بن کیسانؒ ۱۹۵
- قاسمؒ بن محمد بن ابوبکر ۲۰۷
- صلہ بن اشیم عدویؒ ۲۱۵
- زین العابدینؒ ۲۲۳
- ابومسلمؒ خولانی ۲۳۵
- سالم بن عبداللہؒ ۲۴۵
- عبدالرحمٰن الغافقیؒ ۲۵۷
- اصحمہ بن ابجر نجاشیؒ ۲۷۳
- ابوالعالیہ رفیع بن مہرانؒ ۲۸۷
- اَحنف بن قیسؒ ۲۹۵
- امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ ۳۰۹


حیات تابعین کے مزید مطالعہ کے لیے کتب


- ——— عطاء بن ابی رباحؒ ۳۲۳
- ——— عامر بن عبداللہ تمیمیؒ ۳۲۳
- ——— عُروہ بن زبیرؒ ۳۲۴
- ——— ربیع بن خثیمؒ ۳۲۴
- ——— ایاس بن معاویہ مزنیؒ ۳۲۵
- ——— حسن بصریؒ ۳۲۵
- ——— شریح قاضیؒ ۳۲۶




محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب


| | | |
|---|---|---|
| ـــــ | محمد بن سیرینؒ | ۳۲۶ |
| ـــــ | ربیعہ رائےؒ | ۳۲۷ |
| ـــــ | رجاء بن حیوۃؒ | ۳۲۷ |
| ـــــ | عامر بن شراحبیل شعبیؒ | ۳۲۷ |
| ـــــ | سلمہ بن دینارؒ | ۳۲۸ |
| ـــــ | سعیدؒ بن مسیب | ۳۲۸ |
| ـــــ | سعید بن جبیرؒ | ۳۲۹ |
| ـــــ | محمد بن واسع ازدیؒ | ۳۲۹ |
| ـــــ | عمر بن عبدالعزیزؒ | ۳۳۰ |
| ـــــ | عبدالملکؒ فرزند عمر عبدالعزیزؒ | ۳۳۱ |
| ـــــ | محمد بن حنفیہؒ | ۳۳۱ |
| ـــــ | طاؤس بن کیسانؒ | ۳۳۲ |
| ـــــ | قاسم بن محمد ابوبکرؒ | ۳۳۳ |
| ـــــ | صلۃ بن اشیم عدویؒ | ۳۳۳ |
| ـــــ | زین العابدینؒ | ۳۳۳ |
| ـــــ | ابومسلم خولانیؒ | ۳۳۴ |
| ـــــ | سالم بن عبداللہؒ | ۳۳۵ |
| ـــــ | عبدالرحمٰن غافقیؒ | ۳۳۵ |
| ـــــ | النجاشیؒ | ۳۳۵ |
| ـــــ | رفیع بن مہرانؒ | ۳۳۶ |
| ـــــ | احنف بن قیسؒ | ۳۳۶ |
| ـــــ | ابوحنیفہ نعمانؒ | ۳۳۷ |




محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# پیش لفظ

اس گئے گزرے دور میں' ایمان اور یقین کی ہماری اپنی حالت کچھ بھی ہو' اہل ایمان کے تذکرے جسم میں ایمان کی رو دوڑا دیتے ہیں۔ کیا ہم مسلمان ہیں؟ جیسی کتابیں قبول عامہ حاصل کرتی ہیں۔ اپنی تربیت' تزکیے اور تذکیر کے لیے اور زندگی راہ حق پر گزارنے کے لیے سیرت رسولؐ کا مطالعہ (ایک دفعہ نہیں' مسلسل کرتے رہنا) تو اکسیر ہے' لیکن صحابہ کرام کی زندگیاں بھی جنھیں اللہ کے رسول نے ستارے قرار دیا' مشعل راہ ہیں کہ انھوں نے منبع خیر وہدایت سے براہ راست اکتساب فیض کیا تھا۔ اس کے بعد درجہ تابعین کا آتا ہے جنھوں نے اصحاب رسولؐ اللہ کا دور اپنی آنکھوں سے دیکھا' اور ان عالی مرتبت ہستیوں سے سیکھا۔

یہ کتاب تابعین کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ عبدالرحمٰن رافت پاشا کے منظر کشی کے انداز نے ان تذکروں میں زندگی کی رو دوڑا دی ہے۔ پڑھتے ہوئے' قاری منظر سامنے دیکھنے لگتا ہے۔ زمان ومکان کے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ پھر تاثیر کا کیا پوچھنا!

ہمارے عزیز بھائی ارشاد الرحمٰن نے ترجمے کا حق ادا کیا ہے (یعنی ایسا ترجمہ کہ اصل لگے!)۔ یہ سب تذکرے ہفت روزہ ایشیا میں شائع ہو کر معلوم نہیں کس کس کی زندگی پر اثر انداز ہو چکے ہیں۔

اب یک جا شائع کرنے کا اعزاز منشورات کو حاصل ہو رہا ہے۔

مسلم سجاد



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عرضِ مترجم

بھلائی کا کوئی کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا مگر اللہ کی توفیق سے اور کسی برائی سے دور نہیں رہا جا سکتا مگر اللہ کے فضل سے! اللہ تعالیٰ کا حق شکر ادا نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے مجھے ان بندوں کے تذکرے کی توفیق بخشی جو امت مسلمہ کی پیشانی کے جھومر ہیں۔ ان حسین وجمیل زندگیوں کا تذکرہ کرنے کے لئے ایمان وعلم کی جس دولت فراواں کی ضرورت ہوتی ہے، وہ مجھ کوتاہ کار وگنہ گار کے پاس کہاں، یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اور اس کی بے پایاں رحمت وشفقت تھی کہ اس نے مجھے یہ داعیہ اور عزم مرحمت فرمایا کہ میں نے اس کام کی انجام دہی کا آغاز کر دیا اور اسی کی توفیق سے یہ کام تکمیل کو پہنچا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔ یہ ترجمہ ہفت روزہ **ایشیا** کے مئی ۲۰۰۱ء کے شمارہ ۱۷ سے شروع ہو کر دسمبر ۲۰۰۱ء کے شمارہ ۵۰ تک ۲۹ اقساط میں شائع ہوا۔ اب نظر ثانی کے بعد یہ اقساط کتابی صورت میں یکجا کر دی گئی ہیں۔

میں نے ترجمہ میں اپنی پوری کوشش کی ہے کہ مصنف نے جس اسلوب اور طبعی انداز میں یہ تذکرہ رقم کیا ہے، اس کی اصلی روح میں ہی اس کو پیش کروں، اردو میں آنے والے اس رومانی رنگ میں میرا کوئی کمال نہیں یہ سارا کریڈٹ مصنف کتاب ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم کو جاتا ہے جنہوں نے ایمان کی وادی میں انتہائی گہری سطحوں میں اتر کر ان زندگیوں کے تذکرے کو روح افزا اور ایمان افروز بنانے کا ایک منفرد اسلوب اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو اس خدمت عظیم کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ تابعینؒ کے ساتھ ان کی محبت نے انہیں یہ کام کرنے پر ابھارا تو اللہ تعالیٰ اس محبت کو ان کے لئے زادِ راہ بنا دے، اللہ تعالیٰ میرے اساتذہ کرام کو بھی اس کام میں حصہ دار ٹھہرائے کہ ان کی خصوصی توجہ اور محبت وشفقت نے مجھے زبان عربی کے فہم کے ابتدائی زینے پر لا کھڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی کو قدر کی نگاہ سے دیکھے اور ہمیں ان نجوم ہدایت کی اتباع وپیروی کی توفیق بخشے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِاَسَاتِذَتِي وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ!

ارشاد الرحمٰن



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# تذکرۂ تابعینؒ

اَلحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِالمُرْسَلِیْنَ وخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ وَاقْتَدُوا بِھِمْ قَوْلًا وَفِعْلًا وَعَدْلًا وَاِحْسَانًا۔

محسن انسانیت محمد رسول اللہ ﷺ نے مرکز زمین مکہ مکرمہ میں جب اسلام کی صدائے جاں فزا بلند کی تو سلیم فطرت اور شریف نفس انسان یکے بعد دیگرے اس صدا پر لبیک کہنے لگے۔ اس صدائے توحید پر دورِ اوّل میں لبیک کہنے والوں کی خوش نصیبی اور بلند بختی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْھُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ وَاَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْھَا اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۔ (التوبہ:۱۰۰) ''وہ مہاجر و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہتے ہوئے سبقت کی، نیز وہ جو راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی عظیم الشان کامیابی ہے۔''

اس آیت کریمہ میں سب سے پہلے تو ان انصار و مہاجرین کا تذکرہ ہے جنہیں دعوتِ حق قبول کرنے میں سبقت و اولیت حاصل ہے۔ پھر ان لوگوں کا تذکرہ ہے جو حق کو حق جانتے ہوئے ان سابقون الاولون انصار و مہاجرین کے بعد ایمان لائے۔ اِتَّبَعُوْا کے زمرے میں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو اس سبقت و اولیت کا شرف تو حاصل نہ کر سکے البتہ صحبت رسول کے اعزاز سے سرفراز کئے گئے۔ اور وہ لوگ بھی اس زمرے میں شامل ہیں جو نہ سبقت و اولیت کا اعزاز پا سکے، نہ صحبت رسولؐ سے فیض یاب ہو سکے البتہ سابقون الاولون اور دوسرے صحابہؓ کی صحبت میں بیٹھے، ان کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کئے۔ ان کی سیرت کو اپنایا اور ان کے علم قرآن و فہم سنت سے خوب سیراب ہوئے۔ یہ لوگ اپنے اساتذہ کے نقش قدم پر یوں چلے کہ ان اساتذہ سے داد پائی۔ ان کی موجودگی میں افتاء و ارشاد کی مسند پر جلوہ آرا ہوئے اور کتاب و سنت کی تشریح کی گراں بار ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تاریخ نے اس دوسرے طبقے کے ان ہدایت یافتگان کو تابعی کا نام دیا ہے۔ مکہ و مدینہ اور بصرہ و شام کے علاوہ دیگر کئی شہر علم و عرفان اور عبادت و ریاضت کی ان بے مثال نشانیوں سے جگمگاتے رہے۔ یہ انہی لوگوں کی علمی محنتوں اور ریاضتوں کا ثمر ہے کہ دین توحید کا علم روئے زمین پر اس شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے کہ دنیا کے کسی اور دین کی تعلیمات اس قدر مستند اور بااعتماد حیثیت میں موجود نہیں جس قدر اسلام کی تشریح و تعبیر اپنے پورے متن کے ساتھ موجود ہے۔ ائمہ محدثین جن کی شہرت چہار دانگ عالم میں پھیلی اسی طبقہ تابعین کے حلقہ درس کے فیض یافتہ تھے۔

تاریخ نے تابعین کے اس طبقہ کو نابغۂ روزگار، نوادر زمانہ، ابنائے ہدایت جیسا بڑے سے بڑا نام دیا لیکن حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ تاریخ، علم کے ان سمندروں اور عمل کے ان پیاسوں کو ان کے مقام و مرتبہ کے مطابق لقب نہیں دے سکی۔ ان کی بلند مرتبت اور حقیقی مقام کو اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے کہ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ.

جس طرح اصحابؓ رسول ﷺ کی تعداد لاکھوں میں تھی یقیناً صحابہؓ کے شاگردوں اور زائرین کی تعداد بھی لاکھوں میں ہوگی۔ تاریخ ان سب کی زندگیوں کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے تاہم یہ شہادت موجود ہے کہ لاکھوں اصحاب علم و فضل کے تذکرے تفصیل سے تاریخ کے صفحات پر محفوظ ہیں۔ ہمارے اس ''تذکرہ'' میں ۲۹ تابعین کی زندگیوں سے چیدہ چیدہ ہیرے موتی اور جواہر و یاقوت کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔

آپ کو اس تذکرہ میں علم کے بحر ذخار، کتاب و سنت کے علمبردار، عبادت و ریاضت کے دھنی، فہم و فراست کے غنی، علم و عمل کے مرقعوں، زہد و تقویٰ کے پتلوں، دن کے شہسواروں اور رات کے زندہ داروں کے قابل رشک، روح افزا اور ایمان افروز واقعات پڑھنے کو ملیں گے۔ ان کی حق پرستی اور راست روی نے بڑے بڑے جابر اور ظالم انسانوں کے منہ بند کر دیے۔ سعید بن جبیرؒ حجاج بن یوسف کے منہ پر وہ تاریخی کلمات کہتے ہیں کہ رہتی دنیا تک یاد کیے جائیں گے۔ عطا بن ابی رباحؒ وقت کے خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کو خاطر میں نہیں لاتے۔ سعید بن مسیبؒ ولید بن عبدالملک کو آگے بڑھ کر سلام عرض نہیں کرتے۔ طاووس بن کیسانؒ گورنر کا تحفہ قبول نہیں کرتے اور امام ابوحنیفہؒ منصب قضا کی پیشکش کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں تھی سوائے اس کے کہ وہ اسے آخرت کی کھیتی سمجھتے تھے۔ دنیا کے مال و دولت نے ان کی خدمت گزاری کے لئے اپنا سب کچھ پیش کیا لیکن یہ خدا کے بندے اس سے پہلو بچا کر یوں گزر گئے گویا یہ دنیا میں نہیں کسی اور جہاں میں رہ رہے ہوں۔ ان لوگوں کی خوبیوں نے انہیں آسمانِ شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا تھا۔ یہ محض قرآن و حدیث کا درس دینے والے ہی نہ تھے بلکہ سب سے بڑھ کر عمل کرنے والے بھی تھے۔ یہ دن کو میدانِ جہاد کے شہسوار ہوتے تو



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رات کو عبادت کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر کے اپنے اللہ کو راضی کرتے۔ ان کے دلوں میں اللہ کے خوف اور عبادت کے شوق کا یہ عالم تھا کہ ربیع بن خثیمؒ، محمد بن سیرینؒ، عامر بن عبداللہ تمیمیؒ، صلہ بن اشیم عدویؒ، زین العابدینؒ اور امام ابوحنیفہؒ ساری ساری رات قیام میں گزار دیتے۔ رب کے خوف میں ان کے دل بیٹھ رہے ہوتے۔

اس تذکرہ میں ایاس بن معاویہ مزنیؒ کی ذہانت و ذکاوت اور قاضیؒ شریح کی عدالت و فیصلہ سازی کا ذکر بھی ہے جو تاریخ میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ احنف بن قیسؒ کی معاملہ فہمی و راست روی اور سالم بن عبداللہ و قاسم بن محمدؒ کی عوامی مقبولیت کا حسین تذکرہ بھی ہے۔ اس تذکرہ میں محمد بن واسع ازدیؒ اور عبدالرحمٰن غافقیؒ جیسے فاتحین اور کشور کشا بھی ہیں جن کی تلواروں کے نقش مشرق و مغرب میں ثبت ہیں۔

امت مسلمہ کے افق کے ان درخشندہ ستاروں کو کن الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا جائے۔ یہ تسلیم و رضا کے پیکر، صبر و تحمل کے کوہ گراں، سلطنت علم و فضل کے تاجور، دن کے شہسوار اور رات کے زندہ دار، عبادت کے پیاسے، محراب و منبر کی رونق، علمی حلقوں کی زینت اور قرآن و سنت کے دلدادہ ان نفوس قدسیہ کی خوش نصیبی قرآن نے بھی بیان کی ہے اور خود زبانِ رسالت نے بھی ان کی عظمت کا پھریرا یوں لہرایا ہے

خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ.

''بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں۔ یعنی صحابہ کرامؓ
پھر وہ جو ان (صحابہؓ) سے متصل ہیں یعنی تابعین عظامؒ
پھر وہ جو ان (تابعینؒ) سے متصل ہیں یعنی تبع تابعینؒ''

زبانِ رسالت نے ان عظیم انسانوں کی بلند قسمت کو یوں بھی بیان فرمایا ہے!

طُوْبٰى لِمَنْ رَاٰنِيْ وَاٰمَنَ بِيْ وَطُوْبٰى لِمَنْ رَاٰى مَنْ رَاٰنِي

''(کامیابی کی) خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔
اور خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھنے والے کو دیکھا۔''

اللہ انہیں اپنی جنتوں میں داخل کرے اور محمد رسول پر درود و سلام کی بارش برسائے۔

ارشاد الرحمٰن

لاہور

صفر ۱۴۲۳ھ مئی ۲۰۰۲ء



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عطاء بن ابی رباحؒ

ہم اس وقت ستانوے ہجری کے ماہِ ذوالحجہ کے آخری عشرہ میں ہیں، اللہ کا قدیم گھر بیت اللہ ہر جگہ سے آئے ہوئے اپنے زائرین سے بھرا ہوا ہے۔ ان میں پاپیادہ بھی ہیں اور سوار بھی، بوڑھے بھی ہیں اور جوان بھی، مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی، گورے بھی ہیں اور کالے بھی، عربی بھی ہیں اور عجمی بھی، سردار بھی ہیں اور عام لوگ بھی۔

یہ سب تلبیہ کہتے ہوئے امیدیں اور آرزوئیں لیے ہوئے، عجز و انکساری کے ساتھ اپنے مالک کے حضور حاضری کے لئے جمع ہیں۔

وقت کے خلیفۃ المسلمین اور شاہانِ ارض میں سے عظیم بادشاہ سلیمان بن عبدالملک ننگے سر اور بغیر جوتوں کے بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ بس ایک تہہ بند اور ایک چادر ہے جس سے احرام باندھا ہوا ہے۔ ان کی حالت اُن عام لوگوں کی سی ہے جو بحیثیت مسلمان ان کے بھائی ہیں۔

سلیمان کے پیچھے ان کے دو بیٹے بھی ہیں۔ یہ دونوں بچے اپنی نوعمری کے باعث پہلے دن کے چاند کی مانند خوبصورت اور گلاب کے پھول کی طرح پیارے ہیں۔

جونہی سلیمان طواف سے فارغ ہوتے ہیں اپنے عملہ کے ایک آدمی سے پوچھتے ہیں تمہارے ساتھی (عطاء بن ابی رباح) کہاں ہیں۔

آدمی نے مسجد حرام کے مغربی کونے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا: وہ وہاں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

سرکاری عملہ کے ایک آدمی نے آگے بڑھ کر خلیفہ کے لئے راستہ بنانا چاہا تاکہ انہیں لوگوں کے ہجوم سے بچایا جا سکے اور وہ جلد اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ جائیں۔

سلیمان نے آدمی کے اس عمل کو دیکھ کر اسے پیچھے ہٹا دیا اور کہا:

"یہ وہ جگہ ہے جہاں شاہ و گدا سب برابر ہیں۔"



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہاں سوائے تقویٰ اور بارگاہ الٰہی میں قبولیتِ اعمال حسنہ کے کسی کو کسی پر کوئی فوقیت و برتری حاصل نہیں ہے۔

یہاں کتنے ہی بوسیدہ حال آئے ہیں جن کا آنا اللہ کے ہاں قبول و منظور ٹھہرا لیکن بادشاہوں کو یہ سعادت نصیب نہ ہوئی ہو۔

سلیمان اس آدمی کی جانب بڑھتے ہیں جس کے پاس جانا چاہتے ہیں لیکن وہ ابھی تک اپنی نماز میں ہی مشغول، رکوع و سجود میں مستغرق، دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہے۔

لوگ اس کے داہنے اور باہنے منتظر بیٹھے ہیں۔ سلیمان بھی ان کے ساتھ وہیں بیٹھ جاتے ہیں جہاں مجلس کا آخری آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے دونوں بیٹے بھی ساتھ ہی ہیں۔

دونوں نوخیز بچے اس آدمی کو غور سے دیکھتے ہیں جس سے ملنے کے لئے امیر المومنین آئے ہیں اور عام لوگوں کے ساتھ اس آدمی کی نماز کے اختتام کے منتظر ہیں۔

بچے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حبشی بوڑھا ہے جس کی ساری چمڑی ہی سیاہ ہے، بال سخت قسم کے گھنگریالے ہیں اور ناک انتہائی چپٹی ہے۔ یہ آدمی نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ اپنا پہلو اس طرف پھیرتا ہے جدھر خلیفہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ خلیفہ انہیں سلام کرتا ہے تو وہ بھی اسی قدر جواب دیتے ہیں۔ اب خلیفہ ان کی طرف متوجہ ہو کر مناسک حج میں سے ایک ایک منسک کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور وہ ہر سوال کے جواب میں علم کے دریا بہا رہے ہیں۔ اپنی بات کو اس قدر مفصل بیان کرتے ہیں کہ کسی اضافے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، ہر بات کی سند اور شہادت، رسول اللہؐ کے قول و فعل سے مہیا کرتے ہیں۔

جب خلیفہ کے تفہیم طلب مسائل مکمل ہو جاتے ہیں تو خلیفہ ان کے لئے جزائے خیر کی دعا کرتے ہوئے اپنے بیٹوں سے کہتا ہے کہ اٹھو چلیں۔ وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ تینوں باپ بیٹے صفا و مروہ کے درمیان سعی کے مقام کی طرف چل نکلتے ہیں۔

ابھی یہ وفد ثلاثہ راستے میں ہی ہے کہ کوئی پکارنے والا پکارتا ہے: اس مقام پر عطاء بن ابی رباح کے علاوہ کسی کو فتویٰ دینے کی اجازت نہیں! اگر عطاء موجود نہ ہوں تو عبداللہ بن ابی نجیح یہ فریضہ سر انجام دیں گے۔

دونوں بچوں میں سے ایک نے یہ اعلان سن کر باپ کی طرف دیکھا اور کہا:

امیر المومنین کا ایک نمائندہ لوگوں کو کیسے یہ حکم دے رہا ہے کہ وہ عطاء بن ابی رباح اور اس کے ساتھی کے علاوہ کسی اور سے فتویٰ نہ لیں۔ جبکہ ہم تو ایک ایسے شخص سے سوال پوچھ کر آئے ہیں جس نے خلیفہ وقت کو کوئی اہمیت نہیں دی اور نہ ہی ان کی تعظیم کا حق ادا کیا ہے!!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سلیمان بیٹے کی یہ بات سن کر گویا ہوا: بیٹا! یہ شخص جسے آپ نے دیکھا ہے اور اس کے سامنے ہماری عاجزی کو بھی ملاحظہ کیا ہے وہ مسجد حرام کے مفتی عطاء بن ابی رباح ہیں۔ اس منصب عظیم میں وہ عبداللہؓ بن عباس کے وارث اور جانشین ہیں۔

پھر ساتھ ہی سلیمان نے کہا: بیٹو! علم حاصل کرو! علم ایک پست آدمی کو بلندی، گمنام کو شہرت اور غلاموں کو بادشاہوں کے منصب عطا کرتا ہے۔

.....

سلیمان بن عبدالمالک نے علم کی شان میں جو کچھ کہا ہے اس میں کوئی مبالغہ آمیزی نہیں ہے بلکہ یہ حقیقت ہے۔ عطاء بن ابی رباح بچپن میں مکہ کی ایک عورت کے زرخرید غلام تھے لیکن اللہ ذوالجلال نے اس حبشی غلام کو اس طرح عزت و تکریم بخشی کہ وہ صغرسنی سے ہی شاہراہ علم پر گامزن ہو گیا۔ اس نے اپنا وقت تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

ایک حصے میں وہ اپنی مالکہ کی خدمت کا فرض ادا کرتا، فرض کی اس ادائیگی میں وہ خدمت کا حق ادا کر دیتا۔

دوسرے حصے کو اس نے اللہ کی عبادت کے لئے خالص کر رکھا تھا اور اس وقت میں وہ عبادت کا بہترین حق ادا کرتا۔

تیسرے حصے میں وہ علم حاصل کرتا۔ صحابہ رسولؐ میں سے جو بقید حیات تھے یہ علم و عرفان کے بہتے ہوئے صاف و شفاف سرچشمے تھے۔ عطاء ان سے کسب فیض کرتا۔

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے اس قدر یہ دولت جمع کی کہ علم و فقہ اور حدیث رسولؐ سے اپنے سینے کو بھر لیا۔

.....

مالکہ نے جب محسوس کیا کہ اس کے غلام نے اللہ سے اپنے نفس کا سودا کر لیا ہے اور اپنی زندگی کو حصول علم کے لئے وقف کر رکھا ہے تو اس نے غلام کو اس کے فرائض کی ادائیگی سے ہی نہیں بلکہ مکمل طور پر آزاد کر دیا۔ اس نے یہ کام اللہ کی خاطر کیا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس غلام سے اسلام اور مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچا دے۔

آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہونے کی دیر تھی کہ عطاء بن ابی رباح نے بیت اللہ کو اپنا مستقر بنا لیا۔ یہی بیت اللہ ان کا مکان تھا جہاں وہ رہتے تھے۔ یہی ان کا مدرسہ تھا جہاں وہ تعلیم حاصل کرتے تھے اور یہی ان کی جائے نماز تھی جہاں وہ تقویٰ و طاعت کی روش اختیار کر کے اپنے رب کا قرب حاصل کرتے تھے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مؤرخین کا کہنا ہے کہ مسجد حرام تقریباً بیس برس تک عطاء بن ابی رباح کا بچھونا بنی رہی۔

.....

اس جلیل القدر اور عظیم الشان تابعی نے اندازوں سے ماورا رتبہ علم کو پالیا تھا۔ علم کی اس بلند مرتبت پر ان کے معاصرین میں سے چند ایک ہی پہنچ سکے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر عمرہ کے ارادے سے مکہ آئے تو لوگ ان سے مسائل پوچھنے اور فتویٰ لینے کے لئے ان کے ہاں جمع ہو گئے۔ عبداللہؓ نے لوگوں کے اس ذوق وشوق کو دیکھ کر کہا:

اے باشندگان مکہ! مجھے تعجب ہے کہ تم مجھ سے سوال پوچھ رہے ہو جبکہ عطاء بن ابی رباح تمہارے درمیان موجود ہیں؟

.....

عطاء بن ابی رباحؒ نے دین وعلم کے رتبہ سے جو کچھ پایا تھا اس میں دو خوبیاں بڑی نمایاں اور منفرد تھیں۔

۱) انہوں نے اپنے نفس پر اس قدر مضبوط گرفت قائم کر رکھی تھی کہ خواہشات اسے بے فائدہ جگہوں پر نہیں لے جا سکتی تھیں۔

۲) انہوں نے اپنے وقت پر اپنی گرفت کو مضبوط کر رکھا تھا، وہ اسے فضول گفتگو اور بے فائدہ کاموں میں صرف نہیں کرتے تھے۔

محمد بن سوقہ غلام تھے اور کوفہ کے علما میں ان کا شمار ہوتا تھا، انہوں نے ملاقات کے لئے آئے ہوئے ایک وفد سے بیان کیا: ''میں تمہیں ایک بات نہ سناؤں؟ ہو سکتا ہے تمہیں وہ بات فائدہ پہنچائے، مجھے بھی اس سے نفع ہوا ہے۔'' وفد نے کہا کیوں نہیں ضرور سنایئے!

محمد بن سوقہ بولے: ''عطاء بن ابی رباح نے ایک دن مجھے نصیحت کرتے ہوئے کہا:

اے میرے بھائی کے بیٹے! ''ہم سے پہلے لوگ فضول گفتگو کو ناپسند کرتے تھے۔''

میں نے کہا: فضول گفتگو سے کیا مراد ہے؟

انہوں نے کہا کہ: وہ ہر بات کو فضول خیال کرتے تھے، سوائے اس کے کہ: کتاب اللہ کو پڑھا اور سمجھا جائے۔ حدیث رسول کو روایت کیا اور دہرایا جائے۔ نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا جائے۔ علم سیکھا یا سکھایا جائے کہ اس کے ذریعہ تقرب الٰہی حاصل ہو۔ یا یہ کہ تو اپنی ناگزیر ضرورت اور معاش سے متعلق کوئی گفتگو کرے۔''

پھر عطاء نے میرے چہرے کی طرف دیکھا اور فرمایا:

''کیا تم اس بات سے بے پروا ہو گئے ہو کہ: اِنَّ عَلَیْکُمْ لَحَافِظِیْنَ ○ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(الانفطار: ۱۰-۱۱) ''تمہارے اوپر نگران مقرر ہیں، وہ معزز لکھنے والے (فرشتے) ہیں''۔

تم میں سے ہر کسی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں: عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ○ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ○ (ق: ۱۷-۱۸) ''وہ (انسان کے) دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ کوئی لفظ اس کی زبان سے نہیں نکلتا جسے محفوظ کرنے کے لئے ایک حاضر باش نگران موجود نہ ہو۔''

پھر عطاؒ نے فرمایا:

''اگر وہ رجسٹر جسے ہم میں سے کوئی شخص دن کے آغاز میں ہی بھر دیتا ہے اسے کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ اس میں اکثر اعمال واقوال ایسے دیکھے گا کہ ان کا تعلق نہ اس کے دین سے ہے نہ دنیا سے تو کیا اسے شرم نہیں آئے گی؟''

.....

اللہ تعالیٰ نے عطاء بن ابی رباح کے علم سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو فائدہ پہنچایا۔ ان لوگوں میں وہ بھی تھے جو علم میں تخصص رکھتے تھے اور وہ بھی تھے جو صنعت وحرفت سے وابستہ اور عام لوگ تھے!

امام ابوحنیفہؒ النعمان بیان کرتے ہیں:

مجھ سے حج کے موقع پر مکہ میں پانچ مقامات پر مناسک حج میں خطا ہوئی تو ایک حجام نے مجھے وہ مناسک سکھائے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب میں نے چاہا کہ حلق کروا کے احرام اتار دوں۔ لہٰذا میں ایک حجام کے پاس آیا اور اس سے کہا: حلق کتنے میں کرو گے؟

اس نے کہا: اللہ تجھے ہدایت دے! عبادت میں بھاؤ تاؤ نہیں کرتے، بیٹھ جاؤ، جو میسر ہو دے دینا۔

میں کچھ شرمندہ ہوا اور بیٹھ گیا۔ لیکن میں قبلہ رو ہو کر نہ بیٹھا۔ اس نے مجھے اشارہ کیا کہ میں قبلہ رو ہو کر بیٹھوں۔ مجھے اس پر اور زیادہ شرمندگی ہوئی۔ پھر میں نے اس کے سامنے سر کی بائیں جانب کی تاکہ وہ وہاں سے حلق شروع کرے۔

اس نے کہا: دائیں جانب ادھر کیجئے!

میں نے دائیں جانب اس کے سامنے کر دی۔ وہ میرے بال مونڈ رہا تھا اور میں خاموش بیٹھا متعجب نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میری یہ کیفیت دیکھ کر اس نے کہا: میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم خاموش بیٹھے ہو؟ تکبیر پڑھتے جاؤ۔ اس پر میں تکبیر پڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ فارغ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا تاکہ اپنی منزل کی طرف جاؤں۔

اس نے کہا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: اپنی رہائش کی طرف!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حجام کہنے لگا: پہلے دو رکعت پڑھو پھر جہاں چاہو جاؤ۔ میں نے دو رکعت پڑھیں اور دل میں ہی سوچا کہ کوئی عام حجام تو اس طرح کے مسائل سے واقف نہیں ہو سکتا یہ تو اہل علم کا کام ہے۔

میں نے اس سے پوچھا: یہ مناسک جو آپ نے مجھے بتائے ہیں کہاں سے سیکھے ہیں؟

اس نے کہا: اللہ تیرا بھلا کرے، میں نے عطاء بن ابی رباح کو اس طرح کرتے دیکھا اور ان سے یہ مناسک سیکھ لیے اور اب لوگوں تک پہنچا رہا ہوں۔

.....

دنیا نے عطاء بن ابی رباح کے قدموں میں ڈھیر ہونا چاہا لیکن اس مرد عظیم نے اسے سختی کے ساتھ ٹھکرا دیا اور ہرگز کوئی اہمیت نہ دی۔ ساری عمر جو قمیص پہنتے رہے اس کی قیمت پانچ درہم سے زاید نہ ہوتی تھی۔

خلفائے بنو امیہ نے انہیں اپنی مصاحبت کی دعوت دی لیکن انہوں نے اس خوف سے کہ خلفا کی دنیا داری کے باعث میرا دین تباہ ہو جائے گا، اس دعوت کو قبول نہ کیا لیکن اس کے باوجود جب وہ مسلمانوں اور اسلام کا کوئی فائدہ دیکھتے تو چل کر ان خلفا کے پاس جاتے۔

عثمان بن عطاء خراسانی نے ایسا ہی ایک واقعہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں:

میرے والد اور میں ہشام بن عبدالملک سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے۔ جب دمشق کے قریب پہنچے تو سیاہ رنگ کے گدھے پر سوار ایک بزرگ ہمیں ملے، وہ موٹی سی کھردری قمیص، بوسیدہ ساجہ اور سر سے چمٹی ہوئی ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ پاؤں میں لکڑی کے جوتے تھے۔

میں انہیں دیکھ کر ہنس پڑا اور اپنے والد سے کہا: یہ کون ہیں؟

والد نے کہا! خاموش رہو، یہ فقہائے حجاز کے سردار عطاء بن ابی رباح ہیں۔

جب یہ بزرگ ہمارے قریب پہنچے تو میرے والد اپنے خچر سے نیچے اتر آئے۔ وہ بھی اپنے گدھے سے اتر پڑے۔ ان دونوں بزرگوں نے باہم معانقہ کیا اور ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کیا۔ پھر دونوں اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے اور چل پڑے یہاں تک کہ ہم ہشام بن عبدالملک کے محل پر جا پہنچے۔ تھوڑے سے انتظار کے بعد انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی گئی۔

جب ملاقات کر کے یہ دونوں واپس آئے تو میں نے اپنے باپ سے پوچھا:

مجھے بھی سنائیے کہ خلیفہ کے ساتھ آپ کی کیا بات چیت ہوئی ہے؟

والد نے جواب دیتے ہوئے کہا: جب ہشام کو معلوم ہوا کہ عطاء بن ابی رباح دروازے پر کھڑے ہیں تو اس نے فوراً اندر آنے کی اجازت دے دی۔

اللہ کی قسم! مجھے بھی ان کی وجہ سے داخلہ نصیب ہوا، ورنہ میں تو وہاں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ جب



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہشام نے عطاءؒ کو دیکھا تو ان الفاظ کے ساتھ استقبال کرنے لگا: مرحبًا مرحبًا، خوش آمدید! خوش آمدید! ھٰھُنَا ھٰھُنَا تشریف لائیے! تشریف لائیے!

ہشام مسلسل ھٰھُنَا ھٰھُنَا کے الفاظ کہے جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ عطاء بن ابی رباح کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھالیا اور ان کے سامنے بیٹھ کر ان کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا لیے۔

اس وقت مجلس میں بڑے بڑے معزز لوگ بھی بیٹھے تھے وہ گفتگو میں مصروف تھے مگر فوراً خاموش ہو گئے۔

ہشام نے عطاء بن ابی رباح کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا:

اے ابو محمد کیسے تشریف لائے؟

عطاء بن ابی رباح: اے امیر المومنین! مکہ و مدینہ کے باشندے اللہ اور اس کے رسولؐ کے پڑوسی ہیں۔ آپ ان میں ان کا غلہ اور دیگر وظائف وغیرہ تقسیم کرنے کا حکم جاری کیجیے!

ہشام بن عبدالملک نے کہا: ٹھیک ہے جناب!

اور کاتب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے غلام! اہل مکہ و مدینہ کا غلہ اور دیگر عطیات ایک سال کیلئے انہیں جاری کرنے کا حکم لکھو!

پھر ہشام نے پوچھا: ابو محمد! اس کے علاوہ کوئی اور مسئلہ؟

عطاء نے کہا: ہاں! امیر المومنین اور مسئلہ بھی ہے!

اہل حجاز اور اہل نجد اصل عرب اور اسلام کی قیادت ہیں ان لوگوں کو انہی کے صدقات کا زیادہ حصہ واپس کر دیجیے!

ہشام: کر دیتے ہیں جناب!

اے غلام! اہل حجاز و نجد کے لئے ان کے صدقات کی واپسی کا حکم لکھ دو!

اے ابو محمد! کوئی اور حاجت؟

عطاء: ''ہاں! اور حاجت بھی ہے!

اے امیر المومنین، سرحدوں پر رہنے والے لوگ تمہارے دشمن کے منہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ ہر اس شخص سے لڑتے ہیں جو مسلمانوں کی طرف برے ارادے سے آنے کی کوشش کرے۔ اگر یہ لوگ ختم ہو گئے تو سلطنت کی سرحدیں غیر محفوظ ہو جائیں گی۔ آپ ان کے لئے اس قدر غلہ کی فراہمی کا حکم دے دیں کہ ان کی خستہ حالی دور ہو سکے۔''

ہشام: درست جناب!

اے غلام! سرحدات پر آباد لوگوں کے لئے بھی غلہ کا حکم لکھ دو''۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے ابومحمد! کوئی اور ضرورت؟

عطاء: ''ہاں! امیر المومنین اور ضرورت بھی ہے!

سلطنت کے ذمی لوگوں سے جزیہ اس قدر وصول نہ کرو جس کے ادا کرنے کی ان میں طاقت نہیں۔ آپ کو ان سے جو بھی مل جائے وہ تمہارے دشمن کے خلاف تمہارے لیے مددگار رہی ہے۔''

ہشام: سر تسلیم خم جناب!

اے غلام! لکھ دو کہ ذمیوں سے طاقت و برداشت سے بڑھ کر جزیہ وصول نہ کیا جائے۔

اے ابومحمد! اس کے علاوہ کوئی اور حاجت؟

عطاء: ''ہاں ایک اور حاجت ابھی باقی ہے!

سنیے! اے امیر المومنین، اپنے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہیے۔

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ تنہا پیدا ہوئے تھے، تنہا ہی مریں گے۔ تنہا ہی قیامت کے روز اٹھائے جائیں گے، اور تنہا ہی آپ سے حساب لیا جائے گا، اللہ کی قسم! جن کو آپ اپنے اردگرد دیکھتے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس وقت آپ کے ساتھ نہ ہوگا۔''

ہشام نے یہ الفاظ سنے تو سر جھکا لیا، زمین کریدرہے تھے اور روتے جارہے تھے۔''

(عطاء خراسانی جو عطاء بن ابی رباح کے ساتھ تھے، کہتے ہیں)

عطاء بن ابی رباح اٹھ کھڑے ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہی اٹھ گیا۔ جب ہم دروازے پر پہنچے تو وہاں ایک آدمی تھا جس نے اپنے پیچھے ایک تھیلی چھپا رکھی تھی۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس تھیلی میں کتنے درہم و دینار تھے۔ اس شخص نے عطاء کی طرف یہ تھیلی بڑھاتے ہوئے کہا: یہ لے لیجئے! امیر المومنین نے آپ کے لئے بھیجی ہے۔

عطاء نے کہا: اسے مجھ سے دور لے جاؤ! وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَٰلَمِينَ (الشعراء:۱۰۹) ''میں اس (خیر خواہی) پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا میرا اجر و بدلہ تو اللہ رب العٰلمین کے ذمے ہے''۔

اللہ کی قسم عطاء خلیفہ کے پاس گئے، بیٹھے اور واپس آ گئے لیکن پانی کا ایک قطرہ تک نہ پیا۔

.....

عطاء بن ابی رباح نے سو سال عمر پائی جسے انہوں نے علم و عمل کی برکات اور خیر و تقویٰ سے بھر دیا۔ اس عمر کو انہوں نے اس متاع دنیا سے بچا کے رکھا جو لوگوں کے پاس تھی۔ اس لئے کہ انہیں اس متاع کثیر میں رغبت تھی جو اللہ کے ہاں موجود ہے!

۱۱۵ھ میں جب انہیں موت آئی تو دنیا کا تھوڑا سا سامان ان کی کل کائنات تھا۔ مگر اعمال



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آخرت کا بہترین اور کثیر ذخیرہ ان کے پاس موجود تھا۔

انہوں نے علم و فضل و تقویٰ اور عمل کی اس زندگی میں ستر حج کیے تھے اور ان مواقع پر وہ ستر مرتبہ عرفات میں ٹھہرے جہاں انہوں نے اللہ سے اس کی رضا اور جنت کا ہی سوال کیا اور اس کی ناراضی و آگ سے پناہ ہی مانگی!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عامر بن عبداللہ تمیمیؒ

اس وقت ہم چودہ ہجری میں ہیں۔

یہ ہدایت کے جلیل القدر سپوت صحابہؓ اور تابعینؒ کا دور ہے جو خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن خطابؓ کے حکم پر بصرہ شہر کی حد بندی کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے عزم کیا تھا کہ وہ اس جدید شہر میں ایران میں مصروف جہادی لشکروں کے لئے ایک چھاؤنی بنائیں گے۔ دعوت الی اللہ کا ایک مرکز تعمیر کریں گے اور زمین پر اعلائے کلمۃ اللہ کا نماز ایک مینار بنائیں گے۔

مسلمانوں کے لشکروں کے لشکر جزیرہ عرب کے ہر کونے سے اس نوخیز شہر کی جانب رواں دواں ہیں۔

نجد سے اہل نجد آ رہے ہیں۔

حجاز سے حجازی آ رہے ہیں۔

یمن سے یمنی تشریف لا رہے ہیں۔

یہ وفد اور لشکر چاہتے ہیں کہ سلطنت کی سرحدوں پر چلے جائیں تاکہ وہ خطرہ باقی نہ رہے جو ان سرحدوں کے خالی رہنے سے ہو سکتا ہے۔

بصرہ کی طرف آنے والے ان جملہ مہاجرین میں نجد سے بنی تمیم کا ایک نوجوان بھی ہے جسے عامر بن عبداللہ التمیمی العنبری کہتے ہیں۔

.....

عامر بن عبداللہ ان دنوں آغاز شباب میں تھے۔ نرم و نازک جلد، چمکتے ہوئے روئے مبارک، صاف و شفاف دل اور پاکیزہ و متقی نفس کے مالک تھے۔ بصرہ ان دنوں مسلمانوں کے دیگر شہروں کی نسبت ہر چیز سے مالا مال اور دولت و ثروت سے گرانبار تھا۔ اس لئے کہ یہاں میدان جنگ سے مال غنیمت بکثرت اکٹھا ہوتا تھا اور خالص سونے کی ڈھلائی کا کام بھی یہاں خوب تھا۔ لیکن نوجوان عامر بن



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبداللہ کو اس سب کچھ میں ذرا دلچسپی نہ تھی۔ اللہ کے ہاں نیک بندوں کے لئے جو کچھ ہے وہ اس میں رغبت رکھنے کی بنا پر ہر اس چیز سے بے نیاز ہو چکے تھے جو لوگوں کے پاس ہے۔ وہ اللہ اور اس کی خوشنودی کی خاطر دنیا اور اس کی رونق سے بے پروا ہو گئے تھے۔

.....

اس وقت بصرہ کے بطل اور سرخیل ابوموسیٰ اشعریؓ تھے۔ آپ اس خوب صورت و نوخیز شہر کے گورنر تھے۔ اور آپ ہی ان تمام لشکروں کے قائد بھی تھے جو یہاں سے مختلف علاقوں کی طرف نکلتے تھے۔

جی ہاں! ابوموسیٰ اشعریؓ!

ابوموسیٰ اشعریؓ ہی اہل شہر کے امام، معلم اور رہنما و قائد تھے۔

.....

عامر بن عبداللہ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کا دامن پکڑ لیا۔

جنگ ہو یا امن، سفر ہو یا حضر، عامر انہی کے ہو کر رہ گئے۔

ان سے کتاب اللہ کا اس طرح تر و تازہ علم حاصل کیا جس طرح قلب محمدؐ پر اس کا نزول ہوا تھا۔

ان سے صحیح و موصول بالنبیؐ احادیث روایت کیں۔

اور تفقہ فی الدین کا ملکہ بھی انہی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتے حاصل کیا۔

جب مطلوب علم کا حصول تکمیل کو پہنچ گیا تو عامر نے اپنی زندگی کے لمحات کو تین حصوں میں تقسیم کر لیا۔

-- ایک حصہ ذکر کے حلقوں میں شریک رہتے۔ جامع بصرہ میں بیٹھ کر لوگوں کو قرآن پڑھاتے۔

-- دوسرا حصہ عبادت کی تنہائیوں میں گزارتے۔ اس میں اللہ کے حضور کھڑے ہو کر اپنے آپ کو اس قدر تھکا ڈالتے کہ پاؤں متورم ہو جاتے۔

-- تیسرا حصہ میدانِ جہاد میں گزارتے، راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے اپنی تلوار کے جوہر دکھاتے۔

انہوں نے اپنی زندگی میں ان تین چیزوں کے علاوہ کسی اور چیز کے داخلے کی گنجائش ہی نہیں چھوڑی تھی اور وہ اپنی اس زندگی کے باعث ''بصرہ کے عابد و زاہد'' مشہور ہو گئے تھے۔

.....

عامر بن عبداللہ سے متعلق جو کچھ مشہور ہے اس میں یہ ایک واقعہ ہے جو اہل بصرہ میں سے ہی کسی نے بیان کیا ہے، بیان کرنے والا کہتا ہے:

میں ایک سفر میں اس قافلہ میں شریک تھا جس میں عامر بن عبداللہ بھی تھے۔ دوران سفر رات ہو گئی۔ قافلہ درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس ٹھہر گیا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عامر نے اپنا سامان سمیٹا، سواری کو درخت سے باندھ کر اس کی رسی دراز کر دی۔ گھاس پھونس اکٹھا کر کے اس کے آگے ڈال دیا تا کہ کھا کر پیٹ بھر لے اور خود جھنڈ میں داخل ہو گئے اور دور نکل گئے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ: آج میں لازمی ان کا پیچھا کروں گا اور دیکھوں گا کہ یہ رات کو اس جھنڈ میں کیا کرتے ہیں۔ میں دیکھتا رہا کہ عامر چلتے گئے حتیٰ کے درختوں کے ایک گنجان مقام پر جا پہنچے، جہاں سے کسی کو نظر نہ آ سکتے تھے۔ قبلہ رو ہوئے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

میں نے ان سے بہتر، مکمل اور خشوع خضوع سے بھرپور کسی کی نماز نہیں دیکھی۔

اللہ نے جس قدر چاہا انہوں نے نماز پڑھی، فارغ ہوئے تو اللہ سے دعا و مناجات شروع کر دی، انہوں نے جو کچھ اس وقت کہا اس میں سے چند باتیں یہ ہیں:

☆ ''اے میرے اللہ تو نے مجھے اپنے حکم سے پیدا فرمایا اور اس دنیا جو آزمائشوں کی جنگاہ ہے میں لا کھڑا کیا، پھر مجھ سے کہا کہ: اپنا نفس قابو میں رکھو.....''

☆ الٰہی! تو جانتا ہے کہ اگر یہ ساری دنیا میرے پاس ہو اور پھر مجھ سے تیری رضا کا مطالبہ کیا جائے تو میں اس کے بدلے یہ ساری دنیا دے ڈالوں گا.....''

''لہٰذا اے ارحم الراحمین! تو مجھے دنیا کی بجائے میرا نفس میرے حوالے کر دے، یعنی میرے قابو میں کر دے۔''

☆ ''الٰہی میں نے تجھ سے جو محبت کی ہے اس نے میری ہر مصیبت کو آسان کر دیا ہے اور مجھے ہر طرح کے فیصلے کو بخوشی قبول کرنے پر راضی کر دیا ہے۔ اب تیری اس محبت کی بنا پر جو میں صبح و شام تجھ سے کرتا ہوں مجھے دنیا کی کوئی پروا نہیں رہی!''

.....

واقعہ بیان کرنے والا یہ بصری شخص کہتا ہے:

پھر مجھے نیند نے آ لیا اور میں سو گیا، میں نے اپنی نیند پوری کر لی اور بیدار ہوا تو دیکھا کہ عامر اپنی جگہ پر کھڑے ہیں، دعا و مناجات کا سلسلہ جاری ہے حتیٰ کہ صبح طلوع ہو گئی، عامر نے دیکھا کہ فجر کی نماز کا وقت ہو گیا ہے تو انہوں نے فرض نماز ادا کی پھر اللہ کے حضور دست بہ دعا ہو گئے:

''اے اللہ صبح ہو گئی ہے، ابھی ابھی لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور تیرا فضل تلاش کرنا شروع کر دیں گے.....

ان میں ہر کسی کو کوئی نہ کوئی ضرورت ہو گی۔

اللہ! عامر اپنی ضرورت تیرے حضور یہ پیش کرتا ہے کہ تو اس کو بخش دے.....

اے اللہ! اے اکرم الاکرمین! میری ضرورت بھی پوری فرما اور ان سب لوگوں کی بھی.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے اللہ! میں نے تجھ سے تین چیزوں کا سوال کیا تھا۔ تو نے میرے دو سوال پورے کر دیے۔ مگر ایک سے مجھے محروم رکھا۔

اے اللہ میرا یہ تیسرا سوال بھی پورا کر دے تا کہ میں جب چاہوں اور جس طرح چاہوں تیری عبادت کر سکوں.....''

اس کے بعد عامر اپنی جگہ سے اٹھے تو ان کی نظر میرے اوپر پڑ گئی۔ ان کو معلوم ہو گیا کہ میں رات بھر یہاں بیٹھا رہا ہوں۔ اس پر انہیں رنج اور افسوس ہوا۔ تاسف کرتے ہوئے کہنے لگے:

''اے میرے بصری بھائی! میرا خیال ہے تو مجھے رات بھر دیکھتا رہا ہے؟''

میں نے کہا: ہاں۔

عامر: ''تو نے میرا جو عمل عبادت دیکھا ہے اس کو چھپا رکھنا، کسی کو نہ بتانا۔ اللہ تیری پردہ پوشی کرے گا۔''

میں نے کہا: اللہ کی قسم! آپ مجھے وہ تین چیزیں بتائیں جن کا سوال آپ نے اللہ سے کیا ہے۔ ورنہ میں نے جو کچھ آج رات دیکھا ہے لوگوں کو بتا دوں گا۔

عامر: ''اللہ تجھ پر رحم کرے! ایسا نہ کرنا''۔

میں نے کہا: اس طرح نہیں ہو سکتا، پہلے میرا مطالبہ پورا کریں۔

جب انہوں نے دیکھا کہ یہ پوچھنے پر بضد ہے تو کہنے لگے:

''ایک صورت میں تجھے بتا سکتا ہوں کہ تو مجھے اللہ کی قسم دے، یعنی حلفاً وعدہ کرے کہ کسی کو نہیں بتائے گا۔''

میں نے کہا: میرا آپ کے ساتھ حلفاً وعدہ ہے کہ آپ کا یہ راز جب تک آپ زندہ ہیں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

تب عامر کہنے لگے:

''دین کے معاملے میں مجھے سب سے زیادہ خطرہ عورتوں سے تھا۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ اللہ میرے دل سے عورت کی محبت نکال دے۔ اللہ نے میری یہ دعا قبول کر لی حتیٰ کہ اب یہ کیفیت ہے کہ دیوار کو دیکھنا اور عورت کو دیکھنا میرے لئے برابر ہے۔''

میں نے کہا: یہ تو ہوئی تین میں سے ایک، دوسری کیا ہے؟

عامر: ''دوسری یہ کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ میں تیرے سوا کسی اور سے نہ ڈروں، اللہ نے یہ دعا بھی قبول کر لی۔ اب زمین و آسمان کی کسی چیز سے میں نہیں ڈرتا سوائے اللہ کے۔''

میں نے کہا: تیسری بات کیا؟

عامر: ''میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ میری آنکھوں سے نیند ختم کر دے تا کہ میں جس طرح



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چاہوں دن رات اللہ کی عبادت کرتا رہوں لیکن اللہ نے میری یہ دعا قبول نہ کی۔"

میں نے جب یہ بات سنی تو کہا: جناب! اپنے اوپر کچھ رحم کریں، آپ تو رات کھڑے ہو کر اور دن روزہ رکھ کے گزارتے ہیں..... جبکہ جنت تو اس سے کم اعمال کی انجام دہی پر مل جائے گی اور جہنم سے رہائی ہو جائے گی۔

عامر: "مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں اس مقام پر شرمندہ نہ ہو جاؤں جہاں شرمندگی کوئی فائدہ نہ دے گی۔

"اللہ کی قسم! میں عبادت کے معاملے میں اس قدر ضرور اجتہاد کروں گا جس قدر مجھے اجتہاد کرنے کی توفیق ملے گی۔ اگر میں نجات پا گیا تو یہ اللہ کی رحمت کے باعث ہوگا اور اگر جہنم میں چلا گیا تو یہ میرے اعمال کا نتیجہ ہوگا۔"

.....

عامر بس عابد اللیل ہی نہ تھے بلکہ فارس النہار بھی تھے۔ جونہی کوئی اعلان کرنے والا جہاد فی سبیل اللہ کے لئے منادی کرتا، عامر ان سب سے آگے ہوتے جو اس ندا پر لبیک کہتے۔ وہ جب بھی کسی غزوہ کے لئے نکلتے تو لوگوں میں سے ایسے افراد کو تاکنا شروع کر دیتے جن کو رفقائے سفر بنانا ہوتا۔

جب کسی پر نظر انتخاب پڑتی تو ان سے کہتے:

جناب! میں چاہتا ہوں کہ تمہاری رفاقت نصیب ہو، لیکن تین شرائط پر!

لوگ پوچھتے، وہ تین شرائط کیا ہیں؟

عامر: "پہلی یہ کہ میں تمہارا خدمتگار رہوں گا، خدمت کا یہ حق تم میں سے کوئی کسی وقت بھی مجھ سے نہیں چھینے گا۔

دوسری یہ کہ تمہارا مؤذن بھی میں ہوں گا۔ ندائے صلاۃ کی ادائیگی کا یہ فریضہ تم میں سے کوئی مجھ سے نہیں چھینے گا۔

تیسری یہ کہ میں اپنی استطاعت کے مطابق تم پر خرچ کروں گا۔"

اگر لوگ کہتے کہ ہمیں آپ کے مطالبات منظور ہیں تو عامر ان کے ساتھ ہو لیتے۔

جب کبھی کوئی شخص ان سے یہ تینوں خدمات چھین لیتا تو وہ ان کو چھوڑ کر کسی اور کے ساتھ جا ملتے۔

.....

عامر بن عبداللہ ان مجاہدین میں سے تھے جو خطرے کے وقت کثیر تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں، لیکن طمع ولالچ کے وقت دیکھے بھی نظر نہیں آتے۔

وہ گھمسان کے رن میں اس قدر جا کودتے تھے کہ ان کی مانند کوئی اور ایسی شجاعت کا مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ مگر مال غنیمت کی تقسیم کے وقت اس قدر دور رہتے کہ کوئی اور ان کی اس خوبی کو نہ پا سکتا تھا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سعد بن ابی وقاصؓ جنگ قادسیہ کے بعد کسریٰ کے محلات میں فروکش ہوتے ہیں اور عمرو بن مقرن کو حکم دیتے ہیں کہ مال غنیمت اکٹھا کر کے شمار کیا جائے۔ تاکہ اس کا پانچواں حصہ مسلمانوں کے بیت المال کو بھیجا جا سکے اور بقیہ مجاہدین میں تقسیم کر دیا جائے۔

عمرو بن مقرن کے سامنے مال و دولت اور زر و جواہرات کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ شیشوں سے مرصع بڑی بڑی ٹوکریاں ہیں جو سونے چاندی کے برتنوں سے بھری پڑی ہیں۔ یہ وہ برتن ہیں جن میں شاہان ایران کھایا پیا کرتے تھے۔

ادھر نفیس لکڑی کے صندوق پڑے ہیں جن کے اندر کسریٰ کے لباس تہ بہ تہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس کا گلوبند اور جواہرات و موتیوں سے مرصع زرہیں بھی ہیں۔

یہاں خوشبو کے برتن ہیں جو اعلیٰ و نادر خوشبوؤں سے بھرے ہوئے ہیں۔

دوسری طرف یکے بعد دیگرے بادشاہوں کی نیامیں ہیں جن کے اندر ان کی تلواریں محفوظ ہیں۔ ساتھ ان بادشاہوں اور عسکری قائدین کی تلواریں بھی پڑی ہیں جنہوں نے تاریخ کے کسی دور میں ایرانیوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیے تھے۔

عمال حکومت عامۃ المسلمین کی نگاہوں کے سامنے مال غنیمت گن رہے ہیں۔ اسی دوران قوم کی طرف ایک غبار آلود شخص آتا ہے جو بڑے حجم کا ایک وزنی برتن دونوں ہاتھوں سے اٹھائے ہوئے ہے۔

یہ ایک ایسا برتن تھا کہ لوگوں نے اس سے پہلے ایسا برتن نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی مال غنیمت میں کوئی چیز ایسی تھی جو اس برتن کے برابر قیمتی ہو۔

لوگوں نے اس کے اندر جھانکا تو معلوم ہوا کہ برتن نادر موتیوں اور جواہرات سے بھرا ہوا ہے۔

لوگ اس آدمی سے کہنے لگے جو برتن اٹھا کر لایا تھا: تجھے یہ قیمتی خزانہ کہاں سے ملا ہے؟

آدمی نے کہا: ''مجھے یہ فلاں معرکہ میں.....فلاں جگہ سے ملا ہے''۔

لوگوں نے پوچھا: کیا تو نے اس سے کچھ لیا ہے؟

آدمی: ''اللہ تمہیں ہدایت دے.....اللہ کی قسم! یہ ایک برتن ہے میرے نزدیک تو شاہان ایران کی تمام ملکیت پر کاہ کی حیثیت نہیں رکھتی۔ اگر بیت المال کے حق کا تقاضا نہ ہوتا تو کبھی یہ برتن اٹھا کر تمہارے پاس نہ لاتا۔''

انہوں نے پوچھا: اللہ آپ کو عزت دے، آپ ہیں کون؟

آدمی: ''نہیں اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنا تعارف نہیں کراؤں گا کہ کہیں تم میری تعریف و توصیف نہ شروع کر دو۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں تو اللہ کو تعریف وستائش کے لائق سمجھتا ہوں اور اسی کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں اور اسی سے اجر و ثواب کی توقع رکھتا ہوں۔''

پھر وہ شخص چلا گیا۔

عمال نے ایک آدمی سے کہا کہ اس شخص کے پیچھے جاؤ اور اس کی خبر لاؤ کہ یہ کون ہے۔ آدمی اس کے پیچھے چلتا رہا لیکن اُسے معلوم نہیں تھا کہ میرے پیچھے کوئی آ رہا ہے۔

آدمی اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا اور ان سے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟

ساتھیوں نے کہا: تجھے نہیں معلوم؟

یہ ''بصرہ کے زاہد'' عامر بن عبداللہ التمیمی ہیں۔

.....

عامرؒ بن عبداللہ کے اس قدر بے ضرر اخلاق کے باوجود ان کی زندگی لوگوں کی تکالیف سے محفوظ نہیں۔ ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ایک واقعہ پیش آیا جو برسرِ عام حق بات کہنے، منکر کو منکر سمجھنے اور اس کے ازالہ کی کوشش کرنے والوں کے ساتھ پیش آیا کرتا ہے۔

انہیں ایک ایسی تکلیف پہنچی جس کا سبب محض یہ تھا کہ انہوں نے کسی پولیس انسپکٹر کے ایک ملازم کو دیکھا کہ وہ ایک ذمی کا گلا گھونٹ رہا ہے اور اسے کھینچے جا رہا ہے۔ جبکہ ذمی لوگوں کو مدد کیلئے پکار رہا ہے:

لوگو مجھے چھڑا لو! تمہیں اللہ محفوظ رکھے گا۔ اے گروہ مسلمین! اپنے نبی کے ایک ذمی کو بچا لو۔

یہ پکار سن کر عامر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: کیا تو نے جزیہ ادا کر دیا ہے؟

ذمی: ہاں! ادا کر دیا ہے۔

عامر نے اس آدمی کی طرف دیکھا جو اسے پکڑے ہوئے تھا اور پوچھا:

تو اس سے کیا چاہتا ہے؟

آدمی: میں اسے انسپکٹر کا باغیچہ صاف کروانے کے لئے اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہوں۔

عامر نے ذمی سے پوچھا: کیا تم اس کام کے لئے راضی ہو؟

ذمی: بالکل نہیں۔ یہ تو میرا خون پسینہ بہا دے گا اور میں اپنے بال بچوں کے لئے روزی بھی نہیں کما سکوں گا۔

عامر نے اس آدمی کی طرف دیکھا اور کہا: اسے چھوڑ دو!

آدمی کہنے لگا میں تو نہیں چھوڑوں گا۔

عامر نے جلدی سے ذمی کے اوپر اپنی چادر ڈال دی اور فرمایا: ''اللہ کی قسم! میرے جیتے جی محمدؐ کے عہد کو نہیں توڑا جا سکتا''۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس پر لوگ جمع ہو گئے، انہوں نے عامر کی مدد کی اور اس ذمی کو آدمی کی گرفت سے بزور چھڑا لیا۔ پھر کیا تھا کہ انسپکٹر کے اعوان و انصار میں سے ہر کسی نے عامر پر حکم عدولی کی تہمت لگانا شروع کر دی۔ ان پر جماعت وسنت سے خروج کا الزام لگا دیا۔ انہوں نے کہا:

☆ اس آدمی نے تو شادی نہیں کی۔

☆ جانوروں کا دودھ پیتا ہے نہ گوشت کھاتا ہے۔

☆ ذمہ داران حکومت کی مجلسوں میں آنا اپنی توہین سمجھتا ہے۔

یہ الزام عاید کر کے انہوں نے معاملہ امیر المومنین عثمان بن عفانؓ تک پہنچا دیا۔

.....

خلیفہ مسلمین نے اپنے گورنر کو حکم صادر فرمایا کہ وہ عامر کو اپنے پاس بلا کر ان الزامات کی تحقیق کرے۔ اور مجھے اس کی حقیقت بتائے۔

گورنر بصرہ نے عامر کو بلا بھیجا اور کہا: امیر المومنینؓ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے ان الزامات کے متعلق پوچھوں جو آپ پر عاید کیے گئے ہیں۔

عامر: امیر المومنینؓ نے جو فرمایا ہے اس سے متعلق پوچھیے! کوئی حرج نہیں۔

گورنر: آپ شادی نہ کر کے سنت سے انحراف کر رہے ہیں؟

عامر: ''میرا شادی نہ کرنا سنت رسولؐ سے انحراف نہیں ہے۔ میں تو اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اسلام میں رہبانیت کی گنجائش نہیں ہے۔ میں ایک ایسا آدمی ہوں کہ میں نے چاہا کہ میں تنہا ہی رہوں۔ میں نے صرف اللہ کی خاطر ایسا کیا ہے اور مجھے یہ خوف تھا کہ بیوی اس راہ میں رکاوٹ بنے گی اس لئے شادی نہیں کی۔''

گورنر: آپ گوشت کیوں نہیں کھاتے؟

عامر: ''جب میسر آتا ہے اور جی چاہتا ہے تو کھا لیتا ہوں۔ جب جی نہیں چاہتا، اور اگر جی چاہے لیکن مل نہ سکے تو نہیں کھاتا۔''

گورنر: آپ پنیر کیوں نہیں کھاتے؟

عامر: ''ہم جس علاقے میں رہتے ہیں وہاں مجوسی بھی ہیں یہی لوگ پنیر بناتے ہیں اور یہ ایسی قوم ہے جو ذبیحہ اور مردہ میں کوئی امتیاز نہیں کرتے اور مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ یہ پنیر کہیں کسی مردہ بکری کی اوجھڑی سے نہ بنایا گیا ہو۔ جب کبھی دو آدمی اس بات کی شہادت دے دیں کہ یہ پنیر ذبح شدہ بکری کی اوجھڑی سے بنا ہے تو میں کھا لیتا ہوں۔''

گورنر: سربراہان مملکت وحکومت کی مجالس میں جانے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا ہے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عامر: ''آپ کے دروازے پر اور بہت سے اہل حاجات آتے ہیں، آپ ان کو اپنے پاس بلائیں اور ان کی ضرورتیں پوری کریں اور اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دیں جس کی تمہارے ہاں کوئی ضرورت انکی ہوئی نہیں ہے۔''

.....

عامر بن عبداللہ کا یہ بیان امیر المومنین حضرت عثمان بن عفانؓ تک پہنچا دیا گیا۔ انہوں نے اس میں حکم عدولی والی کوئی بات یا سنت رسولؐ سے خروج کا کوئی شائبہ نہ پایا مگر اس کے باوجود شر کی آگ ٹھنڈی نہ ہوئی اور عامرؒ بن عبداللہ سے متعلق قیل وقال میں اضافہ ہی ہوتا رہا حتیٰ کہ قریب تھا کہ اس پولیس کے آدمی اور دوسرے فریق کے درمیان لڑائی برپا ہو جاتی۔

یہ حالات دیکھ کر حضرت عثمانؓ نے عامرؒ کو بلاد شام کی طرف چلے جانے اور وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ وہاں کے گورنر معاویہؓ بن ابوسفیانؓ کو وصیت کی کہ وہ ان کا شایان شان استقبال کریں اور ان کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔

.....

جس دن عامر نے بصرہ سے شام کے لئے کوچ کا ارادہ کیا، ان کے معتقدوں اور شاگردوں کی خلق کثیر انہیں الوداع کہنے کے لئے جمع ہوگئی۔ یہ لوگ ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہے حتیٰ کہ بصرہ کے بیرونی محلہ ''مربد'' تک چلے گئے۔

وہاں پہنچ کر عامر نے ان سب سے مخاطب ہو کر کہا: میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہتے جاؤ:

لوگوں نے انہیں دیکھنے کے لئے گردنیں بلند کر لیں اور بے حس وحرکت کھڑے نظریں ان پر گاڑے رکھیں۔

عامرؒ نے ہاتھ بلند کیے اور گویا ہوئے:

''اے میرے اللہ! جس نے مجھ پر الزام تراشی کی، مجھ پر بہتان لگایا، اس شہر سے میرے اخراج کا باعث بنا، میرے اور میرے ان بھائیوں کے درمیان تفریق کی وجہ بنا.....

اللہ! میں نے اسے معاف کر دیا ہے! تو بھی اس کو معاف کر دے۔

اسے دین و دنیا میں عافیت سے نواز!

اے ارحم الراحمین! مجھے، اس کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت، عفو اور احسان میں ڈھانپ لے۔''

دعا سے فارغ ہو کر وہ اپنی سواری کی طرف متوجہ ہوئے اور شام کی طرف جانے والے راستے پر گامزن ہو گئے۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عامرؒ نے بقیہ زندگی شام میں ہی گزاری اور ''بیت المقدس'' کو اپنی جائے قرار بنائے رکھا۔ انہیں امیر شام (گورنر معاویہ بن ابوسفیان) کی طرف سے وہی اجلال وتکریم ملا جس کے وہ مستحق تھے۔

جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اس وقت رو رہے تھے۔ ساتھی ان کے پاس گئے اور پوچھا: آپ تو بڑے عابد وزاہد اور متقی و پارسا آدمی ہیں، رو کیوں رہے ہیں؟

عامر: ''اللہ کی قسم میں حرص دنیا پر نہیں رو رہا، نہ مجھے موت کا کوئی خوف رلا رہا ہے۔ میں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ سفر طویل اور زادِ راہ قلیل ہے۔ مجھے تو اب بلندی کی طرف سفر کرنا ہے یا پستی کی جانب گرنا ہے۔ جنت میں جاؤں گا یا جہنم میں گروں گا۔ نہیں معلوم کہ میرا ٹھکانہ ان دونوں میں سے کون سا ہے۔''

پھر انہوں نے لمبے سانس لینا شروع کر دیے اور ان کی زبان ذکر اللہ میں مشغول تھی۔

عامرؒ بن عبداللہ التیمی قبلہ اول، حرم ثالث اور سیرگاہ رسول ﷺ ''بیت المقدس'' کے شہر میں آرام فرما ہیں۔

اللہ عامرؒ کی قبر کو منور فرمائے اور بہشت بریں میں انہیں خوش وخرم رکھے!!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عُروہ بن زبیرؒ

سورج عصر اور مغرب کے درمیانی عرصے میں داخل ہو کر بیت اللہ کے عقب سے اپنی سنہری کرنیں بکھیرنے اور بہترین انسانی روحوں کو اپنے پاکیزہ دائرے میں متحرک عمل ہونے کی دعوت دینے ہی والا تھا کہ صحابۂ رسولؐ میں سے باقی رہ جانے والے صحابہ کرامؓ اور ان کے مایہ ناز شاگردوں تابعین کبار نے بیت اللہ کا طواف شروع کر دیا۔ یہ لوگ تہلیل و تکبیر سے فضا کو معطر اور دعائے صالح سے امیدوں کو بھر رہے تھے۔

اسی دوران لوگوں کی ٹولیاں مسجد حرام کے مرکز میں ہیبت و جلال بھرے کعبہ معظمہ کے اردگرد رو کش ہونے لگیں۔ یہ خوش نصیب، کعبہ معظمہ کے اس تابناک خوبصورت منظر سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر رہے تھے اور ایسی گفتگوؤں میں مشغول تھے جو لغو و تاثیم سے پاک تھیں۔

رکن یمانی کے قریب خوشبوؤں سے معطر لباس میں ملبوس، بہترین حسب نسب کے مالک چار خوب رو نوجوان بھی بیٹھے تھے۔ یہ چاروں اپنے خالص انداز و اطوار اور الفت قلوب میں یوں لگ رہے تھے گویا مسجد کے کبوتر ہیں۔

یہ نوجوان عبداللہ بن زبیرؓ، مصعب بن زبیرؓ، عروہؒ بن زبیر اور عبدالملکؒ بن مروان تھے۔

.....

یہ نیک فطرت نوجوان نرم گرم گفتگو میں مشغول تھے کہ ان میں سے ایک اچانک گویا ہوا:

ہم میں سے ہر کوئی جو کچھ بننا چاہتا ہے وہ اپنی اس خواہش و آرزو کو یہاں اللہ کے حضور بیان کرے۔

یہ سننا تھا کہ سب کے خیالات عالم غیب میں محو گردش ہو گئے اور خواہشات کے سرسبز و شاداب باغ کی سیر کرنے لگے۔

عبداللہ بن زبیرؓ پہل کرتے ہوئے بولے:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''میری خواہش ہے کہ میں حجاز کا بادشاہ بنوں اور خلافت مجھے ملے۔''

ان کے بھائی مصعب نے کہا:

''میں چاہتا ہوں کہ کوفہ و بصرہ کی حکومت میرے ہاتھ آ جائے اور کوئی مجھ سے یہ چھین نہ سکے۔''

ان دونوں بھائیوں کے بعد عبدالملک بن مروان نے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''تم دونوں صرف حجاز اور کوفہ و بصرہ کی حکومت پر ہی قناعت کر گئے ہو، میں تو روئے زمین کی حکمرانی سے کم کسی چیز پر راضی ہونے والا نہیں..... میری یہ تمنا ہے کہ معاویہؓ بن ابوسفیان کے بعد خلافت مجھے مل جائے۔''

یہ تینوں اپنی اپنی خواہشات اور آرزوؤں کا اظہار کر چکے، لیکن عروہؒ بن زبیر ابھی خاموش تھے۔ ان کی خاموشی کو دیکھ کر ان کے ساتھیوں نے ان کی طرف دیکھا اور کہا:

عروہؒ! آپ کس چیز کی تمنا کرتے ہیں؟

عروہؒ نے اس وقت اپنے ان تینوں نوجوان ساتھیوں سے منفرد اس خواہش کا اظہار کیا جو اہل اللہ کا ہی خاصا ہوا کرتا ہے، کہنے لگے:

''تم نے دنیا کی جس چیز کے لئے تمنا کی ہے اللہ اس میں تمہارے لئے برکت ڈالے!

رہا میں، تو میری خواہش یہ ہے کہ میں عالم باعمل بنوں..... لوگ مجھ سے اپنے رب کی کتاب، نبیؐ کی سنت اور دین کے احکام سیکھیں اور اس طرح میں رب کی رضا اور اس کی جنت حاصل کر کے کامیاب ٹھہروں.....''

.....

پھر حالات نے کروٹ لی اور خلافت یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد عبداللہ بن زبیر کی طرف منتقل ہو گئی اور وہ حجاز، مصر، یمن، خراسان اور عراق کے حکمران بن گئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد کعبہ میں جہاں انہوں نے خلافت کی تمنا کی تھی اس کے قریب ہی وہ شہید کر دیے گئے۔

دوسرے نوجوان، مصعب بن زبیر اپنے بھائی عبداللہ بن زبیر کی طرف سے عراق کے گورنر بنائے گئے۔ وہ بھی اپنی حکومت کا دفاع کرتے ہوئے جان دے بیٹھے۔

جبکہ عبدالملک بن مروان کو اپنے باپ کی وفات کے بعد خلافت مل گئی اور عبداللہ بن زبیرؓ اور ان کے بھائی کے قتل کے بعد مسلمانوں کے امور سلطنت ان کے ہاتھ میں آ گئے۔ حتیٰ کہ وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے حکمران بن گئے۔

لیکن عروہؒ بن زبیر کا معاملہ کیا ہوا؟

آئیں ان کی کہانی کو اول سے شروع کرتے ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عروہؒ بن زبیر کی ولادت خلافت فاروقؓ کے آخری سال سے قبل ایک رفیع المقام اور عظیم الشان مسلمان گھرانے میں ہوئی۔ ان کے باپ زبیرؓ بن العوام خاص صحابی رسولؐ تھے۔ یہی وہ شخص ہیں جس نے سب سے پہلے حمایت اسلام میں تلوار چلائی تھی اور یہ ان دس صحابہؓ رسولؐ میں سے ہیں جن کو دنیا میں ہی جنتی ہونے کی خوشخبری سنادی گئی تھی۔

ان کی ماں.....اسماءؓ بنت ابوبکرؓ ہیں۔

نانا.....خلیفۃ الرسولؐ اور صاحب الغار، ابوبکر صدیقؓ ہیں۔

دادی.....عمہ رسولؐ صفیہؓ بنت عبدالمطلب ہیں۔

خالہ.....ام المومنین حضرت عائشہؓ ہیں۔

عروہ کو اپنی خالہ کی تدفین کے وقت اپنے ہاتھوں سے ان کی قبر پر مٹی ڈالنے کا شرف حاصل ہوا۔

کیا شرف ایمان اور عزت اسلام کے بعد اس حسب ونسب سے کوئی اور بڑا حسب ونسب ہے؟

اس شرف وعز سے کوئی اور بڑا شرف وعز ہے؟

.....

عروہ نے کعبہ میں بیٹھ کر اپنی جس خواہش کا اظہار کیا تھا اسے کس طرح پورا کیا؟

سنیے!

عروہ نے خود کو علم کے لئے وقف کر لیا اور اس کے حصول میں ہی جتے رہے۔ انہوں نے صحابہ رسولؐ کے بقیہ بزرگوں کی زندگی کو غنیمت جانا اور ان کے گھروں میں حاضر ہونا، ان کے پیچھے نمازیں ادا کرنا، ان کی مجالس میں شریک رہنا اپنا معمول بنالیا۔

انہوں نے علی بن ابی طالب، عبدالرحمٰن بن عوف، زید بن ثابت، ابوایوب انصاری، اسامہ بن زید، سعید بن زید، ابوھریرہ، عبداللہ بن عباس اور نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ سے کسب فیض کیا۔ اپنی خالہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے بہت سی احادیث روایت کیں، حتیٰ کہ مدینہ کے ان سات فقہاء میں شمار ہونے لگے جن کی طرف لوگ دینی معاملات کی تفہیم کے لئے جایا کرتے تھے اور جن سے صالح حکمران اپنی زیر نگرانی شہروں اور رعایا کے معاملات کو حل کرنے میں مدد لیا کرتے تھے۔

عمرؒ بن عبدالعزیز جب ولید بن عبدالملک کی طرف سے مدینہ کے گورنر بنا کر بھیجے گئے تو لوگوں نے ان کا استقبال کیا، انہوں نے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد دس فقہائے مدینہ کو اپنے ہاں تشریف لانے کی دعوت دی، ان میں سرفہرست عروہؒ بن زبیر تھے۔

جب یہ لوگ عمرؒ بن عبدالعزیز کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کا شاندار استقبال کیا اور بڑی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عزت وتکریم کے ساتھ انہیں بٹھایا۔ پھر اللہ کی حمد وثناء بیان کرنے کے بعد گویا ہوئے:

''میں نے آپ کو جس مقصد کے لئے بلایا ہے اللہ آپ کو اس کا اجر دے گا۔ اور آپ اس اعتبار سے حق کے معاملے میں میرے مددگار ہوں گے۔

میں نہیں چاہتا کہ آپ کی یا آپ میں سے جو بھی موجود ہو اس کی رائے کے بغیر کسی معاملہ کا فیصلہ کروں۔

اگر آپ میرے زیر نگرانی علاقے میں کسی کو کسی پر ظلم کرتے دیکھیں یا میرے کسی سرکاری آدمی کے ظلم کی خبر آپ تک پہنچے تو خدارا مجھے اس کی اطلاع ضرور دیں۔''

عروہؒ بن زبیر نے ان کے لئے خیر کی دعا کی اور استقامت وہدایت کی خواہش کا اظہار کیا۔

.....

عروہؒ بن زبیر نے علم کے ساتھ عمل کو بھی جمع کر رکھا تھا۔ وہ شدید ترین گرمی کے دنوں میں بھی روزہ دار ہوتے اور رات کی تاریکیوں میں رب کے حضور دعا ومناجات کے لئے محو قیام رہتے۔ زبان ہر وقت ذکر الٰہی سے تر ہوتی۔ وہ کتاب الٰہی کے بہترین رفیق تھے اس کی تلاوت کو تو حرز جاں بنا رکھا تھا۔

تمام دن ایک تہائی قرآن مصحف سے دیکھ کر پڑھتے اور رات کو یہی حصہ نماز میں زبانی تلاوت کرتے، معلوم نہیں ہو سکا کہ ان کا یہ معمول آغاز شباب سے یوم وفات تک سوائے ایک مرتبہ کے کبھی ترک ہوا ہو۔ اگلی سطور میں اس واقعہ کا تذکرہ آ رہا ہے۔

.....

نماز عروہؒ کی راحت جاں، آنکھوں کی ٹھنڈک اور جنت ارضی تھی۔ وہ نماز کی ادائیگی بہترین طریقے سے کرتے، شعائر نماز کو مکمل اعتدال سے ادا کرتے اور غایت درجے تک نماز کو طویل کرتے تھے۔

ان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو ہلکی پھلکی نماز ادا کرتے دیکھا۔ جب وہ شخص ادائیگی نماز سے فارغ ہوا تو عروہؒ نے اسے اپنے پاس بلایا اور فرمانے لگے:

''اے برادر زادے! کیا رب کے ہاں پیش کرنے کے لئے تیرے پاس کوئی حاجت نہیں ہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اللہ تعالیٰ سے ہر چیز حتی کہ نمک بھی نماز میں ہی مانگتا ہوں۔''

.....

عروہؒ بن زبیر ہاتھ کے بہت بڑے سخی تھے۔ ان کی سخاوت کے تذکرے میں بیان کیا گیا ہے کہ مدینہ میں ان کا ایک بہت بڑا باغ تھا جس میں میٹھے پانی کا کنواں، سایہ دار درخت اور تناور کھجوریں ایک دلکش ودلربا منظر پیش کرتے تھے۔ سارا سال باغ کے اردگرد ایک حفاظتی باڑ لگائے رکھتے تاکہ جانور اور چھوٹے بچے اس میں داخل نہ ہو سکیں، مگر جب کھجوریں پکنے کے قریب پہنچتیں اور آدمی انہیں دیکھتا تو دل



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں ان کے حصول کا خیال آنے لگتا تو عروہ اس حفاظتی باڑ کو مختلف جگہوں سے توڑ ڈالتے، تاکہ وہاں سے لوگ اندر داخل ہو سکیں۔

باغ کے پاس سے گزرنے والے اس میں داخل ہوتے، جتنا چاہتے پھل کھاتے اور جس قدر چاہتے ساتھ لے جاتے۔

ادھر عروہؒ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی باغ میں داخل ہوتے، قرآن حکیم کی یہ آیت زبان پر جاری ہوتی:

وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (الکھف:۳۹)

''تو نے ایسا کیوں نہیں کیا کہ جب اپنے باغ میں داخل ہو رہا تھا تو کہتا 'ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ''

.....

خلافتِ ولید بن عبدالملک کا دور ہے۔ اللہ نے چاہا کہ عروہؒ بن زبیر کی آزمائش کی جائے۔ ایک ایسی آزمائش جس میں وہی لوگ ثابت قدم رہ سکتے ہیں جن کے دل ایمان کی نعمت سے آباد اور یقین کی دولت سے مالا مال ہوں۔

ہوا یوں کہ خلیفہ وقت نے عروہؒ بن زبیر کو ملاقات کے لئے دارالحکومت دمشق میں آنے کی دعوت دی، عروہؒ نے دعوت قبول کر لی اور جاتے ہوئے اپنے بڑے بیٹے کو بھی ساتھ لے لیا۔ خلیفہ کے پاس پہنچے تو اس نے عظیم الشان استقبال کیا، ان کی آمد کو باعث عزت و تکریم سمجھا اور انہیں کچھ دیر اپنے پاس ٹھہرانے کے لئے اصرار کیا۔

اب اللہ کو یہ منظور تھا کہ حالات ایسے ناسازگار بنا دیے جائیں جو لوگوں کو ناپسند ہوں۔ عروہؒ کا بیٹا خلیفہ کے اصطبل میں گیا تاکہ وہاں موجود عمدہ نسل کے گھوڑوں کا مشاہدہ کرے۔ لیکن شومئ قسمت کہ ایک گھوڑے نے بچے کو ایسی کاری دلتی ماری کہ وہ زندگی سے ہی محروم ہو گیا۔

ابھی یہ غمزدہ باپ بیٹے کی قبر پر مٹی ڈال کر فارغ ہی ہوا تھا کہ اس کے اپنے ایک پاؤں کو ''ہڈی خور'' بیماری لگ گئی۔ سارا پاؤں ورم کی زد میں آ گیا۔ ورم بڑی تیزی سے پھیلتا اور بڑھتا جا رہا تھا۔

خلیفہ نے اپنے مہمان کے علاج کیلئے ہر کہیں سے معالجوں اور طبیبوں کو بلا لیا اور انہیں حکم دیا کہ بہر صورت ان کا علاج ہونا چاہئے لیکن معالجوں کی اجتماعی رائے یہ تھی کہ قبل اس کے کہ ورم سارے جسم تک پھیل جائے اور موت کا سبب بن جائے۔ پاؤں کو پنڈلی تک کاٹ دیا جائے۔

عروہؒ کے لئے بھی اس تجویز کو قبول کیے بغیر چارہ نہیں تھا۔

جب جراح پنڈلی کاٹنے کے لئے حاضر ہوا۔ گوشت کاٹنے کا تیز دھار نشتر اور ہڈی کاٹنے والی آری سامنے رکھی اور عروہؒ سے کہنے لگا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میرا خیال ہے آپ کو تھوڑی سی شراب پلا دی جائے تاکہ ہڈی کاٹتے وقت تکلیف محسوس نہ کریں۔

عروہؒ نے فرمایا: ''میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا! میں بیماری سے صحت یاب ہونے کے لئے حرام سے مدد نہیں لے سکتا۔''

طبیب: تو پھر بے ہوش کرنے والی کوئی چیز پلا دیتے ہیں۔

عروہ: ''مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے جسم کا کوئی عضو کاٹ دیا جائے اور مجھے اس کا احساس بھی نہ ہو اور اللہ کے ہاں نیت ثواب کی کرتا پھروں!''

جراح ہڈی کاٹنے کا عمل شروع کرنے لگا تو چند آدمی عروہؒ کی طرف بڑھے، عروہؒ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ انہیں اس لئے بلایا گیا ہے کہ آپ کو پکڑ کر رکھیں تاکہ جراحی کے دوران شدت تکلیف کے باعث کہیں آپ پاؤں کو ایسی حرکت نہ دے دیں جو مزید نقصان کا باعث بنے۔

عروہ نے فرمایا: ''انہیں واپس بھیج دو! مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے، مجھے امید ہے کہ اس دوران ذکر و تسبیح میرے لئے کافی ہوگی۔''

پھر جراح متوجہ ہوا اور اپنا عمل شروع کر دیا، نشتر سے گوشت کاٹا، جب ہڈی پر پہنچا تو اس پر آری چلانا شروع کی..... جراح آری چلاتا جا رہا تھا اور عروہؒ لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر کہتے جا رہے تھے۔

جراح ہڈی کاٹ کر فارغ ہو گیا اور عروہ ابھی تہلیل و تکبیر میں مشغول تھے۔ اب لوہے کی کڑاہی میں تیل گرم کیا گیا تاکہ زخم سے بہنے والے خون کو بند کرنے اور زخم کو مندمل کرنے کے لئے ٹانگ کے اس حصے کو داغا جائے۔ جب داغنے کا عمل کیا گیا تب عروہؒ پر طویل بے ہوشی طاری ہو گئی اور اس رات کو وہ قرآن کا حصہ نماز میں تلاوت نہ کر سکے۔ آغاز شباب سے لے کر وفات تک عروہؒ کی زندگی کا یہ واحد واقعہ ہے جب وہ رات کا قیام نہ کر سکے۔

جب عروہؒ ہوش میں آئے تو اپنے اس کٹے ہوئے پاؤں کو منگوایا اور اسے الٹ پلٹ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے:

اس ذات کی قسم! جس نے مجھے تیرے اوپر رات کے اندھیروں میں مساجد تک پہنچایا، وہ ذات اس بات سے باخبر ہے کہ میں کبھی تیرے اوپر چل کر حرام کی طرف نہیں گیا۔''

پھر انہوں نے بطور تمثیل معن بن اوس کے یہ اشعار پڑھے:

لَعَمْرُکَ مَا اَهْوَیْتُ کَفِّی لِرِیْبَةٍ
وَلَا حَمَلَتْنِی نَحْوَ فَاحِشَةٍ رِجْلِی
وَلَا قَادَنِی سَمْعِی وَلَا بَصَرِی لَهَا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وَلَا دَلَّسِي رَأْيِي عَلَيْهَا وَلَا عَقْلِي
وَأَعْلَمُ أَنِّي لَمْ تُصِبْنِي مُصِيبَةٌ
مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا قَدْ أَصَابَتْ فَتًى قَبْلِي

''تیری عمر کی قسم! میرا ہاتھ کسی شک کی جگہ پر نہیں پڑا، نہ میرا پاؤں مجھے بے حیائی کی طرف لے کر گیا، میرے کانوں نے ایسی کوئی آواز سنی نہ آنکھوں نے ایسا کوئی منظر دیکھنا چاہا۔ ارادہ و عقل نے بھی اس جانب کوئی اشارہ نہ کیا۔ ہاں مجھے معلوم ہے کہ زمانے سے جو مصیبت مجھے پہنچی ہے وہ مجھ سے پہلے کئی جوانوں کو پہنچ چکی ہے۔''

.....

اپنے مہمان پر نازل ہونے والی آفت ناگہانی خلیفہ ولید بن عبدالملک پر بہت شاق گزری کہ مہمان چند ہی دنوں میں اپنے لختِ جگر اور خود اپنے ایک پاؤں سے محروم ہو گیا ہے۔ اس پر خلیفہ ان کو صبر دلانے اور تعزیت کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اتفاق سے دارالحکومت میں بنوعبس کا ایک گروہ آ گیا۔ اس میں ایک نابینا شخص تھا، ولید نے اس کی نابینائی سے متعلق پوچھا تو اس نے جواب دیا:

اے امیرالمومنین! بنوعبس میں مجھ سے زیادہ مالدار و عیالدار کوئی نہیں تھا۔ میں اپنے مال و متاع اور اہل و عیال سمیت ایک ایسی جگہ جا ٹھہرا جہاں میری قوم کی بھی رہائش گاہیں تھیں۔ وہاں ہمیں سیلاب نے آلیا، ایسا سیلاب کہ اس کی مانند اس سے پہلے نہیں دیکھا۔ سیلاب میرا مال و متاع اور اہل و عیال سب کچھ بہا لے گیا۔ صرف ایک چھوٹا سا بچہ اور ایک اونٹ بچ رہا۔ اونٹ بڑا اڑیل تھا، وہ مجھ سے بدک گیا۔ میں نے بچے کو چھوڑا اور اس کے پیچھے ہو لیا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ مجھے بچے کی چیخ سنائی دی۔ مڑ کر دیکھا تو ایک بھیڑیا بچے کا سر منہ میں دبوچے ہوئے تھا۔ میں بھاگ کر اس کی طرف آیا لیکن بھیڑیے سے بچے کو چھڑا نہ سکا اور بچہ جاں بحق ہو گیا۔

اب میں پھر اونٹ کے درپے ہو گیا جب اس کے ذرا قریب ہوا تو اس نے اس زور سے مجھے لات رسید کی کہ میری پیشانی پچک کر رہ گئی اور آنکھیں بھی ضائع ہو گئیں۔ اس طرح میں ایک ہی رات میں اہل و اولاد، مال و دولت اور بینائی سے محروم ہو گیا۔

ولید نے خادم کو بلا کر کہا:

اس آدمی کو ہمارے مہمان عروہؒ کے پاس لے جاؤ تاکہ یہ غم و الم بھری اپنی داستان ان کو سنائے اور انہیں معلوم ہو کہ دنیا میں ان سے بھی بڑی آزمائشوں سے لوگ گزر رہے ہیں۔

.....

عروہؒ بن زبیر کو جب مدینہ منورہ لایا گیا اور گھر میں داخل ہوئے تو سب سے پہلے گھر والوں سے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم جو کچھ دیکھ رہے ہو یہ ہرگز تمہیں غمناک نہ کرے، اللہ نے مجھے چار بیٹے عطا کیے تھے، پھر ان میں سے ایک لے لیا اور تین میرے لئے چھوڑ دیے ..... پھر بھی اللہ کا شکر ہے۔

اس نے مجھے دو ہاتھ اور دو پاؤں عنایت فرمائے ان میں سے ایک لے لیا اور تین بچا لیے ..... اس پر بھی اللہ کا شکر ہے۔

اللہ کی قسم! اگر اللہ نے مجھ سے تھوڑا سا چھینا ہے تو بہت سا باقی چھوڑ دیا ہے۔

اگر ایک بار مجھے آزمائش میں ڈالا ہے تو ہزاروں بار مجھے عافیت میں رکھا ہے۔''

.....

اہل مدینہ کو جب معلوم ہوا کہ ان کے امام و عالم واپس مدینہ پہنچ گئے ہیں تو وہ غمخواری و تعزیت کے لئے شہر کے کونے کونے سے آ جمع ہوئے۔ لوگوں نے اظہار تعزیت کے دوران جو کلماتِ تعزیت کہے ان میں بہترین کلمات وہ ہیں جو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کہے، انہوں نے کہا:

اے ابوعبداللہ! خوش ہو جائیں کہ آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو آپ سے پہلے اور ایک بیٹا دوسرے بیٹوں سے پہلے جنت میں پہنچ گئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ کل بھی جُز کی پیروی کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

آپ کے علم و فقہ اور رائے میں سے جس چیز کے ہم حاجت مند تھے اللہ نے اس کو بچا لیا، اللہ ہمیں اور آپ کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔

اللہ آپ کے اجر و ثواب کا ولی اور بہترین حساب کا ضامن ہو!

.....

عروہؒ بن زبیر ساری زندگی مسلمانوں کے لئے مینارہ ہدایت، رہنمائے فلاح اور داعی الی الخیر بنے رہے۔

وہ اولادِ مسلمین کی عموماً اور اپنی اولاد کی خصوصاً تربیت کا اہتمام کرتے تھے۔ وہ کسی موقع کو خالی نہیں چھوڑتے تھے مگر اس کو غنیمت جانتے ہوئے اولاد کو اہم امور کی طرف توجہ دلاتے، انہیں نصیحت کرنے کا کوئی لمحہ نہ چھوڑتے مگر اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں نصیحت فرماتے۔

وہ اپنے بیٹوں کو حصول علم کی مسلسل ترغیب دلاتے ہوئے کہتے:

''بیٹو! علم حاصل کرو اور اس کے حصول کی راہ میں محنت و جہد سے اس کا حق ادا کرو۔ اگر تم کسی قوم کے چھوٹے لوگوں میں شمار ہوتے ہو تو علم تمہیں اس قوم کے بڑے لوگوں میں لا کھڑا کرے گا۔''

پھر وہ آہ بھرے لہجے میں کہتے!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''کیا دنیا میں جاہل استاد سے برا بھی کوئی فرد ہے!''

وہ بیٹوں کو اللہ کی راہ میں ہدیہ یا صدقہ سے متعلق کہتے:

''بیٹو! وہ چیز اللہ کی راہ میں ہدیہ نہ کرو کہ اگر تم وہ چیز اپنے کسی عزیز کی خدمت میں پیش کرو تو تمہیں شرمندگی کا احساس ہو۔ اللہ تعالیٰ اعزا سے زیادہ عزیز اور اہل سخاوت سے زیادہ سخی ہے۔ وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے لئے کسی چیز کا انتخاب کیا جائے تو بہترین انتخاب ہو۔''

عروہؒ اپنے بیٹوں کو عوام سے بھی بصیرت پکڑنے کا درس دیتے اور ان میں سے بہترین لوگوں کے عادات واطوار اپنانے کا حکم دیتے۔ وہ کہتے:

''میرے بیٹو! جب تم کسی شخص کے اچھے کام کو دیکھو تو تم بھی اس کی خواہش کرو، خواہ وہ شخص لوگوں کی نظر میں برا ہی ہو۔ کیونکہ اس کے پاس ایسی اور بھی اچھائیاں ہوں گی اور جب کسی شخص کے بہت برے عمل کو دیکھو تو اس سے بچو، خواہ وہ لوگوں کی نظر میں اچھا ہی ہو۔ کیونکہ اس کے پاس ایسی اور بھی برائیاں ہوں گی۔

جان رکھو کہ برائی، برائیوں کی طرف لے جاتی ہے اور اچھائی، اچھائیوں کی پاکیزہ راہ پر ڈالتی ہے۔''

عروہؒ ان کو دوسروں سے حسن سلوک، اچھی گفتگو اور خندہ پیشانی سے کام کرنے کی تلقین کرتے، وہ کہتے:

''اے میرے بیٹو! حکمت کی باتوں میں لکھا ہوا ہے 'تمہاری گفتگو پاکیزہ ہونی چاہئے' اور چہرہ کھلا ہوا ہونا چاہئے، اس طرح تم لوگوں کے نزدیک اس شخص سے زیادہ محبوب بن جاؤ گے جو ان پر بے بہا مال خرچ کرتا ہے۔''

.....

عروہؒ جب لوگوں کو خوشحالی کی طرف مائل ہوتے اور آسائش دنیا کی خواہش کرتے دیکھتے تو انہیں رسول اللہ کی زندگی کی تلخی اور سختی یاد دلاتے۔

محمد بن منکدر نے ایسی ہی ایک بات بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

مجھے عروہ بن زبیر ملے، انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اے ابوعبداللہ!''

میں نے کہا: جی ہاں!

عروہ گویا ہوئے: میں امی عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:

بیٹا.....

میں نے عرض کیا: جی ہاں!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرمایا..... اللہ کی قسم! ہم نے چالیس راتیں ایسی گزاری ہیں کہ کاشانہ رسولؐ میں آگ سے نہ چراغ جلایا گیا نہ ہی کوئی اور چیز!

میں نے عرض کیا: ماں!..... آپ زندہ کیسے رہے؟

فرمایا: کھجور اور پانی پر!''

.....

عروہ بن زبیرؒ نے اکہتر برس عمر پائی۔ جو خیر و بھلائی اور تقویٰ و پرہیزگاری سے لبریز تھی۔ جب ان کی موت کا وقت آیا تو وہ روزہ سے تھے۔ اہل خانہ نے بڑا اصرار کیا کہ روزہ افطار کر لیں لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔

وہ اس دنیا پر روزہ کیسے افطار کر سکتے تھے۔

وہ تو حوض کوثر پر حوروں کے ہاتھوں، چاندی کے آب خوروں میں افطاری کرنا چاہتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# ربیع بن خُثَیمؒ

ہلال بن اساف نے اپنے مہمان منذر ثوری سے کہا:

کیا میں آپ کو ایک بزرگ کے پاس نہ لے چلوں، تاکہ کچھ وقت ہم ایمان کی فضا میں گزار سکیں۔

منذر: کیوں نہیں! ضرور چلیے! اللہ کی قسم! مجھے تو تمہارے شیخ ربیع بن خثیمؒ سے ملاقات کا اشتیاق اور ان کی ایمان پرور زندگی سے دلی محبت ہی کوفہ کھینچ لائی ہے!

مگر کیا آپ نے ہمارے لیے بھی ان سے داخلے کی اجازت لے رکھی ہے؟

سنا ہے کہ جب سے انہیں فالج ہوا ہے وہ گھر کے ہو کر رہ گئے ہیں اور اپنے رب سے ہی لو لگائے بیٹھے ہیں، لوگوں کے ساتھ میل ملاقات سے گریز کرتے ہیں۔

ہلال: یقیناً وہ اس وقت سے ایسے ہی ہیں جیسا کہ آپ نے تذکرہ کیا ہے لیکن مرض سے ان کے اندر کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی!

منذر: پھر تو کوئی بات نہیں! جانا چاہئے! مگر آپ جانتے ہیں کہ ان بزرگوں کے مزاج و عادات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ کیا ہم ان سے سوال کرنے میں پہل کریں گے یا خاموش رہیں گے کہ وہ جو کچھ فرمائیں اسے سنتے جائیں۔

ہلال: آپ پورا سال بھی ان کے پاس بیٹھے رہیں گے تو وہ آپ سے کلام نہیں کریں گے جب تک آپ ان سے کلام نہیں کرتے۔ اگر آپ سوال کرنے میں پہل نہیں کریں گے تو وہ بھی ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے اپنی گفتگو کو ذکر اور خاموشی کو فکر بنا رکھا ہے۔

منذر: آیئے! اللہ کا نام لے کر چلتے ہیں

پھر یہ دونوں، شیخ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو سلام عرض کیا اور کہا:

شیخ! آج صبح کیسی گزری ہے؟

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ: ''ایک گنہگار ضعیف کی حیثیت سے، جو رزق کھا رہا ہے اور اپنی موت کا منتظر ہے''۔

ھلال: کوفہ میں ایک ماہر طبیب آیا ہے، اگر اجازت ہو تو آپ کے علاج کیلئے اسے لے آؤں؟

شیخ: ''اے ھلال! مجھے معلوم ہے کہ دوا کرنا حق ہے۔ لیکن میں عاد و ثمود، اصحاب الرس اور اس عرصہ کی کئی صدیوں پر غور کرتا ہوں تو انہیں دنیا کی حرص اور متاع دنیا کے حصول کی رغبت میں دھنسے ہوئے دیکھتا ہوں۔ یہ لوگ ہم سے بڑے مضبوط اور طاقتور تھے۔ ان میں اطباء بھی موجود تھے اور مریض بھی..... مگر جب موت آ گئی تو طبیب بچ سکے نہ مریض محفوظ رہے''

پھر انہوں نے شدید جھرجھری لی اور کہنے لگے: ''اگر یہ مرض ہوتا تو ہم ضرور اس کا علاج کراتے''۔

منذر: اگر یہ مرض نہیں ہے تو پھر اور کونسی چیز ہے جسے مرض کہا جائے۔

شیخ: ''گناہ''

منذر: اس کی دوا کیا ہے؟

شیخ: ''استغفار''!

منذر: کیسے پتہ چلتا ہے کہ شفا حاصل ہو گئی ہے؟

شیخ: ''یہ کہ آپ گناہ سے توبہ کر لیں اور دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کریں!''

پھر انہوں نے غور سے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: ''پوشیدہ گناہ!..... پوشیدہ گناہ! ان پوشیدہ گناہوں کی فکر کرو جو لوگوں سے مخفی ہیں مگر اللہ تعالیٰ پر ظاہر و باہر ہیں، ان کی دوا تلاش کرو اور ان کا علاج کراؤ''۔

منذر: ان کی دوا کیا ہے؟

شیخ: ''توبۃ النصوح (خالص توبہ)!''

پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

منذر: آپ تو اتنے پرہیزگار و پارسا ہیں پھر بھی رو رہے ہیں؟

شیخ: ''آپ غلط سمت چل نکلے ہیں (میں پارسا نہیں ہوں)

میں روؤں کیوں نہیں، ہم نے ایسی برگزیدہ جماعت کو پایا ہے کہ ہم تو ان کے پہلو میں چھپے ڈاکو ہیں (کیونکہ ہمارا اور ان کا طرز عمل تقویٰ و پرہیزگاری کے اعتبار سے ایک جیسا نہیں)''

ھلال: ہم ان باتوں میں مصروف تھے کہ شیخ کا بیٹا کمرے میں آ گیا۔ سلام کیا اور باپ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: امی نے آپ کے لئے بہت عمدہ حلوہ تیار کیا ہے، اور وہ چاہتی ہیں کہ آپ حلوہ ضرور کھائیں، کیا میں لے آؤں؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ نے کہا: "لے آؤ!"

لڑکا کمرے سے باہر نکلا ہی تھا کہ کسی سائل نے دروازہ کھٹکھٹا دیا۔ شیخ نے کہا کہ اسے اندر بلا لو۔ جب فقیر گھر کے صحن میں آیا تو میں نے اس کی طرف دیکھا کہ وہ ایک ادھیڑ عمر شخص ہے، پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور اس کے منہ سے لعاب بہہ کر ٹھوڑی سے نیچے گر رہا ہے۔ اس کی حالت سے لگتا تھا کہ یہ کوئی پاگل آدمی ہے۔

میں ابھی اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا کہ شیخ کا بیٹا حلوے کا ایک تھال لے کر آ گیا۔

باپ نے اشارہ کیا کہ یہ سائل کے سامنے رکھ دو! بیٹے نے حکم کی تعمیل میں حلوہ اس کے سامنے رکھ دیا، سائل اس کی طرف متوجہ ہوا اور بڑی تیزی سے اسے کھانا شروع کر دیا۔ وہ کھاتا جا رہا تھا اور اس کا لعاب تھال میں پڑ رہا تھا۔ وہ کھانے کے عمل میں مشغول رہا حتیٰ کہ حلوے کا سارا تھال کھا گیا۔

بیٹے نے باپ سے مخاطب ہو کر کہا: ابو جان! اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ ماں نے اتنی مشقت کے ساتھ آپ کے لئے حلوہ بنایا اور ہماری خواہش تھی کہ آپ حلوہ کھاتے لیکن آپ نے تو اس شخص کو کھلا دیا جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کیا کھا رہا ہے۔

باپ نے جواب دیا: "بیٹا! وہ نہیں جانتا مگر اللہ تو جانتا ہے" پھر انہوں نے قرآن حکیم کی یہ آیت تلاوت کی:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ" (ال عمران:۹۲) "تم ہرگز نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک وہ چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ نہ کرو جو تمہیں (خود) پسند ہے اور تم جو چیز بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہو، اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔"

اسی دوران ان کا کوئی عزیز اندر آیا اور اس نے کہا:

اے ابو یزید! حسین بن فاطمہؓ قتل کر دیے گئے۔

شیخ نے "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن" پڑھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول تلاوت کیا:

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ (الزمر:۴۶)

"اے اللہ! آسمانوں و زمین کے پیدا کرنے والے! غیب و حاضر کا علم رکھنے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اس چیز کا فیصلہ کر سکتا ہے جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں"۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اطلاع دینے والا آدمی شیخ کے ان کلمات پر مطمئن نہ ہوا اور کہنے لگا: آپ قتل حسینؓ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

شیخ نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں کہ: ان کا لوٹ کر جانا بھی اللہ کی طرف ہے اور ان کا حساب بھی اسی کے ذمے ہے!''

ھلال کہتے ہیں کہ ظہر کا وقت قریب تھا۔ لہٰذا میں نے شیخ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے!

شیخ: ''ھلال! لوگ تیری بہت زیادہ تعریفیں کریں تو کہیں ان کے دھوکے میں نہ آ جانا۔ لوگ تو تیرے ظاہر کو جانتے ہیں، باطن سے لاعلم ہیں لیکن جان لو کہ تم تو اپنے اعمال کے سپرد کیے جانے والے ہو، اور ہر وہ عمل جس کا مقصود رضائے الٰہی نہ ہو، بے سود ہوتا ہے۔''

منذر نے عرض کیا کہ جناب مجھے بھی کوئی نصیحت کیجیے!

شیخ: ''منذر! اپنے اعمال کی بابت اللہ سے ڈرتے رہو اور جس چیز کا تجھے علم نہیں وہ اس شخص سے پوچھ لو جو اس کا علم رکھتا ہے۔

منذر! تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ ''اے اللہ! میں توبہ کرتا ہوں، پھر گناہوں سے باز نہ آئے۔ اس طرح تو وہ جھوٹ کا مرتکب ہوگا۔

اسے کہنا چاہئے کہ ''اللہ مجھے گناہوں سے بچالے'' یہ الفاظ اس کی دعا بن جائیں گے۔

منذر! یہ بھی جان رکھو کہ اللہ کی تہلیل و تحمید، اس کی تکبیر و تسبیح، خیر کے بارے میں کسی سے بات کرنے، شر سے پناہ مانگنے، نیکی کا حکم دینے، برائی سے منع کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کے علاوہ کسی کلام میں کوئی بھلائی نہیں۔''

منذر: ہم کافی دیر سے آپ کے پاس بیٹھے ہیں لیکن آپ نے اپنی گفتگو میں شاعری سے کوئی مدد نہیں لی۔ ہم نے آپ کے کئی دوستوں کو دیکھا ہے جو اشعار سے مثالیں پیش کرتے ہیں۔

شیخ: ''آپ اس دنیا میں جو بات بھی منہ سے نکالیں گے۔ وہ لکھ لی جائے گی اور روز قیامت پڑھ کر آپ کو سنائی جائے گی۔ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میرے نامہ اعمال میں کوئی شعر ہو جو قیامت کے روز مجھے پڑھ کر سنایا جائے''

پھر وہ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے:

''موت کو اکثر یاد کیا کرو! یہ تمہارا نظر نہ آنے والا رقیب ہے۔ جب کوئی چیز لمبا عرصہ غائب رہے تو اس کا پلٹ کر آ جانا اور اپنے شکار کے تعاقب میں لگ جانا قریب ہوتا ہے''۔

اس کے بعد شیخ آب دیدہ ہو کر فرماتے ہیں: ''ہم اس کل کے لئے کیا تیاری کر رہے ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِيْءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ (الفجر:۲۱-۲۳) ''جب زمین کو پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالا جائے گا اور تیرا رب اور فرشتے صف در صف آئیں گے اور جہنم کو سامنے لا کھڑا کیا جائے گا۔''

ہلال کہتے ہیں: ربیع اپنی بات مکمل نہیں کر سکے تھے کہ ظہر کی اذان ہوگئی اور وہ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: ''آؤ! اللہ کی طرف پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے چلیں۔''

بیٹے نے ہم سے کہا: انہیں مسجد تک پہنچانے میں آپ میری معاونت فرمائیے! اللہ آپ کو جزائے خیر دے!

ہم نے ان کو اٹھایا، وہ اپنا دایاں بازو بیٹے کے کندھے پر اور بایاں میرے کندھے پر رکھے ہوئے مسجد کی جانب جا رہے تھے کہ ان کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے۔

منذر نے ان سے کہا: ابو یزید! اللہ نے آپ کو رخصت دے رکھی ہے، آپ گھر میں ہی نماز پڑھ لیتے

شیخ بولے: ''بات ایسے ہی ہے جیسے آپ کہہ رہے ہیں، لیکن میں نے موذن کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''فلاح کی طرف آؤ، فلاح کی طرف آؤ!'' اگر تم میں سے کوئی کسی آدمی کو فلاح کی طرف بلاتے سن لے تو اسے اس کی دعوت اور آواز کو قبول کرنا چاہئے خواہ وہ رینگ کر ہی اس کی طرف کیوں نہ جائے''۔

.....

آپ ربیع بن خثیمؒ کی نیکی و پارسائی کا تذکرہ تو سن چکے لیکن یہ ہیں کون؟

سنیے!

یہ نابغہ روزگار، کبار تابعینؒ میں سے اور ان آٹھ آدمیوں میں سے ایک ہیں جو اپنے دور میں زہد و ورع کی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ یہ اصلاً عربی اور نسلاً مضری ہیں، اپنے اجداد الیاس و مضر پر جا کر ان کا نسب رسول اللہ ﷺ سے جا ملتا ہے۔ انہوں نے بچپن سے ہی اطاعت الٰہی کے ماحول میں پرورش پائی۔ اسی عمر میں اپنے نفس کو تقویٰ و زہد کا پابند بنا رکھا تھا۔ والدہ رات کو سوتے میں بیدار ہوتیں تو اپنے بیٹے کو جائے نماز بچھائے مناجات میں محو اور نماز میں مستغرق دیکھتیں تو کہتیں: ربیع! بیٹا! تو سوئے گا نہیں؟

ربیع کہتے: ''وہ آدمی کیسے سو سکتا ہے جس پر گھپ اندھیری رات چھا چکی ہو اور اسے ہر طرف سے لوٹے جانے کا خوف ہو؟''

یہ جواب سن کر بوڑھی ماں کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے اور وہ اپنے بیٹے کے لئے خیر و بھلائی کی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دعائیں کرنے لگتی!

جوں جوں ربیع جوان ہوتے گئے، توں توں ان کا خوف وخشیت الٰہی بھی بڑھتا گیا۔ ان کے کثرت تضرع اور رات کی تاریکیوں میں ان کی شدت آہ وزاری نے ماں کو اس قدر متاثر کر دیا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگیں، بیٹے کو مخاطب کر کے کہتیں:

بیٹا! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کہیں تو کوئی بہت بڑا جرم تو نہیں کر بیٹھا؟ کسی کو قتل تو نہیں کر دیا؟

بیٹا جواب میں کہتا: ''ہاں! میں نے ایک جان کو قتل کر ڈالا ہے!''

ماں چونک کر پوچھتیں: بیٹا! بتاؤ کہ مقتول کون ہے؟ ہم لوگوں سے کہہ کہلوا کر اس کے ورثا کو راضی کر لیں گے کہ آپ کو معاف کر دیں!

اللہ کی قسم! اگر تیری گریہ وزاری اور جاں گداز شب بیداری کا انہیں علم ہو جائے تو وہ ضرور تجھے معاف کر دیں گے۔

بیٹا کہتا: ''کسی سے بات نہ کرنا، میں نے اپنے ہی نفس کو قتل کر ڈالا ہے۔

جی ہاں! میرے گناہوں نے اسے مار ڈالا ہے!''

.....

ربیع بن خثیمؒ نے ہدایت وصلاح کے عظیم نشان اور صحابی رسول عبداللہ بن مسعودؓ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ربیعؒ نے اپنے استاد سے ایسا شفقت ومحبت بھرا تعلق قائم کر لیا تھا جس طرح ماں اور بیٹے کا تعلق ہوتا ہے۔ استاد بھی اپنے شاگرد سے اس قدر محبت کرتا تھا جس قدر ایک باپ اپنے اکلوتے بیٹے سے کرتا ہے۔ ربیعؒ بغیر اجازت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تھے۔ جب ربیعؒ درس لینے کے لئے استاد کی خدمت میں حاضر ہو جاتے تو پھر کوئی اور وہاں داخل نہیں ہو سکتا تھا جب تک ربیعؒ وہاں سے چلے نہ جاتے!

ابن مسعودؓ اپنے عظیم الرفعت شاگرد ربیعؒ کی پاکیزہ نفسی، اخلاص قلبی اور احسان عبدی کو دیکھتے تو انہیں ربیعؒ کے، نبی کریم علیہ الصلوات والتسلیم کے دور سعید میں آپ کی صحبت سے محروم رہ جانے کا افسوس ہوتا۔ وہ کہا کرتے: اے ابو یزید! اگر رسول اللہ تجھے دیکھ لیتے تو ضرور تجھ سے محبت کرتے!

ابن مسعودؓ ان سے یہ بھی کہتے:

میں جب بھی تجھے دیکھتا ہوں، مجھے اللہ سے ڈرنے والے لوگ یاد آ جاتے ہیں!

عبداللہ بن مسعودؓ نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں ہرگز مبالغہ آمیزی نہیں۔ ربیعؒ تو خشیت وورع اور تقویٰ وزہد کی اس بلندی کو پہنچے ہوئے تھے کہ ان کے ہم عصروں میں سے شاید ہی کوئی اس مقام کو پہنچا ہو۔ ان کے بارے میں اس طرح کے جو واقعات منقول ہیں ان سے تاریخ کے صفحات چمک رہے ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کے ایک دوست کا بیان ہے کہ میں بیس سال تک ربیعؒ بن خثیم کی صحبت میں رہا، میں نے انہیں عرش الٰہی تک پہنچائے جانے والے کلمات کے علاوہ کوئی لفظ بولتے نہیں سنا۔ پھر اس نے یہ آیت تلاوت کی:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فاطر:۱۰)

''اس (اللہ) کے حضور پاکیزہ کلمات ہی پہنچتے ہیں اور عمل صالح ان کلمات کو وہاں پہنچاتا ہے''۔

عبدالرحمٰن بن عجلان کہتے ہیں:

میں ایک دفعہ رات کو ربیعؒ کے ہاں ٹھہرا، جب انہیں یقین ہو گیا کہ میں سو گیا ہوں تو وہ اٹھے اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ نماز میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول پڑھنے لگے:

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ (الجاثیہ:۲۱)

''کیا جن لوگوں نے برائیاں کمائی ہیں یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا ہی کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے (تب تو) ان کی زندگی و موت برابر ہو گئی؟ بہت برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں۔''

ربیعؒ ساری رات نماز میں اسی آیت کو دہرا دہرا کر تلاوت کرتے رہے۔ حتیٰ کہ فجر ہو گئی۔ ان کی حالت یہ تھی کہ آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب رواں تھا۔

ربیعؒ کے خوف الٰہی اور خشیت ربانی کے بہت سے واقعات ہیں ان کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے بیان کیا ہے کہ ایک دن ہم عبداللہ بن مسعودؓ کی معیت میں باہر نکلے، ربیع بن خثیمؒ بھی ساتھ تھے۔ جب ہم فرات کے کنارے پہنچے تو ہمارا گزر آگ کی ایک بہت بڑی بھٹی کے پاس سے ہوا، اس کی چنگاریاں اڑ اڑ کر باہر گر رہی تھیں۔ شعلے دور تک بلند ہو رہے تھے اور آگ کے دہکاؤ کی آواز بھی آ رہی تھی۔ اس بھٹی میں چونا بنانے کے لئے پتھر ڈالے ہوئے تھے۔

جب ربیعؒ نے آگ کو دیکھا تو انہی قدموں پر کھڑے ہو گئے۔ ان پر شدید کپکپی طاری ہو گئی۔ اس وقت انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝ وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا (الفرقان:۱۲-۱۳)

''وہ (آگ) جب دور سے ان کو دیکھے گی تو یہ اس کے غضب اور جوش کی آوازیں سن لیں گے اور جب یہ دست و پا بستہ اس میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے۔''

آیت پڑھنے کے بعد ان پر غشی طاری ہو گئی۔ ہم نے ان کو سنبھالا دیا، ہوش میں آئے تو ہم انہیں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



گھر لے آئے۔

.....

ربیع بن خثیمؒ ساری زندگی موت کے تعاقب اور اس سے ملاقات کے لئے تیار رہے۔ ۶۳ ہجری کو جب ان کی موت کا وقت قریب ہوا تو ان کی بیٹی نے رونا شروع کر دیا۔ ربیعؒ نے کہا:

بیٹی! تجھے کیا چیز رلا رہی ہے؟ تیرے باپ پر تو خیر و بھلائی کا نزول ہو رہا ہے۔

پھر انہوں نے اپنی جان خالق کے سپرد کر دی!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# اِیاس بن معاویہ مُزنیؒ

عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک رات اس قدر شدید تجگے میں گزاری کہ نہ ان کی آنکھ ایک لمحہ کے لئے بند ہوئی نہ پہلو بستر سے لگ سکا۔ دراصل دارالسلطنت دمشق کی یہ وہ ٹھنڈی رات تھی جب انہیں بصرہ کا جج مقرر کرنے کا مسئلہ درپیش تھا، وہ ایک ایسا جج مقرر کرنا چاہتے تھے جو رعایا میں میزان عدل قائم کر سکے، اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کرے اور اسے کوئی خوف و رہبت اور طمع و لالچ درست فیصلہ صادر کرنے سے باز نہ رکھ سکے۔

اس منصب کے لئے ان کی نظر دو آدمیوں پر پڑی جو دین میں فقہ، حق میں سختی، فکر میں روشنی اور نظر میں گہرائی کے اعتبار سے ہم پلہ تھے۔ امیر المومنین ان میں سے کسی ایک میں کوئی خوبی دیکھ کر اسے دوسرے پر ترجیح دیتے تو دوسرے کی بھی ایسی ہی خوبی ان کے سامنے آجاتی۔ اسی کشمکش میں رات گزر گئی۔ صبح ہوئی تو انہوں نے عراق کے گورنر عدی بن اَرطات کو بلایا۔ یہ ان دنوں دمشق میں ہی تھے۔ ان سے کہا:

''عدی! اِیاس بن معاویہ مزنی اور قاسم بن ربیعہ حارثی کو بلا کر اکٹھے بٹھاؤ اور ان سے بصرہ کے منصب قضاء کے حوالے سے بات کر کے کسی ایک کو بصرہ کا جج مقرر کر دو۔''

عدی بن اَرطات نے ان دونوں فقہاء و فضلاء کو بلایا اور عرض کیا: امیر المومنینؒ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ میں سے کسی ایک کو بصرہ کا جج مقرر کر دوں! آپ کا کیا خیال ہے؟

ان دونوں میں سے ہر کسی نے ایک دوسرے کے بارے میں رائے دی کہ یہ اس منصب کا زیادہ اہل ہے اور ایک دوسرے کے علم و فضل اور فقہ و فراست کا ذکر کرنے لگے تو عدی نے کہا: آپ اس وقت تک میری اس مجلس سے نہیں جا سکتے جب تک اس مسئلہ کو حل نہیں کر دیتے!

اِیاس نے اسے جواب دیا: اے امیر (گورنر) میرے اور قاسم کے بارے میں آپ عراق کے دو عظیم فقہاء حسن بصریؒ اور محمد بن سیرینؒ سے پوچھ لیں۔ یہ دونوں بزرگ ہمارے بارے میں سب سے بہتر رائے دے سکتے ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



درون خانہ بات یہ تھی کہ قاسم ان دونوں بزرگوں (حسن بصری و محمد بن سیرین) سے ملتے رہتے تھے لیکن ایاس کا ان سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ قاسمؒ تاڑ گئے کہ ایاس نے انہیں پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ گورنر جب ان دونوں بزرگوں سے مشورہ لیں گے تو وہ لازماً میرے ہی بارے میں رائے دیں گے۔

قاسم فوراً گورنر کی طرف متوجہ ہو کر بولے:

''جناب! آپ نہ میرے بارے میں کسی سے پوچھیں نہ ان کے بارے میں۔

اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً ایاس، اللہ کے دین کی فقہ مجھ سے زیادہ رکھتے ہیں اور قضاء کا مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اگر میں اپنی اس قسم میں جھوٹا ہوں تو پھر آپ کے لئے مناسب نہیں ہے کہ آپ مجھے اس حال میں بھی منصب قضاء پر فائز کر دیں کہ میں جھوٹ کا مرتکب ہو رہا ہوں۔ اور اگر میں سچا ہوں تو پھر تو جائز ہی نہیں ہے کہ آپ زیادہ علم و فضل رکھنے والے کو چھوڑ کر کم علم کو مقرر کر دیں۔''

قاسم کی یہ گفتگو سن کر ایاس، گورنر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

''اے امیر! آپ نے ایک آدمی کو بلایا ہے اور اسے منصب قضاء سنبھالنے کی دعوت دی ہے۔ گویا آپ نے اسے جہنم کے کنارے لا کھڑا کیا ہے تو اس نے ایک جھوٹی قسم کھا کر خود کو بچانے کی کوشش کی ہے، وہ لازماً اس جھوٹی قسم پر اللہ سے مغفرت طلب کرے گا لیکن اپنے نفس کو اس چیز سے بچا لے گا جس سے وہ خوف کھا رہا ہے۔''

عدی نے ایاس کا یہ جواب سن کر ان سے کہا:

جو شخص آپ جیسی اس طرح کی معاملہ فہمی رکھتا ہو یقیناً وہی منصب قضاء پر فائز ہونے کے لائق ہے۔

یہ کہہ کر اس نے ایاسؒ کو بصرہ کا جج مقرر کر دیا!

.....

یہ شخص ہے کون! جسے خلیفہ زاہد عمر بن عبدالعزیزؒ نے بصرہ کا جج مقرر کیا ہے؟

یہ وہ شخص ہے جس کی ذہانت و فطانت اور حاضر دماغی کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے حاتم طائی کی سخاوت، احنفؒ بن قیس کی بردباری اور عمروؒ بن معدی کرب کی پیش قدمی کی ضرب الامثال مشہور ہیں حتیٰ کہ عربی کے مشہور شاعر حماسہ کے مصنف ابوتمام نے احمد بن معتصم کے قصیدے میں کہا ہے:

اِقْدَامُ عَمْرِو فِیْ سَمَاحَةِ حَاتِمٍ

فِیْ حِلْمِ اَحْنَفَ فِیْ ذَکَاءِ اِیَاسِ

''احمد بن معتصم میں عمرو بن معدی کرب کی پیش قدمی، حاتم کی سخاوت، احنف کا حلم اور ایاس کی ذہانت جیسی سب خوبیاں جمع ہیں۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آیئے! اس آدمی کی داستان حیات شروع سے پڑھیں کیونکہ اس آدمی کی سیرت بڑی منفرد و بھرپور اور نوادرات سیرت میں سے ہے۔

ایاس بن معاویہ بن قرہ مزنی چھیالیس ہجری کو نجد کے علاقہ یمامہ میں پیدا ہوئے۔ خاندان کے ہمراہ بصرہ منتقل ہو گئے، وہیں پرورش پائی اور وہیں تعلیم حاصل کی۔ نوعمری میں ہی دمشق آنا جانا رہا۔ جہاں صحابہؓ اور تابعینؒ سے کسب فیض کیا۔

اس مزنی لڑکے پر بچپن ہی سے شرافت کی علامات اور ذہانت کے نشانات عیاں ہونا شروع ہو گئے تھے اور لوگوں نے اس کے حیرت انگیز واقعات بیان کرنا شروع کر دیے تھے جبکہ ابھی وہ بہت ہی چھوٹی عمر کا تھا۔

ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک ذمی یہودی کے پاس حساب کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ ایک روز استاد کے پاس اس کے کچھ یہودی دوست آ گئے اور دینی معاملات پر باہمی گفتگو شروع ہو گئی۔ وہ اپنی گفتگو میں مشغول تھے اور ایاس ان کی گفتگو خاموشی سے سن رہے تھے مگر انہیں معلوم نہ تھا۔

استاد نے اپنے دوستوں سے کہا: کیا تمہیں مسلمانوں پر حیرانی نہیں ہوتی، وہ سمجھتے ہیں کہ وہ جنت میں کھائیں پئیں گے لیکن اس کا فضلہ نہیں بنے گا۔

ایاس نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: استاد صاحب! کیا مجھے اس موضوع پر بات کرنے کی اجازت ہے جس پر تم تبادلہ خیال کر رہے ہو؟

استاد نے کہا: کیوں نہیں؟

اس نوجوان نے کہا: کیا دنیا میں جو کچھ بھی کھایا جاتا ہے وہ تمام کا تمام فضلہ بن کر خارج ہوتا ہے؟

استاد: نہیں۔

نوجوان: اس میں سے جس چیز کا اخراج نہیں ہوتا وہ کہاں جاتی ہے؟

استاد: جزو بدن بن جاتی ہے۔

نوجوان: دنیا میں جو کچھ ہم کھاتے ہیں اس کا کچھ حصہ جزو بدن بن سکتا ہے تو اس بات کو نہ ماننے کی کیا وجہ ہے کہ جنت میں جو کچھ ہم کھائیں گے وہ سب کچھ جزو بدن بن جائے گا؟

نوجوان کے اس دندان شکن جواب کو سن کر استاد نے اس کی طرف اپنا ہاتھ جھٹکتے ہوئے کہا: اللہ تجھے اسی عمر میں ہلاک کر ڈالے!

.....

جوں جوں یہ بچہ اپنی عمر کے سال گزارتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا، اس کی ذہانت کی خبریں بھی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بڑھ رہی تھیں۔

ایک دفعہ ان کا دمشق جانا ہوا جبکہ ابھی وہ لڑکے ہی تھے۔ حقوق کے موضوع پر کسی مسئلہ میں ان کا دمشق کے کسی بزرگ سے اختلاف ہوگیا۔ دلیل و حجت کے ساتھ وہ بزرگ مطمئن نہ ہوئے تو ان سے کہا، قاضی کے پاس چلتے ہیں۔ دونوں قاضی کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اِیاس مسئلہ بیان کرتے ہوئے جذبات میں آ کر اپنے مقابل سے بلند آواز میں بات کرنے لگے تو قاضی نے کہا: او بچے! اپنی آواز پست رکھ؛ تمہارا مقابل ایک استاد ہے اور عمر و عظمت میں بھی بڑا ہے۔

اِیاس نے کہا: مگر حق سب سے بڑا ہے۔

قاضی غضب ناک ہوگیا، بولا: خاموش ہو جاؤ!

نوجوان نے کہا: میں خاموش ہوگیا تو میرے دلائل کون دے گا؟

اس بات نے قاضی کو اور زیادہ برافروختہ کر دیا، اس نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ جب سے تو عدالت میں آیا ہے۔ ناحق باتیں کرتا جا رہا ہے۔

اِیاس نے کہا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ حق ہے یا باطل؟

قاضی نے بڑی نرمی سے کہا: حق ہے، رب کعبہ کی قسم! یہ حق ہے۔

.....

یہ مزنی نوجوان حصول علم کی طرف پوری طرح مائل رہا اور علم کے چشموں سے سیراب ہو کر اس مرتبہ پر پہنچ گیا کہ وقت کے بڑے بڑے شیوخ ان کے سامنے پانی بھرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ اِیاس ابھی نوخیز تھے شیوخ ان کو مقتدا سمجھتے اور ان کی شاگردی میں بیٹھے ہوتے۔

ایک دفعہ عبدالملک بن مروان خلیفہ بننے سے قبل بصرہ کے دورے پر آئے۔ اِیاس ان دنوں ابھی اتنے جوان تھے کہ ان کی داڑھی مونچھیں نہیں پھوٹی تھیں۔ عبدالملک نے دیکھا کہ سبز حلوں میں ملبوس داڑھیوں والے چار قاری ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں اور وہ آگے آگے۔

عبدالملک کہنے لگے: ان داڑھیوں والوں پر بھی افسوس ہی کرنا چاہئے! انہوں نے ایک بچے کو آگے کر رکھا ہے، کیا انہیں کوئی بزرگ نہیں ملا جو ان کی قیادت کرتا؟

پھر اِیاس کی طرف دیکھ کر پوچھا: جوان! تیری عمر کیا ہے؟

اِیاس: اللہ آپ کی عمر میں اضافہ کرے! میری عمر اتنی ہی ہے جتنی اُسامہ بن زیدؓ کی تھی جب نبی کریمؐ نے اسے اس لشکر کا امیر بنایا تھا جس میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔

عبدالملک نے یہ جواب سن کر کہا: جوان، چلتے جاؤ! اللہ تعالیٰ آپ کے علم و فضل میں برکت دے۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک بار لوگ رمضان کا چاند تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سرفہرست جلیل القدر صحابی رسولؐ انس بن مالک انصاریؓ تھے۔ یہ ان دنوں تقریباً سو سال کے بوڑھے تھے۔ لوگوں نے آسمان کی طرف دیکھا لیکن چاند نظر نہ آیا۔ مگر انس بن مالکؓ آسمان میں نظریں گاڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے: میں نے چاند دیکھ لیا ہے، وہ ہے سامنے! ساتھ ہاتھ کا اشارہ بھی کر رہے تھے۔ لیکن کوئی اور شخص چاند کو نہ دیکھ سکا۔ اسی دوران اِیاس نے انسؓ کی طرف دیکھا کہ ایک لمبا بال ہے جو بل کھائے ہوئے انسؓ کی آنکھوں کے سامنے آ گیا ہے۔ اِیاس نے ادب سے اجازت چاہی اور ہاتھ بڑھا کر اس بال کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر کہا: اے صحابیِ رسولؐ! کیا اب بھی آپ کو چاند نظر آ رہا ہے؟

انسؓ آسمان کی طرف دیکھنے لگے اور کہا: بالکل نہیں، مجھے تو اب چاند بالکل نظر نہیں آ رہا۔

.....

اِیاس کی ذکاوت و ذہانت کی خبریں اس قدر عام ہو گئی تھیں کہ لوگ اپنے دین و علم کے بارے میں مسائل کے حل کے لئے ملک کے کونے کونے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ کوئی معرفت و عرفان حاصل کرنا چاہتا تو کوئی باطل سے مناظرہ و جدال کے لئے معجز و مسکت دلائل کے حصول کے لئے آیا ہوتا۔ ان کے پاس آنے والوں میں ہر طبقہ کے لوگ ہوتے۔

بیان کیا گیا ہے کہ کسی صوبے کا حاکم ان کے پاس آیا اور کہا:

اے ابو وائلہ! نشہ آور چیز (شراب) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

اِیاس: حرام ہے۔

حاکم: اس کے حرام ہونے کی کونسی وجہ ہے، یہ اپنے اجزائے ترکیبی کے لحاظ سے تو پھل اور پانی پر مشتمل ہے بس ان کو جوش دے کر ابالا جاتا ہے، اور یہ چیزیں تو حلال ہیں ان میں تو کچھ بھی حرام نہیں۔

اِیاس: آپ اپنی بات مکمل کر چکے یا ابھی باقی ہے؟

حاکم: کر چکا ہوں!

اِیاس: اگر میں ایک چلو پانی لے کر آپ کو ماروں تو کیا آپ کو اس سے کوئی تکلیف ہو گی؟

حاکم: نہیں!

اِیاس: اگر ایک مٹھی بھوسہ (توڑی) لے کر میں آپ کو ماروں تو کیا آپ اس سے تکلیف محسوس کریں گے؟

حاکم: نہیں!

اِیاس: اگر میں مٹی لے کر اس پر بھوسہ ڈال کر پانی چھڑک دوں اور اچھی طرح ان کو ملا کر اس ٹکڑے کو دھوپ میں رکھ دوں حتیٰ کہ سوکھ جائے پھر یہ سوکھی ہوئی مٹی لے کر آپ کو ماروں تو کیا آپ کو تکلیف ہو گی؟

حاکم: ہاں! یہ تو مجھے ہلاک کر ڈالے گی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایاس: شراب کی صورت حال بھی ایسی ہی ہے، جب ان اجزاء کو اکٹھا کر کے نشہ آور بنا دیا جائے تو یہ حرام ہو جاتے ہیں۔

.....

ایاس کے عہد قضا کے دوران بہت سے واقعات ملتے ہیں جو ان کی فرط ذہانت، وسعت دور اندیشی اور حقائق سے پردہ کشائی کی یگانہ روزگار قوت کی نشاندہی کرتے ہیں۔

ان کا ایک واقعہ ہے کہ دو آدمی ان کے پاس مقدمہ لے کر آئے۔ ان میں سے ایک دوسرے کے خلاف دعویٰ کر رہا تھا کہ میں نے اس کو مال دیا ہے لیکن اب یہ واپس نہیں کر رہا۔

ایاس نے مدعیٰ علیہ سے پوچھا تو اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر میرے مخالف کے پاس کوئی شہادت ہے تو پیش کرے۔ اگر وہ شہادت پیش نہ کر سکے گا تو میرے ذمے قسم اٹھانا ہے۔ (میں قسم اٹھالوں گا)

ایاس کو جب خطرہ محسوس ہوا کہ یہ جھوٹی قسم اٹھا کر مال کھا جائے گا تو انہوں نے دعویدار سے کہا: تو نے اسے کس مقام پر مال دیا تھا؟

مدعی: فلاں فلاں مقام پر!

ایاس: وہاں کیا کچھ ہے؟

مدعی: ایک بہت بڑا درخت ہے جس کے نیچے ہم بیٹھے تھے اور پھل بھی کھایا تھا۔ جب ہم وہاں سے جانے لگے تو میں نے اسے رقم دی تھی۔

ایاس: آپ اس جگہ پر چلے جائیں، ہوسکتا ہے کہ جب آپ وہاں پہنچیں تو آپ کو یاد آ جائے کہ آپ نے مال کہیں رکھا ہے یا خرچ کر لیا ہے! پھر واپس آ کر مجھے بتائیں کہ آپ نے وہاں کیا دیکھا ہے؟

آدمی چلا گیا تو ایاس نے مدعیٰ علیہ سے کہا کہ اپنے ساتھی کے واپس آ جانے تک بیٹھ جاؤ! وہ بیٹھ گیا۔ پھر ایاس عدالتی معاملات میں مصروف ہو گئے لیکن اس شخص کو غیر محسوس انداز میں دیکھتے رہے۔ جب محسوس کیا کہ وہ اب سکون و اطمینان میں ہے تو اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فوراً پوچھا:

''تیرا کیا اندازہ ہے کہ وہ شخص اس جگہ پہنچ گیا ہوگا جہاں اس نے تجھے مال دیا تھا؟''

آدمی نے بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا: ہرگز نہیں، وہ جگہ تو یہاں سے بہت دور ہے۔

ایاس نے اس سے کہا: ''اے دشمن خدا! تو مال دینے سے تو انکار کرتا ہے لیکن اس جگہ کو جانتا ہے جہاں مال لیا تھا؟ اللہ کی قسم! تو تو خائن آدمی ہے۔''

وہ آدمی حیران رہ گیا اور اس نے اپنی خیانت کا اقرار کر لیا، ایاس نے اس کے ساتھی کے آنے تک اسے وہیں بٹھائے رکھا اور اسے مال واپس کرنے کا حکم جاری کیا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



: ان کا ایسا ہی ایک اور واقعہ ہے کہ دو آدمی مخمل کے دو رومالوں پر جھگڑ پڑے۔ یہ رومال ایسے ہوتے ہیں کہ سر کے اوپر اوڑھے جاتے ہیں اور کندھوں پر لٹک آتے ہیں۔

ایک رومال سبز رنگ کا نیا اور قیمتی تھا، دوسرا سرخ اور پرانا۔

مدعی نے مقدمہ پیش کرتے ہوئے کہا: میں نہانے کے لئے حوض پر گیا اور اپنا سبز رومال کپڑوں سمیت حوض کی منڈیر پر رکھ دیا۔ یہ آدمی آیا اور اس نے اپنا سرخ رومال میرے رومال کے پاس ہی رکھ دیا۔ اور مجھ سے پہلے غسل سے فارغ ہوا، کپڑے پہنے اور میرا رومال اٹھا کر چلا گیا۔ میں بھی اس کے بعد باہر آ گیا اور اس کا تعاقب کر کے اس سے اپنا رومال مانگا تو اس نے کہا کہ یہ رومال تو اس کا اپنا ہے۔

ایاس نے مدعیٰ علیہ سے کہا:

آپ اس پر کیا بیان دیتے ہیں؟

مدعیٰ علیہ: یہ میرا رومال ہے اور میرے ہاتھ میں ہے؟

ایاس نے مدعی سے کہا کہ کوئی شہادت لا سکتے ہو؟

مدعی: بالکل نہیں۔

ایاس نے اپنے چوکیدار کو بلایا اور اس سے کہا کہ کنگھی لاؤ!

کنگھی حاضر کر دی گئی۔ انہوں نے دونوں آدمیوں کے بالوں میں کنگھی کی تو ایک آدمی کے بالوں سے سرخ رنگ کے ریشے اور دوسرے کے سر سے سبز رنگ کے ریشے نکلے۔

اس طرح انہوں نے سرخ رومال سرخ ریشوں والے آدمی اور سبز رومال سبز ریشوں والے آدمی کو دے کر مقدمہ کا فیصلہ کر دیا۔

.....

ان کی ذہانت کی خبروں میں سے ایک خبر یہ بھی ہے کہ بصرہ میں ایک آدمی نے اپنی پارسائی اور زہد وتقویٰ کا ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ لوگوں نے اس کے دھوکے میں آ کر اس کی بے پناہ تعریفیں کرنا شروع کر دیں۔ اور بعض نے تو اسے امانت دار سمجھ کر اپنی امانتیں اس کے پاس رکھنا شروع کر دیں۔ بعض جب محسوس کرتے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے تو اپنی اولاد کے لئے اسے وصی (سرپرست ونگران) مقرر کر جاتے۔

ایک بار اس کے پاس ایک آدمی نے امانت رکھی، ضرورت پڑنے پر مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ آدمی شکایت لے کر ایاس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اس متاثرہ شخص سے کہا کہ کیا تیرے اس ساتھی کو معلوم ہے کہ تو میرے پاس آیا ہے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس نے کہا: نہیں!

ایاس تب آپ جائیں اور کل میرے پاس آنا۔

اس کے بعد ایاس نے اس آدمی کو بلایا جس کے پاس امانت تھی اور اس سے کہا: میرے پاس ایسے یتامیٰ کا کثیر مال ہے جن کا کوئی کفیل نہیں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مال آپ کے پاس امانت رکھ دوں۔ اور آپ کو ان یتامیٰ کا وصی مقرر کر دوں۔ کیا آپ کے پاس اتنا وقت ہے؟ اور آپ کا گھر اس قدر محفوظ ہے؟ کہ یہ مال آپ کے ہاں رکھ دیا جائے!

آدمی نے فوراً کہا: جناب قاضی! ٹھیک ہے!

ایاس نے کہا: آپ کل آ جائیں، جگہ کا انتظام بھی کر لیں اور سامان اٹھانے کے لئے کچھ آدمی بھی لیتے آئیں۔ اب دوسرے دن وہ آدمی بھی حاضر ہو گیا جس نے شکایت کی تھی۔ ایاس نے اس سے کہا کہ اس ''امانت دار'' کے پاس جاؤ اور مال کا مطالبہ کرو، اگر وہ انکار کرے تو اس سے کہو کہ میں یہ بات قاضی کو بتا دوں گا۔

آدمی اس کے پاس چلا گیا اور مال کا مطالبہ کیا لیکن اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ مال کے مالک نے اس سے کہا اگر آپ نہیں مانتے تو میں قاضی کے پاس شکایت لے جاؤں گا۔ ''امانتدار'' نے یہ بات سنی تو فوراً مال اس کے حوالے کر دیا اور اس کو بڑے معزز طریقے سے رخصت کیا۔

آدمی نے آ کر قاضی ایاس کو بتایا کہ اس نے مجھے میرا حق دے دیا ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

اب وہ لوگوں کی امانتیں رکھنے والا شخص وعدے کے مطابق اپنے باربردار آدمیوں کے ساتھ ایاس کی خدمت میں پہنچ گیا۔ ایاس نے اسے بہت شرمندہ کیا اور اس کی زجر و توبیخ کی اور اس سے کہا:

''اے دشمن خدا: تو تو بہت برا آدمی ہے۔ تو نے تو دنیا بنانے کے لئے دین کو ایک جال بنا رکھا ہے۔''

.....

ذہانت کی شدت، سوچنے کی قوت اور حاضر دماغی کی سرعت کے باعث بسا اوقات ایاس اس شخص سے ٹکرا جاتے اور اس آدمی کا منہ بند کر دیتے جو دلیل بہ دلیل بات کرتا۔ انہوں نے خود اپنے بارے میں بیان کیا ہے کہ دلائل و براہین کے اعتبار سے ایک آدمی کے سوا کوئی شخص مجھ پر غالب نہیں آ سکا۔ ہوا یوں کہ میں اپنی مجلس قضا میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی میرے پاس آ گیا، اس نے یہ شہادت دی کہ فلاں باغ، فلاں آدمی کی ملکیت ہے۔ اور اس نے باغ کا رقبہ وحدود اربعہ بیان کر دیا۔

ایاس کہتے ہیں میں نے اس کی شہادت کو پرکھنا چاہا۔ لہٰذا پوچھا: باغ میں کتنے درخت ہیں؟

آدمی نے کچھ دیر کے لئے سر جھکایا پھر سر اٹھا کر بولا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''ہمارے سردار، جناب قاضی! آپ کب سے اس مجلس میں بیٹھ کر فیصلے کر رہے ہیں؟

میں نے کہا: فلاں سال سے۔

آدمی نے کہا: اس ایوان (عمارت) کی چھت کے بالے کتنے ہیں؟

مجھے یہ معلوم نہیں تھا لہٰذا میں نے اس سے کہا: آپ حق پر ہیں! اور اس کی شہادت کو جائز قرار دے دیا۔

.....

۱۲۲ ہجری کو اِیاس بن معاویہؒ جب چھہتر برس کی عمر کو پہنچے تو انہوں نے خواب میں خود کو اور اپنے باپ کو دو گھوڑوں پر سوار دیکھا کہ نہ وہ باپ سے آگے نکل رہے ہیں نہ باپ ان سے آگے جا رہے ہیں۔ ان کے باپ کی وفات بھی چھہتر برس کی عمر میں ہی ہوئی تھی۔

ایک روز رات کو اِیاس اپنے بستر کی طرف جانے لگے تو اہل خانہ سے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے۔ آج کی یہ رات کونسی ہے؟

گھر والوں نے جواب دیا: ہمیں معلوم نہیں۔

اِیاس نے کہا: اس رات کو میرے باپ نے اپنی عمر مکمل کی تھی۔

صبح ہوئی تو اہل خانہ نے دیکھا کہ اِیاس اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔

.....

اللہ، قاضی اِیاس پر رحم فرمائے۔ وہ نوادرِ زمانہ میں سے ایک یگانہ اور حقیقت کا ادراک کر لینے اور ذہانت و فطانت کا ایک اعجوبہ تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# حسن بصریؒ

زوجۃ النبیؐ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے غلام نے آ کر انہیں خوش خبری دی کہ آپ کی باندی ''خیرہ'' کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ خبر سن کر ام المومنینؓ کا دل خوشی سے بھر گیا اور باوقار و معزز چہرہ کھل اٹھا۔ انہوں نے نومولود اور اس کی ماں کو اپنے پاس لانے کے لئے کسی کو بھیج دیا تا کہ وہ نفاس کے دن ان کے گھر میں گزاریں۔

خیرہ ام المومنین ام سلمہؓ کو بہت محبوب اور عزیز تھیں۔ اس لئے ام سلمہؓ کو ان کے نومولود کو دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ کچھ دیر بعد ''خیرہ'' بچے کو ہاتھوں پر اٹھائے ان کے پاس آ گئی۔ جب ام سلمہؓ کی نظر بچے پر پڑی تو اس سے محبت کے ساتھ ان کا جی بھر گیا۔ بچہ اس قدر خوب رو، تر و تازہ اور کامل الاعضاء تھا کہ اپنے دیکھنے والے کو خوش کر دیتا اور اس کا دل موہ لیتا تھا۔

بچے کو دیکھنے کے بعد ام سلمہؓ ٹوٹڑی کی طرف متوجہ ہوئیں اور پوچھا!

''خیرہ! کیا بچے کا نام رکھ دیا ہے؟''

خیرہ: ماں! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بچے کا نام میں خود رکھ لیتی؟ میں نے یہ کام آپ پر چھوڑ رکھا ہے آپ جو نام پسند کریں رکھ دیں۔

ام سلمہؓ نے کہا، ہم اللہ کی برکت سے اس کا نام ''حسن'' رکھتے ہیں۔

پھر ہاتھ اٹھائے اور بچے کے لئے خیر و بھلائی کی دعا کی۔

.....

ادھر حسن کی پیدائش کی خوشی ام المومنین ام سلمہؓ کے گھر تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ اس خوشی میں مدینہ کا ایک اور گھرانا بھی شریک تھا۔ یہ جلیل القدر صحابی اور کاتب وحی حضرت زیدؓ بن ثابت کا گھر تھا۔ اس گھرانے کو خوشی اس بنا پر تھی کہ بچے کا باپ یسار ان کا غلام تھا اور یہ حضرت زیدؓ کو محبوب و عزیز لوگوں میں سے تھا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حسنؒ بن یسار جو بعد میں حسن بصریؒ کے نام سے معروف ہوئے۔ انہوں نے بیت رسولؐ میں پرورش اور زوجۂ رسول ﷺ ھند بنت سہیل المعروف ام سلمہؓ کی گود میں تربیت پائی۔

ام المومنین زوجۂ رسول ﷺ ام سلمہؓ کے بارے میں اگر آپ کو معلوم نہیں تو سنیے!

وہ عرب خواتین میں عقل کے لحاظ سے اکمل، علم کے لحاظ سے افضل اور انتہائی محتاط عورت تھیں۔ یہ بات تو معلوم ہے کہ ازواج النبیؐ میں ان کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ امہات المومنین میں سب سے زیادہ احادیث انہی سے مروی ہیں۔ انہوں نے ۳۸۷ - احادیث نبویؐ روایت کی ہیں۔ آپ کا شمار ان چند نادر عورتوں میں ہوتا تھا جو دور جاہلیت میں لکھنا جانتی تھیں۔

اس خوش بخت بچے کا تعلق ام المومنین ام سلمہؓ کے ساتھ بس اتنا ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی خوش قسمتی کی حدیں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔

بچے حسن کی ماں خیرہ ام المومنینؓ کے کسی کام کی غرض سے باہر جاتیں اور یہ شیر خوار بھوک کی وجہ سے رونا شروع کر دیتا۔ بچے کے رونے میں جب زیادہ شدت آجاتی تو ام سلمہؓ اسے اپنی گود میں لے لیتیں اور اس کے منہ میں اپنا دودھ ڈال دیتیں تا کہ بچہ کچھ دیر کے لئے بہل سکے۔ بچے کے ساتھ ام المومنینؓ کے شدید انس کے باعث ان کی چھاتی میں دودھ اتر آتا، بچہ دودھ پیتا اور رونا بند کر دیتا۔ اس طرح ام سلمہؓ دو اعتبار سے حسن کی ماں ہوئیں۔ ایک یہ کہ وہ ام المومنینؓ ہیں اور امت کے دیگر لوگوں کے ساتھ ان کی بھی ماں ہیں، دوسرا یہ کہ حسن نے ان کا دودھ پیا ہے لہٰذا وہ ان کی رضاعی ماں ہیں۔

امہات المومنینؓ کے گھرانوں میں مضبوط و خوشگوار تعلقات نے حسن کو یہ موقع فراہم کر دیا تھا کہ وہ ان گھروں میں گھومے پھرے، ان کی مالکاؤں کے اخلاق سے آراستہ اور ان کی ہدایت و رہنمائی سے بہرہ یاب ہوئے۔ جیسا کہ وہ خود اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ ان گھرانوں کے ماحول کو اپنے دلربا کھیل کود اور مسلسل اچھل کود سے بھر دیتے تھے یہاں تک کہ وہ مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر چھلانگیں لگاتے۔

.....

حسنؒ نبوت کی خوشبوؤں سے معطر ان چمکتی دمکتی فضاؤں میں آزادانہ پرورش پانے لگے۔ ہدایت و اخلاق کے ان میٹھے سرچشموں سے سیراب ہونے لگے جن سے امہات المومنینؓ کے گھرانے لبریز تھے۔

ادھر مسجد رسولؐ میں کبار صحابہؓ کی شاگردی میں بیٹھنے لگے۔ انہوں نے عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے صحابہ سے حدیث روایت کی ہے مگر وہ ان سب میں امیر المومنین حضرت علیؓ سے شدید



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انس رکھتے تھے۔ دراصل حضرت علیؓ کی دین میں راست فکری، عبادت میں خوبصورتی، دنیا کی زیب و زینت سے کنارہ کشی، غیر مبہم انداز گفتگو، حکیمانہ بلاغت اور دلوں کو ہلا ڈالنے والے وعظ و نصیحت نے حسن کو مرعوب و مسحور کر دیا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ حسن نے عبادت و زہادت کے انہی بلند اخلاق کو اپنایا جو امیر المومنین کا خاصا تھے اور گفتگو میں فصاحت و بلاغت کے اسی منہج پر گامزن ہوئے جس پر حضرت علیؓ رواں دواں رہے تھے۔

حسنؒ جب عمر کے چودھویں سال میں پہنچ کر آدمیوں کی صف میں داخل ہوئے تو اپنے والدین کے ہمراہ مدینہ سے بصرہ منتقل ہو گئے اور خاندان کے ساتھ وہیں رہنے لگے۔ اسی وجہ سے وہ بصرہ کی طرف منسوب ہوئے اور عوام میں ''حسن بصریؒ'' معروف ہو گئے۔

.....

جن دنوں حسنؒ نے بصرہ کا رخ کیا تھا ان دنوں بصرہ اسلامی سلطنت کا ایک مضبوط علمی قلعہ تھا۔ اس کی عظیم الشان مسجد کبار صحابہ کرامؓ اور اجل تابعین عظامؒ سے بھری رہتی تھی۔ مختلف علمی حلقوں نے مسجد کے صحن اور جائے نماز کو آباد و شاد کر رکھا تھا۔ حسن ان حلقوں میں سے خیر امت (امت محمدیہ کے عالم و عابد) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے حلقہ درس سے وابستہ ہو گئے۔ ان سے تفسیر، حدیث اور قرأت کا علم سیکھا اور ان کے ساتھ دوسرے علماء سے بھی فقہ، لغت اور ادب وغیرہ کا درس لیا۔

اب لوگ ان کے وسیع علم سے مستفید ہونے کے لئے ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ پتھر دلوں کو نرم اور گنہگار آنکھوں کو اشک بار کرنے والے ان کے مواعظ کو ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے۔ ذہنوں کو جھنجھوڑ ڈالنے والی حکمت و بصیرت پر مبنی ان کی گفتگوؤں کو محفوظ اور اس پر غور و فکر کرنے لگے۔ اور کستوری سے زیادہ عمدہ ان کی سیرت کو اپنانے لگے۔

حسن بصریؒ کے علم و فہم اور حکمت و بصیرت کا چرچا دور دور تک پھیل گیا۔ خلفاء و امراء نے ان کے بارے میں پوچھنا اور ان کے واقعات کو سننا شروع کر دیا۔

خالد بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ میں مسلمہ بن عبدالملک کو ''حیرہ'' میں ملا تو اس نے مجھ سے کہا: خالد! بصرہ کے حسن کی کوئی بات سناؤ، میرا خیال ہے کہ تجھ سے زیادہ ان کے حالات سے کوئی بھی واقف نہیں۔

میں نے کہا: اللہ آپ کو سلامت رکھے، واقعی میں ان کے بارے میں آپ کو بہترین معلومات دے سکتا ہوں کیونکہ میں تو بصرہ میں ان کے گھر میں رہتا ہوں اور ان کی مجلس میں بیٹھتا ہوں۔ لہٰذا مجھ سے زیادہ ان کے بارے میں کون جان سکتا ہے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسلمہ: تو پھر بتایئے جو کچھ آپ کو معلوم ہے!

میں نے کہا: اس شخص کی خلوت اس کی جلوت جیسی اور اس کی گفتگو اس کے عمل جیسی ہے۔ جب وہ کسی کو بھلائی کرنے کے لئے کہتے ہیں تو لوگوں میں اس بھلائی کے سب سے بڑے عامل خود ہوتے ہیں۔ کسی کو برائی سے منع کرتے ہیں تو خود اس برائی کے سب سے بڑے تارک ہوتے ہیں۔ میں نے ان کو لوگوں سے بے نیاز اور متاع دنیا سے بے زار پایا ہے جبکہ ان کے پاس جو علم ہے لوگوں کو اس کا محتاج و طلبگار دیکھا ہے۔

مسلمہ نے یہ سن کر کہا: خالد! بس کرو! بس کرو!

وہ قوم کیسے گمراہ ہو سکتی ہے جس میں حسن بصریؒ جیسا شخص موجود ہو!

حجاج بن یوسف جب عراق کا گورنر بنا اور اپنے اختیارات میں طغیان و جبر پر اتر آیا تو حسن بصریؒ ان معدودے چند آدمیوں میں سے تھے جو اس کی سرکشی کے آگے رکاوٹ بن کر کھڑے ہو جاتے۔ عوام الناس میں اس کے افعال قبیحہ کا برسر عام تذکرہ کرتے اور کلمہ حق کو حجاج کے منہ پر دے مارتے۔

اس ضمن میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ حجاج نے "واسط" شہر میں اپنے لئے ایک محل بنایا، محل کی تعمیر مکمل ہوگئی تو حجاج نے اعلان کیا کہ لوگ اس کے لئے برکت کی دعا کرنے نکلیں۔

اب حسنؒ چاہتے تھے کہ عوام الناس سے مخاطب ہونے کا یہ موقع ضائع نہ جائے۔ لہٰذا وہ بھی لوگوں کی طرف چل پڑے تاکہ انہیں وعظ و تذکیر کریں، سامان دنیا کے سحر سے بچنے اور اللہ کے ہاں موجود متاع آخرت کا حریص بننے کا درس دیں۔

حسنؒ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ بلند و بالا محل کے اردگرد گھوم کر اسے دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کے ستونوں کی چمک سے مرعوب، وسیع و عریض گوشوں سے دہشت زدہ اور اس کے حسن و جمال سے مسحور ہو گئے ہیں۔ حسنؒ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر انہیں مخاطب کیا اور گویا ہوئے:

"ہم نے بدترین شخص کی عمارت پر غور کیا تو فرعون کی تصویر ہمارے سامنے آئی کہ اس نے بڑی مضبوط اور بلند و بالا عمارتیں بنائی تھیں لیکن اللہ نے اس کو بھی ہلاک کر ڈالا اور اس کی ان تعمیرات کو بھی نیست و نابود کر دیا جو اس نے بنائی تھیں۔

کاش! حجاج کو یہ معلوم ہو جائے کہ آسمان والے اس سے ناراض ہو گئے ہیں اور زمین والوں نے (تعریف کر کے) اس کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے....."

حسنؒ جاہ و جلال اور زہد و کمال کے ساتھ اپنی رفتار سے محو گفتگو تھے کہ سامعین میں سے ایک شخص کو حجاج کے ان پر غضبناک ہو جانے کا خوف محسوس ہوا۔ اس نے کہا: اے ابوسعیدؒ! بس کرو، اتنا ہی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وعظ کافی ہے!

حسنؒ نے کہا: ''اللہ نے اہل علم سے یہ عہد لے رکھا ہے کہ وہ حق کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کریں گے، چھپائیں گے نہیں!''

.....

اگلے روز حجاج اپنے دفتر میں داخل ہوا تو غیظ وغضب سے پھٹا جا رہا تھا۔ حاضرین سے مخاطب ہوا: ہلاک ہو جاؤ تم! دفع ہو جاؤ یہاں سے!

بصرہ کا ایک غلام اٹھتا ہے اور جو چاہتا ہے کہہ جاتا ہے لیکن تم میں سے کوئی نہیں جو اس کو خاموش کرائے یا برا بھلا کہے!.....

اللہ کی قسم! میں تم بزدلوں کو اس کا خون پلا کے چھوڑوں گا.....''

پھر حجاج نے تلوار اور چمڑے کا فرش لانے کا حکم دیا۔

دونوں چیزیں حاضر کر دی گئیں۔

جلاد کو بلایا تو وہ بے حس وحرکت اس کے سامنے کھڑا تھا۔

پولیس کے کچھ سپاہی بھیجے! اور ان کو حکم دیا کہ حسنؒ کو میرے پاس لاؤ۔

کچھ دیر بعد حسنؒ آ گئے۔ قتل کے خوف سے لوگوں کی نظریں ان پر گڑ گئیں اور دل دہل گئے۔

جب حسنؒ نے تلوار، فرش اور جلاد کو دیکھا تو ہونٹوں کو حرکت دی۔ پھر مومنانہ جلال، مسلمانہ اعزاز اور داعیانہ وقار کے ساتھ حجاج کی طرف بڑھے۔

جب حجاج نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو اس پر شدید ہیبت طاری ہو گئی۔ کہنے لگا:

''اے ابوسعید! تشریف لائیے! تشریف لائیے!''

حجاج مسلسل ان کی عزت وتکریم میں رطب اللسان تھا اور تشریف لائیے! تشریف لائیے! کہتا جا رہا تھا۔

لوگ حیرت واستعجاب سے اسے تکتے رہے حتی کہ اس نے حسنؒ کو اپنے تخت پر جا بٹھایا۔

جب حسن تشریف فرما ہو گئے تو حجاج ان کی طرف متوجہ ہو کر امور دین سے متعلق مسائل پوچھ رہا تھا اور حسن مسحور کن انداز گفتگو اور وسیع علم کے ساتھ پوری دلجمعی سے ہر سوال کا جواب دے رہے تھے۔

حجاج نے حسنؒ کی اس رفعت علمی کو دیکھ کر کہا: ''اے ابوسعید! آپ سید العلماء ہیں۔''

پھر خوشبو منگوا کر ان کی داڑھی میں لگائی اور انہیں باوقار انداز میں الوداع کیا۔

حسنؒ اس کے پاس سے باہر آئے تو ایک چوکیدار ان کے پیچھے تھا۔ اس نے کہا: اے ابوسعیدؒ! حجاج نے آپ کو کسی اور مقصد کے لئے بلایا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ جب آپ آئے تھے اور تلوار وفرش



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر نظر ڈالی تھی تو اپنے ہونٹوں کو حرکت دی تھی۔ آپ نے اس وقت کیا پڑھا تھا؟

حسنؒ نے جواب دیا: میں نے کہا تھا:

''یَاوَلِیِّ نِعْمَتِی وَمَلَاذِی عِنْدَ کُرْبَتِی، اِجْعَلْ نِقْمَتَهٗ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَیَّ کَمَا جَعَلْتَ النَّارَ بَرْدًا وَسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ''

''اے مجھے نعمتیں مہیا کرنے والے! اور مصیبت کے وقت میری دستگیری کرنے والے اس کے غضب کو میرے لئے اسی طرح ٹھنڈک وسلامتی کا باعث بنادے جس طرح تو نے ابراہیمؑ کے لئے آگ کو ٹھنڈک وسلامتی بنادیا تھا''۔

.....

حسن بصریؒ کے امراء وگورنروں کے ساتھ پیش آنے والے اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں اور وہ ان تمام مشکلات سے اس طرح نکلے کہ حکمرانوں کے نزدیک وہ اور زیادہ عظیم اور اللہ کے ہاں اور زیادہ عزیز ومحفوظ ٹھہرے۔

خلیفہ زاہد عمر بن عبدالعزیزؒ کی رحلت کے بعد خلافت یزید بن عبدالملک کو منتقل ہوئی اور اس نے عمر بن ہبیرہ فزاری کو عراق کا گورنر بنایا۔ پھر اسے مزید اختیار دیتے ہوئے خراسان کو بھی اس کی زیر نگرانی کردیا۔

دوسری طرف وہ اپنے عظیم پیش رو کی زندگی کے برعکس زندگی گزار رہا تھا۔

یہ عمر بن ہبیرہ کو خط پہ خط بھیجتا اور اس کو حکم دیتا رہتا تھا کہ جو احکام ان خطوط میں لکھے ہیں ان کو وہاں نافذ کردو خواہ کسی وقت حق سے متصادم ہی کیوں نہ ہوں۔ اب عمر بن ہبیرہ نے حسن بصریؒ اور عامر بن شراحبیل شعبی کو بلایا اور ان سے کہا: امیر المومنین یزید بن عبدالملک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حکمران بنایا ہے اور لوگوں پر ان کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔

مجھے انہوں نے عراق کی گورنری سونپی جیسا کہ آپ جانتے ہیں، پھر ایران کی نگرانی بھی مجھے دے دی۔ وہ بعض اوقات مجھے ایسے خطوط لکھتے ہیں جن میں مذکور احکام کے نفاذ کا حکم ہوتا ہے لیکن میں ان کے مبنی برانصاف ہونے میں مطمئن نہیں ہوتا۔ کیا آپ خلیفہ کی اطاعت اور اس کے احکام کے نفاذ میں میرے لئے دینی اعتبار سے کوئی درمیانی راہ نکال سکتے ہیں؟

شعبی نے جو جواب دیا اس میں خلیفہ کے لئے نرم پہلو تھا اور گورنر کے لئے جواز کی راہ نکل رہی تھی۔

ادھر حسنؒ خاموش تھے۔ عمر بن ہبیرہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ابوسعید! آپ کی کیا رائے ہے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس پر حسنؒ نے جواباً فرمایا: ''اے ابن ہبیرہ: یزید کے معاملے میں تو اللہ سے ڈرو لیکن اللہ کے معاملے میں یزید سے خوف نہ کھاؤ۔

یہ جان رکھو کہ اللہ تمہیں یزید سے بچالے گا لیکن یزید تمہیں اللہ کی گرفت سے نہیں بچا سکے گا۔

اے ابن ہبیرہ! ہوسکتا ہے عنقریب تیرے پاس وہ زبردست فرشتہ آجائے جو اللہ کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا، پھر وہ تجھے اس تختِ حکمرانی سے محروم کر کے قبر کی تنگ و تاریک کھوہ میں پہنچا دے۔ جہاں تجھے یزید نہیں ملے گا بلکہ تیرے وہ عمل تیرے لیے وبالِ جان بن جائیں گے جن میں تو نے یزید کے رب کی نافرمانی کی ہوگی۔

اے ابن ہبیرہ! اگر تو اللہ کی اطاعت میں رہے گا تو وہ تجھے دنیا و آخرت میں یزید بن عبدالملک کی سزا سے بچالے گا اور اگر تو یزید کا ساتھ دے کر اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرے گا تو اللہ تجھے یزید ہی کے سپرد کر دے گا۔

اور اے ابن ہبیرہ! یہ جان لو کہ مخلوق میں سے جو بھی اللہ کی معصیت کا حکم دے، اس کی اطاعت ہرگز نہ کی جائے۔''

یہ وعظ سن کر عمر بن ہبیرہ فزاری رو پڑے حتیٰ کہ آنسوؤں نے ان کی داڑھی تر کر دی۔ اور ابن ہبیرہ، شعبی سے رخ موڑ کر حسنؒ کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کو بہت زیادہ اعزاز و اکرام دیا۔

جب یہ دونوں عالم ابن ہبیرہ سے فارغ ہو کر باہر نکلے اور مسجد کا رخ کیا تو لوگ ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ گورنر سے ہونے والی ملاقات کا احوال پوچھنا شروع کر دیا۔

شعبیؒ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: لوگو! تم میں سے جس کو بھی کوئی موقع ملے کہ وہ مخلوق کے سامنے اللہ کی عظمت و کبریائی بیان کرے تو اسے لازماً یہ کرنا چاہیے!

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! حسنؒ نے عمر بن ہبیرہ سے جو فرمایا ہے میں اس سے لاعلم نہ تھا مگر میں نے ابن ہبیرہ سے جو کچھ کہا ہے اس میں اس کی خوشنودی پیش نظر تھی لیکن حسنؒ نے اس سے جو فرمایا ہے اس میں اللہ کی رضا مطلوب تھی۔ لہٰذا اللہ نے مجھے ابن ہبیرہ سے دور اور حسنؒ کو اس کے قریب کر دیا۔

.....

حسن بصریؒ نے قریباً اسی برس عمر پائی جس کے دوران علم و حکمت اور فقہ و فراست سے دنیا کو مالا مال کیے رکھا۔ بعد میں آنے والوں کے لئے انہوں نے جو مواعظ و وصایا چھوڑے ہیں وہ ہمیشہ دلوں کی شادابی کا سامان فراہم کرتے رہیں گے۔ ان کے یہ مواعظ سدا دلوں کو جھنجھوڑتے، آنکھوں کو اشک بار کرتے، مائل الی اللہ لوگوں کو رہنمائی دیتے اور دنیا کی حقیقت سے غافل لوگوں کے لئے تنبیہ کا کام



www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرتے رہیں گے۔

ان کا ایک قول ہے جو انہوں نے دنیا کی حقیقت سے متعلق سوال کرنے والے ایک شخص کے جواب میں فرمایا کہتے ہیں:

''تو نے مجھ سے دنیا و آخرت کے بارے میں پوچھا ہے تو سن!

دنیا و آخرت کی مثال مشرق و مغرب جیسی ہے، تو جس قدر ایک کے قریب ہوگا اسی قدر دوسرے سے دور ہوتا جائے گا۔

تو نے مجھ سے دنیا کے گھر سے متعلق پوچھا ہے! تو میں اس گھر کا کیا حال بتاؤں جس کا آغاز مشقت و تکلیف سے ہوتا ہے اور اختتام فنا سے۔

اس کے حلال کا حساب دینا پڑے گا اور حرام کا عذاب بھگتنا ہوگا۔

یہاں جس کو خوشحالی میسر آتی ہے وہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور جو مفلس ہوتا ہے وہ اپنی مفلسی پر افسوس کرتا ہے۔''

ان کا ایسا ہی ایک اور قول ہے جو انہوں نے اس شخص کے جواب میں فرمایا جس نے ان کے اور دوسرے لوگوں کے حال سے متعلق پوچھا تھا۔ کہتے ہیں:

''ہمارا کیا حال پوچھتے ہو، ہم نے اپنے لئے کیا کیا ہے؟

ہم نے دین کو تو سکیڑ رکھا ہے جبکہ دنیا کو پھیلا رکھا ہے۔

ہم نے اپنے اخلاق کو تو بوسیدہ کر دیا مگر لباس و رہائش کو آراستہ و پیراستہ کر لیا ہے۔

ہم میں ایک بائیں جانب ٹیک لگا لیتا ہے اور دوسروں کا مال ہڑپ کیے جاتا ہے۔ اس کا یہ کھانا دوسرے سے چھینا ہوا ہوتا ہے۔

جن لوگوں سے وہ خدمت لیتا ہے وہ بالجبر اور بے اجر ہوتی ہے۔

یہ نمکین کے بعد میٹھا، ٹھنڈے کے بعد گرم اور خشک کے بعد تر طلب کرتا ہے حتیٰ کہ حلق تک شکم سیری کے باعث اس کا پیٹ پھول کر کپا ہو جاتا ہے اور بدہضمی کی وجہ سے منہ پھاڑ کر ڈکارتا ہے۔ پھر کہتا ہے، کوئی ہاضمولا لاؤ! جو اس کھانے کو ہضم کر ڈالے!

اے نادان! اللہ کی قسم! تو نے یہ کھانا نہیں ہضم کیا بلکہ اللہ کا دین ہضم کر ڈالا ہے۔

تجھے اپنا وہ ہمسایہ نظر نہیں آیا جو ضرورت مند تھا؟

تیری قوم کا وہ یتیم کہاں رہ گیا جو بھوکا تھا؟

وہ مسکین کیا ہوا جو سائلانہ نظروں سے تیری طرف دیکھ رہا تھا؟

اللہ نے تجھے جو تلقین و وعظ کیا ہے اس کا کیا بنا؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کاش! تجھے معلوم ہو جاتا کہ تیری زندگی کے ایام معدود ہیں۔
اور جب ایک دن کی روشنی تجھ سے غائب ہو جاتی ہے تو تیری عمر کا ایک دن کم ہو جاتا ہے اور تجھ سے اپنا حصہ لے کر چلا جاتا ہے۔"

.....

۱۱۰ ہجری کی یکم رجب کو جمعہ کی رات حسن بصریؒ ندائے الٰہی پر لبیک کہہ گئے۔ صبح ہونے پر لوگوں کو وفات کی خبر ملی تو پورا بصرہ دہل گیا۔ نماز جمعہ کے بعد غسل و کفن دے کر اسی جامع مسجد میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی جہاں انہوں نے اپنی عالمانہ و معلمانہ ساری زندگی بحیثیت داعی الی اللہ گزاری تھی۔

نماز سے فراغت کے بعد تمام لوگ جنازے کے پیچھے چل پڑے۔ اس روز جامع بصرہ میں نماز عصر ادا نہ ہوئی، اس لئے کہ شہر میں کوئی شخص موجود ہی نہیں رہا تھا جو نماز ادا کرتا۔ جب سے یہ مسجد بنی ہے لوگوں کے علم میں نہیں کہ اس روز کے علاوہ کبھی یہاں کوئی نماز فوت ہوئی ہو!

جی ہاں! اس روز جس روز حسن بصریؒ اپنے رب کے جوار رحمت میں چلے گئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# قاضی شریحؒ

امیر المومنین عمر بن الخطابؓ نے ایک بدوی سے گھوڑا خریدا، قیمت ادا کی اور گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑے۔ کوئی زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ گھوڑا لنگڑانا شروع ہو گیا اور اس کی رفتار میں خلل واقع ہونے لگا۔

امیر المومنین گھوڑا لے کر واپس وہیں آ گئے جہاں سے چلے تھے اور آدمی سے کہا: یہ سنبھالیے اپنا گھوڑا! اس میں تو نقص ہے!

آدمی نے کہا: امیر المومنین! میں تو گھوڑا واپس نہیں لوں گا، میں نے تو آپ کے ہاتھ صحیح سالم فروخت کیا تھا۔

عمرؓ کہنے لگے: کسی سے فیصلہ کرالیں۔

آدمی بولا: ہمارے درمیان شریحؒ بن حارث کندی فیصلہ کرے گا۔

عمرؓ نے کہا: ٹھیک ہے! مجھے منظور ہے۔

.....

امیر المومنین اور گھوڑے کا مالک معاملہ شریحؒ کے پاس لے گئے۔ جب شریحؒ نے اعرابی کا بیان سنا تو عمر بن الخطابؓ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: امیر المومنین! کیا آپ نے گھوڑا صحیح حالت میں اس سے لیا تھا؟

عمرؓ: جی ہاں!

شریحؒ: جو سودا آپ نے کر لیا ہے اب اس پر قائم رہیے یا پھر گھوڑا اسی حالت میں واپس کیجیے جس حالت میں لیا تھا۔

حضرت عمرؓ نے خوش ہو کر شریح کی طرف دیکھا اور فرمایا:

کیا فیصلہ اسی طرح نہیں کیا جاتا کہ سچی بات کی جائے اور مبنی پر انصاف حکم جاری کیا جائے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ کوفہ چلے جائیں، میں نے آپ کو وہاں کا قاضی مقرر کر دیا ہے۔

.....

جب عمر فاروقؓ نے شریحؒ بن حارث کو قاضی مقرر کیا ان دنوں شریحؒ نہ مدینہ کی آبادی میں گمنام تھے اور نہ ہی جلیل القدر صحابہ وعظیم المرتبت تابعین کے درمیان غیر معروف تھے، اصحاب فضل لوگ ان کی برق رفتار ذہانت، بے مثال ذکاوت، اخلاق کی رفعت اور زندگی کے طویل وعمیق تجربہ سے خوب واقف تھے۔

شریح یمن کے باشندے تھے، کندی خاندان سے تعلق تھا، زندگی کا آدھا حصہ جاہلیت میں ہی گزرا، جب جزیرہ عرب نور ہدایت سے روشن ہوا اور اسلام کی کرنیں ارض یمن تک پہنچیں تو شریح اللہ و رسول پر ایمان لانے والے اور حق وہدایت کی دعوت پر لبیک کہنے والے اولین لوگوں میں تھے۔

لوگ ان کے فضائل اور خصائص وشمائل سے آگاہ تھے۔ انہیں اس بات پر بڑا افسوس تھا کہ کاش! شریح مدینہ جاتے اور رسول اللہ ﷺ کی وفات سے قبل نبوت کے چشمہ صافی سے براہ راست اپنی پیاس بجھاتے۔ اب وہ نعمت ایمان سے بہرہ ور ہو چکے تھے مگر شرف صحابیت کو کیسے پا سکتے تھے اور اس کے ذریعے اپنے گرد وپیش سے خیر کو کس طرح جمع کر سکتے تھے؟ لیکن جو لکھا جا چکا تھا وہی ہوا۔

.....

جب آسمانِ اسلام صحابہ رسولؐ کے تابندہ ستاروں سے جگمگا رہا تھا، اس وقت عدلیہ کے سب سے بڑے منصب پر ایک تابعی کو بٹھا دینا، عمر فاروقؓ کا عجلت میں کیا گیا فیصلہ نہیں تھا بلکہ وقت نے فاروقؓ کی ایمانی فراست اور سیاسی بصیرت کو سچ کر دکھایا۔

شریحؒ مسلمانوں کے درمیان مسلسل ساٹھ سال فیصلے کرتے رہے، اس عرصے میں کبھی انقطاع واقع نہیں ہوا، عمر فاروقؓ سے لے کر علیؓ و معاویہؓ تک ہر خلیفہ نے انہیں قضاۃ کے اس منصب پر فائز رکھا، خلفائے بنی امیہ نے بھی انہیں اس منصب پر برقرار رکھا، یہاں تک کہ حجاج بن یوسف کی گورنری کے وقت انہوں نے اپنے اس عہدہ سے استعفیٰ دیا۔ اس وقت وہ لائق تقلید اور قابل تعریف واقعات سے بھرپور اپنی طویل سعادت مند زندگی کے ایک سو ساتویں سال میں پہنچ چکے تھے۔

اسلامی عدلیہ کی تاریخ شریحؒ کے شاندار فیصلوں سے بھری پڑی ہے، تاریخ کے یہ صفحات عوام و خواص مسلمانوں کی اتباع شریعت کے ان حسین واقعات سے مزید روشن ہو جاتے ہیں جنہیں شریحؒ نے نمونہ بنا کر پیش کیا۔ کتابوں کی کتابیں اس یکتائے زمانہ آدمی کے احوال وآثار اور اقوال وافعال سے بھری پڑی ہیں۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دفعہ امیر المومنین علیؓ بن ابو طالب کی ایک زرہ گم ہوگئی۔ یہ زرہ انہیں عزیز بھی تھی اور قیمتی بھی۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے یہ زرہ ایک ذمی کے ہاتھ میں دیکھی جو اسے کوفہ کے بازار میں فروخت کر رہا تھا۔ جب علیؓ نے زرہ دیکھی تو فوراً پہچان لی اور کہنے لگے:

یہ میری زرہ ہے، فلاں رات، فلاں جگہ میرے اونٹ پر سے یہ گر گئی تھی۔

ذمی: زرہ تو میری ہے اور میرے ہاتھ میں ہے۔

علیؓ: زرہ میری ہے، میں نے یہ کسی کے ہاتھ فروخت کی ہے نہ کسی کو ہبہ کی ہے تو تیرے پاس کیسے پہنچ گئی؟

ذمی: چلیے! مسلمانوں کے قاضی سے فیصلہ کرا لیتے ہیں۔

علیؓ: آپ نے ٹھیک کہا ہے، آؤ ان کے پاس چلتے ہیں!

علیؓ اور ذمی دونوں قاضی شریحؒ کے پاس چلے گئے، جب مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی تو شریحؒ نے حضرت علیؓ سے کہا:

امیر المومنین آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

علیؓ: مجھے اپنی زرہ اس شخص کے پاس ملی، میں فلاں رات، فلاں جگہ یہ گم کر بیٹھا تھا، اس شخص تک زرہ نہ تو خرید و فروخت کے ذریعے پہنچی ہے اور نہ کسی عطیہ و ہبہ کی صورت میں!

شریح نے ذمی سے کہا: جی! آپ کا اس بارے میں کیا موقف ہے؟

آدمی: زرہ میری ہے اور میرے ہاتھ میں ہے، جبکہ میں امیر المومنین پر جھوٹ کا الزام بھی نہیں لگاتا۔

شریحؒ نے علیؓ کی طرف دیکھا اور کہا: اس میں شک نہیں کہ آپ اپنی بات میں سچے ہیں، اور زرہ بھی آپ ہی کی ہے لیکن ضروری ہے کہ آپ اپنے دعویٰ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے دو گواہ پیش کریں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: ٹھیک ہے، میرا غلام قنبرؒ اور بیٹا حسنؓ میری گواہی دیتے ہیں۔

شریح: امیر المومنین! باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی تو جائز نہیں!

علیؓ: سبحان اللہ!! میرا بیٹا (حسن) تو اہل جنت میں سے ہے، اس کی گواہی بھی جائز نہیں!! کیا آپ نے نہیں سنا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:

اَلْحَسَنُ و الْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الجَنَّةِ

''حسن و حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں''۔

شریحؒ: نہیں! امیر المومنین! نہیں! اس کے باوجود میں باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتا!

اس دوران علیؓ نے ذمی کی طرف دیکھا اور فرمایا:

زرہ لے جائیں! میرے پاس تو ان دو کے علاوہ کوئی اور گواہ نہیں ہے۔

ذمی: لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ زرہ آپ کی ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ اکبر! امیر المومنین اپنے قاضی کی موجودگی میں مجھے فیصلہ سنا رہے ہیں اور ان کا قاضی ان کی موجودگی میں ان کے خلاف میرے حق میں فیصلہ دے رہا ہے۔

میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ جو دین اس طرح کے فیصلے کرنے کا حکم دیتا ہے یقیناً وہ حق ہے۔

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

''اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

جناب قاضی! آپ کو معلوم ہو کہ یہ زرہ امیر المومنین کی ہے۔ میں اس لشکر کے پیچھے سفر کر رہا تھا جو صفین کی طرف جا رہا تھا۔ زرہ امیر المومنین کے خاکی رنگ کے اونٹ سے گر گئی اور میں نے اٹھالی۔

حضرت علیؓ نے اس شخص سے فرمایا اب آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو میں آپ کو یہ زرہ بطور تحفہ دیتا ہوں اور ساتھ یہ گھوڑا بھی آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔

اس واقعہ کو گزرے کوئی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ حضرت علیؓ اور خوارج کے درمیان ''نہروان'' کا معرکہ پیش آ گیا۔ یہ شخص بھی حضرت علیؓ کی قیادت میں اس معرکہ میں شریک ہوا اور دشمن سے لڑتا ہوا بہت دور تک چلا گیا۔ یہاں تک کہ مقدر میں لکھی ہوئی شہادت کی نعمت سے بہرہ ور ہو گیا۔

.....

شریحؒ کے نادر فیصلوں میں سے ایک فیصلہ یہ بھی ہے کہ ان کا بیٹا ان سے کہنے لگا:

ابا جی! میرے اور ایک قوم کے درمیان ایک جھگڑا پیدا ہو گیا ہے، میں مسئلہ آپ کو سناتا ہوں اگر میں سچا ہوا تو مجھے بتا دیجئے تا کہ میں مقدمہ آپ کے پاس لے آؤں اور اگر فیصلہ ان کے حق میں ہوتا ہو تو پھر میں ان سے مصالحت کر لیتا ہوں۔

بیٹے نے مسئلہ کی نوعیت باپ کو بتا دی اور باپ نے کہا جاؤ انہیں فیصلہ کرانے کے لئے دعوت دے آؤ۔

بیٹا چلا گیا اور متعلقہ لوگوں سے کہا کہ فیصلہ کرا لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔

جب وہ شریحؒ کی عدالت میں پیش ہوئے تو شریحؒ نے اپنے بیٹے کے خلاف ان لوگوں کے حق میں فیصلہ دے ڈالا۔

شریحؒ اور ان کا بیٹا واپس گھر آئے تو بیٹے نے کہا: ابا جی! آپ نے تو مجھے رسوا کر دیا! کاش! میں نے آپ سے مشورہ نہ کیا ہوتا اور آپ کو ملامت نہ کرتا۔

شریح: بیٹا! اللہ کی قسم، ان جیسے لوگوں سے ساری زمین بھری ہو پھر بھی آپ مجھے ان سے زیادہ محبوب ہیں، لیکن میرے نزدیک اللہ کی ذات آپ سے زیادہ معزز ہے..... مجھے یہ خطرہ تھا کہ اگر میں نے آپ کو



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بتا دیا کہ وہ حق پر ہیں تو تم ان سے مصالحت کر لو گے جس سے ان کا کچھ نہ کچھ حق ضرور مر جائے گا۔ اس لئے میں نے آپ سے کہا کہ فیصلہ کرالیں!

.....

شریحؒ کے بیٹے نے کسی مقدمہ میں ایک آدمی کی ضمانت دی۔ جس شخص کی ضمانت دی گئی تھی وہ فیصلہ کے ڈر سے فرار ہو گیا۔ اس پر شریحؒ نے اپنے بیٹے کو اس آدمی کی ضمانت میں قید کر دیا اور ہر روز اس کے لئے کھانا لے کر جیل جاتے۔

.....

فیصلہ کرتے وقت بعض اوقات ایسے معاملات پیش آ جاتے کہ شریحؒ ذہنی طور پر مطمئن نہ ہو پاتے اور عدالتی اصولوں کی بنا پر شہادتوں کو رد بھی نہ کر سکتے تو فیصلہ کرنے سے پہلے گواہوں سے کہتے:

اللہ آپ کو ہدایت دے، میری بات غور سے سن لو کہ یہ تم ہو جو اس شخص کے خلاف فیصلہ دو گئے۔ میں تمہیں آگ سے بچانا چاہتا ہوں اور تمہارے لئے زیادہ ضروری ہے کہ تم خود آگ سے بچو کیونکہ اس میں جلنا تم نے ہے۔ اب یہ تمہارے بس میں ہے کہ تم شہادت سے دستبردار ہو جاؤ اور چلے جاؤ۔

جب گواہی دینے والے گواہی پر اصرار کرتے تو شریحؒ اس شخص کی طرف دیکھتے جس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہوتی..... کہتے:

جان رکھ! کہ میں تیرا فیصلہ ان کی گواہیوں کی بنیاد پر دے رہا ہوں اور مجھے یہ بھی نظر آ رہا ہے کہ یہ دوسرا فریق ظالم ہے لیکن میں تخمین و ظن کی بنیاد پر نہیں، گواہوں کی گواہی کی بنیاد پر فیصلہ دیتا ہوں..... اور میرا فیصلہ تیرے لیے اس چیز کو حلال نہیں کر سکتا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

شریحؒ فیصلوں کے وقت جو الفاظ دہرایا کرتے تھے وہ ان کے فکر و اعتقاد کے آئینہ دار ہیں۔ اپنی عدالتی مجلسوں میں کہتے:

☆ کل قیامت کے روز مظلوم کے مقابلے میں ظالم کو اپنی حیثیت معلوم ہو جائے گی۔

☆ ظالم سزا کے انتظار میں ہوگا۔

☆ اور مظلوم اللہ کی بارگاہ سے عدل و انصاف کا منتظر ہوگا۔

☆ اللہ کی قسم! میں تو کہتا ہوں کہ کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو اللہ کی خاطر کسی کو معاف کر دے یا اپنا کوئی حق چھوڑ دے اور ایسا کرنے پر اسے کسی محرومی کا احساس ہو!

.....

شریحؒ اللہ و رسولؐ اور اس کی کتاب کے لئے ہی خیر خواہ نہیں تھے بلکہ عوام و خواص سب مسلمانوں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیلئے جذبہ خیر خواہی سے سرشار تھے۔

کسی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ: میں اپنے ایک دوست کی طرف سے پہنچائے جانے والے غم کی شکایت کر رہا تھا کہ شریحؒ نے سن لیا، فوراً میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک جانب لے گئے کہنے لگے:

برادر زادے! اللہ کے علاوہ کسی کا شکوہ نہ کرو۔

آپ جس کا بھی شکوہ کریں گے وہ یا تو دوست ہوگا یا دشمن!

اگر وہ دوست ہوا تو تم شکایت کر کے اسے پریشان کرو گے۔

اور اگر وہ دشمن ہوا تو تیری اس شکایت پر خوش ہوگا۔

پھر کہنے لگے:

میری اس آنکھ کی طرف دیکھو۔ (اور اپنی ایک آنکھ کی طرف اشارہ کیا) اللہ کی قسم! پندرہ سال سے میں نے اس آنکھ سے نہ کوئی شخص دیکھا ہے نہ کوئی راستہ..... لیکن تیرے علاوہ آج تک کسی کو نہیں بتایا۔ کیا تو نے اللہ کے نیک بندے کا یہ قول نہیں سنا: اِنَّمَا اَشْكُوْا بَثِّي وَ حُزْنِيْ اِلَى اللّٰهِ (یوسف:۸۶) ''میں اپنے غم والم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں۔''

جب بھی کوئی مصیبت آئے، اللہ سے ہی شکایت کیجئے اور اسی کو اپنا غمخوار بنائیے۔

وہی بہترین ذات ہے جس سے سوال کیا جائے تو رد نہیں ہوتا اور دعا کی جائے تو رائیگاں نہیں جاتی۔

.....

ایک دن شریحؒ نے کسی آدمی کو دوسرے شخص سے کچھ مانگتے دیکھا تو کہا:

برادر زادے! جس نے کسی انسان سے حاجت پوری کرنے کے لئے سوال کیا، اس نے اپنے آپ کو غلامی کے لئے پیش کر دیا۔

جس سے مانگا جائے وہ اگر مانگنے والے کی ضرورت پوری کر دے تو اس نے مانگنے والے کو غلام بنا لیا۔ اور اگر وہ ضرورت پوری کرنے سے انکار کر دیتا ہے تو دونوں ذلیل ہو کر اپنی اپنی راہ لیں گے۔ ایک بخل کی ذلت اٹھائے گا اور دوسرا سوال پورا نہ ہونے کی ذلالت!

سوال کرو تو اللہ ہی سے کرو۔

مدد مانگو تو اسی سے مانگو۔

اس لئے کہ اللہ کی توفیق کے بغیر انسان برائی سے بچ سکتا ہے نہ نیکی کا فعل سرانجام دے سکتا ہے۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دفعہ کوفہ میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی تو شریح کا ایک دوست ڈر کر نجف کی طرف بھاگ گیا، شریحؒ نے اس کو خط لکھا:

جس جگہ کو تو نے چھوڑا ہے وہ تیری موت کو قریب نہیں کر سکتی اور نہ تجھ سے تیری زندگی کے ایام چھین سکتی ہے۔

اور وہ جگہ جہاں تو گیا ہے وہ بھی تو اسی کے قبضہ قدرت میں ہے جس کو کوئی طلب عاجز نہیں کر سکتی اور کوئی بھاگ کر اس سے بچ نہیں سکتا۔

ہم اور آپ اسی ایک شہنشاہ کی زمین پر زندہ ہیں۔

اور نجف بھی تو اسی طاقتور کی دسترس میں ہے۔

.....

ان تمام خوبیوں کے ساتھ شریح ایک شاعر بھی تھے، ان کا کلام عام فہم، انداز دل پذیر و دلنشین اور موضوع بڑے انوکھے اور عجیب ہوتے تھے۔

ان کے بارے میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا ایک بیٹا تھا جو ابھی کم عمر ہی تھا اور بچوں کی طرح وہ بھی کھیل کود اور فضول کاموں کی طرف مائل تھا۔ ایک دن شریحؒ نے دیکھا کہ اس نے کتابیں پھینک دیں اور کتوں کے پیچھے بھاگ نکلا۔ جب گھر واپس آیا تو شریحؒ نے اسے پوچھا: کیا نماز ادا کی ہے؟ کہنے کہا: نہیں!

شریحؒ نے کاغذ قلم منگوایا اور اس کے استاد کو لکھا:

تَرَکَ الصَّلٰوۃَ لِأَکْلُبٍ یَسْعٰی لَھَا
یَبْغِی الْھِرَاشَ مَعَ الْغُوَاۃِ الرُّجَّسِ
فَلْیَأْتِیَنَّکَ غُدْوَۃً بِصَحِیْفَۃٍ
کُتِبَتْ لَہٗ کَصَحِیْفَۃِ الْمُتَلَمِّسِ
فَإِذَا أَتَاکَ فَدَاوِہِ بِمَلَامَۃٍ
أَوْعِظْہُ مَوْعِظَۃَ الْأَدِیْبِ الْکَیِّسِ
وَإِذَا ھَمَمْتَ بِضَرْبِہٖ فَبِدُرَّۃٍ
وَإِذَا ابْلَغْتَ ثَلَاثَۃً لَکَ فَاحْبِسِ
وَاعْلَمْ بِأَنَّکَ مَا أَتَیْتَ فَنَفْسُہٗ
مَعَ مَا یُجَرِّعُنِیْ أَعَزُّ الْأَنْفُسِ

"اس نے کتوں کی خاطر نماز چھوڑ دی ہے، یہ گندے اور گمراہ بچوں کے ساتھ کتوں کی لڑائی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیکھنے کے لئے بھاگتا پھرتا ہے۔ صبح آپ کے پاس ایک ایسی تحریر لے کر آئے گا جو صحیفہ متلمس جیسی ہے [صحیفہ متلمس وہ تحریر ہے جو عربوں میں بدبختی کے اعتبار سے مشہور ہے اور اس کی مثال دی جاتی ہے۔ اس تحریر میں لکھا ہوتا تھا کہ ''جب حامل ہذا آپ کے پاس آئے تو اسے قتل کر دیں''] جب یہ آپ کے پاس پہنچے تو اسے لعنت ملامت کیجئے اور ایک سمجھدار استاد کی طرح اسے سمجھایئے، اگر پیٹنا ہو تو درے سے پیٹیں اور تین سے زیادہ ضربیں نہ لگائیں اس لئے کہ جسے آپ سزا دے رہے ہیں اگرچہ میں نے اس پر آنے والا غصہ بڑی مشکل سے پیا ہے۔ پھر بھی یہ وہ جان ہے جو میرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہے۔''

.....

راضی ہو اللہ عمر فاروق سے جس نے اسلام کے محکمہ قضاۃ کی پیشانی موتیوں کی عمدہ لڑیوں سے مرصع کر کے تابندہ کر ڈالی..... جی ہاں ایسے موتی جو زر خالص سے بنے اور آب شفاف سے دھلے تھے۔

اس عمر فاروق سے راضی ہو اللہ جس نے مسلمانوں کو ایسا روشن چراغ مہیا کیا جس کی دینی فراست سے لوگ آج تک روشنی حاصل کر رہے ہیں اور اس کے فہم سنتِ رسولؐ سے ہدایت و رہنمائی پا رہے ہیں۔ اور قیامت کے روز دیگر قوموں پر فخر کریں گے۔

اللہ قاضی شریحؒ پر بھی اپنی رحمتوں کی بارش برسائے، کہ جس نے مسلسل ساٹھ سال لوگوں میں نظام عدل و قسط قائم کیے رکھا۔

فیصلے کرتے وقت کسی پر ظلم کیا، نہ حق سے پھرے اور نہ بادشاہ و رعایا کے درمیان کوئی تمیز روا رکھی۔

شریحؒ نے ۷۹ یا ۸۰ ہجری میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# محمد بن سیرینؒ

سیرین ایک ماہر ٹھیرے تھے، دیگ سازی کا بہترین کام کرتے تھے۔ انسؓ بن مالک نے انہیں آزاد کیا تو وہ یکسو ہو کر اپنے کام پر توجہ دینے لگے۔ کاروبار سے بہت سا منافع حاصل ہونا شروع ہوا تو سیرین نے عزم کیا کہ اب نصف دین بھی مکمل کر لیا جائے۔ یعنی شادی کر لی جائے!

ان کی نظر انتخاب امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ کی لونڈی صفیہ پر پڑی۔

صفیہ شاداب چہرے، پاکیزہ دل، بہترین اخلاق اور عمدہ ترین صفات کی مالک ایک نوجوان لڑکی تھی۔ مدینہ کی ہر وہ عورت جو اسے جانتی تھی، اس سے بہت پیار کرتی تھی۔

مدینہ کی وہ عورتیں جو ابھی عالم شباب میں تھیں اور وہ بوڑھیاں جو صفیہ کو عقل و معاملہ فہمی میں اپنی ہم پلہ سمجھتی تھیں اسے برابر محبت و پیار دیتی تھیں۔

خواتین میں ان کے ساتھ سب سے زیادہ محبت زوجات رسول صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ کو تھی۔ جبکہ ام المومنین عائشہؓ کو تو ان کے ساتھ حد سے زیادہ پیار تھا۔

سیرین امیر المومنین کی خدمت میں پیش ہوئے اور ان کی لونڈی صفیہ کا رشتہ مانگا تو امیر المومنین صدیقؓ نے سب سے پہلے اس رشتہ چاہنے والے کے دین و اخلاق کے بارے میں اس طرح تحقیق کی جیسے ایک شفیق باپ اپنی بیٹی کا رشتہ طے کرتے وقت کرتا ہے..... اور یہ کوئی تعجب کی بات بھی نہیں تھی۔ اس لئے کہ صفیہ تو ابوبکرؓ کے نزدیک ایک باپ کے لئے اولاد کی مانند تھی۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہ تو ایک امانت تھی جو اللہ نے ابوبکرؓ کو ودیعت کر رکھی تھی۔

انہوں نے سیرین کے حالات اچھی طرح معلوم کرنا چاہے اور اس کی سیرت کے بارے میں خوب جانچ پرکھ سے کام لیا، انس بن مالکؓ ان لوگوں میں سرفہرست ہیں جن سے آپؓ نے اس بارے میں دریافت کیا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انس بن مالکؓ نے جواب میں فرمایا: امیر المومنین! صفیہ کا سیرین سے نکاح کر دیجئے! آپ اس کے کردار سے نہ ڈریں، میں نے تو اسے صحیح دین، پسندیدہ اخلاق اور کمال مروت کا مالک پایا ہے میرا تو اس کے ساتھ اس وقت سے گہرا تعلق ہے جب خالدؓ بن ولید نے معرکہ عین التمر میں چالیس بچوں کے ساتھ اسے بھی قید کر لیا تھا اور مدینہ لے آئے تھے۔

سیرین میرے حصے میں آیا اور میں تو اس پر خوش تھا۔

.....

صدیق اکبرؓ صفیہ کی سیرین کے ساتھ شادی کرنے پر راضی ہو گئے اور یہ عزم کیا کہ وہ صفیہ کو ایسے ہی رخصت کریں گے جس طرح ایک باپ اپنی پیاری بیٹی کو رخصت کرتا ہے۔ انہوں نے اس کی شادی پر ایسی شان کی تقریب منعقد کی کہ مدینہ کی لڑکیوں میں سے کم ہی کسی کو یہ اعزاز ملا ہوگا۔

صفیہ کی شادی میں کبار صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت نے شرکت فرمائی۔ ان میں اٹھارہ بدری صحابی تھے۔ کاتب وحی رسولؐ، ابی بن کعبؓ نے ان کیلئے دعا کی اور حاضرین نے ان کی دعا پر آمین کہا۔ امہات المومنینؓ میں سے تین نے شادی کے روز اس کا بناؤ سنگار کیا۔

یہ شادی بڑی بابرکت ثابت ہوئی کہ ان والدین کو اللہ نے ایک ایسا بیٹا عطا کیا جو صرف دو دہائیوں (بیس سال) بعد ہی تابعین عظام میں ایک عظیم تابعی اور مسلمانوں میں نابغہ روزگار بن گیا۔ یہ ''محمدؒ بن سیرین'' تھے۔

آیئے! ہم اس جلیل القدر تابعی کا تذکرہ اول روز سے ہی شروع کرتے ہیں۔

.....

محمد بن سیرین جب پیدا ہوئے تو خلافت عثمانیؓ کے دو سال باقی تھے، ان کی تربیت ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جو اپنے ہر فرد کے ورع و تقویٰ سے مہک رہا تھا۔

عقل و خرد کا منبع یہ لڑکا جب جوان ہوا تو اس نے صحابہ کرامؓ اور تابعین عظامؒ میں سے زید بن ثابتؓ، انس بن مالکؓ، عمران بن حصینؓ، عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن زبیرؓ اور ابوہریرہؓ جیسے لوگوں سے مسجد رسولؐ کو بھرے ہوئے پایا۔

یہ جوان ان لوگوں کی طرف اس طرح متوجہ ہوا جیسے پیاسا آب شیریں کے چشمہ کی طرف لپکتا ہے، اس نے اللہ کی کتاب کے بارے میں ان کے علم، دین کی فقہ اور حدیث رسولؐ کی روایت سے اپنی پیاس بجھائی جس نے اس کے دماغ کو علم و حکمت سے بھر دیا اور اس کے دل کو صالحیت و ہدایت سے پر کر دیا۔

پھر یہ خاندان اپنے اس نابغہ روزگار جوان کے ساتھ بصرہ منتقل ہو کر وہیں اقامت پذیر



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوگیا۔ ان دنوں بصرہ کی رونقیں عروج پر تھیں۔ مسلمانوں نے یہ شہر خلافت فاروقی کے آخری برسوں میں آباد کیا تھا۔ یہ شہر امت اسلامیہ کی بہت سی خصوصیات سے آراستہ تھا۔

یہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنے والے اسلامی لشکروں کی چھاؤنی بھی تھا اور عراق و ایران کے نومسلمین کی تعلیم و تربیت کا بہت بڑا مرکز بھی۔

یہ اس اسلامی معاشرے کی ایک بہترین تصویر تھا جو اپنی دنیا بنانے کے لئے اس قدر تن دہی سے کام کرتا ہے گویا ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور اپنی آخرت کے لئے اس طرح عمل کرتا ہے جیسے کل ہی مر جانا ہے۔

.....

محمدؒ بن سیرین نے بصرہ میں اپنی اس نئی زندگی کے لئے دو متوازی راستے اختیار کیے۔ انہوں نے اپنے دن کا ایک حصہ علم و عبادت کے لئے اور دوسرا کسب و تجارت کے لئے مخصوص کر لیا۔

جب فجر ہوتی اور کائنات اپنے رب کے نور سے منور ہو جاتی تو وہ بصرہ کی مسجد میں جا کر تعلیم و تعلم میں مشغول ہو جاتے۔ سورج طلوع ہو کر خاصا بلند ہو چکا ہوتا تو وہ مسجد سے بازار چلے جاتے تاکہ خرید و فروخت کریں۔

جب رات آتی اور کائنات پر اپنی چادریں ڈال دیتی تو وہ گھر کے محراب میں صف نشین ہو جاتے۔ جھک کر قرآن کے اجزاء کی تلاوت کرتے اور رحمٰن کے خوف و خشیت کے باعث قلب و بصر سے آنسو بہاتے۔ وہ بدستور اسی کیفیت میں رہتے یہاں تک کہ ان کے اہل خانہ و ہمسایگان ڈرنے لگتے کہ کہیں ان کے دل کی شریانیں نہ پھٹ جائے اور وہ اپنے آپ کو ختم نہ کر لیں۔

.....

ان کا حال تو یہ تھا کہ وہ بازار میں خرید و فروخت کے لئے گھوم رہے ہوتے لیکن لوگوں کو آخرت یاد دلانے اور دنیا کی حقیقت دکھانے سے کبھی غافل نہ ہوتے۔ وہ اللہ کے قریب کرنے والی باتوں اور کاموں کی طرف ان کی رہنمائی کرتے اور ان کے درمیان جھگڑوں کے فیصلے بھی کرتے۔ وہ لوگوں کو ایسی مزاحیہ باتیں بھی سناتے جن سے ان کے دلوں سے غموں کا بوجھ ہلکا ہو جاتا لیکن اس کے باوجود لوگوں کی نظروں میں ان کا رعب و دبدبہ ذرہ بھر کم نہ ہوتا۔ اللہ نے انہیں اہل خیر جیسی سیرت اور کردار عطا کیا تھا اور قبول و تاثیر کی خوبی سے نوازا تھا۔

بازار میں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوتے لیکن جب انہیں دیکھتے تو فوراً چونک اٹھتے، اللہ کو یاد کرنے لگتے اور اس کی الوہیت و کبریائی کا ذکر کرنے لگتے۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کی عملی زندگی لوگوں کے لئے بہترین رہنما تھی۔ انہیں تجارت میں جب کبھی دو صورتیں پیش آئیں تو ان میں سے اس صورت کو اختیار کیا جو دین کے اعتبار سے زیادہ درست ہوتی۔ اگرچہ دنیاوی اعتبار سے اس میں نقصان ہی کیوں نہ ہوتا۔

.....

رموز دین کے گہرے فہم اور حرام وحلال پر ان کی صائب نظری کا حال یہ تھا کہ بعض اوقات ان کا موقف لوگوں کو عجیب وغریب معلوم ہوتا۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی نے ان کے خلاف جھوٹا دعویٰ کر دیا کہ اس کے ان کے ذمے دو درہم ہیں۔

انہوں نے وہ درھم دینے سے انکار کر دیا۔

آدمی نے کہا: کیا آپ قسم کھاتے ہیں؟

[آدمی کا خیال تھا کہ وہ دو درھموں کی خاطر تو قسم نہیں اٹھائیں گے]

ابن سیرین نے کہا: ہاں! [اور قسم کھالی]

لوگ کہنے لگے:

اے ابوبکرؒ! کیا آپ نے دو درھموں کی خاطر قسم کھالی ہے؟ اور آپ.....؟ آپ کی حالت تو یہ ہے کہ کل آپ نے وہ چالیس ہزار درہم چھوڑ دیے تھے جن کے بارے میں آپ کو شک تھا حالانکہ آپ کے علاوہ کسی کو بھی شک نہیں تھا۔

انہوں نے کہا:

''ہاں! میں نے دو درھموں کی خاطر قسم اس لئے کھائی ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ اس کو حرام کھلا دوں جبکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ حرام ہے۔''

.....

ابن سیرینؒ کی مجلس خیر وبھلائی اور موعظت سے بھری ہوتی تھی۔ جب ان کے پاس کسی شخص کا تذکرہ برے الفاظ میں ہوتا تو فوراً اس کی وہ خوبی بیان کر دیتے جو انہیں معلوم ہوتی۔

ایک بار ایسا ہوا کہ حجاج بن یوسف کی وفات کے بعد ایک شخص اسے گالی دے رہا تھا تو ابن سیرینؒ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''اے برادر زادے! خاموش ہو جاؤ! حجاج تو اپنے رب کے پاس چلا گیا، جب تو اللہ عزوجل کے ہاں جائے گا تو حجاج بن یوسف کے بڑے بڑے گناہوں سے زیادہ شدید اپنے اس چھوٹے سے گناہ کو پائے گا جس کا تو ارتکاب کر رہا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فَلِكُلِّ مِنْكُمَا يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ

''اس دن تو تم دونوں کی ایسی حالت ہوگی جو ایک کو دوسرے سے بے نیاز کر دے گی''۔

اے میرے بھائی کے بیٹے! جان رکھو کہ جس طرح اللہ حجاج سے ان لوگوں کا بدلہ لے گا جن پر اس نے ظلم کیے تھے، اسی طرح ان لوگوں سے بھی بدلہ لے گا جو اس پر ظلم کرتے ہیں۔

آج کے بعد کسی کو گالی دے کر اپنی زبان کو گندا نہ کرنا۔''

ایسا ہی ایک اور واقعہ ہے کہ ایک آدمی سفر تجارت کے لئے جانے لگا تو ان کے پاس آیا۔ آپؒ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

اے برادر زادے! اللہ سے ڈرتے رہنا، جو تیرے مقدر میں ہے اسے حلال طریقے سے تلاش کر۔ اور یہ جان لے کہ اگر اسے حرام ذریعے سے حاصل کرنے کی کوشش کرے گا تو اس سے زیادہ حاصل نہیں کر سکتا جو تیرے مقدر میں ہے۔

.....

امرائے بنی امیہ کے ساتھ کئی ایسے واقعات پیش آئے جن میں محمدؒ بن سیرین نے بیباک و دلیل کلمہ حق کا اعلان کیا اور اللہ و رسول اور ائمہ مسلمین کیلئے خیر خواہی کا فریضہ انجام دیا۔

ان واقعات میں سے ایک واقعہ کچھ یوں ہے کہ عمر بن ہبیرہ فزاری بنی امیہ کا ایک بڑا آدمی اور عراق کا گورنر تھا، اس نے محمدؒ بن سیرین کو پیغام بھیجا کہ وہ ملاقات کرنا چاہتا ہے..... ابن سیرینؒ اس کے پاس چلے گئے اور ان کے ساتھ ان کا بھتیجا بھی تھا۔

جب ابن سیرینؒ اس کے پاس پہنچے تو فزاری نے ان کا پر جوش استقبال کیا۔ ان کے شایان شان انہیں عزت و توقیر دی اور بلند جگہ پر بٹھایا۔ دین و دنیا سے متعلق بہت سے سوال پوچھے۔ پھر کہنے لگا:

ابو بکرؒ! اپنے شہر والوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو!

ابن سیرینؒ نے فرمایا:

''میں جب وہاں سے آیا ہوں تو ان میں ظلم و ستم کی انتہا تھی اور آپ کو کوئی پرواہ ہی نہیں۔''

ان کے بھتیجے نے کندھے سے پکڑ کر انہیں ہلایا تو اسکی طرف دیکھ کر کہنے لگے:

''سوال آپ سے نہیں مجھ سے کیا جا رہا ہے۔

اور یہ تو ایک گواہی ہے۔ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ (البقرہ:۲۸۳) ''اور جو گواہی کو چھپاتا ہے یقیناً اس کا دل گنہگار ہوتا ہے۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجلس ختم ہوئی تو عمر بن ھبیرہ نے انہیں ایسے ہی اعزاز واکرام کے ساتھ الوداع کیا جیسے ان کا استقبال کیا تھا اور ان کی طرف ایک تھیلی بڑھائی جس میں تین ہزار دینار تھے لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔

ان کا بھتیجا کہنے لگا کہ آپ کو گورنر کا عطیہ لینے سے کس چیز نے روک دیا تھا۔

ابن سیرینؒ نے کہا کہ اس نے یہ ہبہ مجھے اس لئے دیا کہ وہ میرے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہے۔ اگر میں اس کے گمان کے مطابق اچھا آدمی ہوں تو میرے لئے یہ مناسب نہیں تھا کہ میں وہ مال لیتا۔

اور اگر میں ویسا نہیں ہوں جیسا اس کا گمان ہے تو میں اس بات کا سب سے زیادہ ذمہ دار ہوں کہ اس مال کو اپنے لئے جائز نہ ٹھہراؤں!

.....

اللہ نے چاہا کہ محمد بن سیرینؒ کے صدق وصبر کی آزمائش کی جائے اور انہیں اپنے مومن بندوں کی طرح ایک مشکل میں مبتلا کر دیا۔

ہوا یہ کہ ابن سیرینؒ نے چالیس ہزار درھم کا ادھار تیل خریدا۔ جب تیل کا ایک کنستر کھولا تو اس میں ایک مردہ چوہے کے ٹکڑے دیکھے۔

دل میں ہی کہا کہ جہاں تیل کشید ہوتا ہے وہاں تو یہ سارا تیل اکٹھا ہی تھا، لہٰذا یہ نجاست صرف اسی ایک کنستر میں نہیں ہے سارے تیل میں ہوگی۔ اس عیب کی بنا پر اگر میں تیل فروخت کرنے والے کو واپس کر دیتا ہوں تو وہ اسے لوگوں کو فروخت کر دے گا۔

پھر سارا تیل انڈھیل دیا۔

جب یہ واقعہ پیش آیا تھا اس وقت وہ بہت بڑے خسارے سے دوچار ہو رہے تھے جس سے بچنا چاہتے تو ان کیلئے جائز تھا۔

اب قرض کی اتنی بڑی رقم ان کے ذمے تھی اور تیل کا مالک رقم کا مطالبہ کر رہا تھا جبکہ ان کے پاس اتنی رقم نہیں تھی کہ اس کو دیتے۔

تیل کا مالک معاملہ گورنر شہر کے پاس لے گیا۔ گورنر نے حکم دیا کہ جب تک قرض ادا نہیں کر دیتے انہیں جیل میں ڈال دیا جائے۔ انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ جیل میں جب ایک طویل عرصہ گزر گیا تو داروغہ جیل نے ان کی دینداری، شدت ورع وتقویٰ اور طویل عبادت گزاری کا حال دیکھا تو یہ مہربانی کی کہ:

''شیخ! جب رات ہو جائے تو آپ گھر چلے جایا کریں اور اہل خانہ کے ساتھ رات گزار کر لیا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کریں، صبح واپس میرے پاس آ جایا کریں اور جب تک آپ رہا نہیں ہو جاتے یہی معمول رکھیں۔''

ابن سیرین نے فرمایا: ''نہیں اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کر سکتا۔''

داروغہ جیل نے کہا: ''اللہ آپ کو ہدایت دے، آپ ایسا کیوں نہیں کر سکتے؟''

آپ نے فرمایا:

''امیر شہر کی طرف سے لگائی گئی تیری ڈیوٹی میں خیانت پر میں تیری مدد نہیں کروں گا۔''

.....

جب انس بن مالکؓ کا آخری وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ محمدؒ بن سیرین انہیں غسل دیں اور وہی نماز جنازہ پڑھائیں..... جبکہ محمدؒ بن سیرین ابھی جیل میں ہی تھے۔

جب انسؓ فوت ہو گئے تو لوگ امیر شہر کے پاس آئے اور خادم رسولؐ کی وصیت کے بارے میں اسے بتایا اور محمدؒ بن سیرین کی رہائی کے لئے درخواست کی تا کہ وصیت پر عمل کیا جا سکے..... امیر شہر نے ان کی رہائی کی اجازت دے دی۔

لوگوں نے محمدؒ بن سیرین سے جانے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا:

''میں اس وقت تک یہاں سے نہیں نکلوں گا جب تک تم قرض خواہ سے اجازت نہیں لے لیتے۔ میں اس کے ایک حق کی بنا پر قید ہوں جو میرے اوپر ہے۔''

جب قرض خواہ نے بھی اجازت دے دی تب ابن سیرینؒ جیل سے باہر آئے اور انسؓ کو غسل دیا، کفن پہنایا اور ان کی نماز جنازہ پڑھائی..... پھر وہیں سے واپس جیل چلے گئے۔ گھر والوں سے ملاقات تک کے لئے نہ گئے۔

.....

محمدؒ بن سیرین نے ستر برس عمر پائی۔ ۱۱۰ ہجری میں انہیں موت آئی تو سامان دنیا سے ایک ہلکی سی چادر کا بوجھ اپنے اوپر ڈالے ہوئے تھے جبکہ اخروی زندگی کے لئے وافر سامان مہیا کر چکے تھے۔

حفصہ بنت راشدؒ بیان کرتی ہیں (یہ خود عبادت گزار خواتین میں سے تھیں): ''مروان الحملی ہمارا ہمسایہ تھا۔ بڑا عبادت گزار و اطاعت شعار تھا۔ جب وہ فوت ہو گیا تو ہمیں اس کی رحلت پر بڑا صدمہ ہوا۔ میں نے اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا اے ابو عبداللہ! اللہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا: اللہ نے مجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔

میں نے پوچھا: اس کے بعد کیا ہوا؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس نے کہا: پھر مجھے اصحاب الیمین کے پاس لے جایا گیا۔

میں نے کہا: اس کے بعد؟

اس نے کہا: پھر مقربین کے پاس لے جایا گیا۔

میں نے کہا: وہاں آپ نے کن لوگوں کو دیکھا؟

اس نے کہا: حسن بصریؒ اور محمدؒ بن سیرین کو!!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# ربیعہ رائےؒ

آج ہم آپ کو اکاون ہجری میں لے چلتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے جب مسلمانوں کے جہادی لشکر مشرق و مغرب میں پھیلے ہوئے تھے۔ یہ انسانیت کیلئے بنیادی عقیدہ (توحید) کی دعوت عام کر رہے تھے اور اس کی طرف دست اصلاح و شفقت دراز کر رہے تھے اور چہار دانگ عالم میں ایسے دستور حیات کو پھیلا رہے تھے جو انسان کو انسان کی غلامی سے آزاد کر دے اور اس کا رشتہ صرف اسی ایک اللہ سے جوڑ دے جس کا کوئی شریک نہیں۔

یہ جلیل القدر صحابیؓ رسول ربیع بن زیاد حارثی ہیں۔ خراسان کے امیر ہیں۔ بجستان کو فتح کر چکے ہیں اور کامیاب و کامران قائد کی حیثیت سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اپنے لشکر کی قیادت فرما رہے ہیں..... ان کے ساتھ ان کا بہادر غلام فروخ بھی ہے۔

اللہ نے ربیعؓ بن زیاد کو بجستان اور دیگر علاقوں پر فتح کے اعزاز سے نوازا تو انہوں نے یہ عزم کر لیا کہ وہ دریائے سیحون کو عبور کرنے اور ماورائے نہر کہلانے والے علاقوں میں توحید کا علم بلند کر کے اپنی اس بھرپور زندگی کو اختتام پذیر کر لیں گے۔

.....

ربیعؓ بن زیاد نے معرکۂ موعود کے لئے زبردست تیاری کی۔ اس کے لئے وافر سامان جنگ فراہم کر لیا اور یہ اندازہ لگایا کہ دشمن کس وقت کس جگہ ہوگا۔

لڑائی شروع ہوئی تو ربیع اور ان کے بہادر لشکر نے ایسی داد شجاعت دی کہ تاریخ اس معرکہ کو مسلمانوں کی حمد اور ان کی عظمت کا برملا اعلان کرتے ہوئے یاد رکھے گی۔

ربیعؓ کے غلام فروخ نے میدان جنگ میں نیزہ زنی اور جنگی داؤ کے ایسے جوہر دکھائے کہ فروخ ربیع کے نزدیک اور زیادہ محبوب، اور زیادہ مقام و مرتبہ والا اور انعام و اکرام کا اور زیادہ مستحق ٹھہرا۔ یہ معرکہ زبردست غیبی امداد کے ساتھ مسلمانوں کے حق میں رہا۔ انہوں نے دشمن کے قدم اکھاڑ دیے، صفیں



15092

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیر ڈالیں اور ان کا شیرازہ منتشر کر دیا۔

پھر انہوں نے اس دریا کو عبور کیا جو بلاد ترکیہ تک پہنچنے اور فلسطین کی طرف پیش قدمی اور مملکت صغد میں داخلے میں رکاوٹ تھا۔

اس عظیم قائد اور اس کے لشکر نے یہ دریا عبور کرتے ہی جبکہ وہ ابھی دریا کے دوسرے کنارے پر اپنے قدم بھی نہیں رکھ پایا تھا اس دریا کے پانی سے اچھی طرح وضو کیا اور قبلہ رو ہو کر اس اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے دو رکعت نماز ادا کی جس نے انہیں اپنی غائبانہ نصرت سے نوازا تھا۔

اب اس عظیم قائد نے اپنے غلام فروخ کو میدان جنگ میں بہترین کارکردگی دکھانے پر اسے آزاد کر دیا۔ اسے بہت سا مال غنیمت عطا کیا اور اپنے پاس سے بھی بہت سا مال دیا۔

.....

ربیع کے عظیم خواب کو پورا ہوئے اس تابناک دن کے بعد صرف دو سال ہی گزرے تھے کہ وہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور خوشی خوشی اللہ کے ہاں پہنچ گئے۔ جبکہ یہ بہادر نیزہ باز جوان فروخ بھی واپس مدینہ کی طرف چل دیا، مال غنیمت سے اپنے بہت بڑے حصے کے ساتھ اپنے عظیم قائد کے وہ عطیات بھی اٹھائے ہوئے تھا جو اس نے اپنے غلام پر پانی کی طرح بہائے تھے۔ شجاعت و بہادری کی ایسی نادر یادیں بھی اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا جو ان واقعات کی گرد میں چاند کی طرح چمک رہی تھیں۔ اس سب کچھ کے ساتھ وہ انمول آزادی کی نعمت سے بھی بہرہ ور ہو چکا تھا۔

جب فروخ مدینۃ الرسولؐ میں آیا تو بھرپور جوانی، جوش مارتی ہوئی قوت حیات اور جوانمردی وفن شہسواری سے مالا مال تھا۔ فروخ نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنے لئے ایک مکان بنا کر شادی کر لے گا تاکہ زندگی پرسکون گزرے۔ اس نے مدینہ میں ایک متوسط درجے کا مکان خرید لیا اور اپنی ہم عمر ایک عورت سے شادی کر لی جو عقل و فضل سے بہرہ ور اور نہایت دیندار خاتون تھی۔

فروخ اپنے اس گھر میں بہت خوش تھا جو اللہ نے اسے عطا کیا تھا۔ اسے اپنی بیوی کی رفاقت میں زندگی کی ہر خوشی اس سے بڑھ کر ملی جس کی وہ امید یا خواہش کرتا، لیکن سامان دنیا سے لدھا پھندا یہ شاد و آباد گھر اور وہ صالح بیوی جسے اللہ نے بہترین صفات اور عظیم خوبیوں سے نوازا تھا، اس مومن شہسوار کے دل سے میدان جنگ کی محبت نہ نکال سکے، نیزے کو نیزے سے ٹکراتے وقت پیدا ہونے والی آواز سننے کا شوق ختم نہ کر سکے اور جہاد فی سبیل اللہ کو پھر سے شروع کرنے کے جذبہ کو ٹھنڈا نہ کر سکے۔ میدان جنگ میں مشغول اسلامی فوجوں کی فتوحات کی خبریں جب بھی مدینہ میں سنائی دیتیں تو ان کا جذبہ جہاد مچل اٹھتا اور تمنائے شہادت بھڑک اٹھتی۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دن جمعہ کے روز فروخ نے سنا کہ مسجد نبوی کے خطیب مسلمان فوجوں کو میدان جنگ میں فتوحات حاصل کرنے پر خراج تحسین پیش کر رہے ہیں اور لوگوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی ترغیب دے رہے ہیں اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں جام شہادت نوش کرنے کا جذبہ بیدار کر رہے ہیں۔

فروخ گھر پہنچے تو یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ مسلمانوں کے روئے زمین پر پھیلے جہادی جھنڈوں میں سے کسی ایک کے تحت وہ تلوار زنی کریں گے اور اپنا یہ فیصلہ اپنی بیوی کو بھی سنا ڈالا۔ وہ کہنے لگی:

اے ابو عبدالرحمٰن! مجھے اور میرے اس جنین کو جو میرے بطن میں ہے کس کے حوالے کر کے جا رہے ہیں؟ آپ تو اس شہر میں اجنبی ہیں آپ کا یہاں کوئی قبیلہ ہے نہ خاندان!

فروخ نے ایمانی گہرائی میں ڈوب کر جواب دیا:

میں تجھے اللہ کے سہارے پر چھوڑ کر جا رہا ہوں! پھر میں تیرے لئے وہ تیس ہزار دینار بھی چھوڑے جا رہا ہوں جو میں نے غنائم جنگ سے جمع کئے ہیں۔ اس رقم کو حفاظت سے رکھنا اور تجارت کے ذریعے اس کو بڑھاتے رہنا، اپنے اور اپنے بچے کے اوپر اچھے طریقے سے خرچ کرتے رہنا یہاں تک کہ میں بہ سلامت واپس آ جاؤں! یا پھر اللہ مجھے اس شہادت سے نواز دے جس کی خواہش دل میں لئے بیٹھا ہوں۔

فروخ نے بیوی کو الوداع کہا اور میدان جہاد کی طرف چل پڑا۔

.....

اس معزز و باوقار عورت نے اپنے شوہر کی روانگی کے نو ماہ بعد ایک بیٹے کو جنم دیا، بچے کو اللہ نے شفاف اور اجلی صورت عطا کی تھی۔ جو بھی بچے کو دیکھتا خوش ہو جاتا۔ ماں کو بھی اس قدر خوشی ہوئی کہ قریب تھا کہ اس کے باپ کی جدائی کا صدمہ بھول جائے۔

ماں نے اپنے اس بیٹے کا نام ربیعہ رکھا۔

اس بچے کے لائق ستائش ہونے کی علامات ابتدا میں ہی ظاہر ہونا شروع ہو گئیں اور اس کی گفتگو و آداب میں ذہانت و فطانت کے اشارے ملنے لگے تو ماں نے اسے معلمین کے حوالے کر دیا اور انہیں تاکید کی کہ اس کو بہترین تعلیم دیں۔ ادب سکھانے والوں سے گزارش کی کہ وہ اس کی بہترین تربیت کریں۔

کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بچہ لکھنے پڑھنے میں طاق ہو گیا۔ پھر اس نے قرآن مجید بھی حفظ کر لیا اور اسے اس ترتیل و روانی سے پڑھتا جس طرح قلب محمدؐ پر نازل ہوا تھا۔ حدیث رسولؐ سے بھی جو میسر آیا ازبر کر لیا۔ کلام عرب سے جو کچھ اس لائق جانا کہ یہ محفوظ کرنے کے قابل ہے اسے بھی ذہن نشین کر لیا۔ امور دین میں سے بھی جو کچھ جاننا ضروری تھا اس پر معلومات بہم پہنچا لیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ادھر ام ربیعہ نے اپنے بیٹے کے معلمین ومؤدبین پر انعامات واکرامات کی بارش کر ڈالی تھی۔ وہ جس قدر بچے کے علم میں اضافہ ہوتے دیکھتی اسی قدر اس کے اساتذہ کے انعامات بڑھاتی جاتی۔ وہ اس کے باپ کی واپسی کے انتظار میں رہتی اور اس کوشش میں لگی رہتی کہ اسے اپنی اور اس کے باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے، لیکن فروخ کی عدم موجودگی طویل ہوگئی، پھر تو اس کے بارے میں بہت سی باتیں مشہور ہوگئیں۔

کسی نے کہا: وہ تو دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے ہیں!

کوئی کہنے لگا: وہ مسلسل جہاد کر رہے ہیں!

میدان جہاد سے واپس آنے والے ایک گروہ نے کہا: وہ شہادت پا گئے ہیں جس کی انہیں شدید خواہش تھی۔

ام ربیعہ کے نزدیک یہ آخری قول (شہادت کی خبر) زیادہ راجح تھا، اس پر اسے دلی صدمہ پہنچا لیکن اللہ کے ہاں اس کا اجر ملنے کی نیت کر لی۔

ان دنوں ربیعہ سن بلوغت میں پہنچ کر عالم جوانی میں پاؤں رکھنے ہی والا تھا کہ خیر خواہوں نے ربیعہ کی ماں سے کہا:

ربیعہ نے اس قدر قرأت وکتابت (لکھائی پڑھائی) کی تعلیم پالی ہے جو اس جیسے نوخیز سیکھتے ہیں، اور اپنے ہم عمروں پر قرآن حفظ کر کے اور حدیث روایت کر کے فوقیت لے گیا ہے، جو مال تو اس پر پانی کی طرح بہاتی ہے اس کے ساتھ اسے کوئی کاروبار کرا دے تو یہ اس کام کو بھی سیکھ جائے گا اور اپنے اور تیرے لیے خرچ بھی مہیا کر لیا کرے گا۔

ام ربیعہ نے جواب دیا:

میں اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ اس کے لئے ایسا کام پسند ومنتخب کرے جس میں اس کے معاش ومعاد کی بہتری ہو۔ بے شک ربیعہ نے اپنے لیے علم کو پسند کیا ہے اور اس نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ ساری زندگی سیکھنے، سکھانے میں ہی گزارے گا۔

.....

ربیعہ نے بے کم وکاست وہی راستہ اختیار کیا جس کا نقشہ اس نے اپنے لئے تیار کر رکھا تھا، اور ان علمی مجلسوں کی طرف جن سے مسجد نبوی بھری رہتی تھی اس طرح متوجہ ہوا جیسے پیاسا پانی کی طرف لپکتا ہے۔

اس دور میں باقی رہ جانے والے صحابہ میں سے جلیل القدر صحابیوں کی صحبت اختیار کی۔ خصوصاً خادم رسولؐ انس بن مالکؓ سے علمی پیاس بجھائی۔ تابعین کے اولین گروہ سے کسب فیض کیا۔ ان میں بھی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقام ومرتبہ کے اعتبار سے صف اول کے تابعین سعید بن مسیبؒ، مکحول شامی اور سلمہ بن دینار کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیا۔

دن رات اس قدر مسلسل جدوجہد کی کہ لاغر وکمزور ہو گئے۔ جب کوئی اس بارے میں ان سے بات کرتا اور جان پر نرمی کرنے کا کہتا تو ربیعہ فرماتے:

ہم نے اپنے اساتذہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ اپنا سارا وجود علم کے حوالے کر دیں تو وہ آپ کو اپنا تھوڑا سا حصہ عطا کرے گا۔''

پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ان کا چرچا عام ہونے لگا۔ قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور چاہنے والوں میں اضافہ ہونے لگا۔ شاگردوں کے لئے قابل رشک استاد قرار پائے اور قوم نے سر آنکھوں پر بٹھایا۔

اس طرح مدینہ رسولؐ کے اس عالم اجل کی زندگی سکون واطمینان سے رواں دواں ہو گئی۔ ان کے دن کا پہلا حصہ گھر میں اہل وعیال کے ساتھ گزرتا اور دوسرا مسجد نبویؐ میں علمی مجالس کے ساتھ۔

ربیعہ کی زندگی اسی طرح گزر رہی تھی کہ ایک ایسا واقعہ پیش آیا جو وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔

گرمیوں کا موسم تھا، سورج غروب ہو چکا تھا۔ رات کا اندھیرا چاند کی روشنی سے چھٹ رہا تھا کہ کوئی ستر سال کا ایک شہسوار مدینہ منورہ پہنچا۔ اپنے گھوڑے پر سوار مدینہ کی گلیوں سے گزرتا ہوا اپنے گھر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا گھر اپنی سابقہ ہیئت پر قائم بھی ہے یا گردش زمانہ کا شکار ہو گیا ہے۔ کیونکہ اسے یہاں سے گئے ہوئے تیس سال گزر گئے تھے۔

وہ دل میں اپنی جوان بیوی کے بارے میں سوچ رہا تھا جسے وہ گھر میں چھوڑ گیا تھا کہ اس کا کیا بنا ہوگا؟ اور اسے اس جنین کا بھی خیال آ رہا تھا جو اس عورت کے شکم میں تھا کہ معلوم نہیں وہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ وہ زندہ بھی ہے یا مر چکا ہے؟ اور اگر زندہ ہے تو اس کی کیا حالت ہے؟

وہ اس بہت بڑی رقم کے بارے میں بھی سوچ رہا تھا جو وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے جاتے ہوئے اپنی بیوی کو دے کر گیا تھا۔

مدینہ کی گلیوں اور سڑکوں میں صبح وشام گزرنے والوں کی وہی رونق تھی جو کبھی ہوا کرتی تھی۔ لوگوں کو نماز عشاء سے فارغ ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی لیکن ان لوگوں میں سے جو اس کے پاس سے گزرے ایک نے بھی نہ اسے پہچانا نہ اس کا کوئی استقبال کیا، نہ اس کے عمدہ گھوڑے کی طرف کسی نے دیکھا اور نہ ہی اس کے کندھے پر لٹکی ہوئی تلوار کی جانب کوئی متوجہ ہوا، کیونکہ مدینہ کے لوگ تو مجاہدین کو جہاد کے لئے جاتے اور میدان جہاد سے واپس آتے دیکھتے رہتے تھے یہ ان کے لئے کوئی نیا اور انوکھا منظر نہ تھا لیکن اس چیز نے اس شہسوار کے غم اور خدشات میں اضافہ کر دیا۔ وہ انہی خیالات میں گم اس گلی میں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چل رہا تھا جہاں کوئی تبدیلی واقع ہو چکی تھی کہ اس نے اچانک خود کو اپنے گھر کے سامنے پایا۔ دروازہ کھلا دیکھا تو اس خوشی میں اجازت لینا بھی بھول گیا اور گھر میں داخل ہو گیا اور گھر کے صحن میں چلا گیا۔

مالک مکان نے دروازے پر آہٹ سنی تو دوسری منزل سے نیچے جھانکا۔ اسے چاند کی روشنی میں ایک آدمی نظر آیا۔ جو کندھے پر تلوار و نیزہ لٹکائے ہوئے بے دھڑک رات کو گھر میں داخل ہو گیا ہے۔ مالک مکان کی نوجوان بیوی اس اجنبی آدمی کی نگاہوں سے اوجھل قریب ہی کھڑی تھی۔

گھر کا مالک بڑے غصے میں نیچے اترا اور یہ کہتے ہوئے اس اجنبی آدمی کی طرف بڑھا:

اے اللہ کے دشمن! کیا تو رات کے اندھیرے میں چھپ جائے گا اور میرے گھر میں داخل ہو کر میری عزت پر حملہ آور ہو گا؟

وہ اسے روکنے کے لئے اس طرح اس کی طرف بڑھا جس طرح شیر کو اس کی کچھار سے اٹھایا جائے تو وہ چنگاڑتا ہوا باہر نکل آتا ہے! اس نے اجنبی آدمی کو بات کرنے کا موقع ہی نہ دیا۔

دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے، دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو آس پاس کے ہمسائے دیوار پھلانگ کر آ گئے اور اس اجنبی آدمی کا سخت گھیراؤ کر لیا، گھر کے مالک نے اسے گردن سے دبوچ رکھا تھا اور کہہ رہا تھا:

اللہ کے دشمن! میں تجھے گورنر کے پاس پہنچا کر ہی چھوڑوں گا۔

آدمی بولا:

میں اللہ کا دشمن نہیں ہوں! اور نہ میں نے کوئی جرم کیا ہے، یہ میرا گھر ہے اور میری ملکیت ہے، میں نے دروازہ کھلا دیکھا تو داخل ہو گیا۔

پھر وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا:

لوگو! سنو! یہ میرا گھر ہے میں نے اسے اپنی دولت سے خریدا ہے۔

اے قوم! میں فروخ ہوں!

کیا ہمسایوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو فروخ کو پہچانتا ہو؟ وہ فروخ جو تیں سال سے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے گیا ہوا تھا۔

گھر کے مالک کی ماں آرام کر رہی تھی وہ بھی یہ شور سن کر اٹھ کھڑی ہوئی، بالائی منزل کی کھڑکی سے جھانکا تو دیکھتی ہے کہ اس کا شوہر بنفس نفیس موجود ہے۔ قریب تھا کہ خوشی سے اس خاتون کی زبان ہی بند ہو جاتی لیکن اس نے فوراً کہا:

انہیں بلا لاؤ! ربیعہ! انہیں چھوڑ دو! ربیعہ بیٹے انہیں چھوڑ دو یہ آپ کے ابو ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لوگو! جاؤ، اللہ آپ کا بھلا کرے۔

اے ابوعبدالرحمٰن! (فروخ کی کنیت) خیال کرو۔

جس کے آپ درپے ہیں، یہ آپ کا بیٹا ہے آپ کا جگر گوشہ ہے۔

یہ الفاظ کانوں میں پڑنے کی دیر تھی کہ فروخ ربیعہ سے بغل گیر ہو گئے اور ربیعہ ان کے ہاتھوں، گردن اور سر کو چومنے لگا۔

لوگ ان کے پاس سے چلے گئے، ام ربیعہ نیچے اتریں اور اپنے اس شوہر کو سلام کیا جن کے بارے میں وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ زمین پر ان سے کبھی ملاقات ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے بارے میں کوئی اطلاع ملے چوتھائی صدی گزر چکی تھی۔

فروخ اپنی بیوی کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے حالات بیان کرنے لگا، اپنے بارے میں کوئی خبر نہ پہنچا سکنے کی وجہ بتانے لگا۔ لیکن ام ربیعہ ان باتوں سے بے نیاز کچھ اور ہی سوچ رہی تھیں۔ خاوند سے ملاقات اور باپ بیٹے کے ملاپ پر ہونے والی اس کی خوشی ماند پڑ رہی تھی، اسے یہ خوف تھا کہ خاوند اس مال کے ضیاع پر غصے میں آ جائے گا جو وہ اسے دے کر گیا تھا۔

وہ اپنے دل میں ہی سوچ رہی تھی کہ:

میں کیا جواب دوں گی اگر وہ مجھ سے اس بہت بڑی رقم کے بارے میں سوال کرتے ہیں جو وہ میرے پاس امانت رکھ کر گئے تھے اور مجھے ہدایت کر گئے تھے کہ اسے معروف طریقے سے خرچ کروں۔

کیا بنے گا اگر میں یہ کہتی ہوں کہ اس مال سے تو کچھ بھی نہیں بچا؟

کیا میرا یہ کہنا اسے مطمئن کر سکے گا کہ:

میں نے وہ مال اس کے بیٹے کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا ہے؟

کیا بچے کا خرچ تیس ہزار دینار تک جا پہنچا ہے؟

کیا وہ یہ ماننے کے لئے تیار ہو گا کہ اس کا بیٹا تو بادل سے بھی زیادہ سخی ہے اور اس نے ایک بھی درہم یا دینار نہیں چھوڑا، اور یہ بات تو سارا مدینہ جانتا ہے کہ اس نے انسانوں کی دلجوئی کے لئے ہزاروں دینار خرچ کیے ہیں۔

ام ربیعہ انہی اندیشوں میں گھری ہوئی تھی کہ شوہر نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا:

ام ربیعہ! میں چار ہزار دینار لایا ہوں، آپ وہ مال نکال لایئے جو میں آپ کو دے کر گیا تھا تاکہ یہ رقم بھی اس میں شامل کر دیں اور اس ساری دولت سے کوئی باغ یا کوئی اور چیز خرید لیں جس کی آمدن پر ہماری گزر بسر ہوتی رہے۔

ام ربیعہ نے بات نہ سننے کا تاثر دیا اور کوئی جواب نہ دیا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فروخ نے پھر اپنا سوال دہرایا اور کہا:

جلدی کرو! مال کہاں ہے؟ اسے لاؤ تاکہ یہ رقم اس میں شامل کر دیں۔

ام ربیعہ نے کہا: میں نے اس رقم کو ایسی جگہ رکھا ہے جہاں اس کا رکھا جانا مناسب تھا، چند دنوں تک میں وہ رقم وہاں سے نکال لاؤں گی۔ ان شاء اللہ!

اتنے میں موذن کی آواز بلند ہوئی اور ان کی گفتگو کٹ گئی۔

فروخ نے جلدی سے لوٹا پکڑا، وضو کیا اور یہ کہتے ہوئے کہ ربیعہ کہاں ہے؟ دروازے کی طرف تیز تیز چل دیے۔

گھر والوں نے کہا: وہ آپ سے پہلے ہی جا چکے ہیں جب موذن کی پہلی آواز ہی سنائی دی تھی اور ہمارا نہیں خیال کہ آپ جماعت پالیں گے۔

فروخ مسجد پہنچا تو دیکھا کہ امام ابھی ابھی نماز سے فارغ ہوا ہے، اس نے فرض نماز ادا کی اور روضۂ مبارک کے پاس گیا اور رسول اللہؐ پر سلام بھیجا پھر اس جگہ کی طرف گیا جو روضۂ رسولؐ اور منبر رسولؐ کے درمیان ہے۔ اس جگہ نماز ادا کرنے کا اسے بہت زیادہ شوق تھا، یہاں پر ایک جگہ اس نے منتخب کی اور توفیق الٰہی کے مطابق نفل ادا کیے، پھر جو دعا کر سکتے تھے کی، جب مسجد چھوڑنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ مسجد کا سارا صحن ایک علمی مجلس سے بھرا پڑا ہے، اس نے اس سے قبل ایسی کوئی مجلس نہیں دیکھی تھی۔ اس نے دیکھا کہ لوگ شیخ مجلس کے گرد یکے بعد دیگرے دائروں میں بیٹھے ہیں۔ یہاں تک کہ صحن میں قدم رکھنے کے لئے جگہ باقی نہیں ہے۔ اس نے تمام لوگوں پر نظر دوڑائی تو ان میں صاحب دستار و فضیلت عمر رسیدہ بزرگ بھی دیکھے اور بڑے بڑے صاحب مرتبہ و وقار لوگ بھی نظر پڑے جن کا حلیہ بتا رہا تھا کہ یہ عظیم لوگ ہیں۔ ان میں کثیر تعداد میں نوجوان بھی تھے جو اپنے گھٹنوں کے بل دوزانو ہو کر بیٹھے ہوئے تھے، ہاتھوں میں قلم تھامے شیخ مجلس کے الفاظ کو اس طرح لکھ رہے تھے گویا موتی چنے جا رہے ہیں، اور ان باتوں کو اس طرح محفوظ کر رہے تھے جیسے کوئی قیمتی اور عمدہ چیز محفوظ کی جاتی ہے۔

لوگوں کی نگاہیں اس جگہ جمی ہوئی تھیں جہاں شیخ مجلس تشریف فرما تھے۔ شیخ کے منہ سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کو اس خاموشی کے ساتھ سن رہے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ شیخ جو کچھ بولتے، آگے پہنچانے والے اس کا ایک ایک فقرہ آگے منتقل کر دیتے، سب سے آخر میں بیٹھا ہوا شخص بھی ایک حرف ضائع کیے بغیر سب کچھ نقل کر لیتا۔

فروخ نے کوشش کی کہ وہ شیخ مجلس کو دیکھے لیکن دور کھڑے ہونے کی بنا پر وہ اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔

شیخ کا بیان کرنے کا واضح انداز، اس کا وسیع علم اور حیرت انگیز حافظہ فروخ کو بہت اچھا لگا اور اس



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے سامنے لوگوں کے خضوع نے تو فروخ کو خوفزدہ کر دیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد شیخ نے مجلس ختم کر دی اور اٹھ کھڑا ہوا، لوگ اس کی طرف بھاگے اور اس کے اردگرد جمع ہو گئے، وہ اس کو مسجد سے باہر تک چھوڑنے کیلئے اس کے پیچھے پیچھے دیوانہ وار چل رہے تھے۔

فروخ نے اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی کی طرف دیکھا اور اس سے کہا: اللہ آپ کو جزا دے، مجھے بتا دیجئے! یہ شیخ کون ہیں؟

آدمی: (حیرت سے) کیا آپ مدینہ کے رہنے والے نہیں ہیں؟

فروخ: کیوں نہیں، مدینے کا رہنے والا ہی ہوں!

آدمی: کیا مدینہ میں کوئی ایک بھی ایسا فرد ہے جو اس شیخ کو نہ جانتا ہو؟

فروخ: معذرت جناب! میں اس لئے نہیں جانتا کہ میں کوئی تیس سال مدینہ سے دور رہا ہوں اور کل ہی واپس آیا ہوں!

آدمی: پھر تو کوئی بات نہیں! تھوڑی دیر تشریف رکھیے میں آپ کو شیخ کے بارے میں بتا دیتا ہوں: (پھر وہ یوں گویا ہوا)

یہ شیخ جس کی مجلس آپ نے سنی سادات تابعین میں سے ایک سید اور اعلام مسلمین میں سے ایک علم ہیں، یہ اپنی نوعمری کے باوجود مدینہ کے محدث، فقیہ اور امام ہیں۔

فروخ: ماشاء اللہ، لاقوۃ الا باللہ

آدمی: ان کی مجلس اس قدر کثیر لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جیسے امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، امام یحییٰؒ بن سعید انصاری، امام سفیان ثوریؒ، امام عبدالرحمٰنؒ بن عمرو اوزاعی اور لیث بن سعدؒ کی مجالس وسیع ہوتی تھیں۔

فروخ: ٹھیک ہے مگر.....

آدمی نے اسے بات مکمل کرنے کا موقع ہی نہ دیا اور اپنی بات شروع کر دی۔

آدمی: اس سب کچھ کے ساتھ وہ بہترین اخلاق سے آراستہ، مخلوق کے لئے نرم اور ہاتھ کا سخی بھی ہے، اپنے دوست یا دوست کے بیٹے پر سخاوت کرنے والا، سامان دنیا سے بے نیاز رہنے والا اور اللہ کے ہاں جو کچھ ہے اس کی خواہش رکھنے والا ان سے بڑھ کر اہل مدینہ نے کوئی نہیں دیکھا۔

فروخ: لیکن آپ نے ان کا نام تو بتایا نہیں؟

آدمی: یہ ربیعہ رائے ہیں

فروخ: ربیعہ رائے!!

آدمی: ہاں! ان کا نام ربیعہ ہے لیکن مدینہ کے علماء اور شیوخ انہیں ربیعہ رائے کے نام سے پکارتے ہیں، اس لئے کہ جب کسی مسئلہ کا حکم بتانے کے لئے انہیں قرآن وحدیث سے کوئی نص نہیں ملتی تو وہ ربیعہ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ربیعہ اس مسئلہ میں اجتہاد کر کے اس کا حکم بتا دیتے ہیں۔ اس طرح ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔

فروخ نے حسرت بھرے لہجے میں پوچھا: لیکن آپ نے ان کا نسب بیان نہیں کیا۔

آدمی: یہ ربیعہ بن فروخ (ابوعبدالرحمٰن) ہیں ان کی پیدائش تب ہوئی تھی جب ان کا باپ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے مدینہ سے چلا گیا تھا اور پھر ماں نے ہی اس کی تربیت و پرورش کی۔ میں نے نماز سے قبل لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ گزشتہ رات ان کا باپ واپس آیا ہے۔

یہ الفاظ سنے تو فروخ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے لیکن اس آدمی کو ان کا سبب معلوم نہیں تھا۔

فروخ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گھر کو چل پڑا، جب ام ربیعہ نے اسے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں تو پوچھا: ابوربیعہ کیا بات ہے؟

کہنے لگے: کچھ نہیں ٹھیک ہوں، میں نے اپنے بیٹے ربیعہ کو علم اور شرف و بزرگی کے جس بلند مقام پر دیکھا ہے اس سے پہلے کسی کو نہیں دیکھا۔

ام ربیعہ نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مال کا حساب چکانا چاہا، کہنے لگیں:

آپ کو دونوں چیزوں میں سے کونسی پسند ہے! تمیں ہزار دینار یا بیٹے کا یہ مقام؟

فروخ: اللہ کی قسم! مجھے تو بیٹے کا مقام عزو شرف اس ساری دولت دنیا سے زیادہ محبوب اور قیمتی ہے۔

ام ربیعہ: آپ جو کچھ میرے پاس چھوڑ گئے تھے میں نے اسی پر خرچ کیا ہے۔ کیا آپ اس پر خوش ہیں جو کچھ میں نے کیا ہے؟

فروخ: ہاں! کیوں نہیں؟

اللہ تجھے میری اور ربیعہ اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزا دے۔

ربیعہ رائےؒ نے ۱۳۶ ہجری میں وفات پائی۔





محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# رجاء بن حیوہؒ

تابعین کی صدی میں تین آدمی ایسے تھے کہ اس وقت کے لوگوں نے ان کا کوئی ثانی نہیں دیکھا تھا، یوں لگتا ہے کہ وہ تینوں طے شدہ وقت پر آپس میں آملے تھے۔

انہوں نے ایک دوسرے کو حق وصبر کی تلقین کی اور خیر و بھلائی میں ایک دوسرے کا ساتھ دیا۔ ساری زندگی علم وتقویٰ پر کاربند رہے اور اپنے آپ کو اللہ و رسول ﷺ اور مسلمانوں کے عوام وخواص کی خدمت میں لگائے رکھا۔

یہ تین آدمی۔

عراق میں محمدؒ بن سیرین

حجاز میں قاسمؒ بن محمد بن ابی بکر

اور شام میں رجاءؒ بن حیوۃ تھے۔

آیئے! ان برگزیدہ وصالح آدمیوں میں سے تیسرے شخص رجاءؒ بن حیوہ کی صحبت میں چند مبارک لمحات بسر کریں۔

.....

رجاءؒ بن حیوہ سرزمین فلسطین کے قصبے بیسان میں پیدا ہوئے، ان کی ولادت خلافت عثمانی کے آخری دور میں ہوئی۔

ان کا آبائی تعلق عرب قبیلہ کندہ سے تھا۔ اس طرح رجاء فلسطینی الوطن، عربی النسل اور خاندانی اعتبار سے کندی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

.....

اس کندی نوجوان نے صغرسنی ہی سے اطاعت الٰہی کے ماحول میں پرورش پائی تو اللہ نے اسے اپنا اور اپنی مخلوق کا محبوب بنا دیا۔ وہ انتہائی چھوٹی عمر میں ہی حصول علم کی طرف متوجہ ہوئے تو علم نے ان



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے دل کو خالی و زرخیز و سیراب پا کر وہاں مستقل ڈیرے ڈال لیے۔ انہوں نے کتاب اللہ سے سیراب ہونے اور حدیث رسولؐ سے زادِ راہ پانے کو اپنی سب سے بڑی فکرمندی ٹھہرالیا تھا۔

اس طرح قرآن کے نور سے ان کی فکر روشن ہوگئی۔

اور نبوت کی لو سے ان کی بصیرت بھڑک اٹھی

ان کا دل موعظت و حکمت سے بھر گیا

اور جسے حکمت مل جائے اسے تو خیر کثیر عطا ہوگئی۔

انہیں یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ ابوسعید خدریؓ، ابوالدرداءؓ، ابوامامہؓ، عبادہ بن صامتؓ، معاویہ بن ابوسفیانؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور نواس بن سمعانؓ جیسے جلیل القدر صحابہ سے علم و عرفان کی دولت لازوال و بیش بہا حاصل کریں۔ یہ صحابہ تو رجاءؒ بن حیوہ کے لئے ہدایت کے چراغ اور علم و عرفان کی مشعلیں تھیں۔

.....

اس سعادت مند جوان نے اپنے لیے ایک دستور بنا رکھا تھا جس پر ساری زندگی عمل پیرا رہے، جیسا کہ وہ کہتے ہیں:

وہ اسلام کیا ہی اچھا ہے جس کو ایمان زینت بخشے!

اور وہ ایمان کیا ہی خوب ہے تقویٰ جس کا حسن بن جائے!

اور وہ تقویٰ کیا ہی کمال ہے جس کی زینت علم ہو!

اور وہ علم کیا ہی بہتر ہے جس کو عمل حسن بخشے!

اور اس عمل کے کیا کہنے جسے انکساری و عاجزی کا بناؤ سنگار مل جائے!

.....

رجاءؒ بن حیوہ خلفائے بنی امیہ میں عبدالملک بن مروان سے لے کر عمرؒ بن عبدالعزیز کے دور تک بیشتر کے وزیر رہے۔ لیکن سلیمان بن عبدالملک اور عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ان کی رفاقت باقی خلفاء سے کہیں بڑھ کر تھی۔

.....

رائے میں صلابت، گفتگو میں سچائی، نیت میں اخلاص اور معاملات کو حکمت کے ساتھ سلجھانے کی خوبی نے انہیں خلفائے بنی امیہ کے دلوں کے قریب کر دیا تھا۔ وہ دنیا جس پر لوگ مرے پڑتے ہیں، خلفاء کے ہاں اس کا وافر سامان موجود تھا لیکن رجاء نے اس سے بے نیازی اختیار کر کے اپنی مذکورہ تمام خوبیوں کو چار چاند لگا دیے تھے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خلفاء بنی امیہ کے لئے اللہ کی طرف سے یہ عظیم رحمت اور بہت بڑا اعزاز تھا کہ انہیں رجاءؒ بن حیوۃ کی رفاقت میسر آئی۔

رجاءؒ نے ان کو خیر کی طرف بلایا اور اس کے راستوں کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی

انہیں برائی سے روکا اور اس کے دروازوں کو ان پر بند کیے رکھا۔

انہیں حق دکھایا اور اس کی اتباع کو ان کے لئے مرغوب بنایا۔

باطل کو ان پر روز روشن کی طرح واضح کیا اور اس کا ارتکاب ان کے لئے ناپسند بنا دیا۔

اس طرح انہوں نے اللہ، اس کے رسولؐ، ائمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے لئے خیر خواہی کا فریضہ سرانجام دیا۔

ایک دفعہ رجاءؒ بن حیوۃ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس نے خلفاء کے ساتھ ان کے تعلق کی راہ واضح کر دی اور ان کی اہمیت کو اور بڑھا دیا۔ انہوں نے یہ بات خود بیان کی ہے، کہتے ہیں:

''ایک دفعہ میں لوگوں کے ایک ہجوم میں سلیمان بن عبدالملک کے ساتھ کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ہجوم کے درمیان سے ایک شخص ہماری طرف رخ کیے ہوئے ہے۔ یہ خوبصورت اور بارعب شخصیت کا مالک تھا۔ وہ مسلسل صفوں کو چیرتا ہوا آ رہا تھا اور میرا یقین تھا کہ وہ خلیفہ کے پاس آ رہا ہے، جبکہ وہ میرے برابر آ پہنچا اور میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر مجھے سلام کر کے کہنے لگا:

اے رجاءؒ!

تم اس آدمی کی وجہ سے آزمائش میں ڈالے گئے ہو۔ (اور خلیفہ کی طرف اشارہ کیا)

اس کے قرب میں یا تو خیر ہی خیر ہے یا شر ہی شر!

لہٰذا تو اس کے ساتھ اپنی قربت کو لوگوں کے لئے، اس کیلئے اور اپنے لیے خیر بنا لو۔

اور جان رکھیو، اے رجاءؒ!

وہ شخص جسے بادشاہ کے ہاں کوئی مقام حاصل ہو، اور وہ کسی ایسے کمزور شخص کا کوئی مسئلہ بادشاہ تک پہنچا دے جس کی طاقت وہ کمزور نہیں رکھتا تو قیامت کے دن جب وہ شخص اللہ کے حضور حاضر ہو گا تو حساب کے وقت اللہ اس کو ثابت قدم رکھے گا۔

یاد رکھیے! اے رجاءؒ

أَنَّ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ

''جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگ جاتا ہے، اللہ اس کی ضرورت کو پورا کر دیتا ہے۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے رجاء! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ

اِنَّ مِنْ اَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ جَلَّ وَ عَزَّ اِدْخَالَ الْفَرَحِ عَلٰی قَلْبِ اِمْرِئٍ مُسْلِمٍ

''بے شک اللہ جل وعز کے نزدیک محبوب ترین عمل کسی مسلمان کے دل میں خوشی کا سامان پیدا کر دینا ہے۔''

میں اس کی گفتگو پر غور کر رہا تھا اور توقع کر رہا تھا کہ وہ مجھے مزید کچھ باتیں سنائے گا کہ اتنے میں خلیفہ نے یہ کہتے ہوئے آواز دی:

رجاءؒ بن حیوہ کہاں ہیں؟

میں نے اس کی طرف مڑ کر کہا: یہیں ہوں اے امیر المومنین!

خلیفہ نے مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا، میں جواب دے کر فارغ ہوتے ہی اپنے اس ساتھی کی طرف متوجہ ہوا تو اسے وہاں نہ پایا۔ میں نے اس جگہ کو بغور دیکھا لیکن مجھے لوگوں کے درمیان بھی اس کے کوئی آثار نہ ملے۔''

.....

خلفائے بنی امیہ کے سامنے رجاءؒ بن حیوہ کی سچائی کے اظہار کے کئی واقعات تاریخ کے روشن صفحات میں محفوظ ہیں۔ بعد میں آنے والے گزر جانے والوں سے یہ واقعات روایت کرتے رہیں گے۔

ان واقعات میں سے ایک واقعہ اس طرح ہے:

ایک دن رجاء بن حیوہ خلیفہ عبدالملک بن مروان کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ خلیفہ کے سامنے ایک شخص کی اس بری عادت کا ذکر کیا گیا کہ وہ بنی امیہ کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ عبداللہؓ بن زبیر کا حامی اور پیروکار ہے۔

شکایت کرنے والے نے اس شخص کی ایسی باتوں اور عادتوں کا ذکر کیا جن سے خلیفہ کا غضب بھڑک اٹھا، اس نے کہا:

اللہ کی قسم! اگر اللہ نے کسی وقت اسے میرے قابو میں کر دیا تو میں اس کے ساتھ برا سلوک کروں گا، اور اس کی گردن پر تلوار چلا کر چھوڑوں گا۔

کوئی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اللہ نے خلیفہ کو اس آدمی پر غلبہ دے دیا، اور اسے گرفتار کر کے دربار میں حاضر کیا گیا، جب خلیفہ کی نظر اس پر پڑی تو قریب تھا کہ وہ غصے سے پھٹ جاتا، لہٰذا اس نے سزا نافذ کرنے کا ارادہ کیا۔

یہ منظر دیکھ کر رجاءؒ بن حیوہ خلیفہ کے پاس گئے اور کہنے لگے:

''اے امیر المومنین!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یقیناً اللہ جل وعز نے آپ کے لئے وہ غلبہ ممکن بنا دیا جس کی آپ نے خواہش کی تھی، آپ بھی اللہ کی خاطر اس سے درگزر سے کام لیں جو اللہ کو پسند ہے۔''

خلیفہ نے یہ بات سنی تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور سانس کی حرکت بھی پرسکون ہو گئی۔ آدمی کو معاف کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا اور اسے کچھ مال و دولت سے بھی نوازا۔

.....

اکانوے ہجری میں خلیفہ ولید بن عبدالملک نے حج کیا تو رجاء بن حیوۃ اس کے ساتھ تھے۔ جب یہ دونوں مدینہ منورہ پہنچے تو مسجد نبوی کی زیارت کی۔ عمرؒ بن عبدالعزیز اس وقت ان کے ساتھ تھے۔

خلیفہ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ حرم نبوی کو جی بھر کر دیکھوں، یہی وہ وقت تھا جب انہوں نے مسجد کی توسیع کا عزم کیا تھا اور مسجد کا رقبہ ۲۰۰ ہاتھ ہو گیا تھا۔

چنانچہ لوگوں کو مسجد سے نکال دیا گیا تا کہ خلیفہ یکسوئی کے ساتھ مسجد کے بارے میں غور کر سکیں۔ سوائے سعید بن مسیبؒ کے کوئی آدمی مسجد میں نہ رہا۔ مسجد کے چوکیدار کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ انہیں مسجد سے باہر جانے کے لئے کہے۔ یہ دیکھ کر گورنر مدینہ عمر بن عبدالعزیز نے انہیں پیغام بھیجا کہ:

''جس طرح لوگ مسجد سے باہر چلے گئے ہیں آپ بھی براہ کرم تشریف لے جائیں!''

اس کے جواب میں سعیدؒ بن مسیب نے فرمایا:

لَا اُغَادِرُ الْمَسْجِدَ اِلَّا فِی الْوَقْتِ الَّذِی اغْتَدْتُ اَنْ اُغَادِرَہٗ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ

''میں نے روزانہ مسجد چھوڑنے کا جو وقت مقرر کر رکھا ہے اس سے پہلے ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔''

ان سے کہا گیا:

''چلیں اتنا ہی کر لیں کہ امیر المومنین آئیں تو کھڑے ہو کر انہیں سلام کر لیں۔''

اس پر سعیدؒ بن مسیب نے مومنانہ شان سے فرمایا:

اِنَّمَا جِئْتُ اِلٰی ھٰذَا لِاَقُوْمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

''میں یہاں رب العالمین کے سامنے کھڑا ہونے کے لئے آیا ہوں (خلیفہ کے سامنے کھڑا ہونے کے لئے نہیں)''!

جب عمرؒ بن عبدالعزیز کو اپنے بھیجے ہوئے آدمی اور سعیدؒ بن مسیب کے درمیان ہونے والی گفتگو کا علم ہوا تو وہ خلیفہ کو اس جگہ سے دور رکھنے کی کوشش کرنے لگے جہاں سعید بیٹھے تھے (شاید خلیفہ ولید نے اس صورت حال کو بھانپ لیا تھا) وہ کہنے لگا:

یہ بزرگ کون ہیں؟

کیا یہ سعیدؒ بن مسیب نہیں؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رجاءؒ بن حیوۃ اور عمرؒ بن عبدالعزیز نے کہا: ہاں! اے امیر المومنین وہی ہیں! اور دونوں ان کے دینی مقام، علم و فضل اور تقویٰ طہارت کا ذکر کرنے لگے پھر دونوں گویا ہوئے:

اگر انہیں خلیفہ کی جگہ کا علم ہو جاتا تو وہ ضرور اٹھ کر انہیں سلام کرتے لیکن اب ان کی نظر کمزور ہو گئی ہے۔

ولید کہنے لگا:

میں بھی ان کے بارے میں وہی کچھ جانتا ہوں جو آپ بتا رہے ہیں۔

یہ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے پاس جائیں اور انہیں سلام کریں۔

آخر کار وہ گھومتے پھرتے سعیدؒ کے پاس آ کر ٹھہر گئے اور انہیں سلام کیا اور کہا: شیخ! کیسے ہیں؟

سعیدؒ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور کہا:

''اللہ کے بے شمار انعامات ہیں، حمد و تعریف تو اسی کے لئے ہے۔''

ہاں، امیر المومنین کیسے ہیں؟ اللہ انہیں ان کاموں کی توفیق دے جو اسے پسند ہیں اور جن پر وہ خوش ہوتا ہے۔''

ولید ان کے پاس سے واپس مڑے تو کہہ رہے تھے:

یہ بقیۃ الناس ہیں۔

یہ اس امت کے بقیۃ السلف ہیں۔

.....

جب خلافت سلیمان بن عبدالملک کو ملی تو رجاء بن حیوہؒ کو ان کے ہاں اس قدر بلند مقام حاصل ہوا جو اس کے سابقین سے بہت ممتاز تھا، سلیمان تو حد درجہ ان پر اعتماد کرتا تھا۔ اس کی یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہر چھوٹے بڑے معاملے میں ان سے رائے لے۔

رجاءؒ بن حیوہ کے خلیفہ سلیمان کے ساتھ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں لیکن عمرؒ بن عبدالعزیز کی بطور ولی عہد تقرری اور ان کیلئے بیعت لینے کے معاملے میں تو ان کی منفرد شان ہے اور اسلام و مسلمانوں سے ایک بہت بڑے خطرے کو ٹالنے کی عظیم اور کامیاب کوشش ہے۔

رجاءؒ بن حیوہ بیان کرتے ہیں:

ننانوے ہجری کے ماہ صفر کا پہلا جمعہ تھا اور ہم امیر المومنین سلیمان بن عبدالملک کے ساتھ دابق میں تھے۔ (دابق شام میں حلب شہر کے قریب ایک بستی ہے، بنو امیہ کے حکام جب روم پر لشکر کشی کرتے تو یہاں ٹھہرتے تھے، سلیمان بن عبدالملک کی قبر بھی یہیں ہے) خلیفہ نے قسطنطنیہ کی طرف اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کی قیادت میں ایک بہت بڑا ہیبت ناک لشکر بھیجا ہوا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھا۔ مسلمہ کے ساتھ خلیفہ کا بیٹا داؤد اور شاہی خاندان کے افراد کا ایک گروہ بھی تھا۔

خلیفہ نے قسم کھا رکھی تھی کہ ''میں دابق کی چراگاہ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک اللہ میرے لئے قسطنطنیہ فتح نہیں کر دیتا یا پھر یہیں مروں گا۔''

جب نماز جمعہ کا وقت قریب آیا تو خلیفہ نے بہترین طریقے سے وضو کیا، پھر سبز حلہ اور عمامہ پہنا..... آئینے میں خود کو اس انداز سے دیکھا گویا اپنا آپ بڑا خوبصورت ہو اور جوانی کی رعنائی و خوشنمائی لوٹ آئی ہو۔ اس وقت ان کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔

پھر وہ لوگوں کو نماز جمعہ کی امامت کرانے کے لئے مسجد پہنچے تو وہیں انہیں بخار ہو گیا۔ مرض روز بروز بڑھتا گیا۔ مجھ سے کہا کہ میرے قریب ہی رہا کرو۔ ایک بار میں ان کے پاس گیا تو انہیں کچھ لکھتے ہوئے دیکھا۔

میں نے کہا: امیر المومنین! کیا کر رہے ہیں؟

کہنے لگے: اپنے بیٹے ایوب کو ولی عہد مقرر کرنے کے بارے میں لکھ رہا ہوں۔

میں نے کہا: اے امیر المومنین! بے شک وہ چیز جو قبر میں خلیفہ کی حفاظت کرے گی اور اللہ کے ہاں اس کی نجات کا سبب بنے گی وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں پر کسی صالح آدمی کو خلیفہ بنا جائیں۔ آپ کا بیٹا ایوب تو کافی عرصہ تک بھی اس قابل نہیں ہو گا اور ابھی تو آپ پر اس کی برائی بھلائی بھی واضح نہیں ہوئی یعنی وہ بہت چھوٹا ہے۔

خلیفہ نے کہا: یہ تحریر تو میں نے لکھ دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اللہ سے استخارہ کروں۔ یہ میرا اٹل فیصلہ نہیں ہے۔

پھر اس نے اس تحریر کو پھاڑ دیا۔ ابھی ایک یا دو دن گزرے تھے کہ مجھے بلایا اور کہا: اے ابوالمقدام میرے بیٹے داؤد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

میں نے کہا: وہ مسلمان لشکروں کے ساتھ قسطنطنیہ میں ہے۔ آپ نہیں جانتے کہ وہ زندہ بھی ہے یا مر گیا ہے؟

خلیفہ نے کہا: تو پھر تیری رائے کس کے بارے میں ہے اے رجاء؟

میں نے کہا: رائے تو آپ کی ہی ہو گی اے امیر المومنین!

دراصل میں چاہتا تھا کہ ان لوگوں پر نظر دوڑاؤں جن کا خلیفہ تذکرہ کر رہا ہے تاکہ ایک ایک کر کے انہیں اس کام کے لئے غیر موزوں قرار دلوا دوں اور عمر بن عبدالعزیز تک جا پہنچوں۔

ان سب لوگوں کا تذکرہ کرنے کے بعد خود خلیفہ نے کہا: عمرؒ بن عبدالعزیز کے بارے میں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا خیال ہے؟

میں نے کہا: اللہ کی قسم میں تو انہیں دیندار، عاقل، فاضل اور ہر اعتبار سے کامل سمجھتا ہوں۔

خلیفہ نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں! اللہ کی قسم! یقیناً وہ ایسے ہی ہیں! لیکن اگر میں انہیں ولی عہد مقرر کرتا ہوں اور عبدالملک کے بیٹوں کو نظر انداز کرتا ہوں تو بہت بڑا فساد برپا ہو جائے گا۔ وہ کبھی بھی انہیں اپنے اوپر ولی عہد نہیں بننے دیں گے۔

میں نے کہا: عمرؒ بن عبدالعزیز کے ساتھ ان میں سے کسی ایک کو ولی عہدی میں شریک کر لیں اور اسے عمرؒ کے بعد رکھیں۔

خلیفہ نے کہا: یہ ٹھیک ہے! یہی طریقہ ہے جس سے انہیں مطمئن و پرسکون رکھا جا سکتا ہے اور انہیں عمرؒ کی تقرری پر راضی کیا جا سکتا ہے۔ پھر اس نے کاغذ لیا اور اپنے ہاتھ سے لکھا:

" بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر امیر المومنین، اللہ کے بندے، سلیمان بن عبدالملک کی طرف سے عمرؒ بن عبدالعزیز کے لئے ہے۔ میں اپنے بعد اسے خلافت سونپتا ہوں اور اس کے بعد یزید بن عبدالملک کو!

اس کی بات سنو اور مانو۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور آپس میں اختلاف میں نہ پڑو کہ حرص و لالچ میں رکھنے والے تمہیں لڑائی پر اکسا کر اپنا کام نکال لیں گے۔"

خلیفہ نے تحریر مکمل کر کے میرے حوالے کر دی، پھر پولیس افسر کعب بن حامز کو بلا کر کہا:

میرے خاندان کے لوگوں کو بلاؤ کہ وہ اس جگہ جمع ہوں اور انہیں یہ بتاؤ کہ جو تحریر رجاء بن حیوہ کے ہاتھ میں ہے وہ میری تحریر ہے۔ انہیں یہ حکم دو کہ اس تحریر میں جس کا بھی نام ہے اس کی بیعت کرو۔

رجاء کہتے ہیں: جب لوگ جمع ہو گئے تو میں نے ان سے کہا:

یہ امیر المومنین کی تحریر ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں نئے خلیفہ کے لئے تم سے بیعت لوں۔

لوگوں نے جواب میں کہا: ہم امیر المومنین کی بات کو مانتے ہیں کہ ان کے بعد ہونے والے خلیفہ کی اطاعت کریں گے۔

ان لوگوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ میں ان کے لئے امیر المومنین سے اجازت لوں تاکہ وہ ان کو سلام کر لیں۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے جائیں اور سلام کر لیں۔

جب وہ اندر داخل ہوئے تو خلیفہ نے ان سے کہا: جو تحریر رجاء بن حیوہ کے ہاتھ میں ہے وہ میری تحریر ہے۔ اس میں میرے بعد خلیفہ کی تقرری کا حکم لکھا ہوا ہے۔ آپ اس شخص کی بات سنیں اور مانیں جسے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں نے ولی عہد مقرر کیا ہے اور اس کی بیعت بھی کریں جس کا اس تحریر میں نام ہے۔

لوگ ایک ایک کر کے بیعت کرنے لگے۔ پھر میں اس سیل بند تحریر کو لے کر باہر نکلا۔ میرے اور امیر المومنین کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس میں کس کا نام لکھا ہوا ہے۔

جب لوگوں کا رش چھٹ گیا تو عمرؒ بن عبدالعزیز میرے پاس آئے اور کہنے لگے:

''اے ابوالمقدام! امیر المومنین میرے بارے میں اچھا گمان رکھتے ہیں۔ مجھے انہوں نے بڑی محبت و شفقت دی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ خلافت کا یہ معاملہ کہیں میری طرف نہ منتقل کر دیا ہو۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر اور اپنی عزت و محبت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اگر امیر المومنین کی تحریر میں ایسی بات ہے جو میرے بارے میں ہے تو بتا دیجئے تاکہ میں یہ لمحہ ضائع کیے بغیر اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے معذرت کر لوں۔''

میں نے ان سے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! جو کچھ آپ نے پوچھا ہے میں تو اس کا ایک حرف بھی نہیں بتا سکتا۔

یہ سن کر عمرؒ بن عبدالعزیز میرے پاس سے چلے گئے اور بڑے غصے میں تھے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ہشام بن عبدالملک میرے پاس آ گیا اور کہنے لگا:

''اے ابوالمقدام! میرا آپ کے ساتھ محبت و حرمت کا ایک پرانا تعلق ہے، اور آپ کے مجھ پر احسان بھی بہت زیادہ ہیں جن پر میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ بس آپ یہ بتا دیجئے کہ امیر المومنین کے اس خط میں کیا لکھا ہے۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ کبھی آپ کا نام نہیں لوں گا اگر خلافت کے لئے میرا نام دیا گیا ہے تو میں خاموش رہتا ہوں، اگر کسی اور کا نام ہے تو میں احتجاج کروں گا۔ کوئی اور کون ہو سکتا ہے جسے مجھ سے زیادہ اس بات سے تکلیف ہو۔''

میں نے کہا: اللہ کی قسم میں تو اس بارے میں ایک حرف بھی نہیں بتا سکتا جو امیر المومنین نے مجھے ہی بتایا ہے۔

یہ سن کر ہشام چلا گیا اور وہ ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہہ رہا تھا:

میرے دل پر چرکہ لگا کر خلافت کسی اور کو کیسے عطا کی جا سکتی ہے؟

کیا خلافت عبدالملک کے بیٹوں سے کسی اور کے پاس چلی جائے گی؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

''اللہ کی قسم! میں تو عبدالملک کی اولاد کا سردار ہوں''۔

رجاءؒ کہتے ہیں پھر میں سلیمان بن عبدالملک کے پاس گیا تو ان کی روح پرواز کر رہی تھی۔ جب موت کی غشی ان پر طاری ہوئی تو میں ان کو قبلہ رخ کر رہا تھا۔ اس وقت وہ سسکی لے رہے تھے اور مجھے کہہ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے تھے: ''اے رجاءؒ یہ وقت دوبارہ نہیں آئے گا۔''

میں نے رخ دوبارہ تبدیل کرانے کی کوشش کی۔ جب تیسری بار ایسا کیا تو کہا: ''ہاں اب..... اے رجاء۔ اگر تو کچھ کرنا چاہتا ہے تو اب کر لے ''اشهد ان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله''۔

میں نے ان کو قبلہ رخ کیا تو زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ انہوں نے جان جان آفرین کے سپرد کر دی، میں نے ان کی آنکھیں بند کیں اور سبز کپڑے کے ٹکڑے کے ساتھ ڈھانپ دیں۔ دروازہ بند کر دیا اور خود باہر نکل آیا۔

ان کی بیوی نے ان کا حال معلوم کرنے کے لئے آدمی بھیجا اور یہ مطالبہ کیا کہ وہ ان کو دیکھنا چاہتی ہیں۔

میں نے دروازہ کھول دیا اور اس آنے والے سے کہا: دیکھ لیں۔ طویل بیداری کے بعد ابھی سوئے ہیں۔ تو آرام کرنے دیں۔

یہ آدمی خلیفہ کی بیوی کے پاس گیا اور صورت حال بتائی تو اس نے اسے صحیح مان لیا اور یقین کر لیا کہ سو رہے ہیں۔

پھر میں نے دروازہ بند رکھنے کا کہا اور ایک چوکیدار جس پر مجھے اعتماد تھا وہاں بٹھا دیا اور اسے یہ تاکید کی کہ وہ اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہلے جب تک میں واپس نہ آ جاؤں، اور کوئی بھی ہو خلیفہ کے پاس ہرگز نہ جائے۔

میں باہر گیا تو لوگ مجھے مل رہے تھے اور پوچھ رہے تھے۔ امیر المومنین کا کیا حال ہے؟

میں نے کہا: جب سے بیمار ہیں اس قدر سکون اور افاقہ نہیں ملا جس قدر اب ہے۔

لوگوں نے کہا: اللہ کا شکر ہے۔

پھر میں نے کعب بن حامز پولیس افسر کو بلوایا، اس نے امیر المومنین کے تمام اہل بیت کو دابق کی مسجد میں جمع کیا۔

میں نے لوگوں سے کہا: اس شخص کے لئے بیعت کرو جس کا نام امیر المومنین کے اس خط میں ہے۔

لوگوں نے کہا: ہم نے ایک بار تو بیعت کر لی ہے کیا دوبارہ کریں؟

میں نے کہا: یہ امیر المومنین کا حکم ہے۔ جو انہوں نے حکم دیا ہے اس کی تعمیل میں بیعت کرو اور اس شخص کے لئے بیعت کرو جس کا نام اس مہر زدہ خط میں ہے۔

لوگوں نے ایک ایک کر کے بیعت کی۔

جب میں نے یہ محسوس کیا کہ معاملہ مضبوط ہو گیا ہے۔ تو لوگوں سے کہا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آپ کے خلیفہ فوت ہو گئے ہیں انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔اور لوگوں کے سامنے خط پڑھ ڈالا اور جب عمر بن عبدالعزیز کے نام پر اسے ختم کیا تو ہشام بن عبدالملک بپھر گیا اور کہنے لگا ہم اس کی بیعت نہیں کریں گے۔ میں نے کہا: اگر ایسا نہ کیا تو اللہ کی قسم تیری گردن اڑا دوں گا۔ کھڑا ہو اور بیعت کر۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ کھڑا ہوا۔ بیعت کرتے ہوئے جب عمر بن عبدالعزیز کے نام پر پہنچا تو کہنے لگا: انا للّٰہ و انا الیہ راجعون [وہ اپنے اور اپنے بھائیوں سے خلافت چھن کر عمر بن عبدالعزیز کے پاس چلے جانے پر انا للہ پڑھ رہا تھا]

اور عمر بن عبدالعزیز بھی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون پڑھ رہے تھے [یہ انا للّٰہ اس لئے پڑھ رہے تھے کہ خلافت ان کے نہ چاہتے ہوئے ان کو دے دی گئی ہے]

یہی وہ بیعت تھی جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عروج عطا کیا اور دین کا مینار بلند کر دیا۔

.....

خوشخبری ہے خلیفہ مسلمین سلیمان بن عبدالملک کے لئے کہ
ایک نیک آدمی کو حاکم بنا کر وہ اللہ کے ہاں اپنی ذمہ داری سے سرخرو ہو گئے۔
مبارک ہے حق گو وزیر رجاءؒ بن حیوہ کے لئے کہ
انہوں نے اللہ، اس کے رسولؐ اور ائمہ مسلمین کی خیر خواہی کا فریضہ سرانجام دیا۔
اللہ انہیں صالح دوستی کی جزا دے۔
اور انہیں بہترین اجر سے نوازے۔
اللہ سے توفیق پانے والے نیک حکمران آئندہ بھی ان کی روشن رائے سے ہدایت پاتے رہیں گے!!

رجاء بن حیوہ نے ۱۱۲ ہجری میں وفات پائی۔

www.KitaboSunnat.com



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عامر بن شراحبیل شعبیؒ

خلافت فاروقی کے چھ سال گزرے تھے کہ مسلمانوں میں ایک بچہ پیدا ہوا جو چھوٹے سے نازک جسم کا مالک تھا.....

ایسا اس لئے تھا کہ شکم مادر میں اسے اپنے بھائی کا بھی ساتھ نصیب تھا۔ جس کے باعث اسے نشو ونما کے لئے زیادہ جگہ نہ مل سکی، لیکن بعد میں ایسا نہ ہوا کہ علم وحلم، حفظ وفہم اور فطری قابلیت میں اس کا بھائی یا کوئی اور اس کی برابری کر سکا ہو۔

یہ شعبیؒ کے نام سے پہچانے جانے والے نابغہ مسلمین عامر بن شراحبیل الحمیریؒ ہیں۔ شعبی کوفہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی لیکن مدینہ منورہ ان کی دلی چاہت اور قلبی مسکن تھا۔ جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کوفہ کی طرف جاتے تھے تاکہ اسے مرکز جہاد فی سبیل اللہ یا اپنے ٹھہرنے کی جگہ بنالیں اسی طرح شعبیؒ مدینہ منورہ کا قصد فرماتے تھے تاکہ صحابہؓ رسولؐ سے ملاقات کریں اور ان سے کچھ سیکھیں۔

اس طرح شعبیؒ کو پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات اور علی بن ابی طالب، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت، عبادہ بن صامت، ابوموسیٰ اشعری، ابوسعید خدری، نعمان بن بشیر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عدی بن حاتم، ابی ہریرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے جلیل القدر صحابہ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کا شرف حاصل ہے۔

شعبیؒ تیز دماغ، بیدار دل، باریک بین اور قوت حافظہ و یادداشت کی ایک علامت تھے۔ ان کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے خود فرمایا:

''کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے بات کو کاغذ پر لکھ کر محفوظ کیا ہو۔ اور کسی شخص نے کوئی حدیث بیان کی اور مجھے یاد نہ ہوگئی ہو۔ اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ کسی شخص نے کوئی گفتگو کی ہو اور مجھے یہ خواہش پیدا ہوئی ہو کہ وہ دوبارہ یہ بات بیان کرے''۔

وہ علم کے دلدادہ اور معرفت سے شغف رکھنے والے نوجوان تھے۔ انہوں نے اس راہ میں خود کو



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بنفس نفیس گھلا ڈالا تھا اور علم و معرفت کے باعث صعوبتیں بھی ان کے لئے آسان ہوگئی تھیں جیسا کہ ان کا کہنا ہے:

''اگر کوئی آدمی شام کے دوسرے کنارے سے لے کر یمن کے دوسرے کنارے تک سفر کرے اور وہ ایک ایسی بات حفظ کر لے جو اسے بقیہ پوری عمر کوئی فائدہ پہنچائے تو میں کہتا ہوں کہ اس کا یہ سفر بے کار نہیں گیا''۔

وہ علم کی اس حد تک پہنچے ہوئے تھے کہ وہ کہتے ہیں:

''میں نے شاعری سب سے کم سیکھی ہے۔ اگر میں چاہتا تو تمہیں مہینوں شعر سناتا اور جو شعر ایک بار سنا دیتا وہ دوبارہ زبان پر نہ آتا''۔

کوفہ کی جامع مسجد میں تو ان کا ایک علمی حلقہ قائم ہو گیا تھا۔ لوگ گروہ در گروہ ان کے پاس آتے جبکہ اصحاب رسولؐ ابھی حیات تھے اور وہ صبح و شام لوگوں میں اٹھتے بیٹھتے تھے بلکہ عبداللہ بن عمرؓ نے ان کو ایک بار لوگوں کے درمیان غزوات کے احوال جزئیات کی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے سنا تو مکمل طور پر کان ان کی طرف لگا دیے اور کہنے لگے :

" لَقَدْ شَهِدْتُ بَعْضَ مَا يَقُصُّه بِعَيْنِي وَسَمِعْتُهُ بِأُذُنِي، وَمَعَ ذٰلِكَ فَهُوَ اَرْوٰى لَهُ مِنِّي..... " جو واقعات یہ بیان کر رہے ہیں ان میں سے کچھ تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سنے ہیں اس کے باوجود انہوں نے مجھ سے زیادہ بہتر بیان کئے ہیں۔''

شعبیؒ کی وسعت علم اور حاضر دماغی کے بے شمار واقعات ہیں۔

ملاحظہ کیجئے! وہ خود اپنے بارے میں کہتے ہیں:

''میرے پاس دو آدمی آئے جو ایک دوسرے پر فخر کر رہے تھے، ان میں سے ایک بنی عامر قبیلے سے تھا اور دوسرا بنی اسد سے، بنی عامر کے آدمی نے اپنے ساتھی کو گفتگو میں دبا لیا تھا اور اسے چھوڑ نہیں رہا تھا، اسے کپڑوں سے پکڑ کر کھینچتا ہوا میرے پاس لا رہا تھا اور اسدی بیچارہ رسوا ہو رہا تھا۔ اور کہے جا رہا تھا: مجھے چھوڑ دے، مجھے چھوڑ دے!! جبکہ عامری کہہ رہا تھا..... اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تجھے نہیں چھوڑوں گا جب تک شعبیؒ میرے حق میں اور تیرے خلاف فیصلہ نہ کر دے۔ (شعبیؒ کہتے ہیں) میں نے عامری کی طرف دیکھا اور اسے کہا اسے تب تک تو چھوڑ دے جب تک میں تمہارے درمیان فیصلہ نہیں کر دیتا۔ پھر میں نے اسدی کی طرف دیکھا اور کہا:

میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ تو اس کے سامنے بے بس ہو گیا ہے؟ تمہارے لئے تو چھ خصوصیات باعث فخر ہیں جو کسی اور عرب کے لئے نہیں۔

۱- تم میں ایک عورت تھی جس کو سرور کائنات محمد بن عبداللہ نے نکاح کا پیغام بھیجا تو اللہ نے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سات آسمانوں پر آپ ﷺ کا اس عورت سے نکاح کر دیا۔ اور ان دونوں کے درمیان رابطہ کا ذریعہ جبریلؑ تھا۔

یہ ام المومنین سیدہ زینبؓ بنت جحش تھیں۔

یہ امتیاز صرف تیری قوم کو حاصل ہے عرب میں کسی اور کو نہیں۔

۲- تم میں ایک ایسا شخص تھا جو زمین پر چلتے ہوئے بھی جنتی تھا۔ یہ عکاشہؓ بن محصن تھے۔

اے بنی اسد! یہ اعزاز صرف تمہیں حاصل ہے، تمہارے سوا کسی اور کو حاصل نہیں۔

۳- اسلام کا سب سے پہلا جھنڈا تمہارے ہی آدمی کو ملا تھا۔ یہ عبداللہؓ بن جحش تھے۔

۴- سب سے پہلا مال غنیمت جو اسلام میں تقسیم ہوا تمہارا ہی تھا۔

۵- بیعت رضوان میں سب سے پہلے بیعت کرنے والا شخص تم میں سے ہی تھا۔ یہ ابوسنان بن وہب تھے جو رسول اللہ کی جانب بڑھے اور عرض کیا:

یارسول اللہؐ! اپنا ہاتھ پھیلایئے میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: کس بات پر؟

ابوسنان نے کہا: اس بات پر جو آپ کے دل میں ہے!

آپؐ نے پوچھا: میرے دل میں کیا ہے؟

ابوسنان بولے: فتح یا شہادت!

آپؐ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

ابوسنان نے بیعت کی تو لوگ بھی ان کے بعد بیعت کرنا شروع ہو گئے۔

۶- تیری قوم بنی اسد بدر کے دن مہاجرین کا ساتواں حصہ تھی۔

یہ کلام سن کر عامری حیران رہ گیا اور کچھ بول نہ سکا۔ اور اس میں شک نہیں کہ شعبی نے طاقتور اور غلبہ پا جانے والے شخص کے مقابلے میں کمزور و مغلوب کی مدد کا عزم کیا تھا..... اگر عامری اس وقت رسوا ہو رہا ہوتا تو یقیناً شعبیؒ اس کی قوم کے بھی ایسے ہی خصائص بیان کرتے جس کے بارے میں کسی کو خبر تک نہ ہوتی۔

.....

جب خلافت عبدالملک بن مروان کی طرف منتقل ہوئی تو اس نے عراق میں اپنے گورنر حجاج بن یوسف کو خط لکھا کہ مجھے کوئی ایسا آدمی فراہم کرو جو میرے دین و دنیا کی اصلاح کرے اور میں اسے اپنا مشیر بنا لوں..... تو حجاج نے اس کے پاس شعبیؒ کو بھیجا۔ خلیفہ نے شعبیؒ کو اپنے خاص لوگوں میں شامل کر لیا۔ مشکل معاملات میں ان کے علم کو اپنے لئے سہارا بنانے لگا۔ مصیبت کے وقت ان کی رائے پر اعتماد



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنے لگا اور اپنے اور بادشاہوں کے درمیان انہیں سفیر بنالیا۔

.....

ایک مرتبہ خلیفہ المسلمین نے کسی اہم کام کے سلسلے میں ان کو روم کے بادشاہ ''قسطنیان'' کے پاس بھیجا۔ جب شعبیؒ کے اس سے مذاکرات ہوئے تو وہ شعبیؒ کی ذہانت سے مسحور ہو گیا، ان کی ہوشیاری سے ڈر گیا اور ان کی وسعت معلومات اور قوت بیان سے حیران رہ گیا۔

بادشاہ نے سفیروں کے معمول کے خلاف شعبیؒ کو کئی دن اپنے پاس ٹھہرائے رکھا۔ جب شعبیؒ واپس دمشق جانے کی اجازت طلب کرنے کے لئے اس کے پاس گئے تو اس نے ان سے سوال کیا:

کیا آپ شاہی خاندان کے فرد ہیں؟

شعبیؒ نے کہا: نہیں! میں تو عام مسلمانوں کا ایک فرد ہوں!

جب اس نے شعبیؒ کو واپسی کی اجازت دی تو ان کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھماتے ہوئے کہا: جب آپ اپنے صاحب کے پاس پہنچیں اور انہیں وہ تمام معلومات پہنچا چکیں جو وہ آپ سے لینا چاہیں تو یہ رقعہ بھی انہیں دے دینا۔

جب شعبی واپس دمشق پہنچے تو فوراً عبدالملک سے ملاقات کے لئے چلے گئے اور وہ سب کچھ بیان کر دیا جو وہاں دیکھا اور سنا تھا۔ اور ان تمام سوالوں کے جواب بھی دیے جو عبدالملک نے شاہ روم کے متعلق ان سے کئے۔

جب جانے کے لئے مڑے تو کہا:

امیر المومنین! شاہ روم نے آپ کے لئے یہ رقعہ دیا ہے۔

اور رقعہ بادشاہ کو دے کر واپس چلے گئے۔

جب عبدالملک نے رقعہ پڑھا تو اپنے خادموں سے کہا: شعبیؒ کو بلاؤ! وہ بلا لائے۔

عبدالملک نے کہا: کیا آپ کو معلوم ہے اس رقعہ میں کیا لکھا ہے؟

شعبیؒ: نہیں! اے امیر المومنین!

عبدالملک: شاہ روم مجھے لکھتے ہوئے کہتا ہے:

مجھے عربوں پر تعجب ہے کہ انہوں نے اس نوجوان کو چھوڑ کر کسی اور کو کیسے بادشاہ بنالیا ہے؟

شعبیؒ فوراً بولے: اس نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ آپ کو نہیں دیکھا۔ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتا تو ہرگز یہ بات نہ کہتا۔

عبدالملک: کیا آپ جان گئے ہیں کہ شاہ روم نے مجھے یہ خط کیوں لکھا ہے؟

شعبیؒ: نہیں! اے امیر المومنین!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبدالملک: اس نے یہ خط اس لئے لکھا ہے کہ آپ کی وجہ سے وہ مجھ سے حسد کرنے لگا ہے۔ اس نے چاہا کہ اس طرح وہ مجھے آپ کے قتل اور آپ سے خلاصی پانے پر ابھارے۔

بعد میں یہ بات کسی طریقہ سے شاہ روم تک پہنچ گئی تو اس نے کہا:

''خدا کی قسم! میرا مقصد بھی یہی تھا میں نے اسکے علاوہ کچھ اور نہ سوچا تھا''۔

.....

رفعت علم نے شعبیؒ کو اپنے زمانہ کے تین علماء کے بعد بلند مقام عطا کر دیا تھا۔

امام ابن شہاب زہریؒ کہتے تھے:

علماء چار ہیں۔

مدینہ میں سعید بن مسیبؒ

کوفہ میں عامر شعبیؒ

بصرہ میں حسن بصریؒ

اور شام میں مکحول شامیؒ

بااین ہمہ جب کوئی شعبی کو ''عالم'' کے لقب سے پکارتا تو شعبی اپنے انکسار و تواضع کے باعث ندامت محسوس کرتے۔ ایک بار کسی نے اس طرح مخاطب ہوتے ہوئے سوال پوچھا:

اے عالم وفقیہہ! مجھے جواب دیجئے!

اس پر شعبیؒ نے کہا: اللہ تجھ پر رحم کرے۔

ہمیں ایسی خوبی سے متصف کر کے جو ہمارے اندر نہیں ہے، ہماری مدح میں مبالغہ آرائی نہ کر!

فقیہہ تو وہ ہے جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچے اور عالم وہ ہے جو اللہ سے ڈرے..... اور ہم ان میں سے کس مقام پر ہیں؟

ایک اور آدمی نے کوئی مسئلہ پوچھا تو شعبیؒ نے جواب دیا:

عمر بن خطابؓ نے اس بارے میں یہ فرمایا ہے اور علیؓ بن ابی طالبؓ نے یوں فرمایا ہے.....

سائل نے کہا: اے ابوعمر! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو شعبیؒ شرمسار ہوتے ہوئے مسکرا دیے اور فرمایا: عمرؓ و علیؓ کے قول کو سن لینے کے بعد میرے قول کو تو کیا کرے گا؟

.....

شعبیؒ نہایت اچھی عادات اور بلند صفات سے آراستہ تھے۔ ان کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ تھی کہ وہ بحث و جدال کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اور فضول باتوں میں بحث و تمحیص سے بچتے تھے۔

ایک دن ان کے کسی ساتھی نے ان سے کہا: اے ابوعمر!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شعبیؒ نے کہا: میں حاضر ہوں۔

شخص: ان دو آدمیوں کے معاملے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جن کے متعلق لوگ گفتگو کر رہے ہیں؟

شعبیؒ: کون سے دو آدمی؟

شخص: عثمانؓ اور علیؓ

شعبیؒ: میں.....؟ اللہ کی قسم! میں تو اس بات سے دور رہنا چاہتا ہوں کہ قیامت کے روز عثمانؓ بن عفان یا علیؓ بن ابی طالب کے لئے جھگڑنے والا بن کر آؤں۔ اللہ دونوں سے راضی ہو!

.....

شعبیؒ نے علم کے ساتھ حلم بھی جمع کر لیا تھا۔

بیان کیا گیا ہے کہ کسی آدمی نے شعبیؒ کو انتہائی بری گالی دی اور فحش ترین گفتگو کی تو شعبیؒ نے سوائے اس کے کچھ نہ کہا:

''جو کچھ تو مجھے کہہ رہا ہے اگر تو اس میں سچا ہے تو اللہ مجھے معاف فرمائے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے معاف فرمائے۔''

.....

اپنے اعلیٰ مرتبے اور رفعتِ شان کے باوجود شعبیؒ اس میں عار محسوس نہ کرتے تھے کہ کسی چھوٹے سے چھوٹے آدمی سے معرفت و حکمت حاصل کریں۔

ایک اعرابی ان کی مجلس میں مستقل بیٹھتا لیکن ہمیشہ خاموش رہتا تھا۔ شعبیؒ نے اس سے کہا:

آپ کوئی بات کیوں نہیں کرتے؟

تو وہ شخص بولا:

''خاموش رہوں تو محفوظ رہتا ہوں۔

سنتا ہوں تو علم میں اضافہ کرتا ہوں۔

آدمی کان سے جو کچھ سنتا ہے وہ اس کے لئے ہوتا ہے۔

اور زبان سے جو کہتا ہے وہ دوسروں کے لئے ہوتا ہے''۔

شعبیؒ جب تک زندہ رہے، اعرابی کے یہ کلمات دہراتے رہے۔

.....

گفتگو کرنے کا جو ملکہ شعبیؒ کو عطا ہوا تھا وہ مایہ ناز فصحاء میں سے ایک نادر و قلیل تعداد کے سوا کسی اور کو نہ ملا تھا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک دفعہ انہوں نے عراق وایران کے امیر عمر بن ہبیرہ فزاری سے اس جماعت کے بارے میں بات کی جسے اس نے قید کر رکھا تھا، کہا:

''اے امیر! اگر تو نے انہیں ناحق بند کر رکھا ہے تو حق انہیں رہائی دلا دے گا اور اگر جائز قید کیا ہے تو معافی ان سے طاقتور ہے لہٰذا انہیں معاف کر دیا جائے''۔

امیر کو ان کی گفتگو پسند آئی اور ان کے اعزاز میں لوگوں کو رہا کر دیا۔

.....

کمال مروت اور دین وعلم میں بلند مقام رکھنے کے باوجود شعبیؒ مٹھاس بھری روح اور شیریں مزاج رکھتے تھے۔ موقع ملتا تو کوئی نکتہ ضائع نہ جانے دیتے۔

ایک دفعہ شعبیؒ اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: تم میں سے شعبی کون ہے؟

شعبیؒ نے کہا: یہ! اور اپنی بیوی کی طرف اشارہ کیا۔

ایک اور شخص نے ان سے سوال کیا۔

ابلیس کی بیوی کا کیا نام تھا؟

شعبیؒ نے جواب دیتے ہوئے کہا: اس شادی میں ہم شریک نہیں ہوئے تھے۔

وہ الفاظ شعبیؒ کی سیرت کی بہترین تصویر کھینچتے ہیں جو خود انہوں نے اپنے بارے میں فرمائے ہیں، کہتے ہیں:

میں اس چیز کو دیکھنے کے لئے کبھی اپنی جگہ سے نہیں اٹھا جس کی طرف لوگ دیکھ رہے ہوں۔

میں نے کبھی کسی غلام کو نہیں مارا

کوئی ایسا قریبی رشتہ دار فوت نہیں ہوا جس پر قرض ہو اور میں نے اس کی طرف سے ادا نہ کر دیا ہو۔

.....

شعبیؒ نے اسّی برس سے زیادہ عمر پائی۔ ۱۰۵ ہجری میں وفات پائی۔

جب انہوں نے اپنے رب کی آواز پر لبیک کہا تو حسن بصریؒ نے فرمایا:

''اللہ ان پر رحم فرمائے، بڑا وسیع علم رکھتے تھے۔

عظیم تحمل کے مالک تھے۔

وہ اسلام میں ایک بلند مقام پر فائز تھے''۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# سلمہؒ بن دینار

ستانوے ہجری کو خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے دیار مقدسہ کی طرف سفر کا عزم کیا۔ اور اموی سلطنت کے دارالحکومت دمشق سے مدینہ منورہ کی جانب سواریاں سبک رفتاری سے محوسفر ہوگئیں۔

دراصل خلیفہ کو روضہ رسولؐ پر درود وسلام کا نذرانہ پیش کرنے کا بڑا شوق تھا۔ جس کے لئے وہ حرم نبویؐ جارہے تھے۔ اس شاہی قافلے میں قراء ومحدثین، علماء وفقہاء اور امراء ووقائدین کی بھی ایک جماعت شریک تھی۔ جب قافلہ مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں ٹھہرا تو عوام وخواص خلیفہ کو سلام کرنے اور خوش آمدید کہنے کے لئے جمع ہوگئے۔ مگر مدینہ کے قاضی مستند عالم دین اور ثقہ امام سلمہ بن دینارؒ زائرین کے اس گروہ میں نہیں تھے۔

خلیفہ سلیمان اپنے استقبال کرنے والوں سے فارغ ہوئے تو اپنے کچھ مصاحبین سے کہنے لگے: اگر دلوں کو وقتاً فوقتاً تذکیر ونصیحت سے صیقل نہ کیا جائے تو معدنیات کی طرح یہ بھی زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔

سننے والوں نے کہا: امیرالمومنین بات تو صحیح ہے!

پھر خلیفہ نے کہا: کیا مدینہ میں کوئی ایسا شخص نہیں جس نے صحابہ رسول کو پایا اور ان کی صحبت سے حظ اٹھایا ہو۔ وہ ہمیں وعظ ونصیحت کرے؟

لوگوں نے کہا: امیرالمومنین کیوں نہیں؟ یہاں ابوحازمؒ اعرج موجود ہیں!

خلیفہ: ابوحازمؒ اعرج کون ہیں؟

لوگ: سلمہؒ بن دینار! جو مدینہ کے عالم وامام اور ان تابعین میں سے ایک ہیں جنہوں نے متعدد صحابہ رسول کو پایا۔

خلیفہ: انہیں ہمارے پاس بلالاؤ لیکن ان کو بلانے میں عاجزی وانکساری اختیار کرنا۔

لوگ ان کے پاس گئے اور انہیں بلالائے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب امام مدینہ تشریف لائے تو خلیفہ نے انہیں خوش آمدید کہا اور ان کو اپنے قریب بٹھا لیا۔ قدرے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے سلیمان نے کہا: ابوحازمؒ! یہ کیسی بے رخی ہے؟

سلمہؒ: امیر المومنین! آپ نے مجھ میں کون سی بے رخی دیکھی ہے؟

سلیمانؒ: میرے استقبال وملاقات کے لئے سب لوگ آئے لیکن آپ نہیں آئے!

سلمہؒ: بے رخی کا معاملہ تو واقفیت کے بعد پیش آتا ہے جب کہ آج سے پہلے نہ آپ مجھے جانتے تھے نہ میں آپ سے واقف تھا تو پھر مجھ سے کیسے بے رخی واقع ہوگئی؟

خلیفہ: (لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے) شیخ اپنے عذر میں سچے ہیں اور خلیفہ نے ناراضی کا اظہار کر کے غلطی کی ہے۔

پھر خلیفہ سلمہؒ بن دینار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

اے ابوحازم! دل میں کچھ اہم مسائل ہیں جو آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

ابوحازم: ہاں! بیان کیجئے! اللہ مدد فرمانے والا ہے!

خلیفہ: ابوحازمؒ! ہم موت سے نفرت کیوں کرتے ہیں؟

ابوحازمؒ: اس لئے کہ ہم نے اپنی دنیا آباد جب کہ آخرت برباد کر رکھی ہے!

اب ہم آبادی سے ویرانے کی جانب جاتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

خلیفہ: ابوحازمؒ! آپ نے سچ کہا ہے۔

پھر اگلا سوال پوچھا:

ابوحازمؒ! میں جاننا چاہتا ہوں کہ اللہ کے حضور ہمارے لئے کیا چیز ہوگی؟

ابوحازمؒ: اپنے اعمال کو میزان الٰہی (قرآن مجید) پر رکھئے، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے ہاں آپ کے لئے کیا چیز ہے۔

خلیفہ: قرآن مجید میں مجھے یہ بات کس جگہ ملے گی؟

ابوحازمؒ: آپ کو یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول میں مل جائے گی۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ. وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ (الانفطار:۱۳،۱۴)

''یقیناً نیک صفات لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بداعمال جہنم میں''۔

خلیفہ: تو پھر اللہ کی رحمت کہاں گئی؟

ابوحازمؒ: إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ (الاعراف:۵۶)

''بے شک اللہ کی رحمت (بھی) محسنین ہی کے قریب ہوگی''

خلیفہ: میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کل قیامت کے روز ہم اللہ کے دربار میں کس کیفیت میں حاضر ہوں گے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابوحازمؒ: ''محسن (نیکوکار) تو اللہ کے حضور اس طرح حاضر ہوگا جس طرح طویل عرصہ سے غائب ایک شخص اپنے گھر میں آتا ہے اور گنہگار اس طرح حاضر ہوگا جس طرح ایک بھگوڑے غلام کو گرفتار کر کے آقا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔''

اس کے بعد خلیفہ نے کہا: اے ابوحازمؒ! ہم اپنی اصلاح کیسے کریں؟

ابوحازمؒ: تکبر چھوڑ دو اور عاجزی اپنا لو!

خلیفہ: یہ جو دنیا کا مال و متاع ہے اس میں بھی تقوائے الٰہی کی صورت کیا ہے؟

ابوحازمؒ: ''یہ کہ تم اس کو جائز طریقے سے لو یا کماؤ۔ اس کو درست جگہ پر خرچ کرو۔ برابری کی بنیاد پر تقسیم کرو اور اس معاملے میں رعایا کے درمیان عدل سے کام لو۔''

خلیفہ: ابوحازمؒ! مجھے بتایئے کہ لوگوں میں افضل کون ہے؟

ابوحازمؒ: ''عاجزی کو اپنانے اور تقویٰ اختیار کرنے والا!''

خلیفہ: سب سے بڑا انصاف و عدل کیا ہے؟

ابوحازمؒ: اس شخص کے سامنے کلمہ حق بیان کرنا جس سے آدمی ڈرتا ہو یا کوئی امید رکھتا ہو۔

خلیفہ: سب سے جلد قبول ہونے والی دعا کون سی ہے؟

ابوحازمؒ: نیک آدمی کی دعا جو وہ نیک لوگوں کے حق میں کرتا ہے۔

خلیفہ: بہترین صدقہ کون سا ہے؟

ابوحازمؒ: تنگ دست کی وہ جمع پونجی جو وہ کسی فقیر کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے پھر اس پر کسی قسم کے احسان کا اظہار کرتا ہے نہ اسے طعنہ دے کر کوئی ذہنی و جسمانی ایذا دیتا ہے۔

خلیفہ: سب سے بڑا عقل مند کون ہے؟

ابوحازمؒ: ''وہ آدمی جو اطاعت الٰہی کی نعمت سے سرفراز ہو کر اس پر عمل پیرا ہو جائے پھر دوسروں کو بھی اس بھلائی کی طرف دعوت دے۔''

خلیفہ: سب سے بڑا بے وقوف کون ہے؟

ابوحازمؒ: وہ آدمی جو دوسرے کی خواہشات پر چل پڑے جب کہ یہ دوسرا شخص ظالم ہو۔ اس طرح وہ دوسرے کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت برباد کر ڈالتا ہے۔

خلیفہ: اے ابوحازمؒ! کیا آپ ہمارے ساتھ رہ سکتے ہیں تاکہ ہم آپ سے مستفید ہوں اور آپ ہم سے؟

ابوحازمؒ: اے امیر المومنین! یہ تو ہرگز نہیں ہو سکتا!

خلیفہ: کیوں؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابوحازمؒ: مجھے ڈر ہے کہ اگر میں تھوڑا سا بھی تمہاری طرف مائل ہو گیا تو اللہ مجھے دنیا و آخرت میں دوگنی سزا دے گا۔

خلیفہ: اے ابوحازمؒ! اپنی کوئی حاجت بتایئے!

خلیفہ کی بات سن کر ابوحازمؒ سلمہ بن دینار خاموش ہو گئے۔

خلیفہ نے جملہ دہرایا: ابوحازم! اپنی کوئی حاجت پیش کیجئے۔ یہ جیسی بھی ہوئی ہم اسے پورا کریں گے۔

ابوحازمؒ: ''میری حاجت یہ ہے کہ آپ مجھے جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کرا دیں!''

خلیفہ: ابوحازمؒ! یہ تو میرے بس میں نہیں!

ابوحازمؒ: ''امیر المومنین! میری بھی اس کے علاوہ کوئی اور ضرورت و حاجت نہیں!''

خلیفہ: ابوحازمؒ! ہمارے لئے دعا کیجئے!

ابوحازمؒ دعا کرتے ہیں:

''اے اللہ اگر سلیمان تیرے دوستوں میں سے ہے تو دنیا و آخرت کی بھلائیوں کا حصول اس کیلئے آسان کر دے اور اگر تیرے دشمنوں میں اس کا شمار ہوتا ہے تو اس کی اصلاح فرما اور اس چیز کی ہدایت دے جس سے تو راضی ہوتا ہے۔''

حاضرین میں سے ایک شخص بولا: جب سے آپ امیر المومنین کے پاس آئے ہیں اب آپ نے یہ بہت بری بات کہی ہے۔ آپ نے تو خلیفہ کو دشمنان خدا میں شامل کر دیا ہے۔

ابوحازمؒ نے جواب دیا: ''بری وہ بات نہیں جو میں نے کہی ہے بلکہ بری بات وہ ہے جو تو نے کہی ہے۔ اللہ نے تو علماء سے یہ عہد لے رکھا ہے کہ وہ کلمہ حق بیان کریں۔ اللہ کا قول ہے: لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ (آل عمران: ۱۸۷) ''تم (حق کو) ضرور کھول کر بیان کرو گے اور اس کو چھپاؤ گے نہیں!''۔

پھر ابوحازمؒ خلیفہ کی طرف متوجہ ہو کر گویا ہوئے:

''اے امیر المومنین ہم سے پہلے جتنے لوگ اور قومیں گزری ہیں وہ اس وقت تک خیر و عافیت سے رہیں جب تک ان کے امراء (ذمہ داران حکومت) علماء کے پاس درس و نصیحت لینے کے لئے برغبت آتے رہے۔ پھر کچھ رذیل و کمینے لوگوں نے علم حاصل کر لیا اور اس کے بل پر ان کو امراء کا قرب نصیب ہو گیا۔ وہ دراصل اس علم سے دنیا کمانا چاہتے تھے۔ تب امراء نے علماء سے بے رغبتی اور بے رخی اختیار کر لی۔ اور علماء بھی بے وقعت و بے بس ہو گئے اور اللہ کی نظروں میں بھی گر گئے۔ اگر علماء اس چیز سے بے نیازی اختیار کرتے جو امراء کے پاس تھی تو علماء ان کے علم میں ضرور رغبت رکھتے مگر یہ علماء تو امراء کے پاس سامان دنیا میں کھبے رہے اور امراء ان کے مقام و مرتبہ سے بے نیاز ہو گئے اور ان کو ہلکا جاننے لگے۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خلیفہ: آپ نے سچ فرمایا ہے! مجھے مزید وعظ و نصیحت کیجئے! میں نے آپ سے زیادہ حکمت کو کسی کے منہ کے قریب نہیں دیکھا۔

ابو حازمؒ: اگر آپ وعظ و نصیحت کا اثر لینے والوں میں سے ہیں تو جو کچھ کہا گیا ہے یہی کافی ہے۔ اور اگر آپ ان لوگوں میں سے نہیں تو پھر مجھے ٹوٹی کمان سے تیر چلانے کا کیا فائدہ؟

خلیفہ: ابو حازمؒ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ مجھے مزید نصیحت کریں۔

ابو حازمؒ: ٹھیک ہے نصیحت کرتا ہوں مگر مختصر۔

سنئے!

''اپنے رب کو عظیم جانو اور خود کو گناہ سے اس قدر دور رکھو کہ اللہ تمہیں ہرگز اس جگہ نہ دیکھے جہاں سے اس نے تمہیں منع کیا ہے۔ اور اس جگہ سے غیر حاضر نہ پائے جہاں جانے کا حکم دیا ہے۔''

پھر ابو حازمؒ سلمہ بن دینار نے سلام کیا اور رخصت ہو گئے!

خلیفہ نے انہیں جاتا دیکھ کر کہا: اے عالم ناصح! اللہ آپ کو جزائے خیر سے نوازے!

.....

ابو حازمؒ ابھی گھر پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے دیکھا کہ امیر المومنین نے دیناروں سے بھری ایک تھیلی ان کے پاس بھیجی ہے اور ساتھ پیغام لکھا ہے کہ اسے خرچ کریں اس کے بعد بھی آپ کے لئے میرے پاس بہت سامال ہے۔

ابو حازمؒ نے خلیفہ کو وہ تھیلی واپس کرتے ہوئے لکھا:

''اے امیر المومنین! میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ جو سوالات آپ نے مجھ سے کئے ہیں وہ فضول و بے کار ہو جائیں اور جو جوابات میں نے دیے ہیں وہ باطل قرار پائیں۔ اللہ کی قسم! میں تو آپ کے لئے ایسا پسند نہیں کرتا، خود اپنے لئے کیسے پسند کر سکتا ہوں؟ اے امیر المومنین! اگر میری آپ کے ساتھ ہونے والی اس گفتگو کا معاوضہ یہ دنیا ہے تو پھر حالت اضطراری میں مردار اور خنزیر اس سے زیادہ حلال ہیں۔

اور اگر بیت المال میں میرا یہ حق ہے تو کیا آپ نے اس حق میں مجھے اور دوسرے لوگوں کو برابر شریک کیا ہے۔''

.....

سلمہؒ بن دینار کا مکان علم کے متلاشیوں اور صلاح کے طلبگاروں کے لئے ایک چشمہ شیریں تھا۔ ان کے بھائیوں اور طلبہ میں کوئی فرق نہیں تھا۔ عبدالرحمان بن جریر کئی بار ان کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ عبدالرحمان کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا۔ یہ سلمہؒ بن دینار کے پاس بیٹھ جاتے ان کے لئے سلامتی اور دنیا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وآخرت کی بھلائی کی دعا کرتے تو سلمہؒ ان کی اس دعا کے جواب میں بہترین جواب دیتے اور خوش آمدید کہتے پھر ان کے درمیان گفتگو کا آغاز ہوتا تو عبدالرحمان کہتے:

اے ابوحازمؒ! ہم دل کو کیسے بیدار رکھ سکتے ہیں؟

ابوحازمؒ: ضمیر درست ہو جائیں تو بڑے بڑے گناہوں سے مغفرت کا سامان پیدا ہو جاتا ہے۔

اور جب آدمی گناہ ترک کرنے کا عزم کر لیتا ہے تو دل کی بیداری بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

اے عبدالرحمان! یہ بات ہرگز فراموش نہ کرنا کہ دنیا کا چھوٹا سا کام ہمیں آخرت کے بڑے بڑے کاموں سے غافل کر دیتا ہے۔

اور ہر وہ نعمت جو تمہیں اللہ کے قریب نہ کرے تیرے لئے عذاب ہے۔"

اسی دوران عبدالرحمٰن بن جریر کا بیٹا بولا:

جناب! ہمارے بہت سے استاد ہیں۔ ان میں سے کس کی پیروی کریں؟

ابوحازمؒ: بیٹا! اس استاذ کو رہنما و مقتدا بناؤ جو غیب میں اللہ سے ڈرتا ہو اور گناہ کے معاملے میں کسی شبہ کا شکار ہونے سے بچتا ہو۔ وہ بچپن سے ہی تزکیہ نفس کرتا آ رہا ہو اس نے یہ کام بڑھاپے کی عمر کے لئے موخر نہ کر رکھا ہو۔ اور جان رکھو! بیٹا! ہر روز طالب علم کے پاس اس کی خواہشات اور اس کا علم آتا ہے۔ پھر اس کے دل میں دونوں چیزوں کا مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اگر خواہشات پر علم غالب آ جاتا ہے تو یہ اس کے لئے غنیمت کا روز ہے اور اگر اس کے علم پر اس کی خواہشات غالب آ جاتی ہیں تو یہ اس کے لئے گھاٹے کا یوم ہے۔

عبدالرحمٰنؒ بن جریر نے کہا آپ نے ہمیں شکر کی بڑی ترغیب دلائی ہے تو بتایئے شکر کی حقیقت کیا ہے؟

ابوحازمؒ: ہمارے ایک ایک عضو کا شکر ہمارے اوپر واجب ہے۔

عبدالرحمٰنؒ: آنکھوں کا شکر کیا ہے؟

ابوحازمؒ: اگر آپ ان سے بھلائی دیکھتے ہیں تو اس کا اظہار کریں اور اگر برائی دیکھتے ہیں تو اس پر پردہ ڈالیں۔

عبدالرحمٰنؒ: کانوں کا شکر کیا ہے؟

ابوحازمؒ: اگر آپ کوئی اچھی بات سنیں تو اس کو یاد کر لیں اور بری بات سنیں تو اس کو بھلا دیں۔

عبدالرحمٰن: ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟

ابوحازمؒ: یہ کہ آپ ان کے ذریعے کوئی ایسی چیز نہ اٹھائیں جو آپ کی نہیں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق ان ہاتھوں کے ساتھ روک نہ رکھیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے عبدالرحمٰنؒ! یہ بھول نہ جانا کہ جو شخص اپنے شکر کو صرف زبان تک ہی محدود رکھتا ہے اور دوسرے اعضاء اور دل کو اس میں شامل نہیں کرتا، اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اپنی چادر کو ایک کونے سے پکڑے ہوئے ہے لیکن اپنے اوپر اوڑھتا نہیں ہے۔ اب یہ چادر اس کو گرمی سے بچا سکتی ہے نہ سردی سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔

.....

ایک بار سلمہؒ بن دینار اسلامی لشکروں کے ہمراہ بلاد روم میں جہاد کے لئے گئے۔ منزل مراد پر پہنچے تو لشکر نے دشمن سے پنجہ آزما ہونے اور معرکہ کارزار میں کودنے سے قبل کچھ دیر ستانے اور آرام کرنے کو ترجیح دی۔

اس لشکر میں امرائے بنی امیہ میں سے ایک امیر بھی تھا۔ اس نے ابو حازمؒ کی طرف ایک آدمی بھیجا کہ ان سے جا کر کہو: امیر آپ سے حدیث وفقہ کے مسائل سننا چاہتا ہے۔

ابو حازمؒ نے اس کو جواب لکھا: ''اے امیر! میں نے اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ دین اٹھا کر اہل دنیا کے پاس نہیں جایا کرتے تھے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نہیں چاہیں گے کہ میں وہ پہلا شخص بنوں جو یہ کام کرے۔ اگر آپ کو میرے ساتھ کوئی کام ہے تو ہمارے پاس آجایئے!''

جب امیر نے یہ خط پڑھا تو ان کے مقام ومرتبہ کی بلندی کے لئے دعا کرتا ہوا ان کے پاس چلا گیا۔ کہنے لگا: اے ابو حازمؒ! آپ نے جو خط لکھا ہے اس نے ہمارے نزدیک آپ کے اعزاز واکرام کو اور بڑھا دیا ہے۔ لہٰذا ہمیں وعظ ونصیحت کیجئے! اللہ آپ کو بہترین جزا دے۔

اب ابو حازمؒ اسے وعظ وتذکیر کرنے لگے۔ انہوں نے جو باتیں کیں ان میں سے چند یہ ہیں:

☆.....جس چیز کو آخرت میں اپنے ساتھ دیکھنا چاہتے ہو دنیا میں اس کے حریص رہو اور جس چیز کو وہاں اپنے ساتھ رکھنا ناپسند کرتے ہو اس دنیا میں اس سے کنارہ کشی اختیار کرو۔

☆.....اے امیر! یہ بھی جان لو کہ اگر باطل تمہارے نزدیک مرغوب ہو گیا اور رواج پا گیا تو تمہارے اردگرد جھوٹے منافق ہی ہوں گے۔

اور اگر حق تمہارے نزدیک مرغوب ہوا اور رواج پا گیا تو تمہارے اردگرد بھلے لوگ جمع ہو جائیں گے اور یہ اس معاملہ میں تمہاری مدد بھی کریں گے۔

اب ان میں سے جو چیز تمہیں پسند ہے منتخب کر لو!''

.....

۱۴۰ ہجری کے بعد ابو حازمؒ اعرج کو موت آئی تو ان کے دوستوں نے پوچھا: ابو حازمؒ! کیسا دس کر رہے ہیں؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابو حازمؒ نے جواب دیا: ''جو دنیا ہم نے کمائی اگر اس کے شر سے ہم محفوظ ہو گئے تو وہ چیز ہمیں ضرر نہیں پہنچا سکتی جو ہم سے دور رکھی گئی ہے۔''

پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم:۹۶)

''یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے عنقریب رحمٰن ان کے لئے دلوں میں محبت پیدا کر دے گا۔''

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# سعیدؒ بن مسیّب

امیر المومنین عبدالملک بن مروانؒ نے بیت اللہ کا حج، حرم مدینہ کی زیارت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ ماہ ذوالقعدہ شروع ہوا تو خلیفہ نے اپنی سواریاں تیار کرلیں اور ارض حجاز کی جانب عازم سفر ہو گئے، ان کے ساتھ امرائے بنی امیہ کے بڑے بڑے لوگ بھی تھے اور حکومت کے بڑے بڑے افسر بھی تھے، خود خلیفہ کے بیٹے بھی شامل تھے۔ قافلہ بڑے اطمینان وسکون کے ساتھ محو سفر تھا۔ جب لوگ تھک جاتے تو آرام کی غرض سے ٹھہرنے کے لئے خیمے نصب ہو جاتے، قالین بچھا دیے جاتے اور علم وتذکرہ کی مجلسیں برپا ہو جاتیں تاکہ لوگوں کے تفقہ فی الدین میں اضافہ ہو اور وہ اپنے قلوب ونفوس کو حکمت وموعظمت حسنہ کے حصول کا خوگر بنالیں۔

خلیفہ، مدینہ منورہ پہنچے تو سب سے پہلے حرم شریف گئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام و صلوٰۃ بھیجنے کا شرف حاصل کیا اور روضہ رسولؐ کے قریب نماز ادا کر کے سعادت وخوش بختی سے سرفراز ہوئے۔ اس کام سے فارغ ہوئے تو ایسا سکون واطمینان محسوس کیا کہ اس سے قبل ایسا لطف نہیں ملا تھا۔ خلیفہ نے اس کیفیت کے پیش نظر مدینہ میں قیام طویل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

مدینہ منورہ میں جو چیز خاص طور پر ان کے اوپر چھائی رہی یہ وہ علمی حلقے تھے جو ہر وقت مسجد نبوی کو آباد کئے رکھتے تھے۔ ان حلقوں میں کبار تابعین میں سے بے مثال علماء یوں چمکتے تھے جیسے آسمان پر ستارے جگمگا رہے ہوں۔ یہاں عروہؒ بن زبیر کا حلقہ ہے، ادھر سعیدؒ بن مسیّب کا حلقہ ہے، وہاں عبداللہؒ بن عتبہ اپنی علمی مجلس جمائے بیٹھے ہیں۔

.....

ایک روز ایسا ہوا کہ خلیفہ خلاف معمول ذرا جلدی قیلولہ سے بیدار ہو گیا۔ اور دربان کو آواز دی:

اے میسرہ!

میسرہ نے کہا: جی ہاں! امیر المومنین میں حاضر ہوں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خلیفہ نے کہا: مسجد رسول ﷺ میں جاؤ اور کسی عالم کو ہمارے پاس بلا لاؤ تا کہ وہ ہم سے گفتگو کرے (اور ہمیں سکون واطمینان ملے)۔

میسرہ مسجد نبویؐ کے اندر چلا گیا اور ہر طرف نظر دوڑائی لیکن ایک حلقہ کے علاوہ کوئی اور نظر نہ آیا۔ اس حلقہ کے وسط میں ساٹھ سال سے زائد عمر کے ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ جن کے اوپر علماء جیسی سادگی نظر آ رہی تھی۔ میسرہ نے دور سے ہی کھڑے ہو کر انگلی سے بزرگ کو اشارہ کیا۔ مگر بزرگ نے اس کی طرف دیکھا، نہ اسے کوئی اہمیت دی۔ میسرہ ان کے قریب گیا اور کہنے لگا: کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ میں آپ کو اشارہ کر رہا تھا؟

شیخ: ''مجھے اشارہ کر رہے تھے؟''

میسرہ: جی ہاں! آپ کو!

شیخ: ''کیا مسئلہ ہے؟''

میسرہ: امیر المومنین ابھی بیدار ہوئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ مسجد میں جاؤ اور وہاں میرے کسی قصہ گو کو دیکھو اور اسے لے آؤ!

شیخ: ''میں تو اس کے قصہ گو لوگوں میں سے نہیں ہوں۔''

میسرہ: مگر وہ تو کسی ایسے شخص کو تلاش کر رہے ہیں جو ان کے پاس بیٹھ کر عالمانہ گفتگو کرے۔

شیخ: ''جو کسی چیز کی تلاش میں ہوتا ہے وہ خود اس کے پاس جاتا ہے۔
مسجد کا احاطہ بہت وسیع ہے، اگر وہ ایسی کسی چیز میں رغبت رکھتے ہیں تو یہاں آئیں۔
علم ان کے پاس لے جایا جائے وہ علم کے پاس نہیں آ سکتے؟''

چوکیدار انہی قدموں واپس ہوا اور جا کر خلیفہ سے چغلی کھاتے ہوئے کہنے لگا: مسجد میں مجھے سوائے ایک بزرگ کے اور کوئی نہ ملا۔ اس بزرگ کی طرف میں نے اشارہ کیا مگر وہ کھڑا نہ ہوا۔ میں اس کے قریب گیا اور کہا کہ امیر المومنین کو نیند نہیں آ رہی اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مسجد میں ان کا کوئی قصہ گو دیکھوں اور اسے بلا لاؤں۔ لیکن اس شخص نے بڑے پرسکون اور پروقار انداز میں کہا: میں ان کا قصہ گو نہیں ہوں۔ مسجد بڑی وسیع ہے اگر انہیں حدیث میں دلچسپی ہے تو وہ یہاں آئیں۔

میسرہ کے یہ الفاظ سن کر عبدالملک بن مروانؒ چونک گئے۔ جلدی سے اٹھے اور یہ کہتے ہوئے اندر چلے گئے: یہ سعیدؒ بن مسیب تھے۔

تو ان کے پاس نہ جاتا اور اور کلام نہ کرتا تو بہتر تھا۔

جب خلیفہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور کمرے میں داخل ہو گئے تو ان کے ایک چھوٹے بیٹے نے اپنے بڑے بھائی سے پوچھا: یہ کون آدمی ہے جو امیر المومنین کے آگے رکاوٹ بنتا ہے اور ان کے پاس



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آنے سے انکار کرتا ہے جب کہ دنیا خلیفہ کے سامنے جھک گئی ہے اور شاہان روم ان کی ہیبت سے سہمے ہوئے ہیں۔

بڑے بھائی نے جواب دیا: یہ وہ شخص ہے جس کی بیٹی کا رشتہ خلیفہ نے تیرے بھائی ولید کے لئے مانگا تھا مگر اس نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔

چھوٹے بھائی نے حیرت و تعجب میں کہا: کیا اس نے ولید بن عبدالملک کو رشتہ دینے سے انکار کر دیا تھا؟ کیا اس کو اپنی بیٹی کے لئے کوئی ایسا خاوند مل سکے گا جو ولی عہد سے زیادہ معزز و مکرم ہو؟ یہ تو خلیفہ کے بعد خلیفہ بنیں گے۔

اس پر بڑے بھائی نے خاموشی اختیار کر لی اور کوئی جواب نہ دیا۔

چھوٹا بھائی پھر بولا: جب اس شخص نے اپنی بیٹی کا رشتہ ولی عہد سے نہیں کیا تو کیا اس لڑکی کے لئے کوئی ایسا رشتہ مل سکے گا جو اس کا ہم پلہ ہو؟ یا پھر یہ شخص جس طرح بعض لوگ کرتے ہیں۔ بیٹی کی شادی میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ اور اس کو گھر میں ہی بٹھائے رکھنا چاہتا ہے۔

بڑے بھائی نے کہا: اس بارے میں مجھے معلوم نہیں کہ اس کا اور اس کی بیٹی کا کیا معاملہ ہے۔

اسی دوران وہاں بیٹھے لوگوں میں سے مدینہ کا ایک آدمی بولا: اگر جناب اجازت دیں تو بندہ اس لڑکی کا سارا قصہ بیان کرے:

سنئے! اس شخص نے اپنی بیٹی ہمارے محلے کے ایک آدمی ''ابوداعہ'' سے بیاہ دی ہے۔ یہ ابوداعہ ہمارا ہمسایہ ہے۔ ہمارے مکان کے ساتھ اس کا مکان ہے۔ اس کی شادی کا قصہ بہت عجیب ہے جو اس نے خود مجھ سے بیان کیا۔

ان دونوں شہزادوں نے کہا: سناؤ! کیا قصہ ہے! جو تمہیں معلوم ہے۔

آدمی نے کہا: ابوداعہ نے مجھے بتایا ہے کہ میں حصول علم کی خاطر مسجد رسولؐ سے ہی چمٹا رہتا تھا اور سعیدؒ بن مسیب کے حلقہ سے مستقل وابستہ تھا۔

میں اچانک کچھ دن شیخ کے حلقہ سے غائب رہا۔ میں انہیں نہ ملا تو انہوں نے سمجھا کہ بیمار ہو گیا ہوگا۔ یا کوئی کام پڑ گیا ہوگا۔

انہوں نے اپنے شاگردوں سے میرے بارے میں پوچھا لیکن کوئی بھی ایسا نہ ملا جو کچھ بتاتا۔

کچھ دنوں بعد جب میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے سلام و مرحبا کہا اور پوچھا:

''ابوداعہ کہاں تھے؟''

میں نے کہا: میری بیوی فوت ہو گئی تھی اور اسی سلسلے میں مشغول رہا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیخ: ''ابوو داعہ! آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتایا؟ ہم آپ کی غم خواری کرتے اور مرحومہ کے جنازہ میں جاتے۔

میں نے کہا: اللہ آپ کو اس کا اجر دے!

یہ کہہ کر میں اٹھنے لگا تو انہوں نے مجھے ٹھہرنے کے لئے کہا۔ پاس بیٹھے سارے لوگ چلے گئے تو مجھ سے کہنے لگے: ''ابوو داعہ! کیا تیسری شادی کے بارے میں بھی سوچا ہے؟''

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے! میں تو ایک یتیم وفقیر ہوں، میرے ساتھ کون اپنی بیٹی بیاہے گا؟ میرے پاس تو دو یا تین درہم ساری دولت ہے۔

شیخ: ''میں اپنی بیٹی آپ کے ساتھ بیاہ دیتا ہوں۔''

یہ سن کر میں چپ ہو گیا۔ بس اتنا عرض کیا آپ.....؟

آپ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دیں گے جب کہ آپ نے میرے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔

شیخ: ہاں! ہم جب کسی کے دین واخلاق پر راضی ہوتے ہیں تو اس سے رشتہ کر لیتے ہیں اور آپ دین واخلاق کے اعتبار سے ہمارے نزدیک پسندیدہ ہیں۔''

پھر انہوں نے پاس بیٹھے آدمیوں کی طرف دیکھا اور ان کو آواز دی۔

آدمی ان کے قریب آئے تو سعیدؒ نے اللہ کی حمد وثنا اور محمدؐ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے بعد اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا۔ اور اس کا مہر دو درہم رکھا۔

میں وہاں سے اٹھا تو خوشی اور دہشت کے باعث سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کہوں! پھر میں نے گھر کی راہ لی۔ اس دن میں روزہ سے تھا۔ خود سے ہی کہنے لگا: ابوو داعہ! اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ شادی تو کر لی ہے اب تو کس سے قرض مانگتا پھرے گا؟ کون ہے جس سے مال لے سکے گا؟

میں اسی سوچ بچار میں تھا کہ مغرب کی اذان ہو گئی۔ میں نے فرض نماز ادا کی اور کھانے کے لئے بیٹھ گیا، کھانا کیا تھا، روٹی اور تیل!

میں نے ابھی ایک یا دو لقمے ہی لگائے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا: سعیدؒ!

اللہ کی قسم! ہر وہ شخص جس کا نام سعید تھا میرے ذہن میں تھا۔ اگر مجھے یاد نہیں تھا تو صرف سعیدؒ بن مسیّب تھے۔ کیونکہ وہ چالیس برس سے مسجد اور گھر کے درمیان کے علاوہ کہیں اور نظر نہ آئے تھے۔

میں نے دروازہ کھولا تو میرے سامنے سعیدؒ بن مسیّب تھے۔ مجھے خیال آیا کہ شاید میرے ساتھ بیٹی کا نکاح کر دینے کے سلسلے میں کوئی مسئلہ پیدا ہو گیا ہو۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں نے کہا: ابو محمد! آپ نے مجھے پیغام کیوں نہیں بھیج دیا۔ میں آپ کے پاس آ جاتا۔

سعیدؒ: ''آج تو آپ اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ میں آپ کے پاس آتا!''

میں نے کہا: اندر تشریف لے آئیں!

سعیدؒ: ''نہ نہ! میں تو کسی کام کے سلسلے میں آیا ہوں۔''

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ کیا کام ہے؟

سعیدؒ: ''میری بیٹی شرعاً صبح سے آپ کی بیوی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تیرے پاس کوئی نہیں جو تیری تنہائی کی وحشت کو دور کرے لہٰذا مجھے یہ بات پسند نہیں کہ تو کسی اور جگہ رات گزارے اور تیری بیوی کسی اور جگہ! اور میں اس کو لے آیا ہوں۔''

میں نے کہا: میں تو مارا گیا! آپ اس کو لے کر آ گئے ہیں؟

سعیدؒ: ''ہاں، لے آیا ہوں!''

میں نے دیکھا کہ وہ بھی ساکت و جامد کھڑی ہے۔ سعید نے اس کی جانب دیکھا اور کہا: ''بیٹی! اللہ کے نام اور اس کی برکت کے ساتھ اپنے خاوند کے گھر میں داخل ہو جا۔''

جب اس نے قدم اٹھا کر آگے بڑھنا چاہا تو قریب تھا کہ شرم و حیا کے باعث وہ اپنے پردہ کی چادر سے الجھ کر گر پڑتی۔

ادھر میری حالت یہ تھی کہ میں اس کے سامنے بے بس کھڑا تھا۔ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کہوں! پھر جلدی سے آگے بڑھا اور اس سے پہلے اندر جا کر اس پلیٹ کو اٹھا کر چراغ کی روشنی سے دور رکھ دیا۔ جس میں روٹی اور تیل تھا تا کہ وہ اس کو دیکھ نہ لے۔

پھر میں بالا خانے سے نیچے اترا اور ہمسائیوں کو آواز دی! انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟

میں نے کہا سعیدؒ بن مسیب نے آج مسجد میں اپنی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا اور اب وہ اچانک اسے میرے پاس چھوڑ بھی گئے ہیں۔ آپ کچھ دیر کے لئے اس کے پاس آ جائیں تا کہ میں اپنی والدہ کو بلا کر لے آؤں جو یہاں سے کچھ فاصلے پر رہتی ہیں۔

یہ بات سن کر ان میں سے ایک بڑھیا نے کہا: تیرا بھلا ہو! تجھے معلوم ہے تو کیا کہہ رہا ہے؟ کیا سعیدؒ بن مسیب نے تیرے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا ہے؟ اور خود ہی اس کو تیرے گھر چھوڑنے بھی آ گئے ہیں؟ سعیدؒ بن مسیب تو وہ شخص ہے جس نے ولید بن عبدالملک کا رشتہ بھی قبول نہیں کیا تھا۔

میں نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن آپ آئیں اور دیکھ لیں کہ وہ لڑکی میرے گھر میں ہے۔ بہر حال ہمسائی عورتیں میرے گھر تو آ گئیں لیکن انہیں یقین نہیں ہو رہا تھا کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔

خیر انہوں نے آ کر اس کو مرحبا کہا اور اس کا دل بہلایا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کچھ دیر بعد میری والدہ بھی آ گئیں۔ جب انہوں نے میری بیوی کو دیکھا تو مجھ سے کہنے لگیں: جب تک میں اس کا بناؤ سنگار نہیں کر لیتی تو اس کے پاس نہیں جائے گا اگر ایسا کرے گا تو میں تجھ سے ناراض ہو جاؤں گی۔ اور تیرا چہرہ نہیں دیکھوں گی۔ میں اس کو ایسے دلہن بناؤں گی جیسے معزز عورتیں دلہن بنتی ہیں۔

میں نے کہا: آپ جو چاہتی ہیں کر لیں۔

میری والدہ نے تین دن اس کو اپنے پاس رکھا۔ اس کا بناؤ سنگار کیا پھر دلہن بنا کر میرے پاس بھیجا۔ میں نے اسے دیکھا تو حسن و جمال میں مدینہ کی عورتوں میں سے سب سے زیادہ خوب صورت، کتاب اللہ کی سب سے بڑی حافظہ، حدیث رسول کی سب سے بڑی عالمہ اور خاوند کے حقوق کی سب سے بڑی باخبر عورت پایا۔

وہ کچھ روز میرے ساتھ میرے گھر میں رہی لیکن اس دوران میں نے اس کے باپ یا گھر کے کسی اور فرد کو نہیں دیکھا۔

پھر ایک روز میں مسجد میں شیخ کے حلقہ میں گیا۔ انہیں سلام کہا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مزید کوئی بات نہ کی۔ جب لوگ چلے گئے اور میرے علاوہ وہاں کوئی نہ رہا تو پوچھا: ''ابو وداعہ! آپ کی بیوی کا کیا حال ہے؟''

میں نے کہا: وہ ایسے حال میں ہے جس کو دوست تو پسند کرتا ہے مگر دشمن کو وہ ناگوار گزرتا ہے۔ (یعنی وہ خوش ہے)۔

یہ سن کر شیخ نے کہا: الحمدللہ۔

میں گھر پہنچا تو دیکھا کہ شیخ نے ہمیں ایک اچھی خاصی رقم بھیجی ہے تاکہ ہم اسے زندگی میں خرچ کر سکیں۔

.....

یہ قصہ سن کر عبدالملک کے بیٹے نے کہا: اس کا معاملہ عجیب ہی ہے۔

شہزادے کا یہ جملہ سن کر مدینہ کا ایک آدمی بولا: جناب اس میں عجب و تعجب والی کیا بات ہے؟ وہ (سعیدؒ بن مسیب) تو ایسا شخص ہے جس نے اپنی دنیا کو آخرت کی سواری بنا رکھا ہے۔ اپنے اور اپنے اہل خانہ کے لئے اس فانی زندگی کے عوض باقی و پائیدار زندگی خرید رکھی ہے۔ اس نے اپنی بیٹی کا رشتہ امیر المومنین کے بیٹے کو دینے سے اس لئے انکار نہیں کیا تھا کہ وہ اس کا ہم پلہ نہیں ہے بلکہ انہیں خوف تھا کہ بیٹی فتنہ میں مبتلا ہو جائے گی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کے کسی دوست نے ان سے پوچھا تھا: آپ امیر المومنین کی طرف سے پیغام نکاح کو مسترد کر کے ایک عام مسلمان سے بیٹی کا نکاح کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ تو سعیدؒ بن مسیب نے جواب میں کہا: ''میری بیٹی میرے پاس اللہ کی ایک امانت ہے۔ اور میں نے جو کچھ کیا ہے اس کی خیر وفلاح کے لئے کیا ہے۔''

کہا گیا: یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟

انہوں نے کہا: ''ذرا وہ منظر نگاہ میں لائیے جب یہ بیٹی بنی امیہ کے محلات میں جاتی، فاخرانہ لباس اور آراستہ وپیراستہ گھر میں چلتی پھرتی۔ خدمت گار دائیں بائیں اور آگے پیچھے اس کی ناز برداری کے لئے حاضر ہوتے۔

ذرا غور کیجئے! سوچئے کہ اس کے بعد بھی وہ اپنے آپ کو خلیفہ کی بیوی سمجھتی؟

اس روز اس کے دین کا کیا بنتا؟''

یہ ساری گفتگو سننے کے بعد ایک شامی نے کہا: اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا یہ آدمی سارے لوگوں سے منفرد و نادر خصوصیات رکھتا ہے۔ اس پر مدنی نے کہا: تو نے ہمیشہ سچی بات کہی ہے، یہ بھی سچ کہا ہے۔ یہ شیخ (سعیدؒ بن مسیب) صوّام النہار اور قوّام اللیل ہیں۔ انہوں نے چالیس حج کئے ہیں۔ اور چالیس سال کے دوران مسجد رسولؐ میں ان کی تکبیر اولیٰ کبھی فوت نہیں ہوئی صف اول میں بیٹھنے کی وجہ سے کسی کو معلوم نہیں کہ اس عرصہ میں انہوں نے نماز کے اوقات میں کسی شخص کی گدی (گردن کا پچھلا حصہ) دیکھی ہو۔

اس شخص کا معاملہ تو یہ بھی ہے کہ وہ قریش کی جس عورت سے چاہتے شادی کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے ابوھریرہؓ کی بیٹی کو تمام عورتوں پر ترجیح دی۔ انہوں نے ایسا اس لئے کیا تھا کہ ابوھریرہؓ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔ ان کی روایات حدیث بھی بہت ہیں اور خود انہیں حدیث اخذ کرنے کا بے بہا شوق بھی تھا۔

.....

سعید بن مسیب نے انتہائی چھوٹی عمر میں خود کو حصول علم کی نذر کر دیا تھا۔ وہ ازواج النبیؐ کی خدمت میں گئے اور ان سے حدیث اخذ کی۔ وہ زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کی شاگردی میں رہے۔ انہیں عثمانؓ وعلیؓ اور صہیبؓ جیسے صحابۃ النبیؐ کو سننے کا موقع ملا اور وہ ان کے اخلاق سے آراستہ اور شمائل سے پیراستہ ہوئے۔

وہ ایک جملہ اکثر دہراتے حتیٰ کہ یہ جملہ ان کا معمول بن گیا تھا، وہ کہتے تھے: ''اللہ کی اطاعت کی مانند بندوں کے لئے کوئی اعزاز نہیں اور اس کی معصیت کی مانند ان کے لئے کوئی رسوائی نہیں۔''

❀ ❀ ❀



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# سعیدؒ بن جبیر

مضبوط جسم، کامل الاعضاء اور جوش مارتی ہوئی قوت حیات کا مالک ایک جوان ہے۔ ان قدرتی خوبیوں کے علاوہ وہ پاک دل و تیز دماغ بھی ہے۔ یہ جوان اخلاقیات میں شدید رغبت رکھتا ہے اور محرّمات سے بہت زیادہ بچتا ہے۔ انتہائی کم عمری، سیاہ رنگت، بالوں کی گھنگریالی اور حبشی نسل اس کے ممتاز و منفرد شخصیت بننے میں رکاوٹ نہ بن سکی۔

.....

اپنی اصل کے اعتبار سے حبشی اور اطوار کے لحاظ سے عربی، اس نوجوان نے دیکھا کہ علم وہ شاہراہ مستقیم ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا سکتی ہے اور تقویٰ وہ پرانی و ہموار راہ ہے جو اس کو جنت میں لے جا سکتی ہے لہٰذا اس نے تقویٰ کو اپنے دائیں اور علم کو بائیں رکھ کر دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھا اور انہی دو چیزوں کو ساتھ لے کر وہ سفر حیات میں کسی اکتاہٹ و تھکاوٹ کے بغیر رواں دواں رہا۔

بالکل ابتدائی عمر میں لوگ اسے یا تو اس کتاب پر جھکا ہوا دیکھتے جس کی وہ تعلیم حاصل کر رہا ہوتا یا پھر محراب میں مصلّی بچھائے عبادت میں مشغول پاتے۔

یہ نوجوان کون ہے؟

یہ اپنے زمانہ کے نابغہ مسلمین سعید بن جبیر ہیں۔

اللہ ان پر راضی ہوا اور وہ اللہ کو راضی کریں

.....

نوجوان سعیدؒ بن جبیر نے ابوسعیدؓ خدری، عدیؓ بن حاتم طائی، ابوموسیٰ اشعریؓ، ابوہریرہؓ دوسی، عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ اور ام المومنین سیدہ عائشہؓ سے اخذ علم کیا۔ لیکن اس کے سب سے بڑے استاد حبرِ امت اور علم کے بحرِ ذخار عبداللہ بن عباسؓ تھے۔

جس طرح سایہ انسان کے ساتھ چمٹا رہتا ہے جدا نہیں ہوتا اسی طرح سعیدؒ بن جبیر بھی عبداللہؓ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بن عباس کے ساتھ چمٹے رہے۔ ان سے قرآن اور اس کی تفسیر، حدیث اور اس کے دقائق کا علم حاصل کیا۔ انہی سے تفقہ فی الدین کا ملکہ پایا اور تاویل کا علم حاصل کیا۔ اور انہی سے لغت (زبان) کا درس لیا اور اس پر دسترس حاصل کی۔ حتیٰ کہ یہ نوجوان اس بلند مقام پر پہنچ گیا کہ اس کے زمانے میں اہل زمین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جو اس کے علم کا محتاج نہ ہو۔

پھر اس نے علم کے حصول میں کئی مسلمان شہروں کا سفر کیا۔ علم کے جس مرتبہ تک پہنچنا چاہتے تھے جب وہاں پہنچ گئے تو کوفہ کو اپنا مستقل ٹھکانہ بنالیا اور اہل کوفہ کے معلم و امام بن گئے۔

ماہ رمضان میں نماز کی امامت کراتے تو تراویح میں ایک رات عبداللہؓ بن مسعود کی قرأت میں قرآن پڑھتے اور دوسری رات زیدؓ بن ثابت کی قرأت میں۔ اسی طرح باری باری دوسری قرأتیں بھی پڑھتے۔ اکیلے نماز پڑھتے تو کبھی کبھی پورا پورا قرآن ایک ہی نماز میں پڑھ جاتے۔ اس دوران جب اللہ تعالیٰ کا یہ قول آجاتا کہ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ. إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ. فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ (غافر: ۷۰-۷۲) ''انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔''

یا ایسی کوئی اور آیت آجاتی تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے۔ دل ٹوٹ رہا ہوتا اور آنکھیں بہہ رہی ہوتیں۔ پھر اسی آیت کو بار بار دہراتے تو جسم و جان کی کیفیت یوں ہو جاتی کہ ابھی زندگی کا خاتمہ کر بیٹھیں گے۔

.....

سال میں دو بار بیت اللہ میں حاضری دیتے۔ ماہ رجب میں عمرہ کی نیت سے جاتے اور ذوالقعدہ میں حج کے ارادہ سے۔ کوفہ میں حالت یہ تھی کہ علم کے طالبین اور خیر و نصیحت کے شیدائی، گروہ در گروہ ان کے پاس آرہے ہوتے تاکہ ان کے شیریں چشمہ علم سے سیراب اور ان کی راست رہنمائی سے مستفید ہوں۔

ادھر ایک آدمی ان سے خشیت کے بارے میں پوچھ رہا ہے کہ یہ کیا ہوتی ہے؟

سعیدؒ جواب دیتے ہیں کہ: ''خشیت یہ ہے کہ تو اللہ سے اس قدر ڈر جائے کہ تیرے اور تیرے گناہوں کے درمیان یہ خشیت رکاوٹ بن جائے اور تو گناہ کا ارتکاب نہ کر سکے۔

ادھر دوسرا آدمی ذکر کی حقیقت پوچھتا ہے تو جواب ملتا ہے:

''ذکر تو اللہ کی اطاعت کا نام ہے۔ جو اللہ کی چوکھٹ پر آ گیا اور اس کا مطیع ہو گیا اس نے درحقیقت اللہ کا ذکر کر لیا۔ اور جس نے اس (اللہ) سے اعراض کیا اور کما حقہ اس کی اطاعت نہ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی وہ ساری ساری رات تسبیح وتلاوت میں مشغول کیوں نہ رہے درحقیقت اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا۔"

.....

سعید بن جبیرؒ نے جب کوفہ کو مستقر بنایا تھا ان دنوں کوفہ حجاج بن یوسف ثقفی کے ماتحت تھا۔ حجاج ان دنوں عراق، مشرق اور ماورائے نہر کے علاقوں کا گورنر تھا اور اپنی سطوت وسلطنت کے عروج پر چوکڑی مار کر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ صورتحال اس وقت پیدا ہوئی تھی جب حجاج نے عبداللہؓ بن زبیر کو قتل اور ان کی تحریک کا خاتمہ کر دیا تھا۔ عراق کو حکمران بنی امیہ کا مطیع بنا دیا تھا، ہر کہیں سلگتی ہوئی بغاوت کی آگ ٹھنڈی کر دی تھی، کئی انسانوں کو تہ تیغ کر ڈالا تھا۔ اور علاقہ کے چپہ چپہ پر اپنا رعب بٹھا دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے خوف اور پکڑ کے ڈر سے لوگوں کے دل لرزتے تھے۔

.....

پھر اللہ کو یہ منظور ہوا کہ حجاج بن یوسف ثقفی اور عظیم عسکری قائد عبدالرحمٰن بن اشعث کے درمیان تصادم ہو۔ اور یہ تصادم اس حد تک آگے بڑھ جائے کہ ہر رطب ویابس کو نگل جائے۔ اور جسد ملت اسلامیہ پر گہرا گھاؤ چھوڑ جائے۔

اس فتنہ کا واقعہ یوں ہے کہ حجاج نے سجستان سے آگے شاہ رتبیل پر حملہ کے لئے عبدالرحمٰن بن اشعث کو ایک لشکر دے کر بھیجا۔ اس نڈر و بہادر اور کامیاب کمانڈر نے رتبیل کے بہت بڑے علاقہ پر لشکر کشی کی۔ اور اس کے ایسے قلعوں پر قبضہ کر لیا جہاں تک رسائی ناممکن تھی۔ اس کے شہر وقصبات سے بہت سا مال غنیمت حاصل کر لیا۔ پھر اس نے مزید اندر تک جانے اور اس فاتح لشکر کو خطرات سے ٹکرانے سے قبل کچھ پیغام رساں بھیجے کہ وہ حجاج کو اس بہت بڑی فتح کی خوشخبری دیں اور مال غنیمت کا یہ خمس بھی ساتھ لے جا کر مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرا دیں۔ عبدالرحمٰن نے ساتھ ایک خط بھی لکھا جس میں حجاج سے اجازت چاہی کہ کچھ عرصہ کے لئے قتال بند رکھا جائے تا کہ علاقہ کے اندرونی وبیرونی راستوں اور طبعی حالات سے واقفیت حاصل کر لی جائے۔

حجاج یہ خط پڑھ کر غضب ناک ہو گیا۔ عبدالرحمٰن کو جواب لکھا کہ تم کمزور اور بزدل ہو گئے ہو۔ اور اس کو ہلاک کر ڈالنے اور لشکر کی قیادت سے برطرف کرنے کی دھمکی دی۔ عبدالرحمٰن نے بھی لشکر کے سرکردہ کمانڈروں کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے حجاج کا یہ خط پڑھا اور ان سے مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کیا جائے۔ کمانڈروں نے حجاج کے خلاف بغاوت اور اس کی اطاعت کا عہد توڑ ڈالنے کا مشورہ دیا۔

عبدالرحمٰن نے کہا: کیا اس مسئلے پر تم میری بیعت کرو گے اور اس کے خلاف جہاد پر مجھ سے تعاون کرو گے تا کہ اللہ تعالیٰ عراق کی زمین کو اس کے قبیح اعمال سے پاک کر دے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس پر لشکر نے عبدالرحمٰن کی بیعت کر لی۔

.....

عبدالرحمٰن بن اشعث حجاج کے خلاف نفرت بھرے اپنے اس لشکر کو لے کر میدان کارزار میں اتر آیا۔ اس کے اور حجاج کے لشکروں میں تباہ کن معرکہ برپا ہوا جس میں عبدالرحمٰن مظفر و منصور رہا۔ اس طرح اس نے سجستان اور ایران کے بیشتر علاقے پر غلبہ پالیا۔ پھر وہ حجاج سے کوفہ و بصرہ چھیننے کے ارادہ سے آگے بڑھا۔

دونوں فریقوں کے درمیان جنگ کی آگ خوب بھڑک رہی تھی۔ ابن اشعث فتح پاتے جا رہے تھے۔ اسی دوران حجاج کے ساتھ ایک ناگوار واقعہ پیش آ گیا جس نے لڑائی کی شدت میں اور اضافہ کر دیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ مختلف علاقوں کے گورنروں نے حجاج کو خط لکھے کہ ذمی لوگوں نے جزیہ سے جان چھڑانے کی خاطر اسلام قبول کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور دیہاتوں کو چھوڑ کر شہروں کا رخ کر لیا ہے۔ وہیں کام کرتے ہیں اور وہیں رہائش اختیار کر لی ہے جس کی وجہ سے زمینی آمدنی میں کمی آ گئی ہے اور خراج انتہائی کم ہو گیا ہے۔

حجاج نے بصرہ اور دیگر شہروں کے گورنروں کو لکھا کہ وہ ان سب ذمیوں کو جمع کریں جو شہروں میں چلے گئے ہیں اور انہیں دور دراز دیہاتوں میں بھیج دیں۔

گورنر حکم بجالائے اور ان لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو ان کے گھروں سے جلاوطن کر دیا اور روزگار کے ان مواقع سے دور جگہوں پر پھینک دیا۔ ان کے ساتھ ان کے بیوی بچوں کو بھی گھروں سے نکال دیا۔ ان لوگوں کو اپنے گھر بار چھوڑے کچھ عرصہ ہوا تو بچوں بوڑھوں اور عورتوں نے آہ و بکا شروع کر دی۔ چیخنا چلانا اور مدد کیلئے پکارنا شروع کر دیا **وامحمدا! وامحمدا!** اے محمدؐ مدد کے لئے آؤ! اے محمدؐ مدد کے لئے آؤ! آواز بلند پکارنے لگے۔

اور یہ لوگ جو کچھ کر رہے تھے اس میں حق بجانب بھی تھے کیونکہ انہیں بے گھر اور بے روزگار کر کے رکھ دیا گیا تھا اب وہ کہاں جاتے؟

یہ آہ و بکا اور چیخ و پکار سن کر بصرہ کے فقہاء و قراء ان کی مدد اور سفارش کے لئے نکلے۔ جب انہوں نے ان بے سہارا لوگوں کی حالت دیکھی تو یہ بھی برداشت نہ کر سکے اور ان کے ساتھ رونا شروع ہو گئے اور ان کے لئے مدد کا مطالبہ کرنے لگے۔

.....

عبدالرحمٰن بن اشعث نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فقہاء و قراء کو اپنے ساتھ آنے کی دعوت دی تو ائمہ مسلمین اور جلیل القدر تابعین کی ایک جماعت نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا جن میں سعیدؒ بن جبیر، عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ، عامر بن شراحبیلؒ شعبی اور ابوالبختری سرفہرست تھے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فریقین کے درمیان معرکہ بپا ہو گیا۔ شروع شروع میں تو عبدالرحمٰن بن اشعث حجاج اور اس کے لشکر پر بھاری رہا۔ پھر آہستہ آہستہ حجاج کا پلڑا بھاری ہونا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن اشعث کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ جان بچا کر بھاگ نکلا اور اس کے لشکر نے حجاج کے لشکر کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

حجاج نے اعلان کرنے والے سے کہا کہ ان مفتوح مقاتلین میں اعلان کر دو کہ وہ میری بیعت کی تجدید کے لئے آئیں۔ اکثریت نے تجدید بیعت کے حکم کو مان لیا مگر کچھ لوگ روپوش ہو گئے۔ ان روپوش ہونے والوں میں سعیدؒ بن جبیر بھی تھے۔

ہتھیار پھینکنے والے جب تجدید بیعت کے لئے آگے بڑھے تو ایسے برے حادثہ سے دوچار ہوئے جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ حجاج بیعت لینے سے قبل ہر ایک سے پوچھتا کہ تو اپنے بارے میں یہ شہادت دیتا ہے کہ امیر المومنین کے والی (گورنر) کی بیعت اطاعت توڑ کر تو نے کفر کیا تھا؟

آدمی اگر ''ہاں'' کہہ دیتا تو حجاج اس کی بیعت کو قبول کر لیتا اور اس کو چھوڑ دیتا اور اگر ''نہ'' کہتا تو اس کو قتل کر دیتا۔

اب کچھ تو اس کے سامنے جھک گئے، اپنے بارے میں کفر کا اقرار کر لیا تا کہ اپنی جان بچا سکیں مگر بعض نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، اس طرح وہ جان دے کر اپنے انکار کی قیمت ادا کرتے رہے۔

اس خوفناک قتل عام کی خبریں دور دور تک پھیل گئی تھیں جس میں ہزاروں لوگ قتل کر دیے گئے تھے اور ہزاروں نے کفر کا اقرار کر کے جان بچائی تھی۔

ان واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ خثعم قبیلے کا ایک معمر بوڑھا دونوں فریقوں سے الگ تھلگ فرات سے ورے ٹھہرا ہوا تھا۔ اس کو بھی گرفتار شدگان کے ساتھ حجاج کے پاس لایا گیا۔ جب اس کو حجاج کے سامنے پیش کیا گیا تو حجاج نے اس سے بھی وہی سوال کیا جو دوسروں سے کر رہا تھا۔

بوڑھے نے جواب دیا: جب سے لڑائی کی یہ آگ بھڑک رہی ہے تب سے میں تو ماورائے نہر کے علاقہ میں الگ تھلگ بیٹھا اس انتظار میں تھا کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اب آپ غالب آ گئے ہیں تو میں آپ کی بیعت کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔

حجاج: ہلاک ہو جائے تو! تو انتظار میں بیٹھا رہا اور اپنے امیر کے ہمراہ لڑائی کے لئے نہیں نکلا!

پھر حجاج نے سخت و درشت انداز میں پوچھا: کیا تو یہ اقرار کرتا ہے کہ تو نے کفر کیا ہے؟

بوڑھے نے جواب دیا: تب میں بہت برا ہوں گا اگر ۸۰ سال اللہ کی عبادت کر کے اب یہ اقرار کر لوں کہ میں نے کفر کیا ہے۔

حجاج: پھر تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بوڑھا: میری عمر ہی کیا رہ گئی ہے۔ میں تو صبح و شام موت کا منتظر ہوں۔ تم جو چاہتے ہو کر گزرو۔

حجاج نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کی گردن اتار پھینکو!

جلاد نے تلوار مار کر اس کی گردن اڑا دی۔

اب مجلس میں حجاج کے حامی و مخالف لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس نے اس بوڑھے کی عظمت و عزیمت کو بڑا نہ سمجھا ہو، اس کی موت پر افسوس کا اظہار نہ کیا ہو اور اس کے لئے دعائے رحمت نہ کی ہو۔

.....

اس کے بعد حجاج نے کمیل بن زیاد نخعی کو بلایا اور ان سے پوچھا:

کیا تم کفر کا اقرار کرتے ہو؟

کمیل: اللہ کی قسم! میں تو اس کا ہرگز اقرار نہیں کر سکتا۔

حجاج: پھر میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

کمیل: تم جس چیز کا فیصلہ کر چکے ہو کر ڈالو۔ لیکن اللہ کے حضور ہمارے درمیان ملاقات ہو گی اور تمہیں قتل کے بعد اس کا حساب بھی دینا ہو گا۔

حجاج: اس روز دلیل تیرے خلاف ہو گی تیرے حق میں نہیں۔

کمیل: کیا اس روز فیصلہ کرنے والا تو ہو گا؟

حجاج نے لاجواب ہو کر حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو۔

انہیں مقتل میں لے جایا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

.....

اب ایک ایسا شخص حجاج کے سامنے پیش کیا گیا جو حجاج کو سخت ناپسند تھا۔ حجاج کی شدید خواہش تھی کہ وہ اس کو قتل کر کے کامیاب ٹھہرے گا۔ اس لئے کہ اس آدمی کی طرف سے حجاج کو اپنے بارے میں ٹھٹھا و مذاق کی خبریں مل چکی تھیں۔ حجاج نے فوراً کہا: میرے سامنے ایک ایسا شخص ہے جس کے بارے میں میرا یقین ہے کہ وہ کفر کا اقرار نہیں کرے گا۔

آدمی بولا! آپ مجھے ہلاکت میں نہ ڈالیں اور میرے بارے میں مجھے دھوکہ دہی کا شکار نہ کریں میں تو اہل ارض میں سب سے بڑا کافر ہوں اور فرعون ذی الاوتاد سے بھی بڑا کافر ہوں۔

یہ سن کر حجاج نے اس کے قتل کی پیاس میں جلتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔

اس دہشت ناک قتل عام جس میں ہزاروں راسخ مومنین قتل کر ڈالے گئے اور ہزاروں لوگوں نے مجبور ہو کر کفر کے اقرار پر اپنی جانیں بچائیں، کے متعلق جان کر سعیدؒ بن جبیر کو یقین ہو گیا کہ اگر وہ بھی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حجاج کے سامنے چلے گئے تو ان دو صورتوں کے ساتھ تیسری صورت کوئی نہیں۔ یا تو گردن کٹالی جائے یا کفر کا اقرار کرلیا جائے۔ ان میں سے ہلکی صورت بھی زہر کا گھونٹ پینے کے مترادف تھی۔ اب انہوں نے فیصلہ کیا کہ عراق کا علاقہ ہی چھوڑ دیا جائے تاکہ حجاج کی نظروں سے اوجھل رہا جاسکے۔ وہ حجاج اور اس کے جاسوسوں سے چھپتے چھپاتے سرزمین مکہ میں ایک چھوٹی سی بستی میں جا پہنچے۔ یہاں انہوں نے پورے دس سال گزارے اور یہ عرصہ حجاج کے دل میں لگی آگ کو ٹھنڈا اور اس کے دل میں دبے بغض کو زائل کرنے کے لئے کافی تھا۔

لیکن ادھر ایسا حادثہ رونما ہوا جس کی کوئی توقع بھی نہیں رکھ سکتا تھا۔ ہوا یہ کہ خالد بن عبداللہ قسری مکہ کا نیا گورنر بن کر آیا۔ سعیدؒ بن جبیر کے احباب اس کی بدخلقی سے واقف تھے جس کی وجہ سے ان کو خطرہ محسوس ہوا کہ اس کے ہاتھوں کوئی برا واقعہ رونما ہو جائے گا۔ لہٰذا کچھ لوگ سعیدؒ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یہ جو آدمی مکہ میں آیا ہے بخدا! ہم تو آپ کو اس سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ ہماری بات مانیں تو اس علاقہ سے نکل جائیں۔

سعیدؒ نے جواب دیا: میں پہلے ہی بھاگ کر آیا ہوں اور اب تک اللہ کے حضور شرمندہ و سرافگندہ ہوں۔ اب میں نے عزم کر رکھا ہے کہ میں اسی جگہ پر رہوں گا۔ بھاگ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔ اللہ میرے ساتھ جو چاہے گا ہو جائے گا۔

ادھر خالد نے لوگوں کی اس بدگمانی کو جھوٹ ثابت نہ ہونے دیا بلکہ سعیدؒ کا ٹھکانہ معلوم ہوتے ہی ایک لشکر بھیج دیا کہ وہ سعیدؒ کو گرفتار کر کے واسط شہر میں حجاج کے پاس پہنچا دیں۔

لشکر نے شیخ کے گھر پر چھاپہ مارا اور ان کے ساتھیوں کی نظروں کے سامنے ان کو ہتھکڑیاں لگا لیں۔ اور ان کو حجاج کے پاس چلنے کا حکم دیا۔ اس دوران شیخ نے بڑے سکون و اطمینانِ قلب کے ساتھ لشکر کا سامنا کیا۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''میں تو اپنے آپ کو اس ظالم کے ہاتھوں مقتول ہی پا رہا ہوں۔ ایک بار رات کو میں اور میرے دو ساتھی عبادت کر رہے تھے۔ اس روز ہمیں دعا میں بڑی حلاوت محسوس ہوئی تو ہم نے اللہ سے جو مانگنا تھا مانگا اور جس قدر اظہار عجز و انکساری ہو سکتا تھا، کیا۔ پھر ہم نے اللہ سے شہادت کی دعا کی۔ اللہ نے ان دونوں ساتھیوں کو شہادت سے سرفراز کیا اور میں ابھی اس کے انتظار میں ہوں.....''

ابھی ان کی گفتگو مکمل نہ ہوئی تھی کہ ان کی ایک کم سن بچی آ گئی۔ اس نے باپ کو ہتھکڑیوں میں قید دیکھا تو ان سے لپٹ گئی اور رونے لگی..... سعیدؒ نے نرمی کے ساتھ اس کو اپنے سے جدا کیا اور کہا: بیٹی! اپنی امی سے کہنا کہ ان شاء اللہ جنت میں ملاقات ہوگی۔

پھر وہ چل دیے!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حجاجی کارندے اس عالم وزاہد اور پاکیزہ و پارسا امام کو لے کر واسط شہر پہنچ گئے اور انہیں حجاج کے سامنے پیش کر دیا۔ امام سامنے آئے تو حجاج نے دل میں دبی عداوت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا:

تیرا کیا نام ہے؟

سعیدؒ: سعید بن جبیر

حجاج: تو سعید بن جبیر نہیں، شقی بن کسیر ہے

(تو خوش نصیب نہیں بدنصیب ہے)

سعیدؒ: میری ماں کو تجھ سے زیادہ میرے نام کا علم ہے۔

(میری ماں کو معلوم ہے کہ میں خوش قسمت ہوں یا بد بخت)

حجاج: محمدؐ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟

سعیدؒ: محمد بن عبداللہ صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی بات کرتے ہو؟

حجاج: ہاں۔

سعیدؒ: وہ اولاد آدم کے سردار اور نبی مختار ہیں۔

گزرے ہوؤں اور آنے والوں میں سب سے بہترین ہیں۔

انہوں نے رسالت کی ذمہ داری اٹھائی تو اس امانت کا حق ادا کر دیا۔

اللہ، اس کی کتاب اور خواص وعوام مسلمانوں کی خیر خواہی کا فریضہ انجام دیا۔

حجاج: ابوبکرؓ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟

سعیدؒ: وہ صدیق ہیں، خلیفہ رسولؐ ہیں، سعادت کی زندگی پائی۔ دنیا سے گئے تو لوگ ان کی تعریفیں کر رہے تھے۔ ساری زندگی نبوی منہج پر کاربند رہے۔ اس میں کسی قسم کا تغیر وتبدل نہ کیا۔

حجاج: عمرؓ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟

سعیدؒ: یہ فاروق ہیں جن کے ذریعے اللہ نے حق و باطل کے درمیان فرق کیا۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا انتخاب ہیں۔ یہ اپنے دو پیش روؤں کے منہج پر گامزن رہے۔ قابل تعریف زندگی اور شہادت کی موت پائی۔

حجاج: عثمانؓ کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟

سعیدؒ: انہوں نے غزوہ تبوک کے لئے جانے والے لشکر کو لیس کیا، بئر رومہ کھدوانے والے، جنت میں گھر خریدنے والے اور نبیؐ کے وہ داماد ہیں جن کے عقد میں رسول ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے رہیں۔

نبیؐ نے ان سے بیٹیوں کا نکاح وحی سماوی کی روشنی میں کیا تھا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ شخص مظلومیت کی حالت میں قتل ہوا۔

حجاج: علیؓ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

سعیدؒ: وہ رسولؐ کے عم زاد اور اولین نوجوان مسلمان ہیں۔
فاطمہؓ بتول کے شوہر نامدار ہیں۔ اور
جنتی نوجوانوں کے سردار حسنؓ و حسینؓ کے باپ ہیں۔

حجاج: بنی امیہ کا کونسا خلیفہ تجھے زیادہ پسندہ ہے؟

سعیدؒ: جو سب سے زیادہ اپنے خالق کو راضی کرنے والا تھا۔

حجاج: ان میں کون سب سے زیادہ اپنے خالق کو راضی کرنے والا تھا؟

سعیدؒ: اس کا علم تو اس کے پاس ہے جو ان کی خلوتوں کو جانتا ہے۔

حجاج: میرے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟

سعیدؒ: اپنے بارے میں تو خود زیادہ جانتا ہے۔

حجاج: مگر میں تیری رائے جاننا چاہتا ہوں۔

سعیدؒ: میری رائے تجھے بری لگے گی۔

حجاج: جو کچھ بھی ہو میں تیرے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔

سعیدؒ: میں تو یہ جانتا ہوں کہ تو اللہ کی کتاب کا مخالف ہے۔ ایسے اقدامات کرتا ہے جن سے رعایا پر تیری دھاک بیٹھ جائے۔ یہ چیز تجھے ہلاکت کے گڑھے میں گرائے گی اور جہنم میں پھینک کر رہے گی۔

حجاج: بخدا! اب تو میں تجھے قتل کر کے چھوڑوں گا۔

سعیدؒ: مجھے قتل کر کے تو میری دنیا خراب کرے گا لیکن میں تیری آخرت برباد کروں گا۔

حجاج: پسند کر لے کہ تجھے کس طرح قتل کیا جائے!

سعیدؒ: حجاج! پسند تو کر کہ تو کس طرح قتل ہونا چاہتا ہے۔
اللہ کی قسم! تو جس طرح مجھے قتل کرے گا اسی طرح تجھے اللہ قیامت کے روز قتل کرے گا۔

حجاج: کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے معاف کر دوں؟

سعیدؒ: معافی؟ معافی مانگنا ہوگی تو اللہ سے مانگوں گا۔
تیرے سامنے تو کوئی صفائی پیش کرنا چاہتا ہوں نہ کوئی عذر!"
یہ کلمات سن کر حجاج غصے سے پھٹ پڑا اور کہا:
غلام! تلوار اور فرش لاؤ۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سعید حجاج کی یہ بات سن کر مسکرائے تو حجاج نے پوچھا: مسکرا کیوں رہے ہو؟

سعید: مجھے اللہ کے خلاف تیری دیدہ دلیری اور اللہ کی تجھ پر بردباری پر حیرانی ہے۔

حجاج: غلام! اس کو قتل کر ڈالو!

سعید قبلہ رو ہوئے اور قرآن کی یہ آیات تلاوت کی:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

(الانعام:۷۹) ''میں نے اپنا چہرہ اس ذات کے سامنے جھکایا ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔''

حجاج: اس کا چہرہ قبلہ سے کسی دوسری سمت پھیر دو۔

سعیدؒ: (قرآن کی آیت پڑھتے ہوئے) فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ:۱۱۰)

''تم جدھر بھی رخ پھیرو گے ہر طرف اللہ کا رخ ہے۔''

حجاج: اسے زمین پر اوندھے منہ لٹا دو۔

سعیدؒ: (پھر قرآن کی آیت پڑھتے ہوئے)

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (طٰہٰ:۵۵)

''ہم نے اسی (زمین) مٹی سے تم کو پیدا کیا ہے اور (مار کر) اسی میں لوٹائیں گے اور (مرنے کے بعد) اسی سے دوبارہ اٹھائیں گے۔''

حجاج: اس اللہ کے دشمن کو ذبح کر ڈالو۔

بخدا! میں نے قرآنی آیات کا اس سے زیادہ استحضار رکھنے والا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

اب سعیدؒ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا گو ہوئے:

اَللّٰهُمَّ لَاتُسَلِّطِ الْحَجَّاجَ عَلٰى اَحَدٍ بَعْدِي

''اے اللہ! میرے بعد حجاج کو کسی اور کے اوپر مسلط نہ کرنا۔''

.....

سعید بن جبیرؒ کو شہید ہوئے ابھی پندرہ روز ہی گزرے تھے کہ حجاج کو بخار ہو گیا۔ بیماری کا حملہ شدید ہوتا گیا۔ ایک لمحہ کے لئے آنکھیں بند کرتا تو دوسرے لمحہ جاگ اٹھتا۔ جب نیند کا یہ وقفہ ذرا طویل ہوا تو ہڑبڑا کر اٹھ پڑا اور چیخ رہا تھا۔

یہ سعید بن جبیر میرا گلہ دبائے ہوئے ہے۔

یہ سعید بن جبیر ہے، کہتا ہے کہ مجھے کس جرم میں قتل کیا تھا؟

پھر حجاج رونے لگتا اور کہتا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میرا اور سعید بن جبیر کا کیا مسئلہ ہے؟ سعید بن جبیر کو مجھ سے دور ہٹاؤ۔

بالآخر جب حجاج زندگی سے گزر گیا اور لوگ اسے مٹی تلے دبا آئے تو کسی نے خواب میں اسے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ حجاج جن لوگوں کو تو نے قتل کیا تھا اللہ نے ان کے بارے میں تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

حجاج نے جواب دیا:

اللہ نے مجھے ہر اس شخص کے بدلے میں ایک بار قتل کیا جس کو میں نے قتل کیا تھا۔ مگر سعید بن جبیر کے بدلے مجھے ستر بار قتل کیا گیا۔

علم و عمل کا حسین مرقع سعید بن جبیرؒ ۹۴ ہجری کو سینے پر تمغہ شہادت سجائے اپنے رب کے حضور پہنچ گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# محمد بن واسع اُزدیؒ

اس وقت ہم سلیمان بن عبدالملک کے دور حکومت میں ہیں، اور یہ سیف الاسلام اور والی خراسان چاق و چوبند اور تیار و مستعد کمانڈر یزید بن مہلب بن ابوصفرہ ہیں جو شہادت کے آرزومندوں اور اجر و ثواب کے خواہش مندوں کے قریباً ایک لاکھ کے لشکر کو لے کر دشمن کی جانب کشاں کشاں رواں دواں ہیں۔

اس لشکر نے جرجان و طبرستان کو فتح کرنے کا عزم کر رکھا ہے اور اس کے ہراول دستوں میں جلیل القدر صحابی، خادم رسول حضرت انسؓ کے تلمیذ رشید اور تابعی جلیل زینت الفقہاء محمدؒ بن واسع اُزدی بھی موجود ہیں۔

یزید بن مہلب نے اپنی افواج کو دہستان کے علاقہ میں جا اتارا جہاں ترکوں کی ایک ایسی قوم آباد تھی جو بڑی مضبوط و طاقتور تھی۔ اس کے قلعوں تک رسائی حاصل کرنا ناممکن تھا۔ وہ لوگ ہر روز مسلمانوں سے قتال کے لئے نکلتے جب تھک جاتے یا لڑائی کی شدت کو محسوس کرتے تو بلند و بالا پہاڑوں میں اپنی پناہ گاہوں میں جا چھپتے۔

.....

جسم کی کمزوری اور عمر کی درازی کے باوجود محمد بن واسع اُزدیؒ کا اس جنگ میں بہت بڑا کردار ہے۔

مسلمانوں کے لشکر ان کے اس نور ایمانی سے راحت و سکون پاتے تھے جو ان کے معزز و مشرف چہرے پر جھلکتا تھا۔

وہ ان کے اس ذکر کی حرارت سے اپنے جذبوں کو گرم رکھتے تھے جو ان کی شیریں زبان سے ظہور پذیر ہوتے تھے۔ اور ان کی مقبول دعاؤں سے کرب و مصیبت کے وقت اطمینان پاتے تھے۔

محمد کا معمول یہ تھا کہ جب سالار لشکر لڑائی کا حکم دے دیتا تو یہ پکار لگاتے:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے الٰہی لشکر کمر کس لو!

اے الٰہی لشکر تیار ہو جاؤ!

ان کی آواز سننے کی دیر ہوتی کہ لشکر دشمن پر اس طرح ٹوٹ پڑتا جس طرح دھاڑتے ہوئے غضبناک شیر شکار پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ وہ سخت ترین جنگ میں بھی اس سرعت و تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے جیسے پیاسا ٹھنڈے پانی کی طرف لپکتا ہے۔

انہی تباہ کن اور ہلاکت آفریں معرکوں کا واقعہ ہے کہ دشمن کی صفوں سے ایک ایسا شہسوار میدان میں اترا کہ لوگوں نے اس سے پہلے ایسا جسیم و شدید اور جرأت و قوت کا پہاڑ نہیں دیکھا تھا۔ اس نے میدان میں گھومنا شروع کر دیا حتیٰ کہ مسلمان لشکر کو اس کی جگہ سے پیچھے ہٹا دیا۔ اور ان پر ہیبت و خشیت طاری کر دی۔ پھر اس بہادر نے متکبرانہ انداز میں مسلمانوں کو دعوت مبارزت دینا شروع کی۔ اور بار بار دعوت مبارزت دیتا رہا۔

یہ کیفیت دیکھ کر محمدؒ بن واسع اُزدی اس کے مقابلے کے لئے نکلنے لگے تو مسلمان شہسواروں کی رگِ حمیت پھڑک اٹھی۔ ان میں سے ایک نے شیخ کو قسم دی کہ وہ ہرگز میدان میں نہ جائیں بلکہ یہ کام اس کے لئے چھوڑ دیں۔

شیخ نے اس کی قسم کی لاج رکھ لی اور میدان میں جانے سے رک گئے اور اس کے لئے فتح و نصرت کی دعا فرمائی۔ میدان میں پہنچ کر مسلمان و کافر دونوں شہسوار موت کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اور شدید و قوی شیروں کی مانند ایک دوسرے پر جھپٹ پڑے۔ ہر طرف سے لشکر کی نظریں اور دل انہی دو شہسواروں پر اٹک کر رہ گئے تھے کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ کچھ دیر تو یہ دونوں باہم تلوار آزما رہے۔ حتیٰ کہ ہر کسی نے اپنا پورا زور آزما لیا۔

پھر یکبارگی ان دونوں کی تلواروں کا وار ایک دوسرے کے سر پر ہوا۔ اس ترکی کی تلوار مسلمان شہسوار کی خود میں دھنس گئی اور مسلمان کی تلوار ترکی شہسوار کی پیشانی کو چیرتی ہوئی اس کے دو ٹکڑے کر گئی۔ اور اس کا سر دو حصے ہو کر ادھر ادھر لڑھک گیا۔ پھر یہ مسلمان شہسوار ایسی شان کے ساتھ واپس اپنے لشکر میں آیا کہ آنکھ نے ایسا منظر کبھی دیکھا نہ ہوگا۔ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی اور اس سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اور دشمن کی تلوار اس کی خود میں کبھی سورج کی شعاعوں سے چمک رہی تھی۔ مسلمانوں نے تہلیل اور تکبیر و تحمید کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

یزید بن مہلب نے جب اس آدمی پر دو تلواروں اور اسلحہ و خود کو چمکتے ہوئے دیکھا تو پکار اٹھا:

اللہ کی قسم! یہ کسی شہسوار کا خم ہے۔

اور پوچھا: یہ کون آدمی ہے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہا گیا کہ یہ وہ آدمی ہے جس کو محمدؒ بن واسع اُزدی کی دعائیں کامیاب کر گئی ہیں۔

.....

اس ترکی سورمے کے قتل کے بعد قوت کا ترازو الٹ گیا اور مسلمانوں کا خوف و دہشت مشرکین کے دلوں کو یوں کھا گیا جیسے آگ سوکھے تنکوں کو بھسم کر ڈالتی ہے۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں عزت و برتری کا جذبہ پیدا ہو گیا اور وہ دشمن پر سیلاب کی مانند ٹوٹ پڑے۔ ہر طرف سے اس کو گھیر لیا اور اس کے پانی و کمک رسانی کے تمام راستوں کو مسدود کر دیا۔

اب دشمن بادشاہ کے پاس صلح کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ اس نے یزید بن مہلب کو صلح کا پیغام بھیجا۔ اور اپنی جان و مال اور اہل خانہ کو محفوظ چھوڑ دینے کے عوض اپنی سلطنت کی ساری زمین اور جائیداد حوالہ کرنے کی پیشکش کی۔

یزید نے اس کے پیغام مصالحت کو منظور کر لیا اور شرط یہ لگائی کہ وہ سات لاکھ درہم اقساط میں اور چار لاکھ فوری دے اور زعفران سے لدے چار سو جانور پیش کرے اور چار سو آدمیوں کو غلام بنا کر ہمارے حوالے کرے جن میں سے ہر کسی کے ہاتھ میں چاندی کا جام ہو سر پر ریشم کے برنس (رومال) ہوں مخمل کے طیلسان (چادریں) ہوں اور لشکر کی عورتوں کے پہننے کے لئے ریشم کے کپڑے ہوں۔

.....

جب لڑائی بند ہو گئی تو یزید بن مہلب نے خازن سے کہا کہ غنائم کی گنتی کرو تا کہ ہر حقدار کو اس کا حق دیا جائے۔ خازن اور اس کے ساتھی مال غنیمت کی گنتی کرنے لگے مگر مال اس قدر زیادہ تھا کہ گنتی نہ ہو سکی۔ اب اندازے کے ساتھ ہی لشکر میں غنیمت تقسیم کر دی گئی۔

.....

اس مال غنیمت میں خالص سونے کا ایک تاج مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا۔ جو زر و جواہر سے مرصع اور عمدہ و دیدہ زیب گلکاری سے منقش تھا۔ لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر اس کو دیکھ رہے تھے اور اس کی چمک دمک پر نظریں گاڑے ہوئے تھے۔

یزید بن مہلب نے یہ تاج ہاتھ میں لیا اور اتنا بلند کیا کہ جو نہ دیکھ سکے تھے انہوں نے بھی دیکھ لیا۔ پھر اس نے کہا: تمہارے خیال میں کوئی ایسا آدمی ہے جو اس تاج کو کوئی اہمیت ہی نہ دے۔

لوگوں نے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے۔ ایسا کون ہو سکتا ہے جو اس سے بے رغبتی اختیار کرے۔

یزید بن مہلب نے کہا: ابھی تم دیکھو گے کہ امت محمد علیہ الصلاۃ والسلام میں ایک ایسا شخص موجود ہے جو صرف اس ایک تاج نہیں بلکہ زمین کے سارے خزانوں سے بے نیاز ہے۔

پھر اس نے چوکیدار کو بلایا اور کہا: محمدؒ بن واسع اُزدی کو تلاش کرو۔



www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چوکیدار گیا اور ہر طرف ان کو تلاش کیا آخر لوگوں سے الگ تھلگ ایک جگہ انہیں نفل و دعا پڑھتے اور توبہ و استغفار کرتے پالیا۔

چوکیدار نے کہا کہ سالار لشکر آپ کو بلا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابھی تشریف لائیں۔ محمدؒ چوکیدار کے ساتھ ہو لئے۔ سالار کے پاس پہنچے اور سلام کر کے اس کے قریب بیٹھ گئے۔ سالار نے بھی سلام کا بہترین جواب دیا۔

پھر تاج اٹھایا اور کہا: اے ابوعبداللہؒ! یہ تاج مسلمانوں کو غنیمت میں ملا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس اعزاز کے حق دار آپ ہیں لہٰذا یہ تاج آپ کو دے دوں۔ یہ خبر سن کر اہل لشکر خوشی سے جھوم اٹھے۔ مگر محمدؒ بن واسع اُزدی گویا ہوئے: جناب امیر! آپ نے یہ میرے حصے میں رکھا ہے؟

سالار نے کہا: ہاں صرف آپ کے حصے میں آیا ہے!

محمدؒ نے کہا: جناب امیر! مجھے تو اس کی ضرورت نہیں! اللہ آپ کو اور تمام لشکر کو میری طرف سے بہترین اجر دے۔

سالار نے محمدؒ سے کہا: میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ یہ تاج ضرور لیں گے۔

جب سالار نے قسم ڈال دی تو محمدؒ بن واسع اُزدی نے تاج لے لیا اور اجازت پا کر واپس چلے گئے۔ کچھ لوگ جو اِن کو نہیں جانتے تھے کہنے لگے کہ انہوں نے تو تاج لے لیا ہے اور لے کر چلے بھی گئے ہیں۔

یزید بن مہلب نے ایک نوکر کو حکم دیا کہ وہ چھپ کر ان کا پیچھا کرے اور دیکھے کہ وہ اس تاج کو کیا کرتے ہیں اور آ کر خبر دے۔

غلام ان کے پیچھے چلا گیا جبکہ انہیں معلوم نہیں تھا۔

محمد بن واسع اُزدی راستے میں جا رہے تھے۔ تاج ان کے ہاتھ میں تھا کہ ایک پراگندہ حال شخص نے ان سے کچھ مال کا سوال کیا تو شیخ نے اپنے دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیکھا، جب یقین ہو گیا کہ کوئی آدمی انہیں دیکھ نہیں رہا ہے تو یہ تاج اس سائل کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور بڑے ہشاش بشاش اور خوش ہو کر چل پڑے۔ گویا یہ تاج کوئی بوجھ تھا جو ان کی پشت پر گراں گذر رہا تھا اور انہوں نے اس کو اتار پھینکا تھا۔

غلام نے سائل کو پکڑا اور امیر لشکر کے پاس لے آیا اور سارا قصہ سنایا۔

امیر نے سائل سے تاج لیا اور اس کے عوض اس کو اس قدر مال دیا کہ وہ خوش ہو گیا۔

پھر لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا؟ کہ امت محمد علیہ الصلاۃ والسلام میں ایک ایسا شخص بھی ہے جو اس تاج اور ایسے ہی اور مال و متاع میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمدؒ بن واسع اَزدی یزید بن مہلب کی سپہ سالاری میں مسلسل مشغول جہاد تھے کہ حج کا موسم آ گیا۔ جب حج کے ایام میں بالکل تھوڑا وقت رہ گیا تو وہ یزید کے پاس گئے اور ادائیگی حج کی اجازت چاہی۔

یزید نے کہا: ابوعبداللہؒ! آپ کی اجازت تو آپ کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ جب چاہیں چلے جائیں۔ ہم نے آپ کے لئے کچھ مال رکھا ہوا ہے وہ آپ کو حج کے سفر میں مدد دے گا اس کو لے جایئے۔

محمدؒ نے کہا: کیا آپ ہر سپاہی کو اتنا مال دینے کا حکم دیں گے؟

یزید نے کہا: نہیں!

محمدؒ: تو مجھے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں جو مسلمان لشکر میں صرف میرے لئے مخصوص ہو۔ پھر انہوں نے الوداع کہا اور چلے گئے۔

ادھر یزید بن مہلب اور لشکر کے دوسرے لوگوں پر محمدؒ کا یہ سفر گراں گذرا کہ انہوں نے ان کی صحبت سے فیض اٹھایا تھا اور اب وہ اس سے محروم ہو رہے تھے۔ انہیں اپنے فاتح و منصور لشکر کے محمدؒ بن واسع کی برکات سے محروم ہو جانے کا بہت دکھ ہوا۔ ان کی تمنا تھی کہ وہ حج سے فارغ ہو کر فوراً لشکر میں آ جائیں۔

اس میں شک و شبہ نہیں کہ معمورہ ارض پر پھیلے مسلمان قائدین کی یہ شدید خواہش و حرص ہوتی تھی کہ محمدؒ بن واسع اَزدی ان کے لشکر میں ہوں۔ اور یہ حقیقت بھی تھی کہ وہ ان کے وجود مسعود سے خیر کثیر کے مستحق ٹھہرتے تھے اور امید رکھتے تھے کہ ان کی صالح دعاؤں اور بیش بہا برکات کے سبب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نصرت سے نوازے گا۔

.....

یہ نفوس کس قدر مکرم و معزز تھے جو اپنی نظروں میں تو حقیر تھے لیکن اللہ اور لوگوں کی نظروں میں عظیم و کبیر تھے۔

اور یہ عہد بھی کس قدر جلیل ہے جس میں اس طرح کے نابغہ و نادرِ زمانہ آدمی آئے۔

.....

آیئے اب آپ کو ستاسی ہجری میں لے چلتے ہیں۔

یہ فخر مسلمین قائد فاتح قتیبہ بن مسلم باہلی ہیں جو مرو شہر سے اپنے لشکر جرار کو لے کر از بکستان کے شہر بخارا کی طرف پیش قدمی کرتے ہیں۔ انہوں نے عزم کر رکھا ہے کہ وہ ماورائے نہر کے باقی رہ جانے والے علاقوں کو فتح کریں گے۔ اور اس کے بعد چین کی سرحدوں کی جانب متوجہ ہوں گے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مگر ہوا یہ کہ ابھی قتیبہ بن مسلم دریائے سیحون عبور کر پائے تھے کہ اہل بخارا کو ان کی آمد کا علم ہو گیا۔ انہوں نے فوراً پورے علاقے میں جنگ کا ڈھنڈورا پیٹ ڈالا اور اپنے آس پاس کی صغد و ترک اور چینی قوموں کو مدد کے لئے پکارنا شروع کر دیا۔ ان کی پکار پر ہر طرف سے ہر رنگ و نسل اور زبان و دین کے جنگجوؤں کے لشکروں کے لشکر ان کے پاس آ جمع ہوئے۔ یہاں تک کہ یہ تیاری و تعداد میں مسلمانوں سے کئی گنا بڑھ گئے۔

پھر انہوں نے تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے راستوں کو بھی مسدود کر دیا۔ سرحدوں اور گزرگاہوں کی ناکہ بندی کر ڈالی۔ یہاں تک کہ قتیبہ بن مسلم کے لئے یہ گنجائش بھی نہ چھوڑی کہ وہ جاسوسی کیلئے کوئی چھوٹا سا دستہ ہی ان کے علاقے میں بھیج سکیں جو ان کے حالات کی خبر لا سکے۔ اس طرح ان خفیہ والوں میں سے بھی کوئی قتیبہ کی طرف نہیں آ سکتا تھا جو دشمن کی صفوں میں گھسے بیٹھے تھے۔

.....

قتیبہ بن مسلم نے اپنے لشکر کو بیکند شہر کے قریب پہنچایا اور وہیں ٹھہرے رہے۔ آگے بڑھے نہ پیچھے ہٹے۔ ادھر دشمن صبح سویرے اپنے تازہ دم ہراول دستوں کو باہر نکالتا جو قتیبہ کے لشکر پر حملہ آور ہونے کے لئے سارا دن تیار رہتے۔ رات ہو جاتی تو یہ محفوظ و مامون چھاؤنیوں میں جا پناہ لیتے۔ مسلسل دو ماہ صورتحال یونہی رہی، قتیبہ اس مسئلہ پر بڑے پریشان تھے۔ انہیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ پیش قدمی کریں یا پسپا ہو جائیں۔

جب صورتحال یہی رہی تو قتیبہ بن مسلم اور اس کے لشکر کے بارے میں خبریں ہر کہیں پھیل گئیں۔ وہ لشکر جس نے کبھی نقصان نہیں اٹھایا تھا اور وہ عظیم جرنیل جو کبھی مغلوب نہیں ہوا تھا۔ لوگ یہ صورتحال دیکھ کر بہت خوفزدہ ہو گئے۔

شہروں کے گورنروں کو ہدایات مل گئیں کہ ہر نماز کے بعد ان مسلمان لشکروں کے لئے دعا کی جائے جو ماورائے نہر کے علاقے میں گھرے ہوئے ہیں۔

مساجد میں ان کے لئے دعاؤں کی آوازیں اور میناروں سے عجز و انکساری کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ ائمہ مساجد ہر نماز کے بعد دعائے قنوت پڑھنے لگے۔ اور اس قوی لشکر کی مدد کے لئے خلق کثیر نکل کھڑی ہوئی۔ محمدؒ بن واسع اُزدی ان لوگوں میں سرفہرست تھے۔

.....

قتیبہ بن مسلم کا ایک عجمی جاسوس تھا۔ جسے ہیذر کہا جاتا تھا۔ یہ بڑی مہارت و حکمت اور ہوشیاری و چالاکی کا مالک تھا۔ دشمن نے اسے اپنے دام میں پھانس لیا۔ اسے بہت سا مال لگایا اور اس سے کہا کہ وہ کوئی ایسا حربہ استعمال کرے کہ مسلمانوں کی طاقت کمزور پڑ جائے۔ اور جنگ لڑے بغیر ہی ان کو یہاں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے بھگا دیا جائے۔

حیذر، قتیبہ بن مسلم کے پاس آیا۔ اس وقت قتیبہ کے پاس لشکر کے بڑے بڑے کمانڈر بیٹھے تھے۔ حیذر اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور اس کے کان میں کہنے لگا: جناب امیر اگر چاہیں تو کچھ دیر کے لئے مجلس برخاست کر لیں۔

قتیبہ نے بیٹھے ہوئے لوگوں کو اشارہ کیا اور وہ سب چلے گئے۔ مگر ضرار بن حصین کو قتیبہ نے بٹھائے رکھا۔ اب حیذر نے قتیبہ سے کہنا شروع کیا۔ جناب امیر آپ کے لئے میرے پاس ایک خبر ہے۔

قتیبہ نے جلدی سے کہا: سناؤ کیا خبر ہے؟

حیذر نے کہا: امیر المومنین نے دمشق میں حجاج بن یوسف ثقفی اور ان تمام کمانڈروں کو معزول کر دیا ہے جو اس کے ماتحت تھے۔ آپ بھی ان میں سے ایک ہیں۔ امیر المومنین نے نئے کمانڈر مقرر کر کے انہیں ذمہ داریاں سونپ دی ہیں۔ آپ کا جانشین بھی شام صبح آپ کے پاس پہنچنے والا ہے۔ لہٰذا میری رائے ہے کہ آپ اپنے لشکر کو لے کر یہاں سے نکل جائیں۔ اور واپس مرو چلے جائیں تا کہ آپ میدان جنگ سے دور ہو کر اپنے مسئلے پر بہتر طریقے سے غور و خوض کر سکیں۔

حیذر ابھی اپنی گفتگو مکمل کر ہی پایا تھا کہ قتیبہ نے غلام کو بلایا۔ غلام حاضر ہوا تو اس سے کہا: اے سیاہ! اس غدار کی گردن اتار دے۔

سیاہ نے اس کی گردن تن سے جدا کر دی اور واپس چلا گیا۔

اب قتیبہ ضرار بن حصین کی طرف متوجہ ہوا اور کہا:

میرے اور آپ کے علاوہ یہاں کوئی اور نہیں ہے جس نے یہ خبر سنی ہو۔ مجھے اللہ علی العظیم کی قسم! اس جنگ کے اختتام سے قبل اگر یہ خبر باہر نکلی تو میں تمہیں بھی اس غدار کے پاس پہنچا دوں گا۔ اگر تیرے دل میں کوئی بات ہو جسے کرنا تو ضروری سمجھتا ہے تو اپنی زبان کو بند ہی رکھ۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ لشکر میں اس بات کا پھیل جانا اسے کمزور کر ڈالنے کا باعث ہوگا۔ اور ہمیں شرمناک ہزیمت اٹھانا پڑے گی۔

پھر لوگوں کو مجلس میں آنے کی اجازت دے دی گئی۔ جب لوگ قتیبہ کے پاس آئے اور دیکھا کہ حیذر اپنے خون میں لت پت مقتول پڑا ہے تو وہ خوف و دہشت کے ساتھ کوئی بات نہ کر سکے اور انہی قدموں پر کھڑے ہو گئے۔

قتیبہ نے انہیں اس حالت میں دیکھ کر کہا تم ایک خائن و غدار کے قتل پر کیوں خوفزدہ ہو گئے ہو؟

لوگوں نے کہا: ہم تو اسے مسلمانوں کا خیر خواہ سمجھتے تھے۔

قتیبہ نے کہا: یہ مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں، بدخواہ اور خائن تھا۔ اس نے اپنے کئے کی سزا پائی ہے۔

پھر قتیبہ نے بآواز بلند کہا: اب دشمن سے قتال کے لئے نکل پڑو۔ اور اپنے دلوں سے پہلی سی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دہشت اور ہیبت نکال کر دشمن سے ٹکرا جاؤ۔

لشکر نے اپنے جرنیل کے حکم کی تعمیل میں دشمن سے ٹکرانے کے لئے سرحدوں کو توڑ ڈالا اور دشمن کے علاقے میں جا داخل ہوا۔

دونوں لشکر میدان میں آمنے سامنے آ گئے تو دشمن کی کثرت تعداد اور وفرتِ اعداد دیکھ کر مسلمان ذرا بھی خوف وخشیت کا شکار نہ ہوئے۔ قتیبہ بن مسلم نے جب لشکر اسلام کی اس جرأت مندانہ کیفیت کو بھانپ لیا تو وہ صفوں میں گھومنا شروع ہو گیا اور عزائم وہمت کو مزید بڑھانے لگا۔

پھر اس نے اپنے اردگرد دیکھا اور کہا: محمدؒ بن واسع اُزدی کہاں ہیں؟

لوگوں نے کہا: جناب امیر! وہ وہاں میمنہ (لشکر کا دایاں حصہ) میں ہیں۔

قتیبہ نے کہا: کیا کر رہے ہیں؟

لوگوں نے کہا: اپنے نیزے پر ٹیک لگائے، نظر جمائے اپنی انگلی کو آسمان کی طرف حرکت دے رہے ہیں۔ کیا انہیں بلا لائیں؟

قتیبہ نے کہا: رہنے دو! اللہ کی قسم! وہ انگلی مجھے ان ایک ہزار تلواروں سے زیادہ محبوب ہے جن کو گھبرو جوان اٹھائے ہوئے ہوں۔

انہیں رہنے دو، وہ دعا کر رہے ہیں۔

ہم نے انہیں مستجاب الدعوات پایا ہے۔

.....

اب لڑائی شروع ہوتی ہے، دونوں فوجیں ایک دوسرے پر اس طرح حملہ آور ہوتی ہیں جس طرح چنگھاڑتے ہوئے شیروں کا حملہ ہوتا ہے۔

دونوں فوجیں یوں گتھم گتھا ہو جاتی ہیں جیسے ناسازگار ہواؤں میں سمندر کی موجیں متلاطم ہو جایا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر سکینت نازل فرمائی اور انہیں اپنے جلیل القدر فرشتے جبریلؑ کے ذریعے مدد فراہم کی۔ مسلمان سارا دن دشمن پر تلوار زنی کرتے رہے یہاں تک کہ رات ہونے کو تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے قدم اکھاڑ دیئے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب بٹھا دیا۔ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ مجاہدین نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کئی قتل کئے اور کئی قیدی بنا لئے۔

اب انہوں نے قتیبہ کو فدیہ دینے اور صلح کر لینے کے لئے کہا تو قتیبہ نے ان سے مصالحت کر لی۔

اس جنگ میں قید ہونے والوں میں ایک خبیث نفس اور شر پسند آدمی تھا، جس کا مسلمانوں کے خلاف فساد برپا کرنے میں بڑا کردار تھا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس نے قتیبہ سے کہا: اے امیر! میں اپنا فدیہ دیتا ہوں، مجھے چھوڑ دیجئے۔

قتیبہ نے پوچھا: کیا دو گے؟

اس نے کہا: چینی ریشم کے پانچ ہزار تھان جن کی قیمت دس لاکھ ہے۔

قتیبہ لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

لوگوں نے کہا: ہمارا خیال تو یہ ہے کہ یہ مال مسلمانوں کے غنائم میں ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ اور اب ہمیں ایسی فتح نصیب ہوگئی ہے کہ ہمیں اس جیسے آدمی سے کوئی خوف وخطرہ نہیں ہے۔

قتیبہ بن مسلم، محمدؒ بن واسع اُزدی کی جانب متوجہ ہوئے اور پوچھا:

ابوعبداللہ! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

محمدؒ نے جواب دیا: ''جناب امیر! مسلمان اپنے گھروں سے غنائم جمع کرنے اور مال اکٹھا کرنے کے لئے نہیں نکلے۔ وہ تو رب کی رضا پانے، دین کو روئے زمین پر پھیلانے اور دشمن کو زیر کرنے کے لئے نکلے ہیں۔''

قتیبہ بولے: جزاک اللہ خیراً

اللہ کی قسم! میں کسی ایسے آدمی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا جو آج کے بعد کسی مسلمان عورت کی طرف رغبت کی نظر سے دیکھنے کی کوشش کرے خواہ وہ اپنی جان کے بدلے ساری دنیا کا سامان کیوں نہ پیش کرے۔

پھر اس شریر کے قتل کا حکم دے دیا۔

.....

محمدؒ بن واسع اُزدی کے امرائے بنی امیہ کے ساتھ تعلقات یزید بن مہلب اور قتیبہ بن مسلم باہلی تک ہی محدود نہ تھے بلکہ دیگر کئی گورنروں اور امراء سے بھی ان کی راہ ورسم تھی۔ جن لوگوں کے ساتھ محمدؒ بن واسع اُزدی کے تعلقات استوار تھے ان میں بصرہ کے گورنر بلال بن ابی بردہ نمایاں ہیں۔

محمدؒ بن واسع کے اس گورنر کے ساتھ کئی مشہور ومعروف واقعات مروی ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک بار محمدؒ بن واسع بلال کے پاس آئے تو بلال نے دیکھا کہ محمدؒ نے اون کا ایک کھردرا جبہ پہن رکھا ہے۔

بلال نے کہا: اے ابوعبداللہؒ! آپ کو کس نے یہ کھردرا جبہ پہننے کے لئے کہا ہے؟

شیخ محمدؒ بن واسع اُزدی نے اس کی بات کو نظر انداز کیا اور کوئی جواب نہ دیا۔

بلال نے ان کی طرف دیکھا اور کہا: ابوعبداللہؒ کیا بات ہے جواب نہیں دیتے؟

محمدؒ بن واسع اُزدی بولے: ''مجھے یہ ناپسند ہے کہ میں اس کی وجہ زہد وتقویٰ بیان کروں کیونکہ اس



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرح میں اپنے ہی نفس کو متقی کہنے لگوں گا اور یہ بھی ناپسند ہے کہ اس کی وجہ فقر و افلاس بتاؤں کیونکہ اس طرح میں رب کا شکوہ کروں گا۔ میں پہلی بات پسند کرتا ہوں نہ دوسری، اس لئے خاموش رہا ہوں۔"

بلال نے کہا: اے ابوعبداللہؒ! آپ کی کوئی ضرورت ہو تو ہم اسے پورا کئے دیتے ہیں۔

محمدؒ نے جواب دیا: میری کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے جو پوری کرانے کے لئے میں انسانوں کا سوالی بنوں۔ البتہ میں ایک مسلمان بھائی کی ضرورت کے لئے تیرے پاس آیا ہوں۔ اگر اللہ کو منظور ہوگا تو آپ یہ ضرورت پوری کر دیں گے اور اس عمل صالح پر قابل تعریف ٹھہریں گے اور اگر اللہ ہی کو منظور نہ ہوا کہ وہ ضرورت پوری ہو تو آپ بھی اسے پورا نہ کر سکیں گے۔ لہٰذا آپ کا عذر قابل قبول ہوگا۔

بلال نے کہا: ہم اللہ کے حکم سے یہ ضرورت پوری کریں گے۔

پھر اس گورنر نے محمدؒ بن واسع سے سوال کیا:

اے ابوعبداللہ! قضا و قدر کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

محمدؒ بن واسع نے جواب دیا: جناب امیر! قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قضاء و قدر کے بارے میں نہیں بلکہ اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔

گورنر یہ جواب سن کر شرمندہ ہوا اور خاموش ہو گیا۔

محمدؒ ابھی بلال کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ بلال کے کھانے کا وقت ہو گیا۔ اس نے محمدؒ کو کھانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ بلال نے اصرار کیا تو محمدؒ ٹال مٹول سے کام لینے لگے۔ اس پر گورنر غضبناک ہو گیا اور بولا: اے ابوعبداللہ مجھے معلوم ہے کہ آپ ہمارا کھانا تناول کرنا پسند نہیں کرتے ہیں۔

محمدؒ بن واسع نے کہا: جناب امیر! یہ بات نہ کہیے!

امراء کے گروہ میں نیک لوگ تو ہمیں اپنے بیٹوں اور خاص رشتہ داروں سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔

.....

محمدؒ بن واسع کو کئی بار منصب قضاء سنبھالنے کی پیش کش کی گئی مگر انہوں نے یہ منصب قبول کرنے سے سختی سے انکار کر دیا اور اس کے باعث اپنے آپ کو سزا کے لئے پیش کر دیا۔

محمد بن منذر نے جو بصرہ کے پولیس آفیسر تھے۔ ایک بار محمدؒ بن واسع اُزدی کو بلایا اور کہا کہ امیر عراق نے مجھے حکم بھیجا ہے کہ میں آپ کو منصب قضاء سنبھالنے کے لئے کہوں۔ یہ بات سن کر محمدؒ بن واسع کہنے لگے کہ آپ مجھے اس منصب سے معاف رکھیے اللہ آپ کو معاف فرمائے گا۔

پولیس آفیسر نے دوبارہ بلکہ سہ بارہ درخواست کی کہ وہ یہ منصب سنبھال لیں مگر وہ مسلسل انکار کرتے رہے۔ اب پولیس آفیسر نے کہا: اللہ کی قسم! آپ منصب قضاء سنبھال لیں! نہیں تو میں آپ کو تین



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سو کوڑے لگاؤں گا اور رسوا کر کے چھوڑوں گا۔

محمدؒ بن واسع نے کہا: آپ ایسا کر سکتے ہیں کیونکہ آپ کے ہاتھ کھلے ہیں۔ میرے لئے دنیا کی سزا آخرت کی سزا سے بدرجہا بہتر ہے۔

پولیس آفیسر یہ جواب سن کر نادم ہوا اور محمدؒ بن واسع کو اچھے طریقے سے رخصت کیا۔

.....

بصرہ کی مسجد میں محمدؒ بن واسع کی مجلس طالبان علم کا مرجع اور طلبگاران حکمت و موعظت کا منبع ہوتی تھی۔ اُن کی اِن مجالس کے تذکروں سے تاریخ کی کتب بھری پڑی ہیں۔

انہی مجلسوں کا ایک واقعہ ہے کہ کسی نے ان سے کہا: ابوعبداللہؒ! مجھے نصیحت فرمایئے!

ابوعبداللہؒ نے کہا: میں تجھے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ دنیا و آخرت میں بادشاہ بن کر رہنا۔ آدمی یہ جواب سن کر حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ ''اے ابوعبداللہؒ! یہ کیسے ممکن ہے؟

ابوعبداللہؒ نے جواب دیا: سامان دنیا سے بے نیاز ہو جاؤ تو تم دنیا میں بادشاہ بن کے رہو گے۔ اور اسی وجہ سے کامیاب ہو کر اللہ کے حضور اجر و ثواب پا کر بادشاہ بن جاؤ گے۔''

اسی طرح ایک اور شخص نے ان سے کہا:

اے ابوعبداللہؒ: میں اللہ کی خاطر آپ سے محبت رکھتا ہوں۔

انہوں نے جواب دیا: ''اللہ تجھے اس چیز سے محبت کی توفیق دے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے۔'' (یعنی تو اللہ کے ساتھ محبت کرے)

لوگ جب ان کے تقویٰ و پرہیز گاری اور عبادت و زہادت کا تذکرہ کر کے ان کی تعریف و توصیف کرتے تو وہ فرماتے: ''اگر گناہوں کی بدبو، پھیلنے کی تاثیر رکھتی تو میرے گناہوں کی بدبو کے باعث تم میں سے کوئی بھی میرے پاس نہ آ سکتا۔''

.....

محمدؒ بن واسع اَزدی اپنے طلباء کو کتاب اللہ سے تمسک اختیار کرنے اور اس کی چھاؤں میں زندگی گزارنے کی ترغیب دلانے سے کبھی غافل نہیں ہوتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے:

''قرآن مومن کا چمن ہے۔ وہ اس میں جہاں بھی ٹھہرے، اس کے کسی باغیچے میں ہی ٹھہرے گا۔''

محمدؒ بن واسع شاگردوں کو کم خوری کی بھی تلقین کرتے تھے۔ فرماتے کہ ''جس کا کھانا قلیل ہو وہ دوسروں کی بات کو سمجھ گیا اور انہیں اپنی بات سمجھا گیا، جسم و روح کی صفائی اور قلب کی رقت پا گیا۔ بسیار خوری آدمی کو بوجھل کر دیتی ہے اور اس کے بہت سے ارادوں کو پایہ تکمیل تک پہنچنے نہیں دیتی۔''

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمدؒ بن واسع اُزدی کو ورع وتقویٰ سے وافر حصہ ملا تھا۔ ان کی اس خوبی کے کئی واقعات مذکور ہیں۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ وہ ایک بار بازار میں اپنا گدھا فروخت کرنے کے لئے کھڑے تھے کہ ایک آدمی نے کہا: شیخ کیا آپ اسے میرے لئے پسند کرتے ہیں کہ میں اسے خرید لوں؟

انہوں نے جواب دیا! اگر میں اسے اپنے لئے پسند کرتا تو بیچتا ہی کیوں؟

.....

محمدؒ بن واسع نے اپنی ساری زندگی گناہوں کے قلق واضطراب اور رب کے حضور حاضری کے خوف میں ہی گزار دی۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ اے ابوعبداللہ! آج صبح کیسی رہی؟ تو وہ جواب دیتے: آج میں نے صبح اس حال میں کی ہے کہ اپنی موت کے قریب، امید سے دور اور عمل میں خطا کا مرتکب ہوا ہوں۔

اگر اس طرح کا جواب سن کر ان کا سائل حیرانی کا اظہار کرتا تو وہ کہتے:

''اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جو روزانہ آخرت کی جانب ایک مرحلہ طے کرتا ہے؟''

.....

۱۲۳ ہجری کو محمدؒ بن واسع اُزدی جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو عیادت کرنے والوں کی کثرت کا یہ حال تھا کہ ان کے گھر میں داخل ہونے والوں اور باہر نکلنے والوں کا تانتا بندھا ہوا تھا جبکہ گھر کے اندر کھڑے ہونے اور بیٹھنے والوں کی تعداد الگ تھی۔

یہ صورت حال دیکھ کر انہوں نے پہلو بدل کر اپنے کسی فرد سے کہا:

''مجھے یہ بتائیے کہ کل قیامت کے روز جب ہمیں پیشانیوں اور قدموں سے پکڑ لیا جائے گا تو یہ لوگ میرے کسی کام آئیں گے؟

جب مجھے جہنم میں ڈالا جا رہا ہوگا تو یہ مجھے کوئی فائدہ دیں گے؟''

پھر محمدؒ بن واسع اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ دعا کرنے لگے:

''اے اللہ میں تجھ سے معافی مانگتا ہوں!

ہر بری جگہ کھڑے ہونے پر

ہر بری جگہ بیٹھنے پر

ہر بری جگہ داخل ہونے پر

ہر بری جگہ سے گزرنے پر

ہر برے عمل پر جس کا میں مرتکب ہوا ہوں

اور ہر بری بات پر جو میرے منہ سے نکلی ہو۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے اللہ! میں ان ساری برائیوں پر تیری مغفرت کا طلب گار ہوں، میری مغفرت فرما!
میں یہ گناہ چھوڑ کر تیری طرف آتا ہوں تو میرا آنا قبول فرما!
میں گرفتار ہو کر تیرے حضور پیش ہونے سے قبل ہی تیرے سامنے ہتھیار ڈالتا ہوں۔"
اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی!

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عمر بن عبدالعزیزؒ

خلفائے راشدین میں سے پانچویں عابد و زاہد خلیفہ کا تذکرہ مشک سے زیادہ خوشبودار اور پھلواریوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔ ان کی منفرد و بے مثال اور چمکتی دمکتی سیرت عطر بیز باغیچہ ہے۔ آپ اس باغیچے میں جہاں بھی ٹھہریں گے وہاں لہلہاتا سبزہ، مہکتے پھول اور تر و تازہ پھلوں کی ایک بہار پائیں گے۔

اگر ہم ان کی اس سیرت کا مکمل احاطہ نہ کر سکیں جس نے تاریخ کی بلندیوں پر اپنا مسکن بنا رکھا ہے تو ان کی سیرت کے اس چمن گل و بو سے چند پھول توڑ لینے اور اس کی روشنی سے چند کرنیں لے لینے میں تو کوئی امر مانع نہیں ہے۔

گویا اگر سب کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا تو تھوڑے کو چھوڑ دینا بھی دانشمندی نہیں۔

ان صفحات میں ہم ان کی زندگی سے چھ تصویریں پیش کرتے ہیں۔ جو ہمارے لئے بھی اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی نشانِ ہدایت کی حیثیت رکھتی ہیں۔

## ۱

ان تصاویر میں سے پہلی تصویر معروف تابعی اور مدینہ کے قاضی و شیخ اور عالم دین سلمہؒ بن دینار نے بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس گیا۔ اس وقت وہ حلب کے ایک قصبہ خناصرہ میں تھے۔ ان دنوں میں بھی کبرسنی کو پہنچ چکا تھا۔ مجھے خلیفہ سے ملے کافی عرصہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا جب میں ملاقات کی غرض سے ان کی رہائش گاہ پر گیا تو وہ دروازے پر ہی مجھے مل گئے لیکن میں ان کی تبدیلی ہیئت کی وجہ سے انہیں پہچان نہ سکا۔ کیونکہ اس سے پہلے میں انہیں اس وقت ملا تھا جب وہ مدینہ کے گورنر ہوا کرتے تھے۔ بہر حال انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور کہنے لگے:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابو حازمؒ آجایئے!

جب میں ان کے قریب گیا تو میں نے پوچھا:

کیا آپ امیر المومنین عمرؒ بن عبدالعزیز نہیں ہیں؟

انہوں نے کہا: کیوں نہیں؟ میں عمرؒ بن عبدالعزیز ہی ہوں۔

میں نے کہا: آپ کو کیا ہو گیا ہے؟ کیا آپ کا چہرہ بشرہ تر و تازہ اور چمکتا دمکتا نہیں تھا؟ اور آپ آسودہ زندگی نہیں گزار رہے تھے؟

عمرؒ نے کہا: ''جی ہاں! آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔''

اس پر میں نے کہا! تو پھر کس چیز نے آپ کی یہ حالت بنا دی ہے حالانکہ آپ سیاہ و سفید کے مالک بھی بن گئے ہیں یعنی امیر المومنین ہیں۔

انہوں نے مجھ سے پوچھا: ''اے ابو حازم! مجھ میں کونسی تبدیلی واقع ہو گئی ہے؟''

میں نے کہا: آپ کا جسم دبلا ہو گیا ہے، جلد سوکھ گئی ہے، چہرہ مرجھا گیا ہے اور آنکھوں کی چمک ختم ہو گئی ہے۔

میرے یہ الفاظ سن کر عمرؒ بن عبدالعزیز رو پڑے اور کہا: ''اگر آپ مجھے میرے مرنے کے تین دن بعد قبر میں دیکھ لیں تو؟..... جب میری آنکھیں رخساروں اور ابروؤں کی ہڈیوں کے اندر دھنس چکی ہوں گی، پیٹ پھول کر پھٹ گیا ہو گا اور کیڑے جا بجا میرے جسم سے اپنی خوراک پوری کر رہے ہوں گے۔

اے ابو حازم! اگر اس وقت آپ مجھے دیکھ لیں تو آج سے بھی زیادہ تعجب و حیرت کا اظہار کریں گے۔''

پھر انہوں نے نگاہ اٹھا کر میری طرف دیکھا اور کہا:

''ابو حازم! کیا آپ کو وہ حدیث یاد ہے جو آپ نے مجھے مدینہ میں سنائی تھی؟''

میں نے کہا: امیر المومنین! میں نے آپ سے بہت سی احادیث بیان کی ہیں۔ آپ کس حدیث کی بات کر رہے ہیں؟

کہنے لگے: ''وہ حدیث جسے ابو ہریرہ نے روایت کیا ہے''

میں نے کہا: ''ہاں! یاد ہے۔

کہنے لگے: ''مجھے دوبارہ وہ حدیث سنایئے، میں آپ سے سننا چاہتا ہوں۔''

میں نے حدیث بیان کی:

سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ :اِنَّ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ عَقَبَةً كَؤُدًا مُضَرَّسَةً، لَنْ يَجُوْزَهَا اِلَّا كُلُّ ضَامِرٍ مَهْزُوْلٍ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''میں نے ابو ہریرہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی آئے گی جسے وہی شخص عبور کر سکے گا جس نے اپنے جسم کو (عبادت و مجاہدت میں گھلا کر) دبلا کر رکھا ہوگا''

عمرؒ نے یہ حدیث سنی تو اس قدر روئے کہ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں ان کا جگر نہ پھٹ جائے۔ پھر انہوں نے اپنے آنسو پونچھے اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے:

''اے ابو حازم! کیا آپ مجھے شرمندہ کرتے ہیں کہ میں نے اس گھاٹی سے بعافیت گزر جانے کے لئے اپنے جسم کو دبلا کیا ہے جبکہ مجھے یقین نہیں ہے کہ میں وہاں سے بخیر و عافیت گزر جاؤں گا۔''

## ۲

حیات عمرؒ کی دوسری تصویر ابن جریر طبری نے طفیل بن مرداس سے روایت کی ہے۔

مرداس کہتے ہیں:

امیر المومنین عمرؒ بن عبدالعزیز نے جب خلافت کی ذمہ داری سنبھالی تو وسط ایشیا کے علاقے صغد میں تعینات اپنے گورنر سلیمان بن ابی السری کو ایک خط لکھا کہ اپنے زیر نگرانی علاقے میں مسلمان مسافروں کی ضیافت و مہمان نوازی اور ان کے ٹھہرنے کے لئے مختلف مقامات پر سرائے تعمیر کرا دو۔ جب بھی کوئی مسلمان مسافر وہاں آ کر ٹھہرے تو ایک دن اور رات اس کی مہمان نوازی کرو۔ اس کی دیکھ بھال رکھو۔ اس کی سواری کا خیال رکھو۔ اگر وہ طوالت سفر کی بنا پر تھکاوٹ کی شکایت کرے تو اسے دو دن اور دو راتیں ٹھہرنے کی اجازت دو اور اس کی مدد کرو۔ اگر کوئی مسافر تہی دامن ہو جائے، زاد راہ ختم کر بیٹھے اور اس کے پاس سواری بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنی منزل پر پہنچ سکے تو اس کو اتنا خرچہ دے دو جس سے اس کی ضرورت پوری ہو سکے اور اس کو منزل تک پہنچانے کا اہتمام بھی کرو۔

گورنر نے امیر المومنین کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے سرائے تعمیر کروا دیں۔ اب اسے واقعہ کی خبر ہر جگہ پہنچ گئی۔ مشرق و مغرب کے اسلامی ممالک میں اس بات کے چرچے ہونے لگے اور لوگ خلیفہ کے عدل و تقویٰ کی باتیں کرنے لگے۔

یہ صورتحال دیکھ اور سن کر اہل سمرقند کے سردار ایک وفد لے کر اپنے علاقے کے گورنر سلیمان بن ابی السری کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ آپ کے پیشرو قتیبہ بن مسلم باہلی نے کوئی الٹی میٹم دیے بغیر اور مسلمانوں کے طریق جنگ کے برعکس ہمارے علاقے پر قبضہ کر لیا تھا جبکہ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ تم اپنے دشمن کو پہلے اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دیتے ہو، اگر وہ اسلام میں داخل ہونے سے انکار کرے تو پھر



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کو جزیہ ادا کرنے کا کہتے ہو۔ اگر وہ جزیہ ادا کرنے سے بھی انکار کرے تو پھر اس کے خلاف اعلان جنگ کرتے ہو۔

ادھر ہم نے تمہارے خلیفہ کے تقویٰ وعدل کو دیکھا تو تمہارے لشکر کے خلاف ہمیں بھی شکایت کرنے کی ہمت ہوئی۔ اور ہم نے چاہا کہ جو کچھ تمہارے اس کمانڈر نے ہمارے ساتھ کیا ہے اس پر تم سے مدد کی درخواست کریں۔ لہٰذا ہمیں اجازت دو کہ ہمارا ایک وفد تمہارے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو اور اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی داستان ان کو سنائے۔ ان سے ملاقات کے بعد اگر ہم حق پر ہوئے تو ہماری فریاد سن لی جائے گی ورنہ واپس آجائیں گے۔

سلیمان نے ان کے وفد کو خلیفہ کے پاس دمشق جانے کی اجازت دے دی۔ جب یہ وفد دارالخلافہ پہنچا اور اپنا مسئلہ امیر المومنین عمرؒ بن عبدالعزیز کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اپنے گورنر سلیمان بن ابی السری کو لکھا:

''امابعد..... جب میرا یہ خط تم تک پہنچے تو فوراً قاضی کو اہل سمرقند کے پاس بٹھاؤ تاکہ وہ ان کی شکایت پر غور وخوض کرے۔ اگر قاضی ان کے حق میں فیصلہ دے تو جیش مسلمین کو اہل سمرقند کا شہر چھوڑ دینے کا حکم دے دو اور وہاں پر مقیم مسلمانوں کو بھی وہاں سے نکل جانے کا کہہ دو اور ان سے کہو کہ وہ اسی حالت میں لوٹ جائیں جس حالت میں وہ قتیبہ بن مسلم باہلی کے یہاں داخلے سے قبل تھے۔''

وفد سلیمان بن ابی السری کے پاس پہنچا اور امیر المومنین کا خط ان کے حوالے کیا تو سلیمان نے خط پڑھتے ہی وہاں کے چیف جسٹس جمیع بن حاضر ناجی کو عدالت لگانے کے لئے کہا۔

جمیع نے ان کا مقدمہ سماعت کیا اور اس کی تحقیق وتفتیش کے لئے مسلمان لشکر اور ان کے کمانڈروں کی شہادتیں سنیں تو اہل سمرقند کا موقف درست ثابت ہوا لہٰذا ان کے حق میں فیصلہ دے دیا۔

ادھر گورنر نے جیش مسلمین کو حکم دیا کہ وہ دیار سمرقند خالی کر دیں اور اپنی چھاؤنیوں میں چلے جائیں اور ایک بار پھر اہل سمرقند سے حرب آزما ہوں۔

اس طرح یا تو وہ اہل شہر کی مرضی سے شہر میں داخل ہوں گے۔ یا پھر لڑائی کر کے ان کے خلاف فتح حاصل کر لیں گے اور شہر میں داخل ہو جائیں گے۔ یا ناکام ہو کر واپس لوٹ جائیں گے۔

سمرقند کے سرداروں نے جب مسلمانوں کے چیف جسٹس کا یہ فیصلہ سنا تو آپس میں کہنے لگے:

تم بھی عجیب لوگ ہو۔ تم ان لوگوں کے ساتھ رہے ہو۔ انہیں اپنے یہاں ٹھہرایا ہے اور تم نے ان کی سیرت اور صداقت وعدالت کو بھی دیکھا ہے۔ پھر بھی اس طرح انہیں یہاں سے نکال رہے ہو۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم انہیں اپنے پاس ٹھہرالو۔ ان کی طرز معاشرت سے اپنی زندگیاں سنوارلو۔ اوران کی صحبت ورفاقت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرلو۔

## ۳

حیات عمرؒ کی تیسری تصویر ابن عبدالحکم نے اپنی بہترین کتاب ''سیرت عمرؒ بن عبدالعزیز'' میں بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں:

جب عمرؒ بن عبدالعزیز کی موت کا وقت قریب آیا تو مَسلمہ بن عبدالملک ان کی خدمت میں حاضر ہوااور کہنے لگے:

امیرالمومنین! آپ نے مال دنیا کو اپنے بچوں کے منہ سے دور رکھا۔ اب اچھا ہوگا اگر آپ مجھے یا کسی اور کو جسے آپ بہتر سمجھتے ہیں ان بچوں کے بارے میں وصیت کر جائیں کہ ان کو کچھ مال دے دیا جائے۔

مسلمہ کی گفتگو مکمل ہوئی تو عمر نے کہا: ''مجھے اٹھا کر بٹھاؤ'' اٹھا کر بٹھایا گیا تو کہنے لگے:

''مسلمہ! میں نے تیرا یہ کہنا مان لیا ہے کہ میں نے اپنے بچوں کے منہ سے مال کو روکے رکھا ہے۔ تو سن لو کہ خدا کی قسم میں نے کوئی ایسی چیز ان سے روک نہیں رکھی جو ان کا حق تھا۔ اور کوئی ایسی چیز ان کو میں دے نہیں سکتا تھا جو ان کا حق نہ تھا۔

تیرا یہ کہنا کہ میں تجھے یا اپنے اہل بیت میں سے جسے بہتر سمجھوں وصیت کر جاؤں کہ وہ میرے بچوں کو کچھ مال دے دیں تو یاد رکھو کہ میرے بچوں کے معاملے میں میرا وصی وولی وہ اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے اور وہی صالحین کا کارساز ہے۔

اے مسلمہ! جان رکھو! کہ میرے بیٹے عمل کے اعتبار سے دو قسم کے انسان ہی ہو سکتے ہیں: اگر وہ متقی و پرہیزگار آدمی ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا اور اپنی جناب سے ان کے لئے آسانی کی راہ نکال دے گا اور اگر عاصی و گنہگار آدمی ہوں گے تو میں ہی وہ پہلا آدمی کیوں بنوں جو مال کے ذریعے معصیت الٰہی پر ان کی مدد کروں۔''

پھر انہوں نے کہا: ''میرے بیٹوں کو بلاؤ''

بیٹوں کو بلایا گیا۔ یہ تعداد میں انیس (۱۹) کے قریب تھے۔ جب عمرؒ نے ان کی طرف دیکھا تو آنکھیں ڈبڈبا گئیں اور کہنے لگے:

''میری جان کی قسم! ان بچوں کو..... ان کو میں تہی دست چھوڑ رہا ہوں کہ ان کے پاس کوئی شے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں ہے۔''

پھر دل میں روتے رہے۔ کچھ دیر بعد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے:

''میرے بیٹو!..... میں تمہارے لئے بہت کچھ چھوڑ کے جا رہا ہوں۔ تم کسی ایسے مسلمان یا ذمی کے پاس سے نہیں گزرو گے جس کا کوئی پائی پیسہ تم نے ادا کرنا ہو بلکہ تمہارا ہی کوئی حق ان کے ذمہ ہوگا۔

میرے بیٹو!..... تمہارے سامنے دو صورتیں ہیں ان میں سے جسے چاہو پسند کرلو۔

اگر تم غنی و مالدار ہونا چاہتے ہو تو تمہارا باپ جہنم میں چلا جائے گا۔ اور اگر تم فقر کی زندگی پسند کرتے ہو تو تمہارا باپ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

میرا خیال ہے کہ تم مالداری و امیری کو خیر باد کہہ کے اپنے باپ کو جہنم سے نکالنے کو ترجیح دو گے۔''

پھر محبت و شفقت بھری ہمدردانہ نظر ان پر ڈالتے ہوئے گویا ہوئے:

''جاؤ..... اللہ تمہاری حفاظت کرے اور تمہیں رزق دے!''

یہ سن کر مسلمہ نے کہا: امیر المومنین میرے پاس اس سے بہتر چیز ہے!

عمرؒ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

مسلمہ نے کہا: میرے پاس تین لاکھ دینار ہیں..... میں وہ آپ کو ہبہ کرتا ہوں۔ آپ وہ رقم ان بیٹوں میں تقسیم کر دیجئے یا جب چاہیں صدقہ کر دیں!

عمرؒ نے جواب دیا: ''مسلمہ! کیا یہ اس سے بہتر ہے؟''

مسلمہ نے کہا: تو اور کیا..... یہ بہتر نہیں؟

عمرؒ نے کہا: ''یہ مال ان لوگوں کو واپس لوٹاؤ جن سے چھینا گیا ہے۔ تمہارا اس دولت پہ کوئی حق نہیں۔''

یہ ایمان افروز و ولولہ خیز جواب سن کر مسلمہ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور وہ بولا:

امیر المومنین! اللہ آپ پر دونوں جہانوں میں رحمت فرمائے۔ آپ نے تو ہمارے پتھر دلوں کو موم کر دیا ہے۔ بھولا ہوا سبق یاد دلا دیا ہے اور آپ کی وجہ سے ہمیں بھی صالحین کے زمرہ میں شامل ہونے کی سعادت ملی!

پھر لوگوں نے ابنائے عمرؒ بن عبدالعزیز کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی محتاج ہوا نہ فقیر اور اللہ بزرگ و برتر نے تو سچ ہی فرمایا ہے کہ وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (النساء:۹)

''لوگوں کو اس بات کا خیال کر کے ڈرنا چاہئے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے بے بس اولاد چھوڑتے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مرتے وقت انہیں اپنے بچوں کے حق میں کیسے کچھ اندیشے لاحق ہوتے۔ پس چاہئے کہ وہ خدا کا خوف کریں اور راستی کی بات کریں"

## ٤

چوتھی تصویر رجزیہ اشعار کہنے والا ایک بدوی شاعر وکین بن سعید داری بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

جب عمر بن عبدالعزیز مدینہ کے گورنر تھے تو میں نے ان کی مدح میں کچھ اشعار کہے، اس پر انہوں نے پندرہ بہترین اونٹنیاں مجھے دینے کا حکم صادر فرمایا۔

اونٹنیاں میرے حوالے کر دی گئیں تو میں نے ذرا رک کر ان کا مشاہدہ کرنا چاہا تو میں ان کی خوبصورتی و عمدگی کو دیکھ کر ڈر سا گیا۔ لہٰذا میں نے اکیلے ہی ان اونٹنیوں کو لے کر پہاڑی راستوں پر سفر کرنا مناسب نہ سمجھا اور انہیں فروخت کر دینے کو بھی میرا جی نہیں چاہ رہا تھا۔

میں اس رد و کد میں تھا کہ میرے پاس ایک چھوٹا سا قافلہ آ پہنچا جو ہمارے ہی علاقے نجد کی طرف سفر کا ارادہ رکھتا تھا۔ میں نے ان کے ساتھ چلنے کے لئے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا:

خوش آمدید! آجایئے! آج رات ہم نکلیں گے۔ آپ بھی اپنی تیاری کر لیں اور ہمارے ساتھ نکل چلیں۔

اب میں الوداعی ملاقات کے لئے عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا تو انہیں دو بزرگوں کے ساتھ بیٹھے پایا جن کو میں نہیں جانتا تھا۔ جب میں واپس جانے کے ارادے سے مڑا تو عمر نے میری طرف دیکھا اور کہا: "اے وکین میرے دل میں بلند مناصب تک ترقی پانے کا بہت شوق ہے اگر تمہیں معلوم ہو کہ میں کسی بڑے منصب پر فائز ہو چکا ہوں تو میرے پاس آنا میں تجھے مزید انعام سے نوازوں گا"۔

میں نے کہا: جناب امیر! اس وعدے پر کسی کو گواہ ٹھہرا لیں۔

عمر نے کہا: "میں اللہ تعالیٰ کو اس معاملہ میں شاہد ٹھہراتا ہوں۔"

میں نے کہا: "اور اس کی مخلوق میں سے بھی تو کسی کو شاہد بنا لیں نا!"

عمر نے کہا: "یہ دو بزرگ گواہ ہوں گے۔"

اب میں ایک بزرگ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! مجھے اپنا اسم گرامی تو بتا دیجئے تا کہ میں آپ کی شناخت رکھ سکوں؟

بزرگ نے کہا: سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں نے امیر (عمر بن عبدالعزیز) کی طرف دیکھا اور کہا اس گواہ کے باعث تو میں کامیاب ہو گیا۔ پھر میں نے دوسرے بزرگ کی طرف دیکھا اور عرض کیا: میں آپ پر قربان جاؤں! آپ کون ہیں؟

انہوں نے کہا: ''ابو یحییٰ، امیر (عمر بن عبدالعزیز) کا خادم۔

میں نے کہا یہ تو آپ کے گھر کی گواہی ہوگئی۔

پھر میں وہاں سے چل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان اونٹنیوں میں اس قدر برکت ڈالی کہ ان کے توالد کی کثرت نے مجھے کئی غلاموں اور مزید اونٹوں کا مالک بنا دیا۔

وقت گزرتا رہا۔ ایک روز میں نجد کی ارض یمامہ کے صحرائے فلج میں تھا کہ ایک شخص کو امیر المومنین سلیمان بن عبدالملک کی وفات کا اعلان کرتے سنا۔ میں نے اعلان کرنے والے سے پوچھا:

اب ان کے بعد خلیفہ کون بنا ہے؟

اس نے کہا: ''عمر بن عبدالعزیز''

اس آدمی کے منہ سے یہ الفاظ سننے کی دیر تھی کہ میں نے بلاد شام کے لئے رخت سفر باندھ لیا۔ جب میں دارالخلافہ دمشق پہنچا تو مشہور شاعر جریر خلیفہ کے پاس سے واپس آ رہا تھا میں نے اسے سلام کہا اور پوچھا:

ابوحزرہ! کہاں سے آ رہے ہو؟

اس نے کہا: خلیفہ کے پاس سے جو فقراء کو مال دے رہے ہیں لیکن شعراء کو خالی ہاتھ لوٹا دیتے ہیں۔ لہٰذا جہاں سے آئے ہو وہیں واپس چلے جاؤ۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہے۔

میں نے کہا: میرا معاملہ تمہارے سے مختلف ہے۔

اس نے کہا: اگر تو جانے پر بضد ہے تو چلا جا!

اب میں دارالخلیفہ پہنچ گیا۔ دیکھتا ہوں کہ خلیفہ صحن میں ہیں اور یتامیٰ و بیوگان اور ظلم و جبر کے ساتھ تہی دامن کئے گئے لوگوں نے ان کو گھیر رکھا ہے۔ میں ان کے ہجوم و ازدھام کے باعث خلیفہ تک نہ پہنچ سکا۔ میں نے دور سے ہی آواز بلند کی:

يَا عُمَرَ الْخَيْرَاتِ وَالْمَكَارِمِ
وَعُمَرَ الدَّسَائِعِ الْعَظَائِمِ
إِنِّي امْرُءٌ مِنْ قَطَنٍ مِنْ دَارِمِ
طَلَبْتُ دَيْنِي مِنْ أَخِي الْمَكَارِمِ

''اے جود و سخا کے مالک اور عطا و بخشش کے بڑے بڑے برتن رکھنے والے عمرؒ!
میں بنو دارم کے شہر قطن سے آیا ہوں اور اپنے سخی بھائی (عمرؒ) سے اپنا قرض مانگتا ہوں۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ الفاظ سن کر ان کے خادم ابو یحییٰ نے میرے اوپر ایک طویل نگاہ ڈالی اور امیر المومنین کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: امیر المومنین! اس بدوی کے ساتھ آپ کے وعدے کی میں شہادت دیتا ہوں۔

عمرؒ نے کہا: ''میں اسے جانتا ہوں۔''

پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ''دکین! میرے پاس آؤ!

جب میں ان کے پاس گیا تو میرے قریب ہو کر کہا:

کیا تجھے وہ بات یاد ہے جو میں نے مدینہ میں تجھ سے کہی تھی کہ میرا نفس اعلیٰ سے اعلیٰ چیز کے حصول میں رغبت رکھتا ہے۔

میں نے کہا: ہاں! امیر المومنین! یاد ہے۔

کہنے لگے: ''تو اب دنیا میں وہ چیز مجھے حاصل ہے جس سے آگے کوئی چیز نہیں اور یہ حکمرانی ہے۔ مگر میرا دل آخرت کی ایسی چیز کی طرف مائل ہے جس سے آگے کوئی اور چیز نہیں اور وہ جنت ہے۔ اور میرا دل اس کوشش میں ہے کہ رضوان الٰہی حاصل کر کے فوز و فلاح کا دامن تھام لوں۔ اگر بادشاہوں نے اپنی بادشاہی کو دنیاوی عزت کے حصول کے لئے استعمال کیا ہے تو میں اسے لازماً اخروی عزت کے حصول کا ذریعہ بناؤں گا۔''

پھر انہوں نے کہا: ''اے دکین! اللہ کی قسم! جب سے میں مسلمانوں کے امور کا نگران بنا ہوں میں نے ان کے مال سے ایک درہم یا دینار تک نہیں لیا۔ میرے پاس صرف ایک ہزار درہم ہے۔ آدھے تم لے جاؤ اور آدھے میرے لئے رہنے دو۔''

دکین کہتا ہے: ''میں نے وہ مال لے لیا جو انہوں نے دیا۔ اللہ کی قسم اس مال سے زیادہ بابرکت مال میں نے نہیں دیکھا۔''

## ۵

حیات عمرؒ کی پانچویں تصویر موصل کے جج یحییٰ بن یحییٰ غسانی کی روایت کردہ ہے۔ وہ کہتے ہیں:

ایک بار عمر بن عبدالعزیز حمص کے بازاروں میں تاجروں کا جائزہ لینے اور بھاؤ معلوم کرنے کے لئے گھوم پھر رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی ان کے پاس آ کھڑا ہوا، اس نے قطر کی بنی ہوئی دھاری دار دو چادریں اپنے اوپر ڈال رکھی تھیں۔ اس نے کہا: امیر المومنین! میں نے سنا ہے کہ آپ نے یہ حکم دے رکھا ہے کہ جو شخص مظلوم ہو (ظلم کے ساتھ جس کی جائیداد و ملکیت ہتھیالی گئی ہو) وہ دادرسی کے لئے آپ کے پاس آئے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمر نے کہا: ''ہاں میں نے کہہ رکھا ہے!''

آدمی: تو پھر یہ آدمی (خود) مظلوم ہے اور دور دراز سے چل کر آیا ہے۔

عمر: ''آپ کے اہل خانہ کہاں ہیں؟''

آدمی: عدن میں

عمر: ''اللہ کی قسم! آپ کا گھر تو عمر کے گھر سے بھی دور ہے۔''

پھر عمر اپنی سواری سے اترے اور اس آدمی کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوچھنے لگے:

''تم پر کیا ظلم ہوا ہے؟''

آدمی: آپ تک رسائی رکھنے والے ایک آدمی نے میری زمین غصب کر لی ہے اور اس کا مالک بن بیٹھا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز نے اسی وقت عدن کے گورنر عروہ بن محمد کو خط لکھا کہ ''جونہی آپ کے پاس میرا یہ خط پہنچے۔ اس کے حامل کے مقدمہ کی گواہی طلب کرو، اگر یہ حق پر ہو تو اس کو اس کا حق دلاؤ۔''

عمر نے انہی چند الفاظ پر خط ختم کیا اور آدمی کے حوالے کر دیا۔

آدمی واپس جانے لگا تو عمر نے کہا: ''ذرا ٹھہر جاؤ! آپ بہت دور سے ہمارے پاس آئے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ آپ نے اس سفر میں بہت سی رقم صرف کی ہے۔ نئے کپڑوں کو بوسیدہ کیا ہے اور ممکن ہے سواری کا کوئی جانور بھی اس طویل ترین سفر کی نذر ہو گیا ہو۔''

پھر انہوں نے اس سب کچھ کا اندازہ لگایا تو اس کی مالیت گیارہ دینار بنی جو عمر بن عبدالعزیز نے اسے ادا کر دی اور کہا: ''یہ بات عام لوگوں کو بھی بتانا تاکہ کوئی مظلوم اپنی داستان ظلم سنانے اور اس سے نجات پانے کے لئے امیر المومنین کے پاس آنے سے نہ گھبرائے خواہ وہ کتنا ہی دور کیوں نہ ہو۔''

## ٦

سیرت عمرؒ بن عبدالعزیز کی چھٹی تصویر عابد و زاہد زیاد بن میسرہ نے بڑے محبت بھرے انداز میں بیان کی ہے وہ کہتے ہیں:

میرے آقا عبداللہ بن عیاش نے مجھے کسی کام کی غرض سے امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز سے ملاقات کے لئے مدینہ سے دمشق بھیجا۔ میرے اور عمر کے درمیان اس وقت کے تعلقات تھے جب وہ مدینہ کے گورنر ہوا کرتے تھے۔ بہر حال جب میں ان کے پاس پہنچا تو ایک کاتب ان کے احکامات لکھ رہا تھا۔ میں کمرے کے دروازے پر پہنچا تو السلام علیکم کہا، انہوں نے جواب دیا: زیاد! وعلیکم السلام!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر میں کچھ ندامت و شرمندگی کی کیفیت میں ہی آگے بڑھا اس لئے کہ میں نے امیر المومنین کہہ کر انہیں سلام نہیں کیا تھا۔ جب میں ان کے قریب چلا گیا تو پھر السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ کہا۔

عمر نے یہ سن کر کہا: ''اے زیاد! کیا ہم نے تمہارے پہلے سلام کا جواب نہیں دیا، اب دوبارہ سلام کی کیا ضرورت تھی؟''

کاتب اس وقت بصرہ سے بذریعہ ڈاک آئی ہوئی لوگوں کی شکایات پڑھ کر انہیں سنا رہا تھا۔

عمر نے مجھ سے کہا: ''زیاد بیٹھ جاؤ۔ فارغ ہو جائیں تو آپ سے بات کرتے ہیں۔''

میں دروازے کی چوکھٹ پر ہی بیٹھ گیا۔ کاتب یہ خطوط پڑھتا جا رہا تھا اور ان خطوط کے باعث عمر کے کرب و غم میں یوں اضافہ ہو رہا تھا کہ وہ طویل طویل سانس لے رہے تھے۔

جب کاتب ان تمام خطوط و رسائل کو پڑھنے سے فارغ ہو گیا جو اس کے پاس تھے اور اٹھ کر چلا گیا تو عمر بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور میری طرف بڑھے۔ وہ بھی آ کر دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے اور میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مجھ سے کہنے لگے:

''زیاد، تم خوش قسمت لوگ ہو۔ تم نے اپنے آپ کو جبہ سے گرم کر رکھا ہے اور اس تکلیف سے محفوظ ہو جس میں ہم مبتلا ہیں۔''

پھر وہ مجھ سے صلحائے اہل مدینہ کے بارے میں پوچھنے لگے۔ ان کے افراد خانہ کا فرداً فرداً حال معلوم کیا، حتیٰ کہ کوئی ایسا آدمی نہ رہا جس کا حال انہوں نے مجھ سے نہ پوچھا ہو۔

پھر انہوں نے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جن کا انہوں نے اس وقت حکم دیا تھا جب وہ مدینہ کے گورنر تھے۔ میں نے ان کے ہر سوال کا جواب دیا، پھر انہوں نے چونک کر مجھ سے کہا:

''زیاد! کیا تم نہیں دیکھتے کہ عمر کس آزمائش میں پڑ گیا ہے؟''

میں نے کہا: میں تو اس معاملے میں آپ کے لئے اجر و خیر کی امید رکھتا ہوں۔

کہنے لگے: ''مجھے تو یہ بات بعید ہی نظر آتی ہے''

پھر وہ اس قدر روئے کہ مجھے ان پر رحم آنے لگا۔

میں نے کہا: امیر المومنین! اپنے اوپر کچھ نرمی کیجئے۔ میں آپ کے لئے خیر کی امید رکھتا ہوں۔

کہنے لگے: ''زیاد! وہ چیز کس قدر دور ہے جس کی تم امید رکھتے ہو۔'' ادھر حالت تو یہ ہو گئی ہے کہ میرے بس میں تو یہ ہے کہ میں کسی کو برا بھلا کہہ لوں لیکن کسی کے بس میں نہیں کہ وہ مجھے کچھ کہہ سکے..... میں تو کسی کو سزا دے سکتا ہوں لیکن کوئی مجھے ضرب بھی نہیں لگا سکتا..... میں لوگوں کو ایذا دینے پر قادر ہوں لیکن مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ مجھے پھر ان کی یہ حالت دیکھ کر خوف آنے لگا۔ میں ان کے پاس تین دن ٹھہرا کہ اتنے وقت میں انہوں نے وہ کام کر دیا جس کے لئے مجھے میرے آقا نے بھیجا تھا۔

جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا تو انہوں نے مجھے میرے آقا کے نام ایک خط دیا جس پر لکھا تھا کہ وہ مجھے (زیادکو) فروخت کر دے اور وہ (عمر) اسے خرید لیں۔

پھر انہوں نے اپنے بستر کے نیچے سے بیس دینار نکالے اور کہا: ''یہ لے لو اور اپنی ضروریات پر اسے خرچ کر لینا۔ اگر مال فئی میں تمہارا کوئی حق ہوا تو وہ بھی تمہیں دیا جائے گا۔''

میں نے یہ مال لینے سے انکار کر دیا۔

کہنے لگے: ''یہ مال لے لو، یہ بیت المال میں سے نہیں میرے ذاتی خرچ میں سے ہے۔''

مگر میں نے پھر بھی ان سے وہ مال نہ لیا تو وہ مسلسل اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ مجبوراً مجھے وہ مال لینا پڑا۔

اب میں وہاں سے واپس چل پڑا۔ مدینہ پہنچا تو وہ خط اپنے آقا کو دیا۔ انہوں نے اسے کھولا تو کہا: وہ مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ میں تجھے ان کے ہاتھ فروخت کر دوں اور وہ تجھے خرید کر آزاد کر دیں۔ تو میں ہی کیوں نہ تجھے آزاد کر دوں۔

پھر انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے ۱۰۱ ہجری میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عبدالملکؒ

## فرزند

# عمر بن عبدالعزیزؒ

جلیل القدر تابعی امیر المومنین عمرؒ بن عبدالعزیز اپنے پیش رو سلیمان بن عبدالملک کی قبر پر مٹی ڈال کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے اردگرد حرکت کی آوازیں سنیں۔

پوچھا: یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا: امیر المومنین منصب خلافت پر متمکن خلیفہ کے لئے سواریاں ہیں۔ یہ آپ کے لئے تیار ہیں کہ آپ ان پر سوار ہوں۔ عمرؒ نے تکھیوں سے ان کی طرف دیکھا اور اس مرتعش آواز میں گویا ہوئے جس میں تھکاوٹ نے تھرتھراہٹ پیدا کر دی تھی اور رتجگے نے اسے پست کر دیا تھا، کہا:

''میرا ان سواریوں سے کیا تعلق؟

اللہ تمہیں خوش رکھے۔ یہ سواریاں مجھ سے دور لے جاؤ اور میرا خچر میرے قریب کرو۔ میرے لئے وہی کافی ہے۔

ابھی وہ خچر پر سوار نہ ہونے پائے تھے کہ ایک پولیس افسر آ گیا تا کہ وہ ان کے آگے آگے چلے۔ اس افسر کے ساتھ دیگر سپاہیوں کی ایک جماعت بھی تھی جو اس کے دائیں بائیں قطار بنائے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے نیزے چمک رہے تھے۔

امیر المومنین نے اس کی طرف دیکھا اور کہا:

''مجھے آپ کی ضرورت ہے نہ آپ کے ان ساتھیوں کی! میں کوئی اجنبی نہیں، انہی مسلمانوں کا ایک فرد ہوں۔ جس طرح یہ صبح و شام کرتے ہیں، میں بھی اسی طرح صبح و شام کرتا ہوں'' عمرؒ وہاں سے چلے تو لوگ بھی ساتھ ہی چل پڑے۔ یہاں تک کہ مسجد میں پہنچ گئے اور لوگوں میں اعلان کر دیا گیا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہ مسجد میں جمع ہو جاؤ۔

ہر طرف سے لوگ مسجد میں آ جمع ہوئے۔ جب تمام لوگ آ چکے تو عمرؒ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد وثناء بیان کی، نبیؐ پر درود وسلام بھیجا اور کہا:

''لوگو! میری رائے ومطالبے اور مسلمانوں سے مشورہ لئے بغیر ذمہ داری کا بوجھ میرے اوپر ڈال دیا گیا ہے۔ لہٰذا میں تمہاری اس بیعت کو واپس کرتا ہوں جو تم نے میری اطاعت کیلئے کی تھی۔ تم جسے چاہو اپنا خلیفہ منتخب کر لو۔''

لوگ فوراً یک زبان ہو کر بولے:

امیر المومنین! ہم نے آپ کو منتخب کر لیا ہے اور ہم آپ سے خوش ہیں۔ آپ اللہ کا نام لے کر ہمارے امور کو سنبھالئے!

عمرؒ نے جب دیکھا کہ لوگوں کے ان معترضانہ کلمات کی آوازیں اب بند ہو گئی ہیں اور دلوں میں پیدا ہونے والی بے چینی اطمینان میں بدل گئی ہے۔ تو ایک مرتبہ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کے عبد ورسولؐ پر درود وسلام بھیجا اور لوگوں کو تقویٰ کی تلقین کرنے لگے۔ متاع دنیا سے دور رہنے اور آخرت میں دلچسپی پیدا کرنے کی ترغیب دلانے لگے۔ انہیں ایسے لب ولہجہ میں موت یاد دلانے لگے کہ پتھر دل موم ہو جائیں اور معصیت کار آنکھیں اشک بار ہو جائیں۔ یہ آواز ان کے دل سے نکل رہی تھی اور سامعین کے دلوں میں گھر کرتی چلی جا رہی تھی۔

پھر انہوں نے تھکاوٹ میں رندھی اپنی اس آواز کو اتنا بلند کیا کہ تمام لوگوں نے اسے سن لیا، کہنے لگے:

''لوگو! جو شخص اللہ کی اطاعت کرے۔ اس شخص کی اطاعت کرنا دوسروں پر واجب ہو جاتی ہے۔ اور جو شخص اللہ کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت ہرگز کسی پر واجب نہیں۔

لوگو! میں جب تک اللہ کا مطیع رہوں تم بھی میری اطاعت کرتے رہو۔ جب میں اللہ کی اطاعت کے بجائے اس کی نافرمانی پر اتر آؤں تو قطعاً میری اطاعت نہ کرنا۔''

پھر وہ منبر سے نیچے اتر آئے اور سیدھے گھر چلے گئے۔ اور کمرے میں جا پناہ لی۔ دراصل وہ اس شدید مشقت وبیداری کے بعد کچھ آرام کرنا چاہتے تھے۔ جو خلیفہ کی وفات کے بعد انہیں مسلسل درپیش رہی۔

مگر ابھی انہوں نے پہلو بستر سے لگایا ہی تھا کہ ان کا بیٹا عبدالملکؒ ان کے پاس آ گیا۔ عبدالملکؒ اس وقت کوئی سترہ سال کا نوجوان تھا۔ اس نے کہا:

امیر المومنین! اب کیا ارادہ ہے؟!!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



باپ نے جواب دیا: ''بیٹا! میں تھوڑی سی نیند لینا چاہتا ہوں۔ میرے جسم میں تو قوت بھی باقی نہیں رہی۔''

بیٹا: امیرالمومنین! کیا آپ لوگوں کے غصب شدہ اموال واملاک انہیں واپس دلانے سے قبل نیند لینا چاہتے ہیں؟!!

باپ: ''بیٹا! میں گزشتہ رات تیرے چچا سلیمان کے سلسلے میں بیدار رہا ہوں اور ابھی میں نے لوگوں کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھنی ہے، ان شاء اللہ لوگوں کے املاک انہیں واپس دلا دیئے جائیں گے۔''

بیٹا: اے امیرالمومنین! کون ہے جو اس بات کی ضمانت دے کہ آپ ظہر تک زندہ رہیں گے؟

بیٹے کی اس بات نے باپ کی عزیمت کو دو آتشہ کر دیا۔ اس کی آنکھوں سے نیند اڑا کے رکھ دی اور تھکاوٹ سے چور اس کے بدن میں ہمت وقوت بھر دی۔

عمر نے کہا: ''بیٹا قریب آؤ۔''

بیٹا قریب ہوا تو باپ نے فرط جذبات میں بیٹے کی پیشانی کو بوسہ دیا اور کہا: ''اس اللہ کا شکر ہے جس نے میری صلب سے ایسا بیٹا پیدا کر دیا ہے جو دین کے معاملے میں میرا مددگار رہے''۔

پھر عمرؒ اٹھے اور لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ جس کسی کی کوئی جائیداد وملکیت بالجبر ہتھیالی گئی ہے وہ اپنا معاملہ دربار خلافت میں پیش کرے۔

.....

یہ عبدالملکؒ کون ہے؟

اور اس جوان کا معاملہ کیا ہے جس کے بارے میں لوگوں نے کہا ہے کہ اس نے اپنے باپ کو عبادت میں داخل کیا اور زہادت کی راہ پر چلا دیا۔ آیئے اس صالح جوان کی کہانی شروع سے سنتے ہیں۔

عمرؒ بن عبدالعزیز کے پندرہ بچے تھے جن میں تین بیٹیاں تھیں۔ ان سب بچوں کو تقویٰ سے وافر حصہ عنایت ہوا تھا اور یہ خیر وصلاح کے بلند مرتبے پر فائز تھے۔ لیکن عبدالملک اپنے بھائیوں کی اس تسبیح کا نادر ونایاب بہترین موتی اور ان میں چمکتا دمکتا ایک ستارہ تھا۔ وہ عقل ودانش سے بہرہ ور ادیب تھا۔ اس کی عمر جوانوں جیسی اور عقل بوڑھوں جیسی تھی۔ پھر اس نے بچپن سے ہی تربیت بھی تو اطاعت الٰہی کے ماحول میں پائی تھی۔ وہ شکل وصورت کے اعتبار سے عمومی طور پر آل خطاب سے ملتا جلتا تھا اور تقوائے الٰہی، خوف معاصی اور طاعت وفرمانبرداری کے ذریعے تقرب الٰہی کے اعتبار سے خصوصی طور پر عبداللہ بن عمرؓ سے مشابہ تھا۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبدالملکؒ کا چچازاد عاصم بن ابوبکر بیان کرتا ہے:

''میں ایک وفد کے ساتھ دمشق گیا تو اپنے عم زاد عبدالملک کے پاس ٹھہرا۔ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ ہم نے عشاء کی نماز پڑھی اور اپنے اپنے بستروں پر دراز ہو گئے۔ عبدالملک اٹھا اور چراغ بجھا دیا۔ اب ہم دونوں سو گئے۔ آدھی رات کے وقت میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ عبدالملک اندھیرے میں کھڑا نماز پڑھ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی قرأت کر رہا ہے:

اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ۝ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝ (الشعراء: ۲۰۵۔۲۰۷)

''تم نے کچھ غور کیا، اگر ہم انہیں برسوں تک عیش کرنے کی مہلت بھی دے دیں اور پھر وہی چیز ان پر آ جائے جس سے انہیں ڈرایا جا رہا ہے تو وہ سامان زیست جو ان کو ملا ہوا ہے ان کے کس کام آئے گا؟''

بار بار انہی آیات کی قرأت کے باعث اس کے عمق قلب سے نکلنے والی رونے کی آواز نے مجھے خوفزدہ کر دیا کہ کہیں اس کے دل کے تار ہی نہ ٹوٹ جائیں۔

یہ ان آیات کی قرأت سے ایک بار فارغ ہوتا تو دوبارہ شروع کر دیتا اور مسلسل اسی طرح کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ یہ اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالے گا۔ میں نے یہ کیفیت دیکھ کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اس طرح بلند آواز سے پڑھا جس طرح نیند سے بیدار ہونے والا پڑھتا ہے۔ تاکہ میں اس کے رونے کے تسلسل کو توڑ سکوں۔ جونہی عبدالملکؒ نے میرے یہ الفاظ سنے فوراً خاموش ہو گیا حتیٰ کہ میں نے اس کی حرکت کی آہٹ بھی نہ سنی۔''

.....

اس عمری جوان نے اپنے زمانے کے بڑے بڑے علماء سے کسب فیض کیا۔ یہاں تک کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہؐ کے علم سے اپنا سینہ بھر لیا اور تفقہ فی الدین کا ملکہ بھی پالیا۔ اس طرح وہ اپنی نوعمری میں ہی اپنے زمانے کے فقہائے شام کی صف اول کی چوٹ کے فقیہ بن گئے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ عمرؒ بن عبدالعزیز نے شام کے فقہاء اور قراء کو جمع کیا اور ان سے کہا: ''میں نے ان املاک و جائیداد کے سلسلے میں رائے لینے کے لئے آپ کو بلایا ہے جو میرے خاندان نے بالجبر لوگوں سے ہتھیائی ہیں۔''

فقہاء نے کہا: ''امیر المومنین! یہ معاملہ آپ کے خلیفہ بننے سے قبل کا ہے۔ اور اس بے انصافی کا گناہ انہی کے ذمے ہے جو اس کے مرتکب ہیں۔''

فقہاء کا یہ جواب سن کر عمرؒ بن عبدالعزیز مطمئن نہ ہوئے تو انہی لوگوں میں سے برعکس رائے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رکھنے والے ایک آدمی نے عمرؒ کی طرف دیکھا اور کہا: ''امیر المومنین! عبدالملک کو بھی بلا لیجئے! علم وفقہ اور عقل ودانش کے حامل جن لوگوں کو آپ نے بلایا ہے وہ ان سے باہر نہیں۔''

عبدالملک کو بلایا گیا، وہ حاضر ہو گئے تو عمرؒ نے پوچھا: ''ان احوال واملاک کے بارے میں تیری کیا رائے ہے جنہیں ہمارے چچازادوں نے ظلم کے ساتھ لوگوں سے چھین رکھا ہے؟ جبکہ ان املاک کے مالک آئے کھڑے ہیں اور اپنی ملکیتوں کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں، اور ہمیں معلوم بھی ہے کہ وہ اپنے موقف میں سچے ہیں؟''

عبدالملک نے جواب دیا: ''میری رائے تو یہ ہے کہ اگر آپ کو معلوم ہے کہ یہ لوگ حق پر ہیں تو انہیں ان کی جائیدادیں دلا دیجئے!

اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو آپ بھی ان لوگوں کے گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے جنہوں نے ظلماً یہ املاک چھین رکھی ہیں۔''

یہ جواب سن کر عمرؒ کا چہرہ کھل اٹھا۔ قلب پُرسکون ہو گیا اور پریشانی زائل ہو گئی۔

.....

اس عمری جوان نے دمشق کی رونقوں، طویل وعریض ٹھنڈی چھاؤں اور سات دریاؤں کو خیرباد کہہ کر بلادِ شام کی سرحدات پر ایک شہر میں رہنا پسند کیا اور وہیں ڈیرے ڈال لئے۔

بیٹے کے صلاح وتقویٰ سے بخوبی واقف ہونے کے باوجود باپ کو اس پر شیطان کے حملوں اور جوانی کے جذبوں کا شکار ہو جانے کا شدید ڈر رہتا، باپ اس بات کا انتہائی خواہش مند تھا کہ بیٹا ہر اس چیز کا علم حاصل کر لے جس کا جاننا اس کے لئے جائز ہو اور وہ کبھی بھی اس سے غافل ولاعلم نہ رہے۔

.....

عمرؒ بن عبدالعزیز کے مشیر وقاضی اور وزیر میمون بن مہران بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں عمرؒ بن عبدالعزیز کے پاس گیا تو انہیں اپنے بیٹے عبدالملکؒ کو خط لکھتے پایا۔ عمرؒ اس خط میں اسے وعظ ونصیحت کر رہے تھے، گناہوں سے ڈرا دھمکا رہے تھے اور رب کے عذاب سے خوف دلا رہے تھے اور اس کی جنت کی خوشخبری دے رہے تھے۔

عمرؒ نے جو باتیں اس خط میں لکھیں ان جملہ باتوں میں سے کچھ یہ ہیں:

''امابعد..... بے شک میری بات کو سمجھنے اور اسے پلے باندھ لینے کی سب سے بڑی ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے ہمارے چھوٹے بڑے معاملات میں ہمیں خوبی سے نوازا ہے۔ لہٰذا بیٹا! اپنے اور اپنے والدین کے اوپر اللہ کے اس فضل کا شکر ادا کرو۔ اور تکبر وغرور سے بچو کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے اور شیطان مومنین کا کھلا دشمن ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں یہ خط تمہارے بارے میں ملنے والی کسی شکایت کی بنا پر نہیں لکھ رہا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا معاملہ سراپا خیر ہی ہے۔ مگر اس کے باوجود مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم کچھ اعجاب نفسی (تکبر و غرور) کا شکار ہو رہے ہو۔ اور اگر یہ غرور و تکبر تمہیں اس حال تک پہنچا دے جو مجھے ناپسند ہو تو پھر یاد رکھو کہ تم بھی مجھ سے ویسا ہی سلوک پاؤ گے جو تمہیں ناپسند ہوگا۔"

میمون کہتے ہیں پھر عمرؒ نے میری طرف دیکھا اور کہا:

"میمون! میرا بیٹا عبدالملک میری آنکھوں میں سما گیا ہے۔ میرا دل اس کے بارے میں وہم کا شکار رہتا ہے، میں ڈرتا ہوں کہ اس کے بارے میں میری معلومات پر کہیں اس کی محبت غالب نہ آ جائے اور جس طرح باپ اولاد کی لغزشوں اور خطاؤں سے لاعلم رہتے ہیں میں بھی ایسا ہی نہ ہو جاؤں۔

● آپ اس کے پاس جائیے! اور اس کا اچھی طرح جائزہ لے کر آئیے کہ کہیں اس کے اندر کبر و فخر تو نہیں در آیا ہے؟ کیونکہ وہ تو ابھی بچہ ہے اور مجھے اس پر شیطان کے حملے کا بہت ڈر رہتا ہے۔"

میمون کہتے ہیں کہ میں نے سامان سفر باندھا اور عبدالملک کے پاس پہنچ گیا۔ اجازت چاہی اور اس کو جا ملا۔ دیکھتا ہوں کہ ایک نوعمر بچہ ہے، جس پر جوانی کی بھرپور رعنائی، چہرے کی خوشنمائی اور شدید ترین انکساری ہے۔ اون کی چٹائی پر بچھے سفید رنگ کے گدے پر بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے دیکھا تو خوش آمدید کہا اور بولا: "میں نے اپنے باپ کو آپ کی خیر و صلاح کا تذکرہ کرتے سنا ہے۔ اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ آپ کو اس سے فائدہ دے گا۔"

میں نے پوچھا: تمہارا کیا حال ہے؟

اس نے کہا: "اللہ کے فضل و نعمت سے بخیر ہوں۔ بس اپنے بارے میں والد کے حسن ظن سے ڈرتا رہتا ہوں کہ کہیں یہ چیز مجھے غرور میں مبتلا نہ کر دے کیونکہ میں اس فضل و کمال کو نہیں پہنچ سکا جس کا میرے والد کو میرے بارے میں گمان ہے۔ اور مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ کہیں باپ کی محبت میرے بارے میں ان کی معلومات پر غالب نہ آ جائے اور میں ان کے لئے کسی مصیبت کا باعث نہ بن جاؤں۔"

میں (میمون) باپ بیٹے کی اس متفقہ فکر و سوچ پر بہت حیران ہوا کہ باپ نے بھی یہی بات کہی تھی اور بیٹا بھی یہی کچھ کہہ رہا ہے۔

پھر میں نے کہا: "مجھے بتائیے کہ آپکا ذریعہ آمدن کیا ہے؟"

اس نے جواب دیا: "اس زمین سے حاصل ہونے والا اناج جو زمین میں نے ایک ایسے آدمی سے خریدی ہے جس کو یہ وراثت میں ملی تھی۔ میں نے اسے جو قیمت دی تھی اس میں حرام کا ذرا سا بھی شبہ نہیں ہے۔ اس طرح مجھے مسلمانوں کے مال فئی سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

میمون: کھانا کیا کھاتے ہو؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عبدالملک: ''کسی رات گوشت، کسی رات مسور اور تیل، اور کسی رات سرکہ اور تیل، بس یہی کچھ! اور میرے لئے یہی کافی ہوتا ہے۔''

میمون: کیا تجھے تیرے نفس نے غرور میں مبتلا کر دیا ہے؟

عبدالملک: ''ہاں ایسی کوئی چیز اپنے اندر محسوس کرتا ہوں! جب والد محترم مجھے وعظ و نصیحت کرتے اور میرے نفس کی حقیقت سے مجھے آگاہ کرتے اور میرے لئے اس کو نقصان دہ قرار دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مجھے اس نصیحت سے فائدہ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ والد گرامی کو جزائے خیر دے۔''

میمون کہتے ہیں کہ میں دیر اس سے باتیں کرتا اور اس کی گفتگو سے لطف اندوز ہوتا رہا۔ چہرے کے اعتبار سے خوبصورت، عقل کے اعتبار سے کامل اور نوعمری و کم تجربی کے باوجود اس سے زیادہ با ادب کسی نوجوان کو میں نے نہیں دیکھا۔ جب دن کا پچھلا پہر ہوا تو ایک لڑکا اس کے پاس آیا اور کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، ہم فارغ ہو گئے ہیں۔ عبدالملک یہ سن کر خاموش رہا۔

میں نے پوچھا: یہ کس چیز سے فارغ ہو گئے ہیں؟

عبدالملک: غسل خانے سے!

میمون: وہ کیسے؟

عبدالملک: انہوں نے میرے لئے اسے لوگوں سے خالی کرا لیا۔

میمون: آپ نے میرے دل میں بلند مقام پا لیا تھا لیکن یہ میں کیا سن رہا ہوں؟

عبدالملک: فوراً ڈر گیا اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے لگا۔ پوچھنے لگا: ''چچا جان! اس میں کیا برائی ہے ذرا بتا دیجئے؟ اللہ آپ پر رحم فرمائے!''

میمون: حمام تیرا ہے؟

عبدالملک: ''نہیں''

میمون: پھر تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم وہاں سے لوگوں کو نکال باہر کرو گویا تم اس طرح خود کو ان پر فوقیت دینا چاہتے ہو، اور اپنے مقام و مرتبہ کو ان سے بڑا کرنا چاہتے ہو، پھر تم حمام کے مالک کی اس وقت کی روزی کی آمدنی میں بھی کمی کا باعث بنتے ہو گے۔ اور جو بھی کوئی نہانے کے لئے آتا ہو گا وہ ناکام واپس چلا جاتا ہو گا۔

عبدالملک: ''میں حمام کے مالک کو تو راضی کر لوں گا، اس کو اس روز کی پوری آمدن دے دوں گا۔''

میمون: ''یہ تو فضول خرچی ہے، جو تکبر و غرور کا باعث ہے تمہیں کونسی چیز روکتی ہے کہ تم بھی لوگوں کے ساتھ ہی حمام میں غسل کرو۔ تم بھی تو ان جیسے ہی ہو؟''

عبدالملک: ''مجھے اس چیز نے ایسا کرنے سے روک رکھا ہے کہ کچھ گھٹیا لوگ حمام میں داخل ہوتے ہیں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور کسی تہبند کے بغیر ہی ننگے نہانا شروع ہو جاتے ہیں۔ مجھے ان کے پردوں کو دیکھنا سخت ناگوار گزرتا ہے۔ اور میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں تہبند باندھ کر نہانے پر مجبور کروں، کیونکہ اس طرح وہ اسے اس حکمرانی کی طاقت ہی سمجھیں گے جس سے چھٹکارا پانے کے لئے ہم اللہ کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ برابر برابر ہی ہمیں فارغ کر دے تو ہماری خوش قسمتی ہے۔ یعنی نہ کسی کا ہم نے کوئی حق دینا ہو اور نہ کسی سے لینا ہو۔

چچا جان! اب آپ مجھے کوئی نصیحت بھی تو کریں جس سے میں فائدہ اٹھا سکوں۔ اور اس معاملہ کا بھی کوئی حل نکالیں۔"

میمون: "تم رات تک انتظار کیا کرو کہ لوگ مکمل طور پر وہاں سے چلے جائیں۔ پھر جا کر تم غسل کرو۔"

عبدالملک: بہتر جناب! میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسے ہی کروں گا۔ آج کے بعد میں کبھی بھی دن کو نہانے کے لئے وہاں نہیں جاؤں گا۔ اگر سردی کی شدت اتنی زیادہ نہ ہوتی تو میں پہل بھی کبھی دن کو حمام کا رخ نہ کرتا۔

میمون کہتے ہیں اس کے بعد عبدالملک نے کچھ دیر کے لئے سر جھکایا گویا کچھ سوچ رہا تھا، پھر سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور بولا: "میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ یہ بات میرے والد کو نہیں بتائیں گے۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ وہ مجھ سے ناراض ہو جائیں اور یہ ناراضی ایک عرصہ قائم رہے پھر کہیں جا کر میں انہیں راضی کرنے میں کامیاب ہو سکوں۔"

میمون کہتے ہیں کہ میں نے اس کی عقل و دانائی کا جائزہ لینے کے لئے اس سے سوال کیا کہ اگر امیر المومنین مجھ سے پوچھ لیں کہ تم نے اس میں کوئی برائی دیکھی ہے تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کے سامنے اس سوال کا غلط جواب دے کر جھوٹ کا ارتکاب کروں؟

عبدالملک اس کا جواب دیا: "معاذ اللہ! ایسی بات میں ہرگز نہیں کہتا بلکہ آپ یہ کہہ دینا کہ میں نے اس میں کوئی چیز ایسی دیکھی تھی اور اس کو نصیحت کر دی تھی اور اس چیز کے گناہ کو بیان کر دیا تھا اس نے فوراً اپنی اس کوتاہی کو ترک کرنے کا عہد کر لیا تھا۔

میرے والد آپ سے اس چیز کو ظاہر کرنے کا سوال نہیں کریں گے جس کو آپ ان کے سامنے ظاہر نہ کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پوشیدہ و مخفی امور کا کھوج لگانے سے دور ہی رکھا ہے۔"

میمون کہتے ہیں کہ میں نے ان دونوں باپ بیٹے جیسا کوئی باپ دیکھا نہ کوئی بیٹا اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔

اللہ پانچویں خلیفہ راشد عمرؒ بن عبدالعزیز سے راضی ہو، ان کی اور ان کے لخت جگر عبدالملکؒ کی قبروں کو سرسبز و شاداب رکھے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالملک"

سلام ہوان دونوں پر جب وہ اپنے اللہ کے حضور حاضر ہوئے اور سلام ہوان پر جب وہ یوم قیامت کو اخیار وابرار کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# محمد بن حنفیہؒ

## (محمد بن علی بن ابی طالب)

محمدؒ بن حنفیہ اور ان کے بھائی حسن بن علیؓ کے درمیان کوئی رنجش پیدا ہوگئی تو محمدؒ نے حسنؓ کو پیغام بھیجا کہ ''یقیناً..... اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجھ پر فضیلت عطا کی ہے کہ آپ کی ماں فاطمہ بنت محمدؐ بن عبداللہ اور میری ماں بنی حنیفہ کی عام عورت ہے، آپ کے نانا مخلوق میں چنیدہ ہستی رسول اللہؐ ہیں اور میرا نانا جعفرؓ بن قیس ہے۔

آپ کے پاس جب میرا یہ پیغام پہنچے تو میرے پاس آجایئے اور مجھ سے صلح کر لیجئے تاکہ آپ کو ہر طرح سے میرے اوپر فضیلت حاصل ہو جائے۔''

حسنؓ کے پاس یہ پیغام پہنچا تو وہ فوراً ان کے گھر آگئے اور ان سے صلح کر لی۔ دانش و بینش اور اخلاق و آداب کا پتلا یہ محمدؒ بن حنفیہ ہے کون؟

آیئے ان کا قصۂ زندگی اول سے شروع کرتے ہیں۔ محمدؒ بن حنفیہ کی زندگی کے اس قصہ کا آغاز حیات رسولؐ کے اواخر سے ہوتا ہے۔

ہوا یوں کہ ایک روز علی مرتضیٰؓ رسول اللہؐ کے ساتھ بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں:

یا رسول اللہؐ! اگر آپ کے بعد اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا کرے تو کیا میں اس کا نام آپؐ کے نام اور اس کی کنیت آپ کی کنیت پر رکھ سکتا ہوں؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں

وقت گزرتا رہا، رسول اللہؐ رفیق اعلیٰ سے جا ملے، اور کچھ ہی ماہ بعد آپ کی بیٹی، حسن و حسین کی والدہ فاطمہ بتولؓ بھی اللہ کو پیاری ہو گئیں تو حضرت علیؓ نے بنی حنیفہ میں رشتہ داری استوار کر کے خولہؓ بنت جعفر بن قیس سے نکاح کر لیا، خولہؓ کے بطن سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ انہوں نے اس بیٹے کا نام محمد اور کنیت ابو



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



القاسم رکھی ..... لیکن لوگ اس بچے اور اس کے دونوں بھائیوں حسنؓ و حسینؓ کے درمیان فرق کرنے کے لئے اسے محمد بن حنفیہ کہنے لگے۔ اس کے بعد وہ تاریخ میں اسی نام سے معروف ہو گئے۔

.....

محمدؒ بن حنفیہ خلافت صدیقی کے اواخر میں پیدا ہوئے۔ اور اپنے باپ علیؓ بن ابی طالب کی نگرانی میں پلے بڑھے اور انہی سے علم کا ملکہ پایا۔

محمدؒ نے اپنے باپ سے ان کی عبادت و زہادت پائی، قوت و شجاعت کو ان سے ورثہ میں پایا اور ان کی فصاحت و بلاغت کی خوبی بھی ان سے پالی۔ اس طرح وہ جنگ کے میدانوں میں مرد میدان اور ادب کی محفلوں میں شہسوارِ منبر ہوتے۔ تاریکی جب کائنات پر اپنی چادریں بچھا ڈالتی اور مخلوق کی آنکھیں بند ہو جاتیں تو یہ شب زندہ داروں میں سے ایک ہوتے۔

.....

ان کے باپؓ نے انہیں اپنی ان جنگوں میں اتارے رکھا جو ان کو اپنے دور خلافت میں پیش آئیں۔ اور ان پر امور حرب کی ذمہ داریوں کا ایسا بوجھ ڈالا جو ان کے دونوں بھائیوں حسنؓ و حسینؓ پر نہیں ڈالا گیا تھا۔ لیکن قوت و شجاعت کا یہ کوہ گراں نیزے کے سامنے جھکا نہ عزم کی کمزوری کا شکار ہوا۔

ایک بار ان سے کہا گیا کہ آپ کے باپ آپ کو تو خطرات و مشکلات میں اتارے رکھتے ہیں مگر آپ کے بھائیوں کو اس طرف نہیں لے جاتے؟

انہوں نے جواب دیا کہ ''میرے دونوں بھائی میرے باپ کے لئے دونوں آنکھوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور میں ہاتھوں کی حیثیت رکھتا ہوں، وہ اپنی آنکھوں کی حفاظت اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں۔''

.....

معرکہ صفین جو حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان برپا ہوا تھا۔ اس میں محمد بن حنفیہؒ اپنے باپ کے علم بردار تھے۔

جب لڑائی اپنی پوری ہولناکی کے ساتھ برپا تھی تو ان کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جو انہوں نے خود بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ جنگ صفین میں جب ہم افواج معاویہؓ سے نبرد آزما ہوئے تو اس قدر شدید قتل و غارت ہوئی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ آج ہم میں سے کوئی بچے گا نہ ان میں سے۔ میرے لئے یہ معاملہ بڑا دگرگوں ہو گیا۔ کچھ دیر بعد میں نے سنا کہ کوئی بلند آواز سے پکار رہا ہے:

مسلمانو! اللہ سے ڈر جاؤ، اللہ سے خوف کھاؤ۔

مسلمانو! پیچھے رہ جانے والی عورتوں اور بچوں کا کون وارث ہو گا؟

دین و دنیا کے امور کون سرانجام دے گا؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



روم اور دیلم سے لڑنے کے لئے کون رہ جائے گا؟

مسلمانو! اللہ سے ڈر جاؤ، اور مسلمانوں کو ہی ختم نہ کر ڈالو بلکہ انہیں بچاؤ،

محمدؒ بن حنفیہ کہتے ہیں یہ سن کر میں نے عہد کر لیا کہ آج کے بعد میں کسی مسلمان پر تلوار نہیں اٹھاؤں گا۔

اس جنگ کے بعد حضرت علیؓ، سفاک ظالم عبدالرحمٰن بن ملجم کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے اور امور سلطنت مکمل طور پر معاویہ بن ابوسفیانؓ کے ہاتھ میں چلے گئے تو محمد بن حنفیہؒ نے معاملے کو سلجھانے، جمعیت اسلام کو یکجا کرنے اور اسلام و مسلمانوں کی عزت بحال کرنے کی خاطر خوشی و ناخوشی ہر حال میں اطاعت معاویہؓ کی بیعت کر لی۔

معاویہؓ کو بھی اس بیعت کی سچائی و صفائی کا مکمل ادراک ہو گیا تھا۔ اور وہ اس بیعت کے کرنے والے سے بے حد مطمئن تھے۔ اسی لئے انہوں نے کئی بار ملاقات کے لئے محمدؒ کو دمشق بلایا۔

مثلاً ایک دفعہ شاہ روم نے معاویہؓ کو خط لکھا کہ ہمارے ہاں رواج ہے کہ ایک بادشاہ دوسرے بادشاہوں سے باہم خط و کتابت کرتا ہے، بعض اپنے ہاں کی عجیب و غریب چیزیں بھی دوسروں کو بھیجتے ہیں۔ اس طرح اگلے بادشاہ ان کی یہ چیزیں دیکھ کر حیرانی و تعجب کا اظہار بھی کرتے ہیں اور ایسی چیزوں کو دیکھنے میں دلچسپی بھی لیتے ہیں۔ کیا آپ پسند کریں گے کہ میرے اور آپ کے درمیان بھی ویسی ہی خط و کتابت ہو اور عجائب و غرائب کا تبادلہ ہو۔

امیر معاویہؓ نے اس کی پیش کش قبول کر لی اور اسے ایسا کرنے کی اجازت دے دی تو شاہ روم نے ان کے پاس اپنے دو عجیب و غریب آدمی بھیجے۔ ان میں سے ایک اس قدر طویل القامت اور عظیم الجسامت تھا۔ گویا لمبا درخت ہے یا کوئی بلند مینار۔ جبکہ دوسرا انتہا درجے کا طاقتور تھا، اس کی پشت اس قدر ہموار تھی گویا جنگلی بھینسا ہو۔

شاہ روم نے ان آدمیوں کے ساتھ ایک خط بھی بھیجا جس میں لکھا کہ کیا آپ کی سلطنت میں بھی طوالت و قوت میں ان دو آدمیوں کے جوڑ کا کوئی آدمی ہے؟

معاویہؓ نے خط پڑھ کر عمرو بن العاصؓ سے کہا قامت میں لمبائی کے لحاظ سے تو آدمی میرے پاس ہے بلکہ وہ اس سے بھی طویل القامت ہے۔

یہ قیس بن سعد بن عبادہؓ ہیں۔

اب رہی طاقتور آدمی کی بات تو اس بارے میں مجھے آپ کی رائے درکار ہے۔

عمروؓ بن العاصؓ نے کہا اس مقصد کے لئے آدمی تو ہیں لیکن ہیں بہت دور۔ وہ محمد بن حنفیہؒ اور عبداللہؓ بن زبیر ہیں۔ معاویہؓ نے کہا محمد بن حنفیہؒ ہم سے کوئی دور نہیں ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمروؓ بن العاص بولے لیکن آپ کا کیا خیال ہے کہ محمدؒ بن حنفیہ اپنی جلالت قدر اور بلندی مرتبت کے باعث سارے لوگوں کے سامنے ایک رومی سے طاقت آزمائی کریں گے؟

معاویہؓ نے کہا جب وہ دیکھیں گے کہ معاملہ اسلام کی عزت کا ہے تو ضرور ایسا کریں گے بلکہ کئی بار کریں گے۔

.....

اب معاویہؓ نے قیس بن سعد اور محمدؒ بن حنفیہ دونوں کو بلا لیا۔ میدان لگ گیا تو قیس بن سعد کھڑے ہوئے اور اپنا تہبند باندھ کر اپنا پائجامہ اتار کر اس طویل القامت رومی سورمے کی طرف پھینکا اور اسے پہننے کے لئے کہا، جب اس نے اسے پہنا تو وہ چھاتی تک اس میں چھپ گیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر لوگ ہنس پڑے۔ اب محمد بن حنفیہؒ نے ترجمان سے کہا کہ وہ طاقتور رومی سے کہے کہ ایک صورت تو یہ ہے کہ اگر چاہے تو وہ بیٹھ جائے اور میں کھڑا رہوں اور وہ مجھے اپنا ہاتھ پکڑا دے، پھر وہ مجھے بزور بٹھا لے یا میں اسے بزور اٹھا کر کھڑا کروں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ چاہے تو کھڑا ہو جائے اور میں بیٹھ جاؤں۔ رومی نے پہلی صورت یعنی بیٹھنا پسند کیا۔ اب محمد بن حنفیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو اٹھا کھڑا کیا، لیکن رومی ان کو نہ بٹھا سکا۔ یہ ہزیمت دیکھ کر رومی کی غیرت نے جوش مارا اور رومی کہنے لگا کہ اب میں کھڑا ہوتا ہوں اور یہ بیٹھے گا۔ اب کی بار بھی محمدؒ نے رومی کا ہاتھ پکڑا اور اس قدر زور سے کھینچا کہ قریب تھا کہ اس کا بازو کندھے سے جدا ہو جاتا اور رومی کو نیچے بٹھا دیا۔

اس طرح یہ دونوں رومی کافر بری طرح ہزیمت اٹھا کر واپس ہوئے۔

.....

ادھر زمانے نے ایک بار پھر پانسا پلٹا۔ معاویہؓ، ان کا بیٹا یزید اور مروان بن حکم اپنے رب کے حضور پہنچ گئے اور حکمرانی بنی امیہ سے عبدالملک بن مروان کو منتقل ہو گئی۔ عبدالملک نے اعلان کر دیا کہ اب وہ مسلمانوں کا خلیفہ ہے۔ اس پر اہل شام نے اسکی بیعت کر لی۔ اہل حجاز و عراق نے تو پہلے ہی عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت کر رکھی تھی۔

اب اگر کسی شخص نے کسی کی بیعت نہ کی ہوتی تو ان دونوں آدمیوں (عبداللہؓ بن زبیر اور عبدالملک بن مروان) میں سے ہر کوئی اس سے کہتا کہ وہ اس کی بیعت کرے۔ کیونکہ ہر کوئی یہ سمجھتا تھا کہ اپنے ساتھی سے زیادہ وہ خلافت کا حق دار ہے۔ اس طرح ایک بار پھر مسلمانوں کی صفوں میں انتشار برپا ہو گیا۔

ادھر عبداللہ بن زبیرؓ نے محمد بن حنفیہؒ سے بیعت کا مطالبہ کر ڈالا کہ جس طرح دیگر اہل حجاز بیعت کر چکے ہیں وہ بھی کریں۔ مگر محمد بن حنفیہؒ جانتے تھے کہ جس کی بیعت کی جائے اس کے بہت سے حقوق ادا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کرنا ہوتے ہیں۔ مثلاً اس کی حفاظت کی خاطر تلوار لے کر نکلنا پڑتا ہے اور مخالفین سے لڑنا پڑتا ہے۔ جبکہ مسلمان ہی ان کے مخالفین ہیں۔ جنہوں نے اپنی سوچ سمجھ کے مطابق جس کو مناسب سمجھا ہے اس کی بیعت کر لی ہے۔ اور یہ دانا و بینا عقلمند ابھی جنگ صفین کی تباہی کو نہیں بھولا تھا۔

اور طویل مدت بھی محمد کے کانوں سے ٹکرانے والی اس دردناک و غم انگیز آواز کو محو نہیں کر سکی تھی جو انہوں نے میدان جنگ میں سنی تھی کہ:

اے مسلمانو! اللہ سے ڈر جاؤ! اللہ سے!

ان عورتوں اور بچوں کا وارث کون رہ جائے گا؟

دین کا محافظ اور سامان دنیا کا صارف کون ہوگا؟

روم و دیلم سے کون نپٹے گا؟

جی ہاں یہ الفاظ!..... محمدؒ ان الفاظ میں سے کچھ بھی نہیں بھولے تھے۔

اب انہوں نے عبداللہؓ بن زبیر کو جواب دیا کہ آپ کو بخوبی معلوم ہے کہ مجھے اس معاملہ سے قطعاً کوئی غرض نہیں ہے۔ میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک آدمی ہوں جب سارے لوگ آپ پر یا عبدالملک پر متفق ہو جائیں تو میں بھی اس کی بیعت کر لوں گا جس پر سارے لوگوں کا اتفاق ہوگا۔ رہی بات اب کی تو اس وقت میں آپ کی بیعت کروں گا نہ عبدالملک کی.....''

یہ جواب پانے کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ کبھی ان سے اچھا سلوک کرتے اور کبھی ان کے راستے میں رکاوٹ بن جاتے اور سختی سے پیش آنے لگتے۔

.....

ادھر محمد بن حنفیہؒ کے ساتھ بھی بہت سے لوگ تھے جن کی رائے بھی وہی تھی جو محمد بن حنفیہؒ کی تھی۔ اس لئے انہوں نے اپنی سربراہی محمدؒ بن حنفیہ کے سپرد کر رکھی تھی۔ ان لوگوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا حتیٰ کہ ان کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی جنہوں نے اس فتنہ سے کنارہ کش رہنے کو ترجیح دی اور اس سے انکار کر دیا کہ وہ اپنے ہی لوگوں کو اس بھڑکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنائیں۔

جونہی محمدؒ بن حنفیہ کے پیروکاروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا، عبداللہؓ بن زبیر کے غم و غصے میں بھی اضافہ ہو جاتا اور وہ محمد سے بیعت کا مطالبہ کرنے میں اصرار کرتے۔ جب مایوس ہو گئے تو محمد بن حنفیہؒ اور ان کے ساتھیوں کو حکم جاری کیا کہ وہ مکہ کی پہاڑیوں کے دامن میں ہی بند رہیں، کہیں اور نہ جائیں۔ ان کے اوپر چوکیدار و نگران کھڑے کر دیئے تاکہ وہ بھاگ کر کہیں جا نہ سکیں۔

پھر ان سے کہا: اللہ کی قسم! بیعت کر لو ورنہ تمہیں جلا ڈالوں گا۔ پھر ان کو ان کے گھروں میں بند کر دیا۔ اور ان کے جلانے کے لئے لکڑیاں اکٹھی کر لیں اور گھروں کے اردگرد چن دیں حتیٰ کہ دیواروں کے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اوپر تک پہنچا دیں۔

اس جمع کیے ہوئے ایندھن میں اگر ایک لکڑی کو بھی آگ پکڑ لیتی تو سب کچھ بھسم ہو جاتا۔

اس دوران محمد بن حنفیہؒ کے پیروؤں میں سے کچھ لوگ اٹھے اور کہنے لگے کہ:

ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم عبداللہ بن زبیرؓ کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالیں تاکہ لوگوں کو تو سکون ہو سکے۔

محمد بن حنفیہؒ نے جواب دیا: ''کیا اس فتنہ کی آگ ہم اپنے ہاتھ سے بھڑکا دیں جس سے کنارہ کش ہو کر ہم یہاں بیٹھے ہیں اور ایک صحابیؓ رسولؐ اور دیگر کئی ابنائے صحابہؓ کو قتل کرنے کے مرتکب ٹھہریں۔

اللہ کی قسم! ہم ایسا کوئی کام ہرگز نہیں کریں گے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی ناراضی کا سبب بنے!''

.....

جب اس صورت حال کی اطلاع عبدالملک بن مروان کو ملی تو اس نے موقع کو مناسب سمجھا کہ محمد بن حنفیہؒ کو اپنی طرف مائل کر لیا جائے۔ اس نے اپنے ایک قاصد کو خط دے کر بھیجا یہ خط اس قدر رقیق لہجے اور لطیف پیرائے میں تھا کہ اگر وہ اپنے کسی بیٹے کو بھی لکھتے تو اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کرتے:

خط میں لکھا تھا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ عبداللہؓ بن زبیر نے آپ کا گھیرا تنگ کر رکھا ہے۔ صلہ رحمی کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور آپ کے استحقاق کو بھی خاک میں ملا دیا ہے۔ یہ شام کا علاقہ آپ کے سامنے کھلا پڑا ہے یہ آپ اور آپ کے رفقاء کا خندہ پیشانی اور وسعت قلبی کے ساتھ استقبال کرتا ہے۔ آپ اس کے اندر جہاں بھی ٹھہریں گے اس کے باشندوں کو اپنے گھر کے افراد پائیں گے اور ہمسایوں کو بہترین رفیق دیکھیں گے۔ آپ ہمیں دیکھیں گے کہ ہم آپ کے استحقاق کو کس قدر جاننے والے، آپ کے مقام و مرتبہ کو کس قدر سمجھنے اور آپ سے صلہ رحمی کا حق کس طرح ادا کرنے والے ہیں۔ ان شاء اللہ!

.....

اس کے بعد محمدؒ بن حنفیہ اور ان کے اصحاب بلاد شام کی طرف نکل کھڑے ہوئے۔ ایلہ (ایلات) کے مقام پر پہنچے تو وہیں رہائش اختیار کر لی۔ وہاں کے لوگوں نے انہیں بہت مقام و مرتبہ دیا اور ہمسائیگی کا بہترین حق ادا کیا۔ انہوں نے محمدؒ بن حنفیہ کی گہری عبادت اور سچی زہادت کو دیکھا تو ان کو بہت ہی عزت و احترام دیا اور ان سے شدید محبت کا دم بھرنے لگے۔

محمدؒ بن حنفیہ بھی ان کو معروف کا حکم دینے اور منکر سے منع کرنے لگے۔ وہ ان کے اندر دینی شعائر کو قائم کرتے اور ان کے باہمی جھگڑوں کے فیصلے بھی کرتے اور کسی کو کسی پر ظلم نہ کرنے دیتے۔

جب عبدالملک کو یہ خبر پہنچی تو اس کو بہت ناگوار گزری۔ اس نے اپنے وزراء سے مشورہ لیا تو



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہوں نے کہا:

ہمارا خیال تو یہ ہے کہ آپ انہیں یہ اجازت نہ دیں کہ وہ آپ کی سلطنت میں رہیں جبکہ ان کی سیرت کی کشش تو آپ کو معلوم ہے۔ یا تو وہ آپ کی بیعت کر لیں یا واپس وہیں چلے جائیں جہاں سے آئے تھے۔"

اس کے بعد عبدالملک نے محمدؒ بن حنفیہ کو خط لکھا کہ:

آپ میری سلطنت میں آئے اور اس کے ایک گوشہ پر بیٹھ گئے۔ ادھر میرے اور عبداللہؓ بن زبیر کے درمیان جنگ برپا ہے۔

آپ ایک ایسے آدمی ہیں کہ مسلمانوں میں آپ کا ایک مقام و مرتبہ ہے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ میری زمین پر نہیں رہ سکتے اِلّا یہ کہ آپ میری بیعت کر لیں۔

اگر آپ میری بیعت کر لیں گے تو میری طرف سے آپ کے لئے وہ سو کشتیاں ہیں جو کل ہی قلزم سے میرے پاس آئی ہیں۔ آپ وہ کشتیاں اور جو کچھ ان کے اندر ہے وہ بھی لے جائیں۔ اس کے ساتھ دس لاکھ درہم بھی آپ کے لئے ہیں کہ آپ ان کو اپنے، اپنی اولاد، اپنے قرابت داروں، اپنے موالی اور اپنے احباب و رفقاء پر خرچ کریں۔ اس کے باوجود آپ کا جواب نہ میں ہو تو پھر آپ وہاں چلے جایئے جہاں میری حکمرانی نہ ہو۔"

محمدؒ بن حنفیہ نے اس کو جواب لکھا:

"محمدؒ بن علیؓ سے عبدالملک بن مروان کی طرف!

السلام علیکم!

میں آپ کے سامنے بھی اسی اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں ہے۔

امابعد! شاید آپ مجھ سے ڈر گئے ہیں۔ جبکہ میرا خیال ہے کہ آپ اس معاملے میں میرے موقف کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔

اللہ کی قسم! اگر ساری امت مجھ پر متفق ہو جائے مگر ایک بستی انکار کر دے تو میں امت کی سربراہی ہرگز قبول نہیں کروں گا نہ ہی اس ایک بستی سے جنگ آزما ہوں گا۔

میں مکہ میں تھا تو ابن زبیرؓ نے چاہا کہ میں ان کی بیعت کر لوں۔ جب میں نے ایسا کرنے سے انکار کیا تو انہوں نے میرے ساتھ برا سلوک کرنا شروع کر دیا۔

پھر آپ نے مجھے بلاد شام میں آ کر ٹھہرنے کی دعوت دی تو میں آپ کی زمین کے ایک ایسے گوشہ میں آ کر ٹھہر گیا جو آپ کے مرکز حکومت سے بہت دور ہے۔ اور اس کی کوئی خاص اہمیت بھی نہیں ہے۔ لیکن اب آپ نے کچھ اور لکھ بھیجا ہے۔ تو کوئی بات نہیں، ان شاء اللہ ہم آپ کی زمین سے بھی چلے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرۂ تابعین

جائیں گے۔"

.....

محمدؒ بن حنفیہ اپنے ساتھیوں اور اہل خانہ کو لے کر بلاد شام سے بھی رخصت ہو گئے۔ راستے میں جہاں کہیں ٹھہرنے کی کوشش کرتے وہاں سے نکال دیے جاتے اور کہیں اور جانے کا کہا جاتا۔

ابھی ان کے غموں کا سلسلہ مکمل نہیں ہو پایا تھا کہ اللہ نے انہیں کچھ دوسرے ایسے غموں میں مبتلا کر دیا جن کا واقع ہونا ان کے لئے نہایت جان کاہ اور شدید تکلیف دہ تھا۔

ہوا یہ کہ ان کے پیروؤں میں سے کچھ لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض تھا اور کچھ دوسروں نے جن کی عقلوں پر پردے پڑے تھے یہ کہنا شروع کر دیا کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ اور ان کی آل کے دلوں میں بہت سے اسرارِ علم، قواعدِ دین اور کنوزِ شریعت ودیعت کر رکھے تھے اور آپ نے اہل بیت کو اس مقصد کے لئے مخصوص کیا تھا کسی اور کو اس کے بارے میں نہ بتایا۔

لوگوں کی یہ افواہ سن کر اس دانشور عالم باعمل نے اس انحراف کا ادراک کر لیا جو اس بات کی تہہ میں پوشیدہ تھا اور اس سے جو خطرات ومشکلات اسلام ومسلمانوں کو پیش آنے والی تھیں ان کو بھی بھانپ لیا۔

انہوں نے لوگوں کو جمع کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

اللہ کی حمد وثنا اور رسولؐ پر سلام وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

"بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہم اہل بیت کے پاس ایسا علم ہے جو رسول اللہؐ نے صرف ہمیں دیا ہے کسی اور کو اس کے بارے میں نہیں بتایا۔

اللہ کی قسم! ہم نے رسول اللہؐ سے وراثت میں سوائے اس چیز کے کچھ نہیں پایا جو دو تختیوں کے درمیان ہے یعنی مصحف قرآنی اور جو شخص یہ خیال رکھتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جو ہم پڑھتے ہیں اور وہی کتاب اللہ ہے تو وہ شخص جھوٹا ہے"

.....

محمد بن حنفیہؒ کے پیروؤں میں بعض لوگ ان کو "السلام علیک یا مہدی" کے الفاظ میں سلام کہتے تو محمدؒ ان کے جواب میں کہتے: ہاں میں مہدی (ہدایت یافتہ) ہوں اور تم بھی ان شاء اللہ مہدی (ہدایت یافتہ) ہو مگر تم میں سے جب بھی کوئی مجھے سلام کرے تو میرا نام لے اور کہے: السلام علیک یا محمد!

.....

محمدؒ بن حنفیہ اور ان کے رفقاء کو ایک جگہ ٹھہرے ہوئے کوئی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ اللہ کو منظور ہوا کہ حجاج بن یوسف، عبداللہ بن زبیر کا قصہ تمام کرے اور سب لوگ عبدالملک بن مروان کی بیعت کر لیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ واقعہ پیش آیا تو محمدؒ بن حنفیہ نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا:

''اللہ کے بندے عبدالملک بن مروان امیر المومنین کی طرف محمد بن علی کی طرف سے

امابعد..... میں نے دیکھا ہے کہ اب معاملہ مکمل طور پر آپ کے ہاتھ میں چلا گیا ہے اور لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی ہے تو میں بھی لوگوں میں سے ایک ہوں۔ میں نے حجاز میں آپ کے گورنر کی وساطت سے آپ کی بیعت کر لی ہے۔ اور اپنی بیعت کے ثبوت میں یہ مکتوب بھیج رہا ہوں۔

والسلام علیک''

عبدالملک بن مروان نے یہ خط اپنے اصحاب کے سامنے پڑھا تو انہوں نے کہا اگر یہ شخص بغاوت کرنا چاہے اور معاملہ خراب کرنا چاہے تو کر سکتا ہے پھر آپ اس کے خلاف کیا کریں گے۔ لہٰذا آپ اسے لکھئے کہ وہ اس بات کا پختہ عہد اور اللہ و رسول کا ذمہ دے کہ نہ وہ کسی بغاوت کی کوشش کرے گا نہ اس کے پیروکاروں میں سے کوئی ایسی جرأت کرے گا۔

عبدالملک نے یہ بات لکھ کر محمدؒ بن حنفیہ کے پاس بھیج دی اور حجاج کو بھی حکم دیا کہ وہ ان کی تعظیم و تکریم کا خاص خیال رکھے، مگر محمدؒ بن حنفیہ اس کے بعد زیادہ دیر زندہ نہ رہے۔ اللہ نے انہیں اپنے جوار رحمت میں راضیاً مرضیاً لانے کے لئے منتخب کر لیا۔ اور وہ اللہ کے ہاں پہنچ گئے۔

اللہ محمد بن حنفیہؒ کی قبر کو منور فرمائے اور جنت میں ان کی روح کو شاداب رکھے۔

وہ ایسے لوگوں میں سے تھے جو نہ تو فساد فی الارض چاہتے ہیں اور نہ ہی لوگوں کے درمیان اپنی برتری قائم کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔





محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# طاؤوس بن کیسانؒ

وہ نور ہدایت پانے کے لئے پچاس نجوم ہدایت کے پاس گیا تو انہوں نے اس پر نور کی بارش کر دی اور اس کے ہر طرف نور ہی نور کر دیا۔ اس کے دل میں بھی نور، زبان میں بھی نور اور اس کے سامنے بھی نور!

مدرسہ محمدیہ صلوات اللہ علیہ وسلامہٗ کے ان پچاس بلند پایہ اساتذہ سے کسب فیض کیا تو ایمان کی پختگی، بات کی سچائی، متاع دنیا سے بے پروائی، فنافی مرضاۃ اللہ اور کلمہ حق کے بیباک و دل اظہار کی جرأت رندانہ جیسی خوبیوں میں یہ شخص صحابہ رسولؐ کی تصویر بن گیا۔ کیونکہ اسے تو مدرسہ محمدیہ نے یہ درس دے رکھا تھا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے ایسی خیر خواہی جو اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسولؐ کے لئے، ائمہ مسلمین کے لئے اور عامۃ المسلمین کے لئے ہو۔ اور اس کے ذاتی تجربہ نے اسے اس نتیجہ پر پہنچا دیا تھا کہ معاشرہ کی تمام تر صلاح کا آغاز حکمرانوں سے ہوتا ہے اور انہی پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ کیونکہ جب حکمران درست ہو جائے تو رعایا بھی درست ہو جاتی ہے۔ اور حکمران فساد عمل کا شکار ہو جائے تو رعایا بھی بے عملی کی راہ پر چل پڑتی ہے۔

یہ شخص جس کی یہ خوبیاں بیان کی جا رہی ہیں۔ ''ذکوانؒ بن کیسان'' ہیں جنہیں ''طاووس'' کا لقب ملا ہے، یہ لقب انہیں اس لئے ملا کہ یہ فقہاء کی زینت ''طاووسؒ الفقہاء'' اور ان کے پیشوا ہیں۔

طاووسؒ بن کیسان یمن کے رہنے والے تھے، اور ان دنوں حجاج بن یوسف ثقفی کا بھائی محمد بن یوسف ثقفی یمن کا گورنر تھا۔ حجاج نے اسے اس وقت گورنر بنا کر بھیجا تھا جب حجاج نے عبداللہؓ بن زبیر کی کارروائیوں کا خاتمہ کر ڈالا اور اس کی شوکت و ہیبت بڑھ گئی اور اس کے دائرہ اختیار میں اضافہ ہو گیا۔

محمد بن یوسف نے اپنے بھائی حجاج کی بہت سی برائیاں تو اپنے اندر جمع کر رکھی تھی لیکن اس کی کسی اچھائی کو نہیں اپنایا تھا۔ سردیوں کی ایک خنک صبح کا واقعہ ہے کہ محمد دربار لگائے بیٹھا تھا۔ طاووسؒ بن کیسان اس کے پاس چلے گئے۔ معروف تابعی وہبؒ بن منبہ بھی ساتھ تھے۔ جب دونوں اس کے قریب جا کر بیٹھ گئے تو طاووسؒ نے محمد بن یوسف کو وعظ و تذکیر کرنا اور جنت و دوزخ کی ترغیب و ترہیب دلانا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شروع کر دیا۔

محمد بن یوسف نے چوکیدار سے کہا: غلام! طیلسان لاؤ اور ابوعبدالرحمٰن کے کندھوں پر ڈال دو۔

چوکیدار فوراً قیمتی طیلسان لے آیا اور طاووسؒ کے کندھوں پر ڈال دیا۔ اب طاووسؒ طیلسان کو نیچے گرانے کے لئے دوران وعظ اپنے کندھوں کو آہستہ آہستہ حرکت دینے لگے۔ یہاں تک کہ انہوں نے طیلسان کو کندھوں سے نیچے گرا دیا اور جانے کے لیے اٹھ کھڑے۔

یہ صورتحال دیکھ کر محمد بن یوسف غضب ناک ہو گیا۔ آنکھوں میں خون اتر آیا اور چہرہ سرخ ہو گیا مگر کچھ کہہ نہ سکا۔ جب طاووس اور وہبؒ بن منبہ باہر آ گئے تو طاووسؒ نے کہا: بخدا! ہم نے اس کے غضب کی کوئی پروا نہیں کی۔

وہبؒ نے کہا: ''تمہیں کیا ہو جاتا اگر تم اس سے طیلسان لے لیتے؟ پھر اس کو فروخت کر دیتے اور اس کی قیمت فقراء و مساکین میں صدقہ کر دیتے؟''

طاووسؒ نے جواب دیا: آپ تو یہ بات کہہ رہے ہیں مگر مجھے اس چیز کا خدشہ ہے کہ میرے بعد علماء یہ کہیں گے کہ جس طرح طاووسؒ نے طیلسان لے لیا تھا ہم بھی لے لیتے ہیں۔ پھر یہ علماء ویسے نہ کریں جیسے آپ کہہ رہے ہیں یعنی اس چیز کو فروخت کر کے فقراء و مساکین میں اس کی قیمت تقسیم نہ کریں بلکہ خود ہی ہڑپ کر جائیں۔

اب محمد نے طاووسؒ کی طرف جوابی پتھر پھینکنے کی منصوبہ بندی کی تاکہ ان کی اس جسارت کا انتقام لے۔ اس نے طاووسؒ کو اپنے جال میں پھانسنے کے لئے سات سو دینار سونے کی ایک تھیلی تیار کی اور اپنے حاشیہ برداروں میں سے ایک انتہائی شاطر چالاک آدمی کو منتخب کیا کہ طاووسؒ کے پاس جاؤ اور ہر صورت یہ تھیلی ان کو دے کر آؤ۔ اگر تم انہیں یہ تھیلی دینے میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں انعام سے نوازوں گا اور اپنے قریبی آدمیوں میں شامل کر لوں گا۔

آدمی نے تھیلی لی اور صنعاء کے قریب بستی جند میں پہنچ گیا جہاں طاووسؒ رہائش پذیر تھے۔ طاووسؒ کے پاس گیا تو سلام کیا اور بڑی محبت و نرمی کے ساتھ کہنے لگا:

ابوعبدالرحمٰن! یہ رقم گورنر نے آپ کیلئے بھیجی ہے۔

ابوعبدالرحمٰن نے کہا: مجھے تو اس کی ضرورت نہیں۔

اب اس آدمی نے ہر حیلہ آزمایا اور ہر دلیل پیش کی کہ وہ یہ رقم لے لیں مگر طاووسؒ کی طرف سے انکار ہی سامنے آیا۔ جب اس نے محسوس کر لیا کہ کسی بھی طرح طاووسؒ یہ رقم لینے والے نہیں ہیں تو اس نے موقع پا کر طاووسؒ کی بے خبری میں اس تھیلی کو دیوار کے روشن دان میں پھینک دیا اور واپس آ کر گورنر سے کہا کہ جناب امیر! طاووسؒ نے وہ تھیلی لے لی ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محمد بن یوسف نے یہ خبر سنی تو بہت خوش ہوا اور کچھ عرصہ اس بارے میں خاموشی اختیار کیے رکھی کہ ایک دن اپنے دو حواریوں اور اس آدمی کو جو تھیلی لے کر گیا تھا حکم دیا کہ طاووسؒ کے پاس جاؤ اور کہو کہ امیر کے قاصد سے غلطی ہو گئی ہے، دراصل وہ رقم کسی اور کو دینا تھی مگر وہ آپ تک پہنچا دی گئی ہے اور ہم وہ رقم لینے آئے ہیں تاکہ اس کے مالک تک پہنچا دیں۔

طاووسؒ نے کہا: میں نے امیر کے مال سے کچھ بھی نہیں لیا۔ میں نے تو اسے واپس کر دیا تھا۔

آدمی بولے: نہیں، آپ نے وہ رقم لے لی تھی۔

یہ بات سن کر طاووسؒ نے اس آدمی کی طرف دیکھا جو تھیلی لے کر آیا تھا اور کہا:

''کیا میں نے تجھ سے کوئی چیز لی تھی؟''

آدمی خوفزدہ ہو گیا اور کہنے لگا۔ ہرگز نہیں بلکہ میں نے آپ کی بے خبری میں تھیلی کو اس روشن دان میں پھینک دیا تھا۔

طاووسؒ نے کہا: روشن دان تمہارے سامنے ہے۔ دیکھ لو۔

آدمیوں نے دیکھا تو تھیلی جیسی تھی ویسی ہی روشن دان میں پڑی تھی اور مکڑی نے اس پر جالا بن رکھا تھا۔ آدمیوں نے تھیلی لی اور واپس چلے گئے۔

.....

محمد بن یوسف نے طاووسؒ سے انتقام لینے کی تدبیر سوچی تھی مگر ناکام ہوا۔ اب ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ گویا اللہ تعالیٰ محمد بن یوسف کی اس حرکت کا انتقام تمام لوگوں کے سامنے لینا چاہتا تھا۔

طاووسؒ بن کیسان خود بیان کرتے ہیں کہ میں حج کی غرض سے مکہ میں تھا کہ حجاج نے مجھے پیغام بھیج کر بلایا۔ جب میں اس کے پاس گیا تو اس نے پرتپاک استقبال کیا اور اپنے قریب بٹھا لیا۔ میری طرف تکیہ بڑھایا اور اس پر ٹیک لگانے کے لئے کہا۔ پھر مناسک حج میں سے جس چیز کے بارے میں کوئی اشکال تھا پوچھنے لگا۔ ہم بیٹھے اپنی گفتگو میں مصروف تھے کہ حجاج نے کسی آدمی کو کعبہ کے گرد تلبیہ کہتے سنا۔ وہ آدمی بلند آواز میں تلبیہ پڑھتا تو یہ آواز ایسی تاثیر چھوڑتی کہ دلوں کو ہلا ڈالتی۔

حجاج نے کہا: اس آدمی کو میرے پاس بلا لاؤ۔

آدمی کو بلایا گیا تو حجاج نے اس سے پوچھا: آپ کا تعلق کن لوگوں سے ہے؟

اس نے جواب دیا: مسلمانوں سے

حجاج: میں نے آپ سے یہ نہیں پوچھا بلکہ میں نے تو علاقے کے بارے میں پوچھا ہے۔

آدمی: علاقے کا پوچھتے ہو تو میں اہل یمن میں سے ہوں۔

حجاج: تو نے اپنے امیر (محمد بن یوسف) کو کس حال میں چھوڑا ہے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



آدمی: جب میں وہاں سے آیا ہوں تو وہ ہٹا کٹا تھا۔ پہننے کے لئے سوٹوں کی بھرمار تھی۔ سواریوں کے لئے جانوروں کی فراوانی تھی۔ خراج وجزیہ کی خوب آمد تھی۔

حجاج: میں نے تجھے اس بارے میں نہیں پوچھا۔

آدمی: تو کس بارے میں پوچھا ہے؟

حجاج: میں نے تمہارے درمیان اس کے کردار سے متعلق پوچھا ہے۔

آدمی: اس کے کردار کا پوچھتے ہو تو سنو کہ وہ بڑا ظالم ہے۔ مخلوق کا فرمانبردار اور خالق کا نافرمان ہے۔

حجاج نے یہ جواب سنا تو پاس بیٹھے لوگوں میں اپنی بے عزتی محسوس کی۔ فوراً آگ بگولا ہو گیا اور آدمی سے کہا تجھے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تو اس کے بارے میں یہ الفاظ کہے جبکہ تجھے اس کا میرے ساتھ تعلق اور مقام ومرتبہ معلوم ہے؟

آدمی نے کہا: تیرا کیا خیال ہے کہ تیرے ساتھ اس کا تعلق مجھے اللہ کے ساتھ اپنے تعلق سے زیادہ عزیز ہے؟ جبکہ میں اس کے گھر کا طواف کر رہا ہوں، اس کے نبیؐ کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کا ایک قرض چکا رہا ہوں۔

حجاج، آدمی کا یہ جواب سن کر خاموش ہو گیا اور کچھ نہ بولا۔

طاووسؒ کہتے ہیں کہ پھر وہ آدمی اٹھا اور حجاج سے اجازت لئے بغیر باہر چلا گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ میں نے دل میں خود سے کہا کہ یقیناً یہ کوئی صالح و پرہیزگار آدمی ہے۔ لہٰذا اس کے پیچھے چل اور اس سے کچھ حاصل کر لے۔

اب میں اس کے پیچھے چل پڑا تو دیکھا کہ وہ بیت اللہ کے پاس آیا اور غلاف کعبہ سے چمٹ گیا۔ اپنا رخسار دیوار کعبہ کے ساتھ لگا دیا اور یہ دعا کرنے لگا:

''اے اللہ میں اپنا تعلق تیرے ساتھ ہی استوار کرتا ہوں اور تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔

اے اللہ مجھے یہ توفیق بخش کہ میں تیری سخاوت کے خزانوں پر مطمئن ہو جاؤں، اور بخیل و کنجوس لوگوں سے بے نیاز اور خودرائی وخودنمائی میں مبتلا لوگوں سے بے پروا ہو کر تیری ہی کفالت پر راضی ہو جاؤں۔

اے اللہ میں تجھ سے اس وسعت رزق کا سوال کرتا ہوں جو انتہائی قریب ہے اور تجھ سے اس بھلائی کا طلب گار ہوں جو بہت قدیم ہے۔''

پھر لوگوں کا ایک ریلا آیا اور یہ بھی اس کے ساتھ بہہ کر میری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اب اس کے ساتھ میری ملاقات کی کوئی صورت نہیں رہ گئی۔ لیکن یوم عرفہ کی شام کو میں نے دیکھا کہ یہ بھی لوگوں کے ساتھ واپس آ رہا ہے۔ میں اس کے ذرا قریب ہوا تو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اے اللہ اگر تو نے میرا حج، میری مشقت اور میری تھکاوٹ کو قبول نہیں کیا تو کم از کم مجھے یہ تکلیف جھیلنے کے اجر سے تو محروم نہ رکھ!''

پھر وہ آدمی لوگوں میں جا داخل ہوا۔ ادھر اندھیرا ابھی چھا گیا تو وہ دوبارہ مجھ سے اوجھل ہو گیا۔

جب میں اس کے ملنے سے مایوس ہو گیا تو میں نے دعا کی کہ:

''اے اللہ میری اور اس کی دعا قبول فرما! میری اور اس کی امید پوری فرما! جس روز قدم ڈگمگا جائیں گے اس دن میرے اور اس کے قدموں کو ثبات عطا فرما! اور حوض کوثر پر ہمیں اکٹھا فرما! اے مہربانوں پر مہربانیاں کرنے والے میری دعا قبول فرما!''

.....

ایک بار خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے حج کے ارادہ سے اطراف کعبہ میں جا کر قیام کیا، اور طواف کر کے اپنے شوق کی آتش کو ذرا ٹھنڈا کیا تو اپنے نوکر سے کہا کہ کسی عالم کو تلاش کرو جو ہمیں مسائل دین سمجھائے اور اللہ تعالیٰ کے ان محبوب و عزیز دنوں میں ہمیں وعظ و تذکیر کرے۔

نوکر نے حج کے لئے آئے ہوئے لوگوں سے جا کر ایسے عالم کے بارے میں پوچھا جو خلیفہ کی خواہش پوری کر سکے تو لوگوں نے اس سے کہا:

''یہ طاووسؒ بن کیسان، اپنے ہم عصر فقہاء کے سردار ہیں۔ دعوت الی اللہ کے موضوع پر سب سے زیادہ سچی و حقیقی بات کرتے ہیں۔ آپ انہیں لے جائیں۔''

نوکر طاووسؒ کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا کہ شیخ! امیر المومنین کی دعوت قبول کیجئے!

طاووسؒ بغیر کسی حیل و حجت کے وہاں جانے کے لئے رضامند ہو گئے۔

دراصل طاووسؒ یہ ایمان رکھتے تھے کہ داعیان الی اللہ کو دعوت الی اللہ کا جو بھی موقع ملے اسے غنیمت سمجھنا چاہئے اور اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ انہیں اس طرح کے موقع کا اشارہ بھی ملے تو آگے بڑھ کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ وہ یہ یقین بھی رکھتے تھے کہ سب سے بہترین بات وہ ہے جو ارباب حکومت کی کج روی کو سیدھا کرنے، انہیں ظلم و جور سے روکنے اور اللہ کے قریب کرنے کے لئے کی جائے۔

طاووسؒ اس نوکر کے ساتھ چل پڑے۔ امیر المومنین کے پاس پہنچ کر ان کو سلام کیا۔ انہوں نے بھی سلام کا بہترین جواب دیا۔ اپنے مہمان کے شایان شان استقبال کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔ پھر مناسک حج کے بارے میں اشکالات سے متعلق سوالات کرنے لگے۔ طاووسؒ جواب دیتے تو بڑے ادب و احترام کے ساتھ خاموشی سے ان کی بات سنتے۔

طاووسؒ کہتے ہیں: جب میں نے محسوس کیا کہ اب ان کے سوالات پورے ہو چکے ہیں اور کوئی بات ایسی نہیں رہ گئی جو یہ مزید پوچھیں گے تو میں نے اپنے دل میں ہی اپنے آپ سے کہا کہ: اے طاووسؒ



www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ وہ مجلس ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ تجھے پوچھیں گے کہ تو نے وہاں اپنی ذمہ داری ادا کی تھی یا نہیں؟

یہ سوچ کر میں ان کی جانب متوجہ ہوا اور کہا: اے امیر المومنین! قعر جہنم میں ایک کنوئیں کے کنارے پر ایک پتھر ہے۔ اس پتھر کو جہنم کے بالائی حصے سے گرایا گیا تو وہاں تک پہنچتے ہوئے اسے ستر سال لگے تھے۔

امیر المومنین! کیا آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کنواں کن لوگوں کے لئے تیار کر رکھا ہے؟

سلیمان نے بغیر کچھ سوچ جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ پھر انہوں نے عادۃً کہا: تم ہلاک ہو جاؤ، یہ کنواں کس کے لئے تیار کیا گیا ہے؟

میں نے کہا: "اللہ تعالیٰ نے یہ کنواں اس شخص کے لئے تیار کیا ہے جس کو اس نے اپنی حکومت میں حصہ دار بنایا (یعنی اس کو دنیا میں حکمرانی عطا کی) تو اس شخص نے اپنی اس حکمرانی کی بنا پر ظلم و جور سے کام لیا۔

یہ بات سن کر سلیمان پر کپکپی طاری ہو گئی۔ مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں ان کی روح ہی پرواز نہ کر رہی ہو۔ وہ روتے جا رہے تھے اور اس قدر ہچکیاں لے لے کر رو رہے تھے کہ اپنے دل کے تار ہی نہ کاٹ ڈالیں۔

اب میں ان سے رخصت ہو کر آ گیا تو وہ میرے لئے جزائے خیر کی دعا کر رہے تھے۔"

.....

جب عمرؒ بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے طاؤسؒ کی طرف پیغام بھیجا کہ:

ابو عبدالرحمٰن! مجھے نصیحت کیجئے!

طاؤسؒ نے صرف ایک سطر میں ان کو جوابی خط لکھا جس میں کہا: "جب آپ یہ چاہیں کہ آپ کے سارے کام خیر و بھلائی پر استوار ہوں تو اہل خیر سے مدد لیں! والسلام"

عمر نے خط پڑھا تو پکار اٹھے: یہی نصیحت کافی ہے، یہی نصیحت کافی ہے!

.....

خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے ساتھ بھی طاؤسؒ کے کئی مشہور و معروف واقعات مذکور ہیں۔

ایک واقعہ یوں ہے کہ:

ہشام حج کے لئے مکہ آیا، حرم میں داخل ہوا تو اہل مکہ میں سے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ہمارے ساتھ ملاقات کے لئے کسی صحابیِ رسولؐ کو تلاش کرو۔ لوگوں نے کہا: صحابہؓ رسولؐ تو یکے بعد دیگر دنیا سے جا چکے ہیں اب ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس نے کہا: تو پھر کسی تابعی کو بلالاؤ۔

لوگ طاووسؒ بن کیسان کو بلالائے۔

جب طاووسؒ ہشام کے پاس گئے تو اس کے قالین کے اوپر ہی ایک کنارے پر اپنے جوتے اتار دیئے۔ اسے امیر المومنین کہے بغیر سلام کیا۔ اس کی کنیت کے بجائے اس کا نام لے کر اس کو مخاطب کیا اور اس کی اجازت کے بغیر ہی بیٹھ گئے۔

ہشام نے یہ منظر دیکھا تو آتش غضب سے جل اٹھا کہ پاس بیٹھے لوگوں کی موجودگی میں میرے اقتدار و اختیار اور ہیبت و رعب کے ہوتے ہوئے اس نے یہ جرأت کی ہے۔

ہشام کو یہ بھی یاد نہیں تھا کہ وہ حرم میں موجود ہے اس لئے اس نے اپنی عادت کے مطابق طاووسؒ سے کہا: طاووس! تمہیں کس چیز نے اس حرکت پر آمادہ کیا ہے؟

طاووسؒ: کونسی حرکت؟

خلیفہ نے طاووسؒ کا یہ جواب سنا تو اور زیادہ غضبناک ہو گیا۔ کہنے لگا: تو نے میرے قالین کے کنارے پر آ کر جوتے اتارے ہیں۔ مجھے امیر المومنین کہے بغیر سلام کیا ہے۔ میری کنیت کے بجائے میرا نام لے کر مجھے مخاطب کیا ہے اور میری اجازت کے بغیر ہی بیٹھ گیا ہے۔ طاووسؒ نے بڑے پرسکون انداز میں جواب دیا:

☆ جہاں تک تیرے قالین کے کنارے پر جوتے اتارنے کی بات ہے تو میں تو روزانہ اپنے رب کے سامنے پانچ مرتبہ یہ جوتے اتارتا ہوں۔ وہ تو مجھ پر کوئی عتاب کرتا ہے نہ غضبناک ہوتا ہے۔

☆ اور تیرا یہ کہنا کہ تجھے امیر المومنین کہہ کر میں نے سلام نہیں کیا تو میں نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ تمام لوگ تیری امارت پر راضی نہیں اور مجھے یہ ڈر تھا کہ میں تجھے امیر المومنین کہہ کر جھوٹ کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔

☆ اور تیرا یہ مواخذہ کہ میں نے تجھے کنیت کے ساتھ نہیں بلکہ نام لے کر مخاطب کیا ہے تو وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو ان کے نام لے کر مخاطب کیا ہے۔ فرمایا ہے۔ یا داؤد، یا یحییٰ، یا عیسیٰ، جبکہ اپنے دشمنوں کا ذکر کنیت کے ساتھ کیا ہے۔ فرمایا: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ (المسد: 1)



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



☆ رہی آپ کی یہ بات کہ میں آپ کی اجازت سے قبل بیٹھ گیا ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے امیر المومنین حضرت علیؓ کو فرماتے سنا ہے کہ ''جب آپ کسی جہنمی آدمی کو دیکھنا چاہتے ہیں تو ایسے آدمی کو دیکھ لیں جو خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اس کے اردگرد اور سامنے کھڑے ہوں۔'' لہٰذا مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ کا شمار ان آدمیوں میں ہو جو جہنمی ہیں۔''

ہشام نے طاووسؒ کے یہ جوابات سنے تو شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ پھر سر اوپر اٹھاتے ہوئے کہا: ابو عبدالرحمٰن! مجھے نصیحت کیجئے!

طاووسؒ نے کہا: ''میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ ''جہنم میں بڑے بڑے ستونوں جیسے سانپ اور خچروں جتنے بڑے بچھو ہوں گے جو ہر اس حکمران کو ڈس رہے ہوں گے جس نے اپنی رعیت میں عدل سے کام نہ لیا ہوگا۔''

طاووسؒ یہ کہہ کر اٹھے اور چلے گئے۔

.....

جس طرح طاووسؒ بعض ارباب اختیار کو تذکیر و موعظت کرنے کی دعوت کو قبول کرتے تھے اسی طرح وہ بعض تنبیہ کی خاطر تذکیر و نصیحت نہیں کرتے تھے۔ ان کے بیٹے کا بیان ہے کہ ایک بار ہم یمن سے حج کی غرض سے نکلے۔ دوران سفر راستے میں ایک شہر میں ٹھہرے۔ جہاں کے گورنر کا نام ''ابن نجیح'' تھا یہ شخص بدترین حکومتی کارندوں میں سے تھا۔ حق کے خلاف اس کی دیدہ دلیری اور باطل پر ڈھٹائی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔

ہم وہاں کی مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے چلے گئے۔ ابن نجیح کو معلوم ہوا تو وہ بھی مسجد میں آ گیا اور ان (طاووسؒ) کے سامنے جا بیٹھا۔ سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا۔ اور اس کی طرف سے رخ پھیر کر دوسری جانب کر لیا وہ اٹھ کر دائیں جانب ان کے سامنے چلا گیا اور ان سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے اس جانب سے بھی رخ پھیر کر بائیں جانب کر لیا۔ جب وہ اس طرف آیا اور بات کرنا چاہی تو انہوں نے اس طرف سے بھی رخ پھیر لیا۔

میں نے جب یہ صورت حال دیکھی تو اٹھ کر ابن نجیح کے پاس گیا اور اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر اس کو سلام کیا اور کہا کہ میرے والد آپ سے واقف نہیں ہیں اس لئے ایسا کر رہے ہیں۔ اس نے کہا واقف ہیں اسی لئے تو ایسا کر رہے ہیں۔ پھر خاموش ہو گیا کچھ نہ کہا اور چلا گیا۔

جب ہم واپس اپنی منزل پر آئے تو والد محترم نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا:

''اے بے وقوف! ان کی پشت پیچھے انہیں برا کہنے میں تمہاری زبان بڑی تیز ہوتی ہے مگر جب وہ سامنے ہوں تو ان کے ساتھ معذرت خواہانہ لہجے میں گفتگو کرتے ہو۔ کیا نفاق اس کو نہیں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہتے؟ کسی اور چیز کو کہتے ہیں؟''

.....

طاووسؒ بن کیسان نے اپنی تذکیر و موعظت کو خلفاء و امراء تک ہی محدود نہیں رکھا تھا بلکہ وہ ہر اس آدمی کو نصیحت و موعظت کرتے تھے جس کو اس کی ضرورت ہوتی یا وہ اس میں رغبت رکھتا۔ ایسا ہی ایک واقعہ عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

طاووسؒ بن کیسان نے ایک بار مجھے کسی ایسی کیفیت میں دیکھا جو ان کو خوش نہ کر سکی تو کہنے لگے:

''اے عطاء! اپنی ضروریات اس کے پاس نہ لے کر جاؤ جس نے تمہاری وجہ سے اپنے دروازے بند کر رکھے ہیں اور وہاں چوکیدار بٹھا رکھے ہیں بلکہ اپنی حوائج اس ذات کے سامنے پیش کرو جس نے اپنے دروازوں کو تمہارے لئے کھلا چھوڑ رکھا ہے اور تم سے مطالبہ کر رکھا ہے کہ اس سے مانگو اور وعدہ کیا ہے کہ تم اس سے مانگو گے تو وہ تمہیں عطا کرے گا''

.....

طاووسؒ اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے کہ:

''بیٹا! اہل عقل کے پاس بیٹھو، تمہارا تعلق و انتساب ان کی طرف ہوگا خواہ تمہارا شمار ان میں نہ ہوتا ہو اور جاہلوں سے دور رہو کہ اگر تم ان کے پاس بیٹھو گے تو تمہارا تعلق ان کے ساتھ ہی بیان کیا جائے گا خواہ تم ان میں سے نہ ہو اور جان رکھو کہ ہر چیز کا ایک بہترین درجہ ہوتا ہے اور آدمی کا بہترین درجہ یہ ہے کہ اس کا دین مکمل اور اخلاق باکمال ہو۔''

چونکہ ان کے بیٹے عبداللہؒ نے تربیت کے اس ماحول میں پرورش پائی تھی جوان کے باپ نے قائم کر رکھا تھا۔ لہٰذا وہ بھی اپنے باپ کے اخلاق سے آراستہ اور ان کی سیرت سے پیراستہ ہو گئے تھے۔

ایک بار عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے عبداللہ بن طاووسؒ اور معروف تابعی مالکؒ بن انس سے استدعا کی کہ وہ ان سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔

عبداللہؒ بن طاووسؒ اور مالکؒ بن انس اس کی درخواست پر اس کے پاس چلے گئے۔ جب دونوں بیٹھ گئے تو منصور نے عبداللہ بن طاووسؒ کی طرف متوجہ ہو کر کہا: کوئی بات سنایئے جو تمہارے والد طاووسؒ تمہیں سنایا کرتے تھے۔ عبداللہؒ نے کہا: ''میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز لوگوں میں سے شدید ترین عذاب اس آدمی کو ہوگا جسے اللہ نے اپنے اقتدار میں شریک کیا (یعنی اس کو حکمران بنایا) تو اس نے اپنی اس حکمرانی میں ظلم و جور کو داخل کر دیا''۔

مالکؒ بن انس کہتے ہیں: ''جب میں نے یہ بات سنی تو اپنے کپڑے سمیٹ لئے کہ ابھی اس پر تلوار کا وار کر کے اسے قتل کر دیا جائے گا تو خون کے چھینٹے مجھ پر پڑ جائیں گے۔ مگر ابوجعفر منصور کچھ دیر



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لئے خاموش رہا پھر سلام کہہ کر ہمیں واپس بھیج دیا۔

.....

طاووسؒ بن کیسان نے طویل عمر پائی۔ یہاں تک کہ سو سال سے کچھ تھوڑا اوپر چلے گئے تھے۔ مگر بڑھاپے اور کبر سنی نے ان کے ذہن کی صفائی، سوچنے کی طاقت اور بولنے کی بداہت (روانی) کو ذرا متاثر نہ کیا تھا۔

عبداللہ شامی بیان کرتے ہیں کہ میں طاووسؒ سے ملنے کے لئے ان کے گھر پر گیا اور میں نے پہلے انہیں دیکھا نہیں تھا۔ دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے ایک بوڑھا آیا۔ میں نے اس کو سلام کیا اور پوچھا: کیا طاووسؒ بن کیسان آپ ہی ہیں؟

اس نے جواب دیا: ''نہیں! بلکہ میں ان کا بیٹا ہوں۔

میں نے کہا: ''اگر آپ ان کے بیٹے ہیں اور اس قدر بوڑھے ہو چکے ہیں تو مجھے نہیں یقین کہ ان کی شدھ بدھ بھی قائم ہو، جبکہ میں تو بڑی دور سے اکتساب علم کی خاطر ان کے پاس آیا ہوں۔

انہوں نے جواب دیا: ''نامراد! کتاب اللہ کا علم رکھنے اور اس پر عمل کرنے والے فساد عقل میں مبتلا نہیں ہوتے، تم ان کے پاس چلے جاؤ۔''

میں ان کے پاس گیا تو سلام کہہ کر عرض کیا کہ میں بڑی دور سے حصول علم اور وعظ و تذکیر کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

انہوں نے فرمایا: ''اختصار کے ساتھ جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔''

میں نے کہا: ''ان شاء اللہ اپنی استعداد کے مطابق اختصار سے کام لوں گا۔''

پھر طاووسؒ خود ہی گویا ہوئے:

کیا میں تمہیں توراۃ، زبور، انجیل اور قرآن کی تعلیمات کا خلاصہ نہ بتا دوں؟

میں نے کہا: ''بتا دیجئے!!!''

طاووسؒ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے اس قدر ڈرو کہ تم سے زیادہ دنیا کی کوئی چیز اللہ سے ڈرنے والی نہ ہو۔ اور اللہ سے اپنے اس خوف کی بنا پر انتہائی پر امید رہو۔ اور لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔''

.....

ایک سو چھ ہجری کے دس ذوالحجہ کی رات کو جب معمر طاووسؒ بن کیسان نے چالیسویں بار حاجیوں کے ہمراہ مزدلفہ سے واپس ہو کر اس کے دامن میں پڑاؤ ڈالا اور عشاء کی نماز ادا کر کے کچھ دیر آرام کی غرض سے پہلو زمین پر ٹکایا تو فرشتہ اجل نے آلیا اور طاووسؒ اہل و وطن سے دور اللہ کا قرب حاصل کرتے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوئے، اس کے اجر وثواب کی امید لگائے، احرام باندھے، تلبیہ کہتے اور گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہوتے ہوئے اپنے اللہ سے جا ملے جس طرح ان کی ماں نے ان کو اللہ کے فضل سے گناہوں سے پاک جنم دیا تھا۔

صبح تو انہیں دفن کیا جانا تھا لیکن ان کی میت کے گرد خلق کے ہجوم کے باعث جنازہ نہ اٹھایا جا سکا۔ یہ صورت حال دیکھ کر مکہ کے گورنر نے فوج کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کے ہجوم کو جنازہ سے پیچھے ہٹائیں تاکہ ان کی تدفین ہو سکے۔

طاؤسؒ کی نماز جنازہ خلق کثیر نے ادا کی، جن کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے۔ خلیفہ ہشام بن عبدالملک بھی اس جنازہ میں شریک تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# قاسمؒ بن محمد بن ابوبکر

کیا آپ اس جلیل القدر تابعی کے بارے میں جانتے ہیں؟

یہ ایک ایسا جوان ہے جس نے چہار اطراف سے شرف وعزت کو اپنے گرد جمع کر رکھا ہے۔ حتیٰ کہ عزت وتکریم میں سے کوئی ایسی چیز رہ نہیں گئی جس کو اس نے حاصل نہ کر لیا ہو۔

ابوبکرؓ کے بیٹے محمدؒ ان کے باپ اور ایران کے آخری بادشاہ یزدگرد کی بیٹی ان کی والدہ ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کی پھوپھی ہیں۔ ان کا سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ انہوں نے اپنے سر پر علم وتقویٰ کا تاج سجا رکھا ہے۔

آپ کے خیال میں اس عزت وعظمت کے بعد کوئی اور مقام ہے جس کی لوگ خواہش کر سکیں اور اس کے حصول کے لئے رشک کریں۔؟

یہ قاسمؒ بن محمد بن ابوبکر مدینہ کے سات فقہاء میں سے ایک ہیں۔ اپنے ہم عصروں میں علم کے اعتبار سے بہترین، ذہانت کے اعتبار سے تیز ترین اور ورع وتقویٰ کے لحاظ سے شدید ترین آدمی ہیں۔

آیئے ہم آپ کو ان کی کہانی آغاز سے سناتے ہیں۔

.....

قاسمؒ بن محمد حکومت عثمانی کے اواخر میں پیدا ہوئے۔ ابھی یہ طفل صغیر اپنے جھولے میں ہی کھیلتا کودتا تھا کہ دیار مسلمین میں ایک تباہ کن ہوا چل پڑی۔ عبادت وزہادت کے پتلے خلیفہ عثمانؓ بن عفان شہید کر دیئے گئے کہ وہ اجزائے قرآن پر جھکے تلاوت قرآن میں مصروف تھے۔

ادھر امیر المومنین علیؓ بن طالب اور بلاد شام کے امیر معاویہؓ بن ابوسفیان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ حواس اڑا دینے اور خوف میں مبتلا کر دینے والے پے در پے واقعات کے اس سلسلہ میں اس کم سن بچے نے دیکھا کہ اس کو اور اس کی بہن کو مدینہ سے اٹھا کر مصر لے جایا جا رہا ہے۔ اس لئے کہ ان کے والد محمدؒ بن ابوبکر امیر المومنین حضرت علیؓ کی طرف سے وہاں کے گورنر مقرر کئے گئے تھے۔ پھر اس بچے نے دیکھا کہ فتنہ کے شعلے اس کے باپ تک بھی پہنچ گئے ہیں اور ان کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لہٰذا اب جبکہ انصارِ معاویہ مصر پر حکمراں ہو گئے تو قاسم نے دیکھا کہ اسے دوبارہ مدینہ لے جایا جا رہا ہے، اور وہ یتیم و لطیم ہو گیا ہے۔

.....

قاسمؒ اپنے اوپر آنے والے اس عذاب کی داستان غم خود سناتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں.....:

''جب میرے باپ کو مصر میں قتل کر دیا گیا تو میرے چچا عبدالرحمٰنؒ بن ابوبکرؓ آ کر مجھے اور میری ہمشیرہ کو مصر سے مدینہ لے گئے۔ ہم مدینہ پہنچے ہی تھے کہ میری پھوپھی عائشہؓ ہمارے پاس آئیں اور چچا کے گھر سے ہمیں اپنے گھر لے گئیں اور اپنی زیر نگرانی ہماری تربیت و پرورش کرنے لگیں۔ پھوپھی عائشہؓ نے جس محبت و چاہت اور تعلق و توجہ کے ساتھ ہماری تربیت و پرورش کی اس پر میں یہی کہوں گا کہ میں نے ان سے زیادہ حسن سلوک کرنے والا کوئی باپ دیکھا نہ ماں اور ان سے بڑھ کر شفقت کرنے والی کوئی ماں دیکھی نہ باپ۔

وہ اپنے ہاتھ سے ہمیں کھانا کھلاتیں اور خود نہ کھاتیں۔ ہمارے کھانے سے کچھ بچ جاتا تو اسے کھا لیتیں۔ ہمارے ساتھ اس قدر محبت کرتیں جس طرح دودھ پلانے والیاں دودھ پیتے بچوں سے پیار کرتی ہیں۔ وہ ہمارے بدنوں کو غسل دیتیں اور بالوں میں کنگھی کرتیں۔ ہمیں سفید کپڑے پہناتیں اور خیر کی طرف ہمیں راغب کرنے کا کوئی موقع نہ جانے دیتیں۔ اپنے عمل سے ہماری تربیت کرتیں۔ برائی سے منع کرتیں اور اس کو ترک کرنے پر ہمیں ابھارتیں۔

ہم قرآن مجید کی جس قدر سمجھ بوجھ رکھتے اس کی ہمیں مسلسل تلقین کرتیں، حدیث رسولؐ سے جو کچھ ہماری سمجھ میں آ سکتا اس کو ہمارے سامنے بیان کرتیں۔

عیدین کے مواقع پر ہمیں بڑے تحفے تحائف دیتیں اور ہم سے بہترین سلوک کرتیں۔ ایام حج میں عرفہ کی شام کو میرے بال حلق کرتیں اور مجھے اور میری بہن کو غسل دیتیں۔ صبح ہوتی تو نئے کپڑے پہنا کر ہمیں عیدگاہ کی طرف بھیج دیتیں تاکہ ہم نماز عید ادا کر کے آئیں۔ جب ہم واپس آتے تو ہمیں ساتھ بٹھا لیتیں اور ہم اکٹھے کھانا کھاتے۔

.....

ایک روز ایسے ہوا کہ انہوں نے ہمیں سفید کپڑے پہنائے پھر ایک طرف مجھے اور دوسری طرف میری بہن کو اپنی گود میں بٹھا لیا۔

انہوں نے میرے چچا عبدالرحمٰنؒ کو پہلے ہی پیغام بھیج رکھا تھا۔ وہ آئے تو ان کو سلام کیا اور پھر ان سے کچھ گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ کے شایان شان اس کی حمد و ثنا بیان کی۔ میں نے ان سے زیادہ فصیح اللسان اور شیریں بیان کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنے بھائی کو مخاطب کر کے فرمایا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھائی جان! جب سے میں ان بچوں کو اپنے پاس لائی ہوں آپ مجھ سے دور ہی رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے ان بچوں کو اپنے پاس لا کر آپ کے اوپر کوئی احسان نہیں کیا نہ مجھے آپ پر کوئی بدگمانی تھی اور نہ میں آپ کو ان کے حق میں کسی لغزش کا الزام دیتی ہوں بلکہ میں ان بچوں کو اس لئے لے آئی تھی کہ آپ کئی بیویوں کے شوہر ہیں۔ اور یہ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، یہ تو اپنے کام خود نہیں کر سکتے۔

مجھے یہ خدشہ ہوا کہ اگر یہ بچے کسی وقت کوئی آلائش پھیلا دیں تو آپ کی بیویاں اس چیز کو دیکھ کر کراہت کا اظہار کریں گی۔ پھر میں نے دیکھا کہ میں ہی اس بات کی سب سے زیادہ ذمہ دار ہوں کہ ان بچوں کی تربیت و پرورش کا ذمہ لوں۔

میں نے یہ فرض ادا کیا۔ اب یہ بچے جوان ہو گئے ہیں اور اپنے امور خود سرانجام دینے کے قابل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا انہیں آپ لے جایئے! اور اپنے پاس رکھیئے!

اس کے بعد چچا عبدالرحمٰنؒ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔''

.....

لیکن اس صدیقی نوجوان کا دل اپنی پھوپھی عائشہؓ کے گھر میں ہی اٹکا رہتا کیونکہ نبوت و رسالت کی خوشبوؤں سے معطر اس گھر میں اس نے پرورش پائی تھی۔ اس کی مالکہ کی نگاہوں کے سامنے تربیت پائی تھی۔ ان کی جوش مارتی ہوئی قلبی محبت سے سیراب ہوا تھا۔ لہٰذا وہ آدھا وقت چچا اور آدھا وقت پھوپھی کے گھر میں گزارنے لگا۔

.....

نبوت کی خوشبوؤں سے معطر اور رسالت کے نور سے منور اس گھر کی یادیں ساری زندگی قاسم کے ذہن میں تازہ رہیں۔

ان یادوں میں سے ایک یادگار کا تذکرہ سنیئے! وہ خود بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے اپنی پھوپھی عائشہؓ سے کہا: ماں! مجھے نبیؐ اور ان کے دونوں ساتھیوں کی قبریں دکھایئے! میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں یہ قبریں گھر میں ہونے کے باعث ایک پردے کے ذریعے آنکھوں سے اوجھل رکھی گئی تھیں۔

میرا یہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے ماں نے پردہ ایک طرف ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ یہ تینوں قبریں بہت ہی کم بلند ہیں۔ سرخ مٹی کی کنکریاں اوپر ڈال کر انہیں ہموار کیا گیا ہے۔ جو اس وقت مسجد میں ہوتی تھیں۔

میں نے پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ کی قبر کونسی ہے؟

انہوں نے ایک قبر کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا: یہ ہے!!

میں نے دیکھا کہ یہ کہتے ہوئے ماں کی آنکھوں سے دو بڑے بڑے آنسو بہہ نکلے تو انہوں نے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فوراً ان کو صاف کر ڈالا تا کہ مجھے نظر ہی نہ آئیں۔ نبیؐ کی قبر اپنے دونوں ساتھیوں کی قبر سے ذرا آگے ہے۔

اب میں نے پوچھا: کہ میرے دادا ابوبکرؓ کی قبر کہاں ہے؟

انہوں نے کہا: وہ ہے۔

اور ابوبکرؓ نبی کریمؐ کے سرہانے کی جانب دفن ہیں۔

پھر میں نے کہا: یہ عمرؓ کی قبر ہے؟

انہوں نے کہا: ہاں۔

اور عمرؓ کا سر میرے دادا کی کمر کے برابر اور نبیؐ کے قدموں سے ذرا قریب ہے۔

.....

خاندان صدیقی کا چشم و چراغ یہ لڑکا جوان ہوا تو کتاب اللہ حفظ کر چکا تھا۔ اور اپنی پھوپھی عائشہؓ سے حدیث رسولؐ بھی اخذ کر چکا تھا۔ پھر اس نے حرم نبوی کا رخ کیا اور ان علمی حلقوں کا ہو کر رہ گیا جو مسجد نبوی کے ہر رکن میں اس طرح بکھرے ہوتے تھے جیسے آسمان پر ستارے بکھرے چمک رہے ہوں۔

انہوں نے ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن خباب، رافع بن خدیج اور عمر بن خطاب کے غلام اسلم رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی۔ حتیٰ کہ وہ مجتہد امام اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم سنت بن گئے۔ ان دنوں علمی دنیا میں کسی کو اس وقت تک "مرد" نہیں کہا جاتا تھا جب تک وہ سنت میں رسوخ حاصل نہ کر لیتا۔

.....

جب اس صدیقی جوان کے علم و معرفت کی تمام جہتیں مکمل ہو گئیں اور لوگ حصول علم کی خاطر شوق و رغبت سے ان کے پاس آنے لگے تو اس نے بھی ان پر علم کے دریا بہا دیے۔

وہ مسجد نبوی میں اپنے مقررہ وقت پر بلا ناغہ آتے۔ دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرتے پھر منبر رسولؐ اور روضہ رسولؐ کے درمیان باب عمرؓ کے سامنے اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بیٹھ جاتے تو ہر طرف سے طالب علم ان کے پاس جمع ہونے لگتے اور ان کے شیریں و صافی چشمہ علم سے اپنے پیاسے دلوں کو خوب سیراب کرتے۔

کوئی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ محمد بن قاسمؒ اور ان کے خالہ زاد سالم بن عبداللہ بن عمرؓ مدینہ کے قابل اعتماد امام اور ایسے رہنما و سردار بن گئے کہ لوگ ان کی بات سنتے اور مانتے تھے۔

ان کے پاس کوئی گورنری تھی نہ حکومت مگر لوگوں نے ان کو اپنا سردار و قائد بنا لیا تھا کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ورع و تقویٰ سے آراستہ کر رکھا تھا۔ دل علم و فقہ سے معمور کر رکھے تھے اور لوگوں کے ہاں پائے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جانے والے مال ومتاع سے بے نیازی اور اللہ کے حضور جو کچھ ہے اس میں رغبت پیدا کر رکھی تھی۔

.....

لوگوں کے دلوں میں ان کا یہ مقام ومرتبہ اس قدر راسخ وجاگزیں ہو گیا تھا کہ امرائے بنی امیہ مدینہ کا کوئی اہم کام ان سے رائے لئے بغیر نہیں کرتے تھے۔ اس بات کی شہادت یہ واقعہ دیتا ہے کہ ولید بن عبدالملک نے حرم نبویؐ کو وسیع کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر قدیم مسجد کو چاروں اطراف سے منہدم کئے بغیر اور امہات المومنین کے گھروں کو اس میں شامل کئے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتا تھا۔ اور یہ ایک ایسا مسئلہ تھا جو لوگوں پر بہت گراں گزرتا۔

اب ولید نے گورنر مدینہ عمرؒ بن عبدالعزیز کو خط لکھا کہ ''میری رائے ہے کہ مسجد رسولؐ کو اتنا وسیع کر دیا جائے کہ یہ ۲۰۰ ہاتھ کشادہ ہو جائے۔ آپ اس کی چاروں دیواروں کو منہدم کر دیں اور زوجات رسولؐ کے حجروں کو بھی اس میں شامل کر لیں۔ آس پاس اور بھی جتنے گھر ہیں ان کو خرید لیں اور اگر ہو سکے تو قبلہ کی جانب بھی توسیع کر دیں۔ آپ یہ کام آل خطاب سے اپنے تعلق اور لوگوں میں ان کے مقام ومرتبہ کی بنا پر کر سکتے ہیں۔ اگر اہل مدینہ اس بات سے انکار کر دیں تو قاسمؒ بن محمد اور سالمؒ بن عبداللہ بن عمرؓ سے مدد لے لیں اور ان کو اس معاملے میں شریک کر لیں۔ اور لوگوں کو ان کے گھروں کی قیمتیں دل کھول کر ادا کریں۔ اس معاملے میں آپ کے دو بزرگوں عمرؓ بن خطاب اور عثمانؓ بن عفان کا کردار آپ کے لئے مشعل راہ ہوگا۔''

عمرؒ بن عبدالعزیز نے قاسمؒ بن محمد اور سالمؒ بن عبداللہؓ اور سرداران اہل مدینہ کے ایک گروہ کو بلایا اور ان کے سامنے امیر المومنین کا خط پڑھا۔ ان لوگوں نے خلیفہ کی اس رائے پر خوشی کا اظہار کیا اور اس پر عمل درآمد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ مدینہ کے دونوں بڑے عالم وامام بذات خود اپنے ہاتھوں سے مسجد کے انہدام میں شریک ہیں تو وہ سب یکبارگی اٹھ کر اس کام میں لگ گئے۔

ان دنوں جیوش مسلمین شہر قسطنطنیہ میں داخلے کے لئے شہر کے مضبوط قلعوں کے دروازوں پر دستک دے رہے تھے اور جری وبہادر جرنیل مسلمہ بن عبدالملک بن مروان کی قیادت میں ایک کے بعد دوسرا قلعہ مسلمانوں کے قبضہ میں آتا جا رہا تھا۔ اور یہ اس بات کی تمہید تھی کہ قسطنطنیہ فتح ہو جائے گا۔

ادھر روم کے بادشاہ کو امیر المومنین کے توسیع مسجد نبویؐ کے اس منصوبہ کا علم ہوا تو اس نے مداہنت سے کام لیتے ہوئے خلیفہ کو خوش کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کیلئے ایک لاکھ مثقال سونا، ملک شام کے فن تعمیر کے ایک سو ماہرین اور چالیس اونٹ پردوں کے لئے استعمال ہونے والے بہترین کپڑے ''فسیفساء'' کے لاد کر بھیجے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ولید نے یہ سب کچھ عمرؒ بن عبدالعزیز کی طرف بھیج دیا تاکہ وہ تعمیر مسجد میں اس سے مدد لے سکیں اور عمرؒ نے بھی یہ مال قاسمؒ بن محمد اور ان کے ساتھی کے مشورہ سے خرچ کیا۔

.....

قاسمؒ بن محمد شکل وصورت اور خصائل وشمائل میں اپنے دادا ابوبکر صدیقؓ سے اس قدر ملتے جلتے تھے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ابوبکرؓ کی نسل میں اس جوان سے زیادہ ان کے مشابہ کوئی اور بچہ پیدا نہیں ہوا۔

وہ اخلاق کی بلندی، خصال کی عمدگی، ایمان کی پختگی، تقویٰ کی شدت، دل کی سخاوت اور ہاتھ کی کشادگی میں ان سے قریب ترین تھے۔ ان کے بارے میں بہت سے افعال واقوال منقول ہیں جو اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔

ان واقعات میں سے ایک واقعہ یوں ہے کہ ایک بار ایک اعرابی ان کے پاس مسجد میں آ گیا اور کہنے لگا:

آپ میں سے کون زیادہ بڑا عالم ہے، آپ یا سالمؒ بن عبداللہ؟ قاسمؒ نے اس کا یہ سوال سن کر کوئی جواب نہ دیا تو اس نے دوبارہ سوال کیا۔

انہوں نے جواب دیا: ''سبحان اللہ!

اعرابی نے اب تیسری بار پھر یہی سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا:

اے برادرزادے! وہ سالمؒ بن عبداللہ وہاں بیٹھے ہیں! (یعنی ان کے پاس جا کر ان سے پوچھ لو یا خود دیکھ لو)

اس مجلس میں بیٹھا ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ قاسمؒ کو خوش رکھے! دراصل انہوں نے یہ جواب دینا پسند نہ کیا کہ میں سالم سے بڑا عالم ہوں کیونکہ اس طرح وہ خودستائی میں مبتلا ہو جاتے۔ اور یہ کہنا بھی پسند نہ کیا کہ سالم مجھ سے بڑا عالم ہے کیونکہ سالمؒ ان سے بڑے عالم نہیں تھے۔ اگر یہ بات کہتے تو وہ جھوٹ کا ارتکاب کرتے۔

ایک بار حج کے موقع پر انہیں منیٰ کے مقام پر دیکھا گیا کہ دیگر شہروں کے لوگ ہر طرف سے انہیں گھیرے کھڑے ہیں اور ان سے مختلف مسائل پوچھ رہے ہیں۔ یہ بھی جس سوال کا جواب جانتے ہیں بتا دیتے ہیں اور جس کے بارے میں نہیں جانتے کہہ دیتے ہیں کہ ''میں نہیں جانتا! مجھے علم نہیں! میں نہیں جانتا۔'' لوگ ان کا یہ جواب سن کر حیران ہوتے تو یہ ان سے کہتے:

''تم جو کچھ ہم سے پوچھ رہے ہو ہم وہ سب کچھ نہیں جانتے، اگر جانتے۔ تو اس کو کبھی نہ چھپاتے۔ کیونکہ ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ ہم جو کچھ جانتے ہیں اس کو چھپائیں۔

جب آدمی اپنے اوپر اللہ کے فرائض وحقوق کو جان لے تو پھر اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ جاہل



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہی زندگی گزار لے بجائے اس کے کہ وہ ایسی بات کہہ ڈالے جس کا اس کو علم نہیں۔"

.....

ایک بار صدقات کی تقسیم ان کے ذمہ لگائی گئی تو انہوں نے اپنی سمجھ بوجھ اور اجتہاد سے مکمل کام لیتے ہوئے ہر حق دار کو اس کا حق دے دیا مگر ایک آدمی اپنے اس حصہ سے راضی نہ ہوا جو انہوں نے اسے دیا تھا۔ وہ آدمی مسجد میں آ گیا۔ آپؒ نماز پڑھ رہے تھے۔ آدمی نے اپنے مسئلہ کے بارے میں بات کرنا شروع کر دی۔

قریب ہی آپؒ کا بیٹا بیٹھا تھا۔ اس نے آدمی سے کہا:

اللہ کی قسم! تو اس شخص کے بارے میں یہ باتیں کر رہا ہے جس نے تمہارے اس صدقہ سے ایک درہم دانق بلکہ ایک کھجور تک نہیں لی۔

ادھر قاسمؒ نے نماز مختصر کی اور سلام پھیر کر بیٹے سے کہنے لگے:

"بیٹا! جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو آج کے بعد اس کے متعلق بات نہ کرنا"

لوگ کہتے ہیں کہ ان کے بیٹے نے بات ٹھیک کی تھی مگر قاسم نے اس کی تربیت کی خاطر اس کو یہ نصیحت کی تاکہ وہ کثرت کلام سے اپنی زبان کو محفوظ رکھ سکے۔

.....

قاسمؒ بن محمد نے بہتر برس کی عمر میں ۱۰۷ ہجری کو وفات پائی۔ ان کی بصارت جاتی رہی تھی اور وہ کافی بوڑھے ہو چکے تھے۔ اپنی زندگی کے آخری سال انہوں نے حج کی غرض سے مکہ کا ارادہ کیا تو دوران سفر ہی موت نے ان کو آلیا، جب انہوں نے محسوس کیا کہ موت قریب ہے تو اپنے بیٹے سے کہنے لگے:

"جب میں مر جاؤں تو مجھے میرے انہی کپڑوں میں دفن کرنا جن کے اندر میں نماز ادا کیا کرتا تھا۔ وہ کپڑے میری ایک قمیض، ایک تہہ بند اور ایک چادر ہے۔ تمہارے دادا ابوبکرؓ کا بھی یہی کفن تھا۔ پھر میری قبر پر مٹی ڈالنا اور اپنے گھر چلے جانا اور ہاں! یہ بات سن لو کہ تم میری قبر پر آ کر کھڑے نہ ہو جانا اور یہ نہ کہتے پھرنا کہ وہ ایسے تھے۔ ایسے تھے جبکہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# صلہ بن اشیم عدویؒ

صلہؒ بن اشیم عدوی رات کے عبادت گزاروں میں سے ایک عبادت گزار اور دن کے شہسواروں میں سے ایک شہسوار تھے۔

جب اندھیرا چھا جاتا اور کائنات پر اپنی چادریں بچھا دیتا اور انسان کام چھوڑ کر پہلو بستروں سے لگا لیتا تو صلہؒ بن اشیم عدوی بہترین وضو بناتے، محراب میں صف بچھاتے اور نماز میں داخل ہو جاتے۔ رب سے لو لگا کر وجد میں سکون پاتے۔

اس طرح وہ اپنے دل میں ایک لاہوتی چراغ جلا لیتے جو کائنات کے کناروں کو ان پر روشن کر دیتا اور انہیں آفاق میں آیات الٰہی دکھا دیتا۔ وہ اس نماز کے ساتھ پچھلے پہر تلاوت قرآن کے بھی بڑے شوقین تھے۔ جب رات کی آخری تہائی باقی رہ جاتی تو اجزائے قرآن پہ جھک جاتے۔ بلند آواز اور غم انگیز لہجے میں آیات بینات کی تلاوت فرماتے۔

بعض اوقات وہ قرآن کی حلاوت اس قدر محسوس کرتے کہ خشیت الٰہی سے دل کے تمام گوشے بیدار ہو جاتے اور دماغ کے تمام کونے متاثر ہو جاتے اور کبھی قرآن پر غور و فکر کرتے تو خضوع و خشوع کے باعث دل بیٹھنے لگتا۔

.....

صلہؒ بن اشیم عدوی نے عبادت کے اپنے اس معمول میں کبھی انقطاع نہ واقع ہونے دیا۔ اس معاملے میں ان کے لئے سفر و حضر اور مشغولیت و فراغت یکساں تھیں۔

جعفر بن زید بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم "کابل" پر لشکر کشی کے لئے نکلے اور اللہ سے پر امید تھے کہ یہ شہر فتح ہو جائے گا۔ اس لشکر میں صلہؒ بن اشیم عدوی بھی تھے۔ ہم ابھی راستے میں ہی تھے کہ رات ہو گئی لشکر ایک جگہ ٹھہر گیا اور کچھ کھا پی کر نماز عشاء ادا کی۔ پھر لوگ آرام کے لئے اپنے اپنے ٹھکانوں میں چلے گئے۔ میں نے دیکھا کہ صلہؒ بن اشیم بھی اپنے مقام کی طرف چلے گئے اور جس طرح لوگ آرام کی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غرض سے لیٹ گئے تھے یہ بھی دراز ہو گئے۔

میں نے اپنے دل میں ہی کہا کہ:

وہ لوگ کہاں ہیں جو اس آدمی کی صلوٰۃ وعبادت کے تذکرے کرتے ہیں اور ان کے طویل قیام کا چرچا کرتے ہیں کہ اس دوران ان کے پاؤں متورم ہو جاتے ہیں!

اللہ کی قسم! میں آج رات جاگتا ہی رہوں گا تاکہ انہیں دیکھتا رہوں۔ جب لوگ گہری نیند سو گئے تو میں نے دیکھا کہ صلہ اٹھے اور اندھیرے میں چھپتے چھپاتے لشکر سے نکل کر جنگل جھاڑ کے اندر گھنے درختوں میں جا داخل ہوئے۔ وہ اس خوفناک جنگل میں اس طرح چل رہے تھے گویا اس راستے پر ایک عرصہ سے ان کے قدم پڑتے رہے ہیں۔

میں بھی ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب وہ دور ایک جگہ پر پہنچ گئے تو انہوں نے قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہا اور نماز میں مستغرق ہو گئے۔

میں دور سے ان کو دیکھتا رہا۔ ان کا چہرہ چمک رہا تھا۔ اعضاء بے حس وحرکت تھے۔ سانس بے آواز تھا۔ گویا وہ اس وحشت میں اپنائیت محسوس کر رہے تھے۔ اس دوری کو قرب سمجھ رہے تھے اور اس اندھیرے میں روشنی دیکھ رہے تھے۔

وہ اسی حالت میں تھے کہ جنگل کی مشرقی جانب سے وہاں ایک شیر آ گیا۔ میں نے شیر کو دیکھ کر اپنے آپ کو ثابت قدم رکھنے کی بڑی کوشش کی مگر خوف کے مارے میرا دل دہل گیا۔ میں اس سے بچنے کے لئے ایک اونچے درخت پر چڑھ گیا۔

شیر صلہؒ بن اشیم کے قریب آتا جا رہا تھا اور وہ نماز میں مستغرق تھے حتیٰ کہ شیر ان سے چند قدم کے فاصلے پر آ گیا۔ مگر اللہ کی قسم! انہوں نے پھر بھی اس کی طرف دیکھا نہ کوئی توجہ دی۔ جب وہ سجدہ میں گئے تو میں نے کہا کہ اب شیر ان پر جھپٹ پڑے گا۔ جب وہ سجدوں سے اٹھ کر تشہد کے لئے بیٹھے تو شیر ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا گویا غور کے ساتھ ان کو دیکھ رہا تھا۔

صلہؒ نے جب سلام پھیرا تو بڑے سکون کے ساتھ شیر کی طرف دیکھا اور اپنے ہونٹوں کو ہلایا۔ میں ان کے یہ الفاظ نہ سن سکا کہ انہوں نے اس وقت کیا پڑھا تھا۔ شیر فوراً آرام کے ساتھ مڑا اور اسی طرف چلا گیا جہاں سے آیا تھا۔

.....

جب فجر طلوع ہوئی تو وہ اٹھے اور نماز فجر ادا کی۔ پھر ایسے بہترین انداز میں اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے لگے کہ میں نے ایسے الفاظ وانداز میں کبھی کسی کو نہ سنا تھا۔

پھر انہوں نے کہا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آگ سے بچالے! کیا مجھ جیسا خطا کار بھی کوئی ہوسکتا ہے جو گناہوں کے باوجود تجھ سے جنت کا مطالبہ کرے؟''

صلہؒ بن اشیم بار بار انہی الفاظ کو دہراتے رہے حتیٰ کہ وہ رو پڑے اور مجھے بھی رلا دیا۔ پھر وہ واپس لشکر میں چلے گئے مگر کسی کو بھی ان کے اس عمل کا علم نہ تھا۔ اور لوگوں کی نظروں میں انہوں نے اپنے ٹھکانے پر ہی رات گزاری تھی۔ ادھر میں ان کے پیچھے پیچھے واپس آیا تو رتجگے کے اثرات، جسم کی تھکاوٹ اور شیر کا خوف اس قدر مجھ پر چھائے ہوئے تھے کہ میری اس کیفیت کو اللہ ہی جانتا ہے۔

.....

اپنی اس عبادت و زہادت کے ساتھ صلہؒ بن اشیم تذکیر و موعظت کا کوئی موقع پاتے تو اسے غنیمت جانتے۔ اس معاملے میں ان کا اسلوب یہ تھا کہ وہ سبیل رب کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اس طرح بلاتے کہ اطاعت الٰہی سے بیگانہ نفوس اس طرف مائل ہو جاتے اور پتھر جیسے سخت قلوب موم ہو جاتے۔

.....

صلہؒ بن اشیم بصرہ سے باہر دور تنہائی میں عبادت کے لئے جایا کرتے تھے۔ ان کے قریب سے لڑکوں کی ایک ٹولی گزرتی جو بچوں کی طرح کھیل میں رغبت رکھتے۔ وہ کھیل کود اور ہنس مچل میں مشغول ہوتے کہ صلہؒ ان کے پاس آجاتے اور بڑی محبت سے ان کو سلام کہتے اور بڑی نرمی سے ان کو مخاطب کر کے کہتے:

''مجھے ایک بات بتاؤ کہ ایک قوم جس نے بڑے اہم کام کے لئے سفر کا عزم کر رکھا ہے لیکن اس کے باوجود وہ لوگ دن کے وقت راستے سے الگ ہو کر کھیلتے کودتے رہتے ہیں اور رات ہوتی ہے تو آرام کرتے ہیں۔

تمہارے خیال میں وہ کس وقت اپنا سفر ختم کریں گے اور کب اپنی منزل پر پہنچیں گے۔''

یہ بات وہ کئی بار ان سے کہتے۔ ایک روز ان لڑکوں سے ملے تو ان سے پھر یہی بات کی۔

ان میں سے ایک لڑکا اٹھا اور اس نے کہا:

اللہ کی قسم! اس بات کے ذریعے یہ ہمیں سمجھا رہے ہیں کیونکہ ہم دن کو کھیلتے ہیں اور رات کو سوئے رہتے ہیں۔

پھر اس نوجوان نے صلہؒ بن اشیم کی رفاقت اختیار کر لی اور ان کا پیرو ہو گیا۔ مرنے تک ان انہی کے ساتھ وابستہ رہا۔

اسی ضمن میں ایک اور واقعہ ہے کہ ایک روز وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کسی کام کی غرض سے کہیں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جارہے تھے کہ راستے میں ایک خوبصورت جوان ان کے پاس سے گزرا۔ اس جوان نے اپنا تہبند اس قدر نیچے لٹکا رکھا تھا کہ مغروروں کی طرح زمین پر گھسٹ رہا تھا۔

صلہؒ بن اشیم کے ساتھیوں نے ارادہ کیا کہ ہم آگے بڑھ کر اس کی مرمت کرتے ہیں۔ اس پر صلہؒ نے کہا: تم اس سے تعرض نہ کرو یہ کام میرے ذمہ رہنے دو۔

اب صلہؒ جوان کی طرف متوجہ ہوئے اور باپ جیسی شفقت اور گہرے دوست کے سے لہجے میں کہنے لگے:

''اے برادرزادے! مجھے آپ سے ایک کام ہے!

جوان ٹھہر گیا اور پوچھا: چچا جان! کیا کام ہے؟

صلہؒ نے کہا: کام یہ ہے کہ آپ اپنا تہبند اونچا کرلیں کیونکہ اس طرح آپ کے کپڑے صاف رہیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کا باعث ہوگا اور نبیؐ کی سنت پر بھی عمل ہوجائے گا۔

جوان نے ذرا شرمندہ ہوتے ہوئے کہا: ٹھیک ہے جناب! بہت خوب! پھر جلدی سے تہبند اوپر کرلیا۔

اب صلہؒ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''جو طریقہ میں نے اختیار کیا ہے یہ اس سے زیادہ اچھا ہے جو تم کرنے کا ارادہ کررہے تھے۔

اگر تم اس کو مارتے یا برا کہتے تو وہ بھی تم سے دو ہاتھ کرتا اور تمہیں برا کہتا لیکن تہبند کو ویسے ہی نیچے لٹکائے رکھتا اوپر نہ کرتا''

.....

ایک بار ان کے پاس بصرہ کا ایک جوان آیا۔ اس نے کہا: اے ابوصہباء! اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علم دیا ہے مجھے بھی اس کی تعلیم دیجئے!

صلہؒ اس کی یہ بات سن کر مسکرائے اور بہت خوش ہوئے۔ کہنے لگے: ''اے برادرزادے! تو نے مجھے ماضی یاد کرادیا ہے جس کو میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ میں بھی تیری طرح کا جوان تھا۔ صحابہؓ رسولؐ میں سے بقیۃ الصحابہؓ کے پاس جاکر میں نے بھی ان سے ایسے ہی کہا تھا کہ جو علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی سکھایئے! اس کے جواب میں انہوں نے مجھ سے فرمایا:

''قرآن کو اپنے نفس کے لئے ڈھال اور دل کے لئے بہار بنالو۔ اس سے خود بھی نصیحت پکڑو اور لوگوں کو بھی اس کی تذکیر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں جتنی دعائیں ذکر کی ہیں ان کو اکثر دہرایا کرو۔''

جوان نے کہا: اللہ آپ کو جزا دے۔ میرے لئے دعا بھی کردیجئے!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صلہؒ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تیرے لئے اس چیز میں دلچسپی پیدا کرے جو باقی رہنے والی ہے اور اس چیز سے بے نیاز کر دے جو فنا ہو جانے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ تجھے ایسا یقین و اطمینان عنایت کرے جسے پا کر دل پر سکون ہوتے ہیں اور دین پر چلنا ممکن ہوتا ہے۔''

.....

صلہؒ بن اشیم کی ایک عم زاد تھی جن کا نام ''معاذہؒ عدویہ'' تھا۔ یہ بھی ابن اشیم کی مانند ایک تابعیہ تھیں۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو پایا اور ان سے کسب علم کیا تھا۔ پھر حسن بصریؒ کو پایا اور ان سے علم کی سماعت کی۔ یہ بھی بڑی عابدہ و زاہدہ اور پرہیز گار و پارسا خاتون تھیں۔ ان کی عادت تھی کہ جب رات ہو جاتی تو کہتیں:

''یہ میری آخری رات ہو سکتی ہے''

پھر وہ ساری رات آنکھ نہ لگاتیں۔ مشغول عبادت ہی رہتیں۔ جب دن شروع ہوتا تو کہتیں:

''یہ میری زندگی کا آخری روز ہو سکتا ہے''

پھر وہ سارا دن پہلو کو بستر سے نہ لگاتیں حتیٰ کہ شام ہو جاتی۔

یہ خاتون سردیوں میں باریک کپڑے پہنتیں تاکہ سردی لگنے کے باعث انہیں نیند نہ آئے اور عبادت کا معمول منقطع نہ ہو۔ وہ ساری رات نماز پڑھتیں اور قرآن کی قرأت کرتی رہتیں۔ جب اونگھ آتی تو گھر میں گھومنا پھرنا شروع کر دیتیں۔ اور اپنے آپ سے کہتیں:

''اے نفس! اگلے جہان میں تیرے لئے طویل نیند ہے۔ قبر میں جا کر تو لمبی نیند سویا رہے گا۔ یہ نیند حسرت بھری ہوگی یا سرور و اطمینان والی''

.....

صلہؒ بن اشیم نے اپنی اس قدر عبادت و تقویٰ کے باوجود سنت نبوی سے بے رغبتی نہیں کی۔ انہوں نے اپنی اس عم زاد معاذہ سے منگنی کر لی۔

نکاح کے بعد ان دونوں میاں بیوی کی ملاقات سے قبل صلہؒ بن اشیم کا بھتیجا جو عمر میں انہی کی مانند تھا۔ صلہؒ کو حمام میں لے گیا، یہاں سے فارغ ہونے کے بعد اس نے ان کو ایک معطر کمرے میں بھیج دیا۔ جب دونوں میاں بیوی وہاں اکٹھے ہوئے تو صلہؒ دو مسنون رکعتیں ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ادھر ان کی دلہن بھی ان کی اقتدا میں یہ رکعتیں ادا کرنے کے لئے کھڑی ہو گئی۔

پھر ہوا یوں کہ دونوں کو نماز کے سحر نے اس طرح گرفتار کئے رکھا کہ دونوں اکٹھے نماز پڑھتے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رہے حتیٰ کہ فجر ہوگئی۔

دوسرے روز صبح ان کا بھتیجا آیا اور اس نے کہا:

چچا جان! کل آپ کے پاس آپ کی چچا زاد آئی تھیں تو آپ ساری رات نماز ہی ادا کرتے رہے، ان کی طرف توجہ ہی نہ کی۔

صلہؒ نے جواب دیا: بیٹا! کل تو مجھے پہلے ایسی جگہ لے گیا جس نے مجھے جہنم یاد دلا دی اور بعد میں ایسی جگہ بھیجا جس نے مجھے جنت یاد کرا دی۔

رات کو میں انہی دونوں چیزوں کے بارے میں سوچتا رہا کہ صبح ہوگئی۔''

بھتیجے نے کہا: وہ دو جگہیں کونسی ہیں؟

جواب ملا: ''تو نے مجھے حمام میں داخل کیا تو اس کی گرمی نے مجھے جہنم کی گرمی یاد کرا دی۔ پھر حجلہ عروسی میں داخل کیا تو اس کی خوشبو نے جنت کی خوشبو یاد دلا دی۔''

.....

صلہؒ بن اشیم محض عابد و زاہد اور خلوت کی تنہائیوں میں اللہ کی طرف مائل رہنے اور اس سے ڈرنے والے ہی نہ تھے بلکہ طاقتور شہسوار اور نڈر مجاہد بھی تھے۔

جنگ کے میدانوں نے ان جیسا مضبوط و جری اور تلوار کا دھنی مجاہد کم ہی دیکھا ہوگا۔

یہی وجہ تھی کہ مسلمان کمانڈر انہیں اپنے ساتھ لے جانے میں مقابلہ بازی میں رہتے تھے۔ ان میں سے ہر کوئی چاہتا تھا کہ وہ ان کو اپنے لشکر میں لانے میں کامیاب ہو، تاکہ ان کی بے پایاں شجاعت و بہادری کی برکت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت جس کے وہ طلب گار ہوتے ان کے حصے میں آ جائے۔

جعفر بن زید کہتے ہیں:

ہم ایک غزوہ کے لئے نکلے۔ صلہؒ بن اشیم اور ہشامؒ بن عامر بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جب ہم دشمن سے جنگ آزما ہوئے تو صلہؒ اور ان کے ساتھی ہشامؒ صفوف مسلمین میں سے نکلے اور دشمن کی صفوں میں جا گھسے۔ اس قدر تلوار زنی اور نیزہ بازی کرنے لگے کہ دشمن کے ہراول دستے کو شدید نقصان پہنچایا۔

یہ دیکھ کر دشمن کے کچھ کمانڈر کہنے لگے:

مسلمانوں کے صرف دو آدمیوں نے ہم سب کو اس قدر مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے اگر وہ سارا لشکر ہم پر حملہ آور ہو جائے تو ہمارا کیا حال ہو؟

لہٰذا مسلمانوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دو اور ان کے مطیع ہو جاؤ۔

.....

چھبیس ہجری کو صلہؒ بن اشیم ماورائے نہر کے علاقوں کی طرف جانے والے لشکر کے ہمراہ جہاد کے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لئے نکلے۔ان کے ساتھ ان کا بیٹا بھی تھا۔

جب دونوں طاقتوں کا آمنا سامنا ہوا اور معرکہ گرم ہو گیا تو صلہؒ نے اپنے بیٹے سے کہا:

''بیٹا! آگے بڑھو اور دشمن سے جہاد کرو حتیٰ کہ میں تمہیں قربان کر کے اس ذات کے حضور بطور امانت پیش کر دوں جو امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔

جوان بیٹے نے باپ کا حکم سنا تو دشمن سے ٹکرانے کے لئے لشکر سے یوں نکلا جیسے کمان سے تیر نکلتا ہے۔میدان میں تلوار کے جوہر دکھاتا رہا حتیٰ کہ شہید ہو کر زمین پر آن گرا۔

ادھر اس کا باپ بھی اس کے پیچھے ہی نکل کھڑا ہوا تھا اور جہاد میں مشغول تھا۔حتیٰ کہ اس نے بھی شہید ہو کر بیٹے کے پہلو میں جگہ پالی۔

.....

جب ان دونوں باپ بیٹے کی شہادت کی خبر بصرہ میں پہنچی تو عورتیں غمخواری کے لئے معاذہؒ عدویہ کے پاس آئیں۔

معاذہؒ نے ان سے کہا:

''اگر تم مجھے مبارک باد دینے آئی ہو تو خوش آمدید! اور اگر کسی اور مقصد کے لئے آئی ہو تو پھر واپس چلی جاؤ! اللہ تمہیں جزا دے۔''

.....

اللہ ان شریف و کریم چہروں کو شاداب رکھے اور اسلام و مسلمین کی طرف سے انہیں جزائے خیر دے۔تاریخ انسانی نے ان سے زیادہ متقی و پرہیزگار کوئی نہیں دیکھا۔





محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# زین العابدینؒ

## علی بن حسین بن علیؓ

یہ وہ سہانا اور سنہری سال ہے جب اکاسرہ ایران کی آخری بساط بھی لپیٹ دی گئی۔ آخری کسرائے ایران یزدگرد فرار ہو کر موت کی آغوش میں چلا گیا۔ اس کے کمانڈر، محافظ اور اہل و عیال مسلمانوں کے قیدی قرار پائے اور یہ سارے غنائم مدینہ پہنچا دیے گئے۔ کیونکہ مدینہ اس وقت خلافت راشدہ کا دارالخلافہ تھا۔

اس فتح عظیم کے قیدی قیمتی بھی تھے اور زیادہ بھی۔ اس قدر قیمتی اور تعداد میں وافر قیدی اہل مدینہ نے اس سے پہلے نہیں دیکھے تھے۔ ان قیدیوں میں یزدگرد کی تین بیٹیاں بھی تھیں۔

قیدیوں کی نیلامی شروع ہوئی تو لوگوں نے چند ہی لمحات میں انہیں خرید لیا اور قیمتیں بیت المال میں جمع کرا دیں۔ اب صرف یزدگرد کی یہ تین بیٹیاں باقی رہ گئی تھیں جن کی فروخت کا مرحلہ درپیش تھا۔ ناز و نعم میں پلی بڑھی یہ لڑکیاں خدا کے عنایت کردہ حسن و جمال سے بھی بہرہ ور تھیں۔ جب نیلامی کے لئے پیش کی گئیں تو ذلت و مہانت کے باعث ان کے سر جھک گئے اور حسرت و انکسار کی وجہ سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔

حضرت علی بن ابو طالب کرم اللہ وجہہ نے یہ منظر دیکھا تو پسیج گئے۔ اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاش ان لڑکیوں کو ایسا شخص خرید لے جو ان کو ان کے شایان شان مقام و مرتبہ دے۔

حضرت علیؓ کا یہ موقف تعلیمات شریعت سے متصادم نہیں تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ اِرْحَمُوْا عَزِیْزَ قَوْمٍ ذَلَّ ''مغلوب و مفتوح قوم کے معزز افراد پر رحم کیا کرو''

حضرت علیؓ خلیفہ وقت عمرؓ بن خطاب سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے:

امیر المومنین! شہزادیوں کے ساتھ عام لوگوں کا سا سلوک نہیں ہونا چاہئے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمر فاروقؓ نے جواب دیا: آپ نے بات تو ٹھیک کہی ہے مگر طریقہ بھی تو بتائیں؟

حضرت علیؓ نے فرمایا: ان کی قیمت کو بہت زیادہ بڑھا کر مخصوص فرمادیں۔ پھر ان لڑکیوں کو اختیار دے دیں کہ وہ قیمت ادا کرنے والوں میں سے جن کو چاہیں اپنے لئے پسند کرلیں۔

حضرت عمرؓ اس تجویز پر خوش ہوئے اور اس پر عمل کیا۔ اب ان لڑکیوں میں سے ایک نے عمر بن خطابؓ کے بیٹے عبداللہؓ کو پسند کیا۔ دوسری نے ابوبکر صدیقؓ کے فرزند محمد کو اور تیسری نے جس کو شاہ زنان کہا جاتا تھا، نواسہ رسولؐ حسین بن علیؓ کو اپنے لئے پسند کیا۔

شاہ زنان مسلمان ہوگئیں۔ اور بہترین اسلام کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے دین مستقیم سے بہرہ مند ہوئیں۔ غلامی سے نجات پائی اور ایک لونڈی کے بجائے آزاد عورت کی حیثیت سے حسینؓ کی بیوی بن گئیں۔ اور اپنے پہلے دین کے ساتھ تمام وثنی تعلقات کو منقطع کرتے ہوئے اپنا نام شاہ زنان (ملکۃ النساء) سے غزالہ رکھ لیا۔

یہ غزالہ شہزادیوں کے شایان شان، بہترین خاوند سے سرفراز ہوئیں۔ اب کوئی خواہش باقی نہ تھی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان کو نعمت اولاد سے نواز دے اللہ نے انہیں اس اعزاز سے بھی نواز دیا۔ اور انہیں خوبصورت و چمکتے چہرے والا ایک بیٹا عنایت فرمایا۔ غزالہ نے اس کا نام اس کے دادا کے نام پر ''علی'' رکھا۔

اللہ نے غزالہ کو خوشی کا بھرپور موقع مہیا فرمایا مگر خوشی کے اس موقع کو وہ چند لمحات سے زیادہ نہ پا سکیں، کہ زچگی کے بخار میں مبتلا ہو کر اپنے رب کے حضور چلی گئیں۔

اب بچے کی دیکھ بھال اور تربیت و پرورش ان کی ایک لونڈی کے سپرد ہوئی۔ اس اللہ کی بندی نے بچے کے ساتھ اس طرح پیار و محبت کیا جس طرح ماں کرتی ہے اور اس طرح نگرانی و نگہبانی کی جس طرح ایک ماں اپنے اکلوتے بیٹے کا خیال رکھتی ہے۔ بچہ جوان ہوا تو اسے معلوم نہ تھا کہ اس کی ماں اس لونڈی کے علاوہ کوئی اور ہے۔

.....

یہ بچہ علی بن حسینؒ جونہی حصول علم کی عمر کو پہنچا تو پورے شوق و شغف کے ساتھ علم کی تحصیل میں لگ گیا۔

☆ اس کی اولین درسگاہ اس کا گھر تھا۔ یہ گھر کس قدر خوش نصیب ہے!

☆ اس کا اولین معلم اس کا باپ حسین بن علیؓ تھا۔ یہ معلم کس قدر عظیم ہے!

☆ اس کی دوسری تعلیم گاہ مسجد رسول تھی۔ مسجد نبویؐ ان دنوں بقیۃ الباقیہ صحابہ رسولؐ سے ٹھاٹھیں مار رہی تھی اور کبار تابعین کے طبقہ اولیٰ سے بھری پڑی تھی۔ صحابہ و تابعین کے یہ دونوں طبقے ابنائے صحابہؓ کی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان نوخیز کلیوں کے لئے اپنے دلوں کو وا کئے ہوئے تھے۔ یہ اس نسل نو کو اللہ کی کتاب پڑھاتے، اس کی باریکیاں بتاتے، حدیث رسولؐ ان کو سناتے، اس کے اہداف و مقاصد سے انہیں آگاہ کرتے، سیرت رسول اور آپؐ کے مغازی کی داستانیں بیان کرتے۔ عرب شاعری سناتے اور اس کے گوشہ جمال سے ان کو آشنا کرتے، ان کے نوخیز و تر و تازہ دلوں کو اللہ کی محبت، اس کی خشیت اور خوف سے بھر دیتے۔

ایک دن ایسا آیا کہ یہ مدرسہ محمد یہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کی یہ کلیاں عمل کی مہک سے معطر گلشن علم کے خوبصورت پھول اور آسمان ہدایت کے چمکتے دمکتے روشن ستارے بن گئے۔

مگر علی بن حسینؒ کو کتاب اللہ کے ساتھ جس قدر شغف و رغبت تھی کسی اور چیز کے ساتھ نہیں تھی۔ قرآن کی عذاب الٰہی سے ڈرانے اور انعامات الٰہی کی خوشخبری دینے والی آیات کی تلاوت سے ان کے احساسات میں جس قدر ارتعاش برپا ہوتا کسی اور معاملہ میں نہ ہوتا۔ جب وہ کوئی ایسی آیت سنتے جس میں جہنم کا ذکر ہوتا تو اس قدر گرم سانس لیتے گویا ان کے اندر جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہیں جن کی تپش سانس کے ذریعے باہر آ رہی ہے۔

اِدھر علی بن حسینؒ نے اپنے علم و شباب کی تکمیل کی، اُدھر مثالی مدنی معاشرے کو بنو ہاشم کا ایک ایسا جوان میسر آ گیا جو عبادت و تقویٰ، فضل و خلق، احسان و بر اور معرفت و علم میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔

وہ عبادت و تقویٰ کی اس گہرائی تک پہنچ گیا تھا کہ وضو اور نماز کے درمیان جو وقت ہوتا اس دوران اس پر کپکپی طاری ہو جاتی۔ سارا جسم تھرتھراتا رہتا۔ جب ان سے پوچھا جاتا کہ آپ پر یہ کیفیت کیوں طاری ہوتی ہے؟ جواب دیتے۔ ''تم ہلاک ہو جاؤ! تم تو ایسی باتیں کر رہے ہو گویا تمہیں معلوم نہیں کہ میں کس ہستی کے سامنے پیش ہونے کے لئے جا رہا ہوں۔ اور گویا تمہیں یہ بھی علم نہیں کہ میں کس ذات سے اپنے دل کی بات کہنے کا ارادہ رکھتا ہوں!''

یہ ہاشمی جوان عبادت کے حسن ادائیگی میں اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ لوگوں نے اس کو اصل نام کی بجائے زین العابدینؒ کہنا شروع کر دیا حتیٰ کہ لوگ اس کے اصل نام کو بھول گئے یا بھولنے کے قریب تھے۔

یہ اس قدر طویل سجدے کرتے اور اس کیفیت میں اس قدر مستغرق رہتے کہ اہل مدینہ ان کو سجاد (طویل سجدے کرنے والا) کہنے لگے۔

دل و جان کی صفائی ستھرائی کا یہ حال تھا کہ لوگ انہیں زکی (پاکیزہ) کے نام سے پکارتے۔

.....

زین العابدینؒ یہ یقین رکھتے تھے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ وہ غلاف کعبہ سے چمٹ کر دعا کرتے تو اس دعا میں ان کو خوب لذت محسوس ہوتی۔ وہ اکثر بیت اللہ سے چمٹے رہتے اور رب کے حضور



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دعا گو ہوتے:

''اے اللہ تو نے مجھے اپنی رحمت سے خوب نوازا ہے اور میرے اوپر اپنی نعمتوں کی بارش کر رکھی ہے۔ اس لئے میں جب تجھ سے دعا کرتا ہوں تو بے خوف ہو کر اپنا مدعا تیرے سامنے رکھ دیتا ہوں۔''

''اے میرے رب میں اس شخص کی طرح تیرے حضور حاضری دیتا ہوں جسے تیری رحمت کی اشد ضرورت و احتیاج ہے اور اس کی قوت تیرے حقوق ادا کرنے سے عاجز ہے۔ لہٰذا مجھ ایسے گناہوں میں دھنسے اور اطاعت سے بیگانہ شخص کی دعا قبول فرما جس کو اس ناپسندیدہ کیفیت سے نکالنے والا تیرے سوا کوئی نہیں!''

.....

ایک بار طاوسؒ بن کیسان نے دیکھا کہ زین العابدینؒ بیت اللہ کے سائے تلے بیٹھے ہیں اور اپنی موت کو سامنے دیکھنے والے شخص کی طرح تڑپ رہے ہیں، بیمار کی سی آہ و بکا کر رہے ہیں اور مجبور و بے کس کی طرح دعا مانگ رہے ہیں۔

طاوسؒ کھڑے انتظار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ زین العابدینؒ کا گریہ بند ہوا اور وہ دعا سے فارغ ہو گئے۔ طاوسؒ ان کی طرف بڑھے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے نواسہ رسولؐ! میں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا ہے حالانکہ آپ کو تین اعزازات حاصل ہیں جن کی بنا پر مجھے امید ہے کہ آپ خوف سے محفوظ رہیں گے۔

زین العابدین نے کہا: طاوسؒ! وہ تین فضائل و اعزازات کیا ہیں؟

طاوس: ان میں سے پہلا تو یہ ہے کہ آپ نواسہ رسول ہیں یعنی رسولؐ کی بیٹی فاطمہؓ کے لختِ جگر حسینؓ کے بیٹے ہیں۔

دوسرا اعزاز یہ ہے کہ آپ کو اپنے دادا کی شفاعت نصیب ہوگی۔

اور تیسری فضیلت یہ کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہوگی۔

یہ سن کر زین العابدین نے کہا: ''اے طاوس!

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ (المومنون:۱۰۱)

''پھر جب اچانک صور پھونک دیا جائے گا تو اس روز ان کے درمیان کوئی رشتہ داری کام نہ آئے گی''۔

اللہ تعالیٰ کا یہ قول سننے کے بعد رسول اللہؐ سے میری خاندانی نسبت مجھے خوف سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ مجھے میرے دادا کی شفاعت نصیب ہوگی اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا قول تو یہ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (الانبیاء:۲۸)

''(سفارش کرنے والے بھی) اسی کی سفارش کر سکیں گے جس کے بارے میں اللہ اجازت دے گا''

رہی بات اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تو اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ (الاعراف:۵۶) ''یقیناً اللہ کی رحمت (بھی) محسنین کے ہی قریب ہوگی''

.....

تقویٰ نے زین العابدینؒ پر فضل و شرافت اور علم و حلم کے دریا بہا دیئے تھے۔ یہاں تک کہ تاریخ کی کتب ان کے یگانہ روزگار واقعات سے بھری پڑی ہیں اور ان کتب کے صفحات ان بہترین یادوں سے چمک اٹھے ہیں۔

انہی واقعات میں سے ایک واقعہ حسن بن حسنؒ (زین العابدین کے چچازاد) بیان کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں: ''میرے اور میرے چچازاد زین العابدین کے درمیان کوئی ناچاقی پیدا ہوگئی۔ میں ان کے پاس چلا گیا اور میں غصے سے پھٹا جا رہا تھا۔ زین العابدین اپنے دوستوں کے ہمراہ مسجد میں تھے۔ میں نے ان کو برا بھلا کہنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی جبکہ وہ خاموش رہے اور کوئی بات نہ کی۔

پھر میں واپس آ گیا۔ رات ہوئی تو دروازے پر کسی نے دستک دی۔ میں اٹھا کہ دیکھوں، دستک دینے والا کون ہے، دیکھتا ہوں کہ زین العابدین کھڑے ہیں۔ مجھے یہ شک ہوا کہ میری اس حرکت کا جواب دینے آئے ہیں۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ انہوں نے کہا: ''اے میرے بھائی! آپ نے جو کچھ مجھے کہا ہے اگر اس میں آپ سچے ہیں تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما دے اور اگر آپ اس بات میں سچے نہیں تو اللہ آپ کو معاف فرمائے۔''

پھر انہوں نے مجھے سلام کہا اور چلے گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر ان کو پکڑ لیا اور ان سے کہا: اللہ کی قسم! آئندہ کبھی ایسی بات نہیں کروں گا۔ میرے یہ معذرت خواہانہ الفاظ سن کر وہ نرم ہو گئے اور فرمایا: ''آپ نے جو کچھ مجھے کہا ہے میں آپ کو معاف کرتا ہوں۔''

.....

اہل مدینہ میں سے ایک شخص بیان کرتا ہے کہ زین العابدینؒ مسجد سے نکل کر جا رہے تھے کہ میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور انہیں سب و شتم کرنے لگا۔ جبکہ اس حرکت کا کوئی سبب بھی مجھے معلوم نہیں تھا۔ جب لوگوں نے میرے منہ سے گالیاں سنیں تو مجھے پکڑنے کے لئے آ گئے۔ اگر وہ اس وقت مجھے پکڑ لیتے تو اسی وقت چھوڑتے جب میں بوٹی بوٹی ہو چکا ہوتا۔ اتنے میں زین العابدینؒ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرمایا: ''اسے کچھ نہ کہو۔''

ان کی یہ بات سن کر لوگ رک گئے۔

جب انہوں (زین العابدینؒ) نے دیکھا کہ میرے اوپر شدید خوف و دہشت طاری ہے تو مسکراتے چہرے کے ساتھ میرے پاس آئے اور مجھے دلاسا دینے لگے۔ پھر کہا:

''تو نے ہمیں اس چیز کے بارے میں گالی دی ہے جس کا تجھے علم ہے، اور ہمارے بارے میں جس چیز کا تجھے علم نہیں وہ اس سے بھی زیادہ بڑی ہے۔''

پھر مجھے کہا: ''کیا تیری کوئی حاجت ہے جس پر ہم تیری مدد کر سکیں؟''

یہ بات سن کر میں شرمندہ ہو گیا اور کچھ نہ بولا۔ جب انہوں نے میری ندامت و شرمندگی کو دیکھا تو فوراً اپنی چادر میرے اوپر ڈال دی اور میرے لئے ایک ہزار درہم کا حکم بھی دے دیا۔ اس کے بعد جب بھی میں انہیں دیکھتا تو یہ کہتا کہ ''میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ آپ آلِ رسولؐ ہیں۔''

.....

زین العابدینؒ کا ایک غلام بیان کرتا ہے کہ میں علی بن حسین (زین العابدینؒ) کا غلام تھا۔ انہوں نے کسی کام کے سلسلے میں مجھے کہیں بھیجا، واپس آنے میں میں نے دیر کر دی۔ جب ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کوڑا لے کر مجھے پیٹ ڈالا۔ میں رو پڑا اور مجھے ان پر سخت غصہ آیا کہ اس سے پہلے تو کبھی انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ اے علی بن حسینؒ! اللہ سے ڈرو! اللہ سے!

تم مجھ سے کام کرواتے ہو اور جب میں کام کر دیتا ہوں تو پھر مجھے مارتے پیٹتے بھی ہو یہ کہاں کا انصاف ہے؟

زینؒ العابدین میری یہ بات سن کر رو پڑے اور کہنے لگے:

''مسجد رسولؐ میں جاؤ اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا کرو کہ ''یا اللہ! علی بن حسین کو معاف فرما دے۔''

جب تم جا کر ایسا کر لو گے تو اللہ کی خاطر تم میری طرف سے آزاد ہو گے۔''

میں چلا گیا اور دو رکعت پڑھ کر ان کے لئے یہ دعا کی۔ واپس ان کے گھر کی طرف آ رہا تھا تو غلام نہیں بلکہ ایک آزاد مرد کی حیثیت سے آ رہا تھا۔

.....

اللہ عزوجل نے زین العابدینؒ کو رزق کی وسعت و فراوانی سے خوب نوازا تھا۔ ان کی تجارت بڑی سود مند اور زراعت بڑی فائدہ بخش تھی۔ اور یہ دونوں کاروبار ان کے غلام ہی چلاتے تھے۔

باوجود اس کے کہ ان کی تجارت و زراعت انہیں خیر کثیر اور مالِ وفیر دیتی تھی۔ وہ امیری کے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دھوکے اور نعمت کے غرور کا شکار نہیں ہوئے۔ انہوں نے مال دنیا کو فلاح آخرت کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔ ان کی دولت وثروت ایک بہترین بندے کا بہترین مال تھا۔ انہیں نیک اعمال میں سے صدقے کا عمل خفیہ کرنا بہت محبوب تھا۔ جب رات ہو جاتی اور لوگ آرام کر رہے ہوتے تو اپنی نرم ونازک پیٹھ پر آٹے کی بوریاں اٹھا لیتے اور رات کے اندھیروں میں انہیں تقسیم کرنے کے لئے نکل پڑتے۔

وہ آٹے کے یہ تھیلے لے کر مدینہ کے مختلف محلوں میں گھومتے تاکہ ایسے حاجت مندوں پر صدقہ کر سکیں جو خودداری وشرم کے باعث کسی سے کچھ مانگتے نہیں۔

اہل مدینہ کے کئی گھر ایسے تھے جو معمول کی زندگی گزار رہے تھے اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ انہیں یہ کھلا ڈلا رزق کہاں سے آتا ہے۔

جب زین العابدین علی بن حسینؒ فوت ہو گئے اور ان لوگوں تک رزق پہنچنا بند ہو گیا تب ان کو معلوم ہوا کہ یہ رزق کہاں سے آتا تھا۔

زین العابدینؒ کی میت کو جب غسل دیا گیا تو غسل دینے والوں نے ان کی پشت پر سیاہ نشان دیکھے تو پوچھا: یہ کیا ہے؟

جواب دیا گیا کہ یہ آٹے کے ان تھیلوں کو اٹھانے کے باعث پڑنے والے چھالوں کے نشانات ہیں جو وہ مدینہ کے ایک سو گھرانوں تک پہنچاتے تھے۔ اب ان کی موت کے باعث وہ گھرانے اپنے کفیل سے محروم ہو گئے ہیں۔

علی بن حسینؒ کی غلاموں کو آزاد کرنے کی خبریں تو قافلوں نے مشرق ومغرب میں پھیلا دی تھیں کیونکہ ان کا یہ کارنامہ لوگوں کے خیالات سے کہیں آگے اور بڑی بڑی خبریں رکھنے والوں کی معلومات سے کہیں ورے تھا۔

جب کوئی غلام اچھا کام کرتا تو اس کی اچھائی کے بدلے میں زین العابدینؒ اس کو آزاد کر دیتے۔ کوئی غلام برائی کرتا اور پھر تائب ہو جاتا تو اس کی توبہ کے صلے میں اس کو آزادی دے دیتے۔ بیان کرنے والوں نے یہاں تک بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار غلام آزاد کئے۔ وہ ایک سال سے زیادہ کسی غلام یا لونڈی سے خدمت نہیں لیتے تھے۔ غلام آزاد کرنے کا یہ عمل وہ اکثر عید الفطر کے روز کرتے۔ اس بابرکت رات کو جس قدر اللہ کو منظور ہوتا وہ غلاموں کو آزادی دیتے اور ان سے ایک ہی مطالبہ کرتے کہ "وہ قبلہ رو ہو کر یہ دعا کریں کہ "یا اللہ! علی بن حسین کو بخش دے"

پھر ان غلاموں کو آزادی دینے کے بعد اس قدر مال ودولت بھی دیتے کہ اس سے ان کی خوشی دوگنی ہو جاتی اور ان کی عید کئی عیدوں میں بدل جاتی۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زین العابدین علی بن حسینؒ نے لوگوں کے دلوں میں اتنا بلند مقام و مرتبہ حاصل کر لیا تھا کہ ان کے زمانے میں کوئی انسان اس شرف و عظمت کو نہ پا سکا۔

لوگوں نے ان کے ساتھ جس قدر بھی ہو سکتی تھی سچی اور حقیقی محبت کی۔

جس قدر بھی ہو سکتا تھا ان کا خوب اجلال و اکرام کیا۔

اور جس قدر ہو سکتا تھا ان کے دیدار کے شوقین رہے۔

زین العابدینؒ گھر سے باہر جا رہے ہوتے یا گھر کی طرف آ رہے ہوتے یا مسجد کو جا رہے ہوتے یا مسجد سے آ رہے ہوتے تو لوگ اس تاک میں رہتے کہ ان کے دیدار کی سعادت حاصل کریں۔

.....

ہشام بن عبدالملک جب ولی عہد تھا تو ایک بار حج کی غرض سے مکہ آیا۔ جب اس نے بیت اللہ کا طواف اور حجر اسود کا استلام کرنا چاہا تو اس کے محافظین لوگوں کو پیچھے ہٹانے لگے اور اس کے لئے راستہ بنانے لگے۔ مگر لوگوں میں سے کسی نے ان محافظوں کی طرف التفات کیا نہ ہی راستے سے پیچھے ہٹے۔

دراصل ہونا بھی یہی چاہئے تھا کیونکہ یہ کسی دنیاوی بادشاہ کا دربار سلطنت نہیں تھا یہ تو شہنشاہ کائنات کا گھر تھا۔ اور تمام لوگ اسی شہنشاہ کے غلام ہیں۔ اس مقام پر اگر کسی کا خوف ذہن میں ہو سکتا ہے تو اسی اللہ کا ہونا چاہئے جو اس گھر کا مالک اور لوگوں کا پروردگار ہے۔

شاہی محافظ ابھی اسی حیرانی میں تھے کہ لوگ ہماری بات پر کوئی توجہ نہیں دے رہے کہ اتنے میں دور سے تہلیل و تکبیر کی صدائیں بلند ہوتی سنائی دیں۔ لوگ گردنوں کو اٹھا اٹھا کر اس طرف دیکھنے لگے۔ لوگ دیکھتے ہیں کہ چند افراد کی ٹولی کے درمیان تہبند اور چادر (احرام) میں ملبوس ایک شخص ہے جس کی پیشانی پر نور اور چہرہ خوبصورت و چمکدار ہے، جسم دبلا اور شخصیت پروقار ہے۔

لوگ انہیں دیکھ کر ان کے لئے راستہ بنانے کی خاطر اس طرح پیچھے ہٹتے گئے کہ خود بخود ان کی قطاریں بن گئیں۔ یہ تمام لوگ محبت و شوق بھری نگاہوں سے اس شخص کو دیکھتے رہے حتیٰ کہ اس نے حجر اسود کے قریب پہنچ کر اس کا استلام کیا۔

یہ کیفیت دیکھ کر ہشام بن عبدالملک کے مصاحبین میں سے ایک نے ہشام سے پوچھا: یہ کون شخص ہے جسے لوگوں نے اس قدر عزت و احترام دیا ہے؟

ہشام نے کہا: میں اسے نہیں جانتا۔

اس دور کا مشہور شاعر فرزدق اس وقت وہاں موجود تھا۔ اس نے ہشام کا یہ جواب سن کر کہا:

اگر ہشام اس شخص کو نہیں جانتا تو میں تو جانتا ہوں اور ساری دنیا جانتی ہے کہ یہ علی بن حسینؒ ہیں۔ راضی ہو اللہ ان سے، ان کے باپ سے اور ان کے دادا سے! پھر اس نے یہ اشعار کہے:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



هَـذَا الَّـذِی تَـعْـرِفُ الْبَـطْـحَـاءُ وَطْـأَتَـهُ
وَالْبَيْـتُ يَـعْـرِفُـهُ وَالْـحِـلُّ وَالْـحَـرَمُ

هَـذَا ابْـنُ خَيْـرِ عِبَـادِ اللّٰـهِ كُـلِّهِـمُ
هَـذَا التَّـقِـيُّ النَّـقِـيُّ الطَّـاهِـرُ الْـعَـلَـمُ

هَـذَا ابْـنُ فَـاطِـمَةَ إِنْ كُـنْـتَ جَـاهِـلَـهُ
بِـجَـدِّهِ أَنْبِيَـاءُ اللّٰـهِ قَـدْ خُتِـمُـوا

فَـلَـيْـسَ قَـوْلُكَ "مَـنْ هَـذَا" بِـضَـائِـرِهِ
الْـعُـرْبُ تَـعْـرِفُ مَـنْ أَنْـكَـرْتَ وَالْـعَـجَـمُ

كِـلْـتَـا يَـدَيْـهِ غِـيَـاثٌ عَـمَّ نَـفْـعُـهُـمَـا
يُسْتَـوْكِـفَـانِ، وَلَا يَـعْـرُوهُـمَـا عَـدَمُ

سَهْـلُ الْـخَـلِـيـقَةِ، لَا تُـخْـشٰـى بَـوَادِرُهُ
يَـزِيـنُـهُ الْـنَـانِ: حُـسْـنُ الْـخُـلْـقِ وَالشِّـيَـمُ

مَـا قَـالَ "لَا" قَـطُّ إِلَّا فِـي تَشَهُّـدِهِ
لَـوْلَا التَّشَهُّـدُ كَـانَـتْ لَاءَهُ نَـعَـمُ

عَـمَّ الْبَـرِيَّةَ بِـالْإِحْـسَـانِ فَـانْـقَشَـعَـتْ
عَـنْـهَـا الْـغَـيَـاهِـبُ وَالْإِمْـلَاقُ وَالْـعَـدَمُ

إِذَا رَأَتْـهُ قُـرَيْـشٌ قَـالَ قَـائِـلُـهَـا
إِلَـىٰ مَـكَـارِمِ هَـذَا يَـنْـتَـهِـي الْـكَـرَمُ



www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



يُغْضِي حَيَاءً وَيُغْضَى مِنْ مَهَابَتِهِ
فَمَا يُكَلَّمُ إِلَّا حِينَ يَبْتَسِمُ

بِكَفِّهِ خَيْزُرَانٌ رِيحُهُ عَبِقٌ
مِنْ كَفِّ أَرْوَعَ فِي عِرْنِينِهِ شَمَمُ

مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ نَبْعَتُهُ
طَابَتْ مَغَارِسُهُ وَالْخِيمُ وَالشِّيَمُ

''یہ وہ شخص ہے جس کے تشنگانِ قدم کو وادیٔ بطحا پہچانتی ہے۔ بیت اللہ اور حرم و حدودِ حرم سے باہر کی ساری دنیا اس کو پہچانتی ہے۔ یہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بہترین بندے گا نواسہ ہے اگر تجھے معلوم نہیں تو جان لے کہ یہ اور طاہر و مطہر یگانۂ روزگار شخص، یہ فاطمہ بنت رسولؐ کا پوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے نانا محمد رسول اللہؐ پر آ کر انبیاء و رسل کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔ تو اجنبی بن کر یہ پوچھے کہ ''یہ کون ہے''؟ تو اس سے اس کی شان و عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ جسے تو پہچاننے سے انکار کر رہا ہے اس کو تو عرب و عجم جانتا ہے۔ یہ ہاتھ کا ایسا سخی ہے کہ بارش کی طرح اس کا نفع ہر جگہ عام ہے، لوگ اس سے سخاوت کے دریا بہانے کا مطالبہ بھی کریں اور وہ لوگوں کو ان کی خواہش کے مطابق دے دیں تب بھی ان کے ہاتھ خالی نہیں ہوتے۔ یہ بڑے نرم مزاج ہیں، ان کی سخت طبیعت کا کسی کو کوئی خوف نہیں کیونکہ طبیعت میں سختی تو ہے ہی نہیں، جبکہ حسن خلق اور اچھی عادات نے انہیں اور زیادہ خوبصورت بنا دیا ہے۔ اس شخص نے تو تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کے علاوہ کہیں اور لا (نہیں) کا لفظ پڑھا ہی نہیں، اگر تشہد نہ ہوتی تو یہ ''نہیں'' (لا) بھی ''ہاں'' (نعم) میں بدل جاتا اور وہ کبھی ''نہیں'' کا لفظ نہ بولتے۔ انہوں نے مخلوق پر بڑا احسان کو اس قدر عام کر رکھا ہے کہ لوگوں کی بدحالی کے اندھیرے چھٹ گئے ہیں اور بھوک و افلاس کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ جب قریش اس کو دیکھیں گے تو کہنے والا یہ کہے بغیر نہ رہے گا کہ واقعی شرافت و نجابت کی انتہا انہی فضائل پر ہوتی ہے۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ وہ حیاء کے مارے نگاہ نیچی کیے رکھتے ہیں جبکہ لوگ ان کی ہیبت و جلال کے باعث اپنی نگاہیں ان کے سامنے جھکائے رکھتے ہیں، ان سے کوئی ہم کلام نہیں ہوتا مگر اس وقت جب یہ مسکرا رہے ہوں۔ ان کے ہاتھ میں ایک چھڑی ہوتی ہے جس کی عمدہ خوشبو اس پاک دل و پاکباز شخص کی ہتھیلی سے پھیلتی رہتی ہے اللہ نے انہیں شاہین جیسی ناک عطا کی ہے جس سے ان کی خوبصورتی اور رعب و جلال دوچند ہو گیا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس شریف و نجیب آدمی کی یہ عمدہ خصالی دراصل رسول اللہؐ سے ماخوذ ہے، اس کے اصول و عادات اور طبیعت و مزاج انتہائی عمدہ ہیں۔''

اللہ اس نواسہ رسول سے خوش ہو، وہ ایسے شخص کی ایک بے مثال تصویر تھا جو جلوت و خلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور عذاب الٰہی کے خوف اور ثواب الٰہی کی حرص میں اپنے آپ کو کمزور و دبلا کر ڈالتا ہے۔ سخاوت و عبادت کے اس پتلے نے ۹۴ ہجری میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# ابو مسلمؒ خولانی

حجۃ الوداع سے واپسی کے بعد رسول اللہؐ سے متعلق جزیرہ عرب میں جب یہ خبر عام ہوگئی کہ آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا ہے تو شیطان نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسود عنسی پر اپنا جال پھینکا کہ وہ ایمان کو چھوڑ کر پھر کفر کی مذلت میں گر جائے اور اللہ کے خلاف جھوٹ کا مرتکب ہو کر اپنی قوم کے سامنے یہ دعویٰ کر دے کہ وہ یمن میں اللہ کا ارسال کردہ نبی ہے۔

.....

اسود عنسی سیاہ دل اور شر پرور مگر مضبوط اعضا اور شدید قوت کا مالک شخص تھا۔ اس نے دور جاہلیت میں کہانت اور جادوگری میں مہارت حاصل کی تھی۔ اس کے ساتھ وہ فصیح اللسان، عمدہ بیان اور تیز دل بھی تھا۔ اپنی ان شعبدہ بازیوں کے بل پر وہ عوام الناس کی عقلوں سے بھی خوب کھیلتا تھا اور عطیات و تحائف کے ذریعے خاص لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے میں بھی کامیاب ہو جاتا تھا۔ یہ شخص لوگوں کے سامنے آتا تو چہرے پر سیاہ کپڑا ڈالے ہوتا تاکہ اپنے آپ کو لوگوں سے پوشیدہ رکھ کر خود کو پراسرار آدمی باور کرائے۔

.....

اس اسود عنسی کی دعوت یمن میں اس طرح پھیل گئی جیسے سوکھے تنکوں کو آگ پکڑتی ہے۔ اس ضمن میں اس کے اپنے قبیلے بنی مذحج کے لوگوں نے اس کی مدد کی۔ ان دنوں یہ قبیلہ افرادی قوت، اثر و رسوخ اور طاقت و سطوت کے اعتبار سے سب سے بڑا تھا۔ مزید برآں اسود عنسی کی اپنی اختراع کذب اور اس کو باطل سے مزین کر کے پیش کرنے کی مہارت بھی اس میدان میں خوب کام آئی تھی۔ اس کے ذہین چیلے چانٹے الگ سے اس کی مدد کے لئے سرگرداں تھے۔

ان تمام حیلوں سے کام لیتے ہوئے اس نے دعویٰ کر دیا کہ آسمان سے ایک فرشتہ وحی لے کر میرے پاس آتا ہے اور مجھے غیب کی خبریں دیتا ہے۔ اس نے اپنے اس دعویٰ کی صحت کو لوگوں سے خفیہ رکھنے کے لئے کئی سٹنٹ اختیار کر رکھے تھے۔ اس نے ایک طریقہ یہ اختیار کر رکھا تھا کہ اپنے جاسوس ہر



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جگہ داخل کر رکھے تھے تاکہ وہ لوگوں کے ساتھ پیش آنے والے حادثات و معاملات سے آگاہی حاصل کریں اور ان کی پوشیدہ و خفیہ باتوں کا سراغ لگائیں۔ لوگوں کے دلوں کے راز اور ان کی خواہشات و مشکلات تک کی معلومات حاصل کرلیں۔

یہ جاسوس بھی بڑے گھاگ تھے جونہی لوگوں کے اسرار و اخبار سے آگاہ ہوتے فوراً لوگوں سے کہتے کہ اسود عنسی کے پاس جاؤ اور اس سے مدد طلب کرو۔

لوگ جب اسود کے پاس آتے تو وہ آنے والے کی گفتگو سے پہلے ہی اس کی ضرورت اور مشکل بیان کر دیتا جس سے وہ لوگوں کو یہ باور کراتا کہ وہ ان کے پوشیدہ رازوں اور دل کی باتوں سے واقف ہے۔

اب وہ ان لوگوں کو عجیب و غریب باتیں بتاتا جو ان کے دماغوں کو ہلا کر رکھ دیتیں اور ان کی عقلوں کو حیران کر دیتیں۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد اس کا معاملہ اہمیت اختیار کر گیا، ہر جگہ اس کی شہرت ہوگئی اور اس کے ماننے والے بھی بڑھ گئے۔

جب اس نے دیکھا کہ اس کے پیروکار ایک بڑی جماعت کی شکل اختیار کر گئے ہیں تو اس نے دفعتاً صنعاء پر قبضہ کرلیا۔ پھر صنعاء سے آگے بڑھتے ہوئے دیگر علاقوں پر بھی قابض ہوگیا۔ حتیٰ کہ حضرموت سے لے کر طائف تک اور بحرین سے لے کر عدن تک کے علاقے اس کے زیر نگیں آ گئے۔

.....

اسود عنسی کی گرفت جب ان علاقوں پر مضبوط ہوگئی اور اس نے محسوس کرلیا کہ اب ہر کوئی اس کے قبضہ میں ہے تو بڑی تیزی کے ساتھ اس نے اپنے ان مخالفین کا تعاقب شروع کر دیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے دین مستقیم پر چلنے کے لئے راسخ ایمان عطا کیا تھا، نبوت محمد یہ پر کامل یقین سے نوازا تھا، اللہ اور رسولؐ کی سچی اطاعت و محبت عنایت کی تھی اور ہر حال میں حق بات کو برملا کہنے اور باطل سے ٹکرا جانے کی ہمت و طاقت مرحمت فرمائی تھی۔ بھلا اسود عنسی ایسے راسخ الایمان اور ثابت الاقدام لوگوں کو کیسے خوفزدہ کر سکتا تھا۔

.....

عبداللہ بن ثوبؓ جن کی کنیت ابو مسلم خولانی ہے۔ انہی اولین لوگوں میں سے تھے جن کو راہ راست سے برگشتہ کرنے کے لئے اسود عنسی نے کئی حربے آزمائے مگر ناکام رہا۔

ابو مسلمؒ خولانی دین و ایمان کے لحاظ سے بڑے مضبوط اور حق کے اظہار میں بڑے بے خوف اور ہٹ کے پکے آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو صرف ایک اللہ کے لئے خالص کر رکھا تھا۔ دنیا اور زینت دنیا سے بے نیاز تھے۔ زندگی کی رنگینی اور سامان زیست سے کنارہ کش اس شخص نے اپنی حیات مستعار



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ کی اطاعت اور دوسروں کو اس کی طرف دعوت دینے کے لئے وقف کر دی تھی۔ انہوں نے ایک ناپائیدار چیز کے بدلے پائیدار چیز کو خرید لیا تھا اور یہ بہت بڑی تجارت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ لوگوں نے ان کو اپنے دلوں میں بلند مقام دیا تھا اور انہیں معلوم تھا کہ ابو مسلمؒ خولانی کی صورت میں انہیں ایک پاکباز اور مستجاب الدعوات شخص میسر آ گیا ہے۔

.....

اسود عنسی نے چاہا کہ وہ اس پاک نفس آدمی کی ایسی شدید گرفت کرے جو اس کی نبوت کے خفیہ و علانیہ مخالفوں کے دلوں میں خوف و دہشت بٹھا دے اور ان کو ذلیل و خوار کر کے رکھ دے۔

اس نے صنعاء کے ایک میدان میں لکڑیوں کا ڈھیر لگا کر اس میں آگ دہکانے کا حکم دے دیا اور لوگوں کو بھی بلا لیا کہ یمن کے عابد و فقیہ ابو مسلم خولانی کو اپنے پہلے دین سے تائب ہونے اور اسود کی نبوت کا اقرار کرنے کی پیش کش کی جائے گی۔

مقررہ وقت پر اسود عنسی اس میدان میں آیا جو لوگوں کے ہجوم سے بھرا پڑا تھا۔ اور اس کے غنڈوں اور سرکردہ چمچوں نے اس کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا۔ محافظ اور فوج کے کمانڈر بھی اس کی حفاظت پر متعین تھے۔ وہ آ کر ایک بہت بڑی کرسی پر بیٹھ گیا جو اس آگ کے سامنے رکھی ہوئی تھی۔

تمام لوگوں کے سامنے ابو مسلم خولانی کو اس کے پاس لایا گیا۔ خولانی سامنے آئے تو اس کذاب طاغوت نے متکبرانہ انداز میں ان کی طرف دیکھا۔ پھر اس آگ پر نظر ڈالی جو اس کے سامنے پوری شدت کے ساتھ دہک رہی تھی۔ بعد ازاں ابو مسلمؒ خولانی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں؟

ابو مسلم: ''ہاں میں شہادت دیتا ہوں کہ یقیناً محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں!
اور یقیناً وہی سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں''

اسود عنسی نے یہ سن کر پیشانی پر شکن ڈالتے اور ابروؤں کو سکیڑتے ہوئے پوچھا: اور کیا تو یہ شہادت دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟

ابو مسلم: ''میرے کانوں میں بہرا پن ہے، میں تیری یہ بات نہیں سن سکتا''

اسود: ''تب تو میں تجھے آگ میں پھینک دوں گا۔''

ابو مسلم: ''اگر تو ایسا کرے گا تو میرے لئے خوش نصیبی کی بات ہے کہ میں دنیا کی اس آگ کے ذریعے جس کا ایندھن لکڑیاں ہیں، آخرت کی اس آگ سے بچ جاؤں گا جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اور ایسے طاقتور اور سخت مزاج فرشتے وہاں تعینات ہوں گے جو اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کرتے اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسود: میں اس معاملہ میں جلد بازی سے کام نہیں لیتا، تجھے ایک موقع دیتا ہوں کہ سوچ سمجھ لے اور غور و فکر کر لے۔

اسود نے اپنا سوال پھر دہرایا اور پوچھا: کیا تو یہ شہادت دیتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں؟

ابو مسلم: ہاں میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو اپنا دین حق و ہدایت دے کر بھیجا اور ان پر سلسلہ رسالت کو ختم کر دیا۔

یہ سن کر اسود کے غضب میں شدت آ گئی اور اس نے پھر پوچھا:

کیا تو یہ شہادت دیتا ہے کہ میں (اسود) اللہ کا رسول ہوں؟

ابو مسلم: ''کیا میں نے تجھے بتایا نہیں کہ میرے کانوں میں بہرا پن ہے۔ میں تیری یہ بات نہیں سن سکتا؟''

اسود عنسی نے جب ابو مسلمؒ کو پر اطمینان حالت میں یہ کاٹ دار جواب دیتے سنا تو اس کے غضب کی آگ بھڑک اٹھی۔ یہ حکم دینے ہی والا تھا کہ اس شخص کو آگ میں پھینک دیا جائے کہ اس موقع پر اس کا ایک ساتھی طاغوت آگے بڑھا اور اس کے کان میں کہا:

آپ کو معلوم ہے کہ یہ آدمی مستجاب الدعوات ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس مومن کو ہرگز بے نصر نہیں چھوڑے گا جس نے کسی بھی سخت اور مشکل مرحلے پر اللہ کے کلمے کی تائید کی ہو۔

اگر آپ اس کو آگ میں پھینک دیں مگر اللہ تعالیٰ اس کو اس آگ سے محفوظ رکھ لے تو اس طرح آپ اپنا سارا بنا بنایا کھیل ایک ہی لمحے میں ختم کر بیٹھیں گے اور لوگوں کو یہ موقع فراہم کر دیں گے کہ وہ اسی وقت آپ کی نبوت کا انکار کر دیں۔ اگر آگ اس کو جلا کر بھسم بھی کر ڈالے تب بھی لوگوں کی حیرت میں اضافہ ہی ہوگا اور وہ اس کی عظمت و بزرگی کے قائل ہی ہوں گے اور اس کو شہداء کی صف میں شمار کریں گے۔ لہٰذا اس کی جان بخشی کر کے اس پر احسان کیجئے البتہ علاقہ بدر کر کے اس سے چھٹکارا پا لیجئے!

اسود نے ساتھی طاغوت کا مشورہ مان لیا اور ابو مسلمؒ کو اسی وقت علاقہ بدر ہو جانے کا حکم دے دیا۔

.....

ابو مسلمؒ خولانی علاقہ بدری کو قبول کرتے ہوئے مدینہ کی جانب عازم سفر ہو گئے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ رسول اللہؐ سے ملاقات ہو۔ دراصل وہ آپؐ کے دیدار اور صحبت سے فیض اٹھانے سے قبل ہی نعمت ایمان سے مشرف ہو گئے تھے۔ مگر وہ ابھی یثرب کے حدود تک پہنچ نہیں پائے تھے کہ انہیں رسول اللہؐ کی وفات اور آپؐ کے بعد ابو بکرؓ کی خلافت کی خبر مل گئی۔

وہ نبی کریمؐ کی وفات پر دلی طور پر رنجیدہ ہوئے۔ مدینہ پہنچے تو سب سے پہلے مسجد رسولؐ کا رخ کیا۔ اونٹنی کو مسجد کے دروازے سے باندھا اور حرم نبویؐ میں داخل ہو گئے۔ رسول کائناتؐ پر صلاۃ و سلام پڑھا۔ پھر مسجد کے ایک ستون کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو عمر بن



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خطابؓ کی ان پر نظر پڑ گئی۔ وہ آ کر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے:

جناب کہاں سے آئے ہیں؟

ابو مسلمؒ: یمن سے!

عمرؓ: ہمارے اس ساتھی کا کیا حال ہے جس کے لئے اللہ کے دشمن نے آگ دہکائی تھی مگر اللہ نے اس کو بچا لیا؟

ابو مسلمؒ: وہ اللہ کے فضل سے بعافیت ہے۔

عمرؓ: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ سچ بتاؤ کہ تم ہی وہ آدمی نہیں ہو؟

ابو مسلمؒ: جی ہاں!

عمر فاروقؓ نے یہ جواب سن کر ان کی پیشانی کو چوما اور فرمایا:

کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے اور اللہ کے اس دشمن کے ساتھ اللہ نے کیا کیا ہے؟

ابو مسلمؒ: مجھے تو قطعاً کوئی علم نہیں۔ جب سے میں نے یمن کو چھوڑا ہے وہاں کے حالات سے بے خبر ہوں۔

عمرؓ: اللہ نے اس کو ایک مومن صادق کے ہاتھوں ہلاک کرا دیا ہے۔ اس کی حکومت و سطوت ختم کر ڈالی ہے اور اس کے متبعین کو پھر سے نعمت ایمان سے سرفراز کر دیا ہے۔

ابو مسلم: اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس وقت تک اس دنیا سے نہیں اٹھایا کہ اس دشمن کے قتل سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور میرے دل کو سکون مل گیا کہ اہل یمن میں سے جو لوگ اس کے فریب و سحر کا شکار ہو گئے تھے انہوں نے پھر سے دامن اسلام میں آ کر پناہ لے لی ہے۔

عمرؓ: میں بھی اس اللہ کی حمد کرتا ہوں جس نے مجھے امت محمد کا وہ خوش نصیب دکھایا جس کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو اللہ کے خلیل اور ہمارے جد امجد ابراہیمؑ کے ساتھ ہوا تھا۔

پھر حضرت عمرؓ نے ان کو ہاتھ سے پکڑا اور ابو بکرؓ کے پاس لے گئے۔ ابو مسلمؒ جب ابو بکرؓ کے پاس پہنچے تو ان کو خلیفۃ المسلمین کہہ کر سلام کیا اور ان کی بیعت بھی کی۔

ابو بکر صدیقؓ نے انہیں اپنے اور عمر فاروقؓ کے درمیان بٹھا لیا۔ اور دونوں بزرگ ابو مسلم سے ان کا واقعہ سننے لگے۔

.....

ابو مسلمؒ خولانی ایک عرصہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے۔ اس دوران وہ مسجد رسولؐ سے ہی وابستہ رہے۔ اللہ کو جس قدر منظور تھا روضہ رسولؐ میں نمازیں ادا کیں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح، ابو ذر غفاری، عبادہ بن صامت، معاذ بن جبل اور عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ سے جو



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حاصل کر سکتے تھے کیا۔

پھر انہیں خیال آیا کہ ملک شام چلے جائیں اور وہاں جا کر رہیں۔ دراصل ان کا وہاں جانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ شام کی آخری سرحدیں ہیں اور روم کے خلاف ہونے والی جنگ میں جانے کے لئے یہاں سے آسانی کے ساتھ مسلمان لشکروں میں شریک ہوا جا سکتا ہے۔ اس طرح وہ اللہ کی راہ میں اسلامی سلطنت کی سرحدوں پر رہ کر اجر عظیم سے بہرہ یاب ہونا چاہتے تھے۔

جب خلافت امیر المومنین معاویہؓ بن ابوسفیان کو منتقل ہوئی تو ابو مسلم خولانی اکثر ان کے پاس آیا کرتے اور ان کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ معاویہؓ بن ابوسفیان کے ساتھ ان کے کئی مشہور و معروف واقعات ہیں جو ان دونوں حضرات کی بلند مرتبت کی شہادت دیتے ہیں اور ان شمائل و خصائل سے آگاہ کرتے ہیں جن سے یہ بزرگ آراستہ تھے۔

ان واقعات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک بار ابو مسلمؒ خولانی، امیر معاویہؓ کے پاس آئے تو دیکھا کہ معاویہؓ اپنی ایک مجلس کی صدارت کر رہے ہیں اور قوم کے سردار، فوج کے کمانڈر اور مملکت کے ذمہ دار افراد ان کو گھیرے ہوئے ہیں۔

لوگ ان کے آداب بجالانے میں مبالغہ آرائی کر رہے تھے۔ ابو مسلمؒ نے یہ کیفیت دیکھی تو اس سے بڑے خوف زدہ ہوئے اور فوراً بول پڑے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَجِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

(اے مومنوں کے ملازم! السلام علیکم!)

لوگوں نے ابو مسلمؒ کی طرف دیکھا اور کہنے لگے:

ابو مسلمؒ! یہ امیر المومنین ہیں آپ بھی امیر المومنین ہی کہیں۔ اجیر المومنین نہ کہیں۔

ابو مسلمؒ نے لوگوں کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور دوبارہ گویا ہوئے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَجِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ!

اب بھی لوگوں نے کہا: ابو مسلم! اجیر المومنین نہیں، امیر المومنین کہیں!

ابو مسلمؒ نے لوگوں کی بات کو درخور اعتنا نہ جانا۔ نہ ان کی طرف دیکھا، اور ایک بار پھر بولے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَجِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اب کی بار بھی جب لوگوں نے انہیں ٹوکنا چاہا تو معاویہؓ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا:

ابو مسلم جو کہتے ہیں کہنے دو! وہ اس بات کو زیادہ جانتے ہیں جو وہ کہہ رہے ہیں۔

اب ابو مسلمؒ معاویہؓ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں:

''مسلمانوں کا امیر بننے کے بعد تو تم اس شخص جیسے ہو گئے ہو جو اجرت پر کوئی مزدور و ملازم رکھتا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے اور اپنے ریوڑ کی نگرانی اس مزدور کے سپرد کر دیتا ہے۔ وہ مزدور سے کہتا ہے کہ اگر تم جانوروں کی اچھی نگرانی کرو گے، ان کو جانی نقصان سے بچاؤ گے اور دودھ، اون خوب بڑھاؤ گے تب تمہیں مزدوری ملے گی۔

اب وہ ملازم یا مزدور اپنی ذمہ داری اس طرح ادا کرتا ہے کہ اس کی اچھی دیکھ بھال سے چھوٹے چھوٹے جانور جوان ہو جاتے ہیں۔ کمزور و مریل موٹے تازے ہو جاتے ہیں اور بیمار و لاغر صحت مند ہو جاتے ہیں تو وہ مالک اس مزدور کو معاوضہ دے دے گا بلکہ کچھ زیادہ ہی دے گا۔ جبکہ یہی مزدور اگر اپنی ذمہ داری صحیح طرح ادا نہ کرے اور اس قدر لاپروائی سے کام لے کہ کمزور جانور مرنے لگیں۔ موٹے تازے اور فربہ سوکھنے لگیں۔ اون اور دودھ بھی حاصل نہ ہو تو یقیناً وہ مالک، مزدور کا معاوضہ روک لے گا۔ اس پر ناراض بھی ہوگا اور اسے سزا بھی دے گا۔

لہٰذا معاویہ! تم اس چیز کو اپنا لو جس میں تمہارے لئے خیر بھی ہو اور اجر بھی!

معاویہؓ نے یہ سن کر سر اوپر اٹھایا تو بدستور زمین کی طرف جھکے ہوئے تھے، کہنے لگے:

''اے ابو مسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری اور رعایا کی طرف سے جزائے خیر سے نوازے۔ ہم تو آپ کے متعلق یہی جانتے ہیں کہ آپ اللہ، اس کے رسولؐ اور عامۃ المسلمین کے خیر خواہ ہیں۔''

.....

ایک بار ابو مسلم خولانی نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے دمشق کی جامع مسجد میں گئے۔ امیر المومنین معاویہؓ لوگوں سے خطاب کر رہے تھے۔ اور نہر بردیٰ کا ذکر کر رہے تھے کہ میں نے اس کے مزید کھودنے کا حکم دیا تھا تو اب اس کا پانی صاف و شفاف ہو گیا ہے۔

ابو مسلم خولانی نے یہ بات سنی تو برسر مجمع معاویہ کو آواز دے کر کہا:

''اے معاویہ! اس بات کو یاد کرو کہ تم آج یا کل مر جاؤ گے اور قبر تمہارا گھر ہوگی۔ اگر تم قبر کے لئے کوئی چیز لے کر جاؤ گے تو قبر میں بھی تمہارے لئے کوئی چیز ہوگی۔ اگر خالی ہاتھ جاؤ گے تو اسے بھی خالی ہی پاؤ گے۔

اے معاویہ! میں دعا گو ہوں کہ تم اللہ کی پناہ میں رہو۔ تم نے نہر کھودنے اور مال و دولت جمع کرنے کو خلافت سمجھ رکھا ہے۔ جبکہ خلافت، حق پر عمل کرنے، عدل کی بات کہنے اور لوگوں کو ایسے کاموں میں لگانے کا نام ہے جن سے اللہ راضی ہو۔

معاویہ! اگر ہماری آنکھ کا سرچشمہ صاف ہو تو نہروں کے گدلا ہونے کی کوئی پروا نہیں اور ہماری آنکھ کا سرچشمہ تم ہو۔ لہٰذا تم صاف و شفاف رہنے کی کوشش میں رہا کرو۔

اے معاویہ! اگر تم نے ایک بھی آدمی پر ظلم کیا تو تمہارا یہ ظلم تمہارے عدل کو کھا جائے گا۔ ظلم سے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ڈرو اور بچو، کیونکہ دنیا کا یہ ظلم قیامت کے ظلمات (اندھیروں) کی شکل اختیار کر جائے گا۔"

ابو مسلمؒ نے اپنی بات ختم کی تو معاویہؓ منبر سے اتر کر ان کے پاس آئے اور کہا:

ابو مسلم! اللہ آپ پر اپنی رحمت فرمائے اور ہماری طرف سے بہترین جزا سے نوازے۔

.....

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر معاویہؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے خطاب میں کسی قاعدے، قانون کا ذکر کیا۔ جبکہ خود دو ماہ سے لوگوں کے عطیات و وظائف روک رکھے تھے۔

ابو مسلمؒ نے قانون کا ذکر سنا تو معاویہؓ کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

"معاویہ! یہ مال، تیرا ہے نہ تیرے ماں باپ کا۔ تو پھر کس جواز کے تحت تو نے اسے لوگوں سے روک رکھا ہے؟"

یہ سن کر معاویہؓ کے چہرے پر غضب کے آثار دکھائی دینے لگے اور لوگ اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔

معاویہؓ نے جونہی اپنی اس کیفیت کو محسوس کیا تو کچھ کہے بغیر لوگوں کو وہیں بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔ منبر سے نیچے اترے، وضو کیا اور کچھ پانی اپنے اوپر بھی ڈالا۔ پھر دوبارہ منبر پر تشریف فرما ہو گئے۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد کہا کہ ابو مسلمؒ نے یہ بات کہی ہے کہ یہ مال میرا ہے نہ میرے ماں باپ کا تو واقعی انہوں نے سچ کہا ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

"اَلْغَضَبُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالشَّيْطَانُ مِنَ النَّارِ وَالْمَاءُ يُطْفِئُ النَّارَ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَغْتَسِلْ"..... "غصہ شیطان کی انگیخت ہے، اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے، اور پانی آگ کو بجھا ڈالتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ غسل کر لے (غصہ رفع ہو جائے گا)"

لوگو! اللہ کا نام لے کر اپنے عطیات لے جاؤ:

.....

اللہ ابو مسلم خولانی کو بہترین جزا دے۔ وہ حق بات کو منہ پر دے مارنے میں ایک بے مثال آدمی تھے۔

اور اللہ معاویہؓ بن ابو سفیانؓ سے بھی راضی ہو جو حق بات کو سن کر برداشت کرنے کا عمدہ ترین نمونہ تھے۔

کسی کہنے والے کی یہ بات کتنی خوب صورت ہے کہ:

أَقِلُّوا عَلَيْهِمْ لَا أَبَا لِأَبِيكُمْ
مِنَ اللَّوْمِ أَوْ سُدُّوا الْمَكَانَ الَّذِي سَدُّوا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



''اچھے لوگوں کی ملامت کم کیا کرو نہیں تو ان کے مقام پر فائز ہو جاؤ اور جو کام وہ کرتے رہے ہیں تم بھی وہ کام کرو۔''

ابو مسلم خولانیؒ نے ۶۲ ہجری میں وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# سالم بن عبداللہؒ

اس وقت ہم خلافت فاروقؓ میں ہیں۔ اور یہ مدینۃ الرسولؐ ہے جو ان غنائم حرب سے بھرا پڑا ہے جو مسلمانوں نے ایران کے آخری بادشاہ یزدگرد کو شکست دے کر اس سے حاصل کے تھے۔ ان غنائم میں اکاسرہ ایران کے جواہرات سے مرصع تاج، موتیوں سے مرصوف کمر بند اور یاقوت و مرجان سے محلّٰی تلواریں بھی تھیں جن کو اس سے قبل کسی نے دیکھا نہیں تھا۔ اس بیش بہا خزانے کے ساتھ اسیر خواتین کی ایک جماعت بھی تھی۔ اور خواتین کی اس جماعت میں یزدگرد کی تین بیٹیاں بھی تھیں۔ حضرت علیؓ نے بہت بڑی قیمت دے کر حکومت وقت سے ان لڑکیوں کو خرید لیا اور ان کے سامنے مسلمانوں کے بہترین جوانوں کا ایک گروہ پیش کیا کہ وہ ان میں سے جن تین جوانوں کو چاہیں اپنے لئے پسند کر لیں۔

ان شہزادیوں میں سے ایک نے نواسہء رسول حسین بن علیؓ کو پسند کیا۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ نے زین العابدین کو پیدا فرمایا۔

دوسری نے محمد بن ابوبکر صدیقؓ کو منتخب کیا اور اس سے اللہ تعالیٰ نے قاسمؒ کو پیدا فرمایا۔

تیسری نے عبداللہ بن عمر کو پسند کیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے سالمؒ کو پیدا فرمایا جو شکل و صورت میں اپنے دادا عمر فاروقؓ سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کی ایک جماعت عطا کی تھی۔ ان تمام بیٹوں میں عبداللہؓ سب سے زیادہ اپنے باپ سے مشابہ تھے۔

اور عبداللہؒ بن عمرؓ کو تو اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ سے بھی زیادہ بیٹے عنایت کئے تھے۔ ان کے تمام بیٹوں میں سالمؒ سب سے زیادہ اپنے باپ سے مشابہ تھے۔

آیئے! فاروق کے پوتے اور سیرت و کردار اور دین و اخلاق میں ان کی تصویر سالمؒ بن عبداللہ کی حیات کا مطالعہ کریں۔

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سالمؒ بن عبداللہ نے رسول اللہ ﷺ کے مقام و مدفن اور دارالہجرت مدینہ منورہ کی فضائے بسیط میں جنم لیا۔ نور وحی سے منور اور نبوت کی خوشبوؤں سے معطر اس کے ماحول میں نشو ونما پائی۔ اپنے عبّاد و زہّاد، صوّام النہار اور قوّام الاسحار باپ کے زیر سایہ تربیت پائی اور ان کے عمری (عمرؓ سے منسوب) اخلاق کو اپنا لیا۔

باپ نے اپنے دیگر بیٹوں کی نسبت اس ہونہار بیٹے میں تقویٰ وطہارت کے مظاہر، رشد وہدایت کی علامات اور اس کے کردار میں اسلامی صفات وقرآنی اخلاق کا عکس دیکھا تو اس سے اس قدر پیار کرنے لگے کہ اس کا احساس ان کے دل کے گوشے گوشے اور جان کے روئیں روئیں میں پیوست ہو گیا۔ حتیٰ کہ کسی نے ان کو اس بارے میں ملامت کر ڈالی تو انہوں نے جواب میں کہا:

يَلُومُونَنِي فِي سَالِمٍ وَأَلُومُهُمْ
وَجِلْدَةُ بَيْنَ الْعَيْنِ وَالْأَنْفِ سَالِمُ

''لوگ مجھے سالم کے معاملے میں ملامت کرتے ہیں اور میں انہیں ملامت کرتا ہوں جبکہ سالم تو میرے لئے آنکھ اور ناک کی درمیانی جلد کی حیثیت رکھتا ہے (یعنی سالم میری آنکھ کا تارا اور ماتھے کا جھومر ہے)''

.....

باپ کو حدیث رسولؐ سے جو کچھ ازبر تھا، دین میں جس قدر تفقہ حاصل تھا، کتاب اللہ کا جو علم ان کے پاس تھا وہ سارا بیٹے کی تعلیم وتربیت کے لئے دریا کی طرح اس پر بہایا۔ پھر اس کو حرم نبوی کی طرف بھیجا۔

حرم نبوی ان دنوں جلیل القدر صحابہ کی ایک بہت بڑی جماعت سے معمور تھا۔

یہ جوان حرم میں داخل ہوا تو حرم کے جس رکن کے بھی قریب گیا وہاں نبوت کے نور سے منور اور رسالت کی خوشبوؤں سے معطر ایک چمکتے ستارے کو پایا۔

جہاں کہیں نظر دوڑائی اور جدھر بھی کان لگایا ہر کہیں خیر ہی دیکھی اور بھلی بات ہی سنی۔

اس ماحول میں اسے موقع ملا کہ جلیل القدر صحابہؓ کی ایک جماعت سے علم حاصل کرے جن میں ابوایوب انصاری، ابوہریرہ، ابورافع، ابولبابہ، زید بن خطاب اور خود اس جوان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین سرفہرست ہیں۔

یہ جوان مقام ومرتبہ کے لحاظ سے بہت جلد مسلمانوں کا ایک بہت بڑا آدمی اور بڑے بڑے تابعین میں سے ایک بڑا تابعی قرار پایا۔ یہ مدینہ کے ان فقہاء میں سے بھی ایک تھا جن کی طرف لوگ اپنے دینی معاملات میں رہنمائی لینے کے لئے جاتے، ان سے شریعت کی تعلیم پاتے اور دین و دنیا کے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے ان کی طرف رجوع کرتے تھے۔

علاقوں کے امیر اور والی اپنے قاضیوں (ججوں) کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب مقدمات ان کے پاس آئیں تو وہ یہ مقدمات ان فقہاء کو دکھالیا کریں۔ لہٰذا قاضیوں کے پاس جب کوئی مقدمہ آتا تو وہ جمع ہو جاتے اور اس پر غور و خوض کرتے مگر ان فقہاء کی رائے کے بغیر فیصلہ نہ کرتے۔

ان والیان و امراء میں وہ شخص بڑا خوش نصیب ہوتا، اس کا ذکر بڑے عمدہ الفاظ میں ہوتا اور وہ لوگوں کے دلوں سے زیادہ قریب اور خلفاء کے نزدیک زیادہ با اعتماد ہوتا جو سالمؒ بن عبداللہؒ سے مشورہ لیتا اور ان سے رہنمائی لینے کا التزام کرتا۔

جو لوگ سالمؒ بن عبداللہؒ کی رائے اور مشورہ کو کوئی اہمیت نہ دیتے، اہل مدینہ ایسے لوگوں کا گھیرا تنگ کر دیتے اور ان کی امیری گورنری قبول ہی نہ کرتے۔

اسی سلسلے کا ایک واقعہ ہے کہ خلافت یزید بن عبدالملک میں عبدالرحمٰن بن ضحاک مدینہ کا گورنر بنا۔ اس وقت مدینہ میں امام حسینؓ کی صاحبزادی فاطمہ بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں۔ وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ ہی رہ رہی تھیں کہ ابن ضحاک نے ان کو شادی کا پیغام بھیج دیا۔ فاطمہ نے اسے جواب دیا کہ:

واللہ! میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔ میں تو اپنے بیٹوں کی پرورش و تربیت پر ہی قانع ہو کر بیٹھ گئی ہوں۔

ابن ضحاک یہ جواب پانے کے باوجود اصرار کرتا رہا اور فاطمہ اس کے شر کے خوف سے نرمی کے ساتھ حیلوں بہانوں سے معذرت کرتی رہیں۔ جب ابن ضحاک نے دیکھا کہ ان کی طرف سے انکار ہی سامنے آ رہا ہے تو اس نے دھمکی دی کہ:

واللہ! اگر تم میرے ساتھ شادی کے لئے تیار نہیں ہوتیں تو میں تمہارے بڑے بیٹے کو شراب نوشی کے الزام میں گرفتار کر کے کوڑے لگواؤں گا۔

اب فاطمہ نے سالمؒ بن عبداللہ سے اس معاملے میں مشورہ لیا تو انہوں نے کہا کہ خلیفہ کو خط لکھ کر گورنر کی شکایت کریں اور رسول اللہؐ اور آل بیت رسولؐ کے ساتھ اپنی قرابت و رشتے کا ذکر بھی کریں۔

فاطمہ نے خط لکھا اور اپنے ایک قاصد کو دے کر دمشق روانہ کر دیا۔ جہاں خلیفہ وقت بیٹھتا تھا۔

قاصد خط لے کر ابھی چلا ہی تھا کہ مدینہ میں محکمہ مال کے انچارج ابن ہرمز کو خلیفہ کی طرف سے بلاوا آ گیا کہ وہ آ کر مالیات مدینہ کا حساب بتائے۔

ابن ہرمز اصحاب حقوق (جن کو بیت المال سے مقررہ حصہ ملتا تھا) سے جاتے وقت ملا۔ فاطمہ بنت حسین کے پاس بھی گیا اور پوچھا کہ میں دمشق جا رہا ہوں، کوئی کام ہو تو بتا دیجئے!

فاطمہ نے کہا: ابن ضحاک کی طرف سے مجھے جو تکلیف پہنچ رہی ہے اور جو سلوک وہ میرے ساتھ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کر رہا ہے اس کے بارے میں امیر المومنین کو بتانا اور یہ بھی بتانا کہ اس نے تو علمائے مدینہ خصوصاً سالمؒ بن عبداللہ ﷺ کا احترام بھی ملحوظ نہیں رکھا۔

ابن ہرمز نے جب یہ شکایت سنی تو اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا کہ ان کے پاس نہ آتا تو اچھا ہوتا۔ دراصل ابن ہرمز امیر المومنین سے ابن ضحاک کی شکایت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

.....

ابن ہرمز ٹھیک اسی روز دمشق پہنچا جس روز فاطمہ بنت حسین کا قاصد پہنچا۔

ابن ہرمز خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو خلیفہ نے مدینہ کے حالات اس سے دریافت کئے۔ سالمؒ بن عبداللہ اور ان کے دیگر فقہاء ساتھیوں سے متعلق پوچھا۔ آخر میں پوچھا کہ کوئی اور قابل ذکر اہم معاملہ یا واقعہ پیش آیا ہو تو بتاؤ؟

ابن ہرمز نے فاطمہ بنت حسینؓ کا واقعہ بیان کیا نہ ہی سالمؒ بن عبداللہ کی اس بارے میں رائے کا ذکر کیا۔ ابن ہرمز وہاں بیٹھا ابھی حساب کتاب بتا رہا تھا کہ چوکیدار اندر آیا اور اس نے خلیفہ سے کہا کہ باہر دروازے پر فاطمہ بنت حسین کا قاصد آیا ہے۔

یہ سن کر ابن ہرمز کا چہرہ متغیر ہو گیا اور فوراً کہنے لگا: اللہ امیر المومنین کی عمر دراز فرمائے!

فاطمہ بنت حسین نے آپ کے لئے ایک پیغام دیا ہے۔ پھر ان کا واقعہ سنایا۔

جونہی خلیفہ نے اس کی یہ بات سنی تو تخت سے نیچے اتر آیا اور کہنے لگا:

کیا تیری ماں نہیں ہے؟

کیا میں نے تجھ سے مدینہ کی کسی اہم خبر یا واقعہ سے متعلق پوچھا نہیں ہے؟!

تیرے پاس ایسی خبر ہے اور تو اس کو مجھ سے چھپاتا ہے؟!!

ابن ہرمز نے بھول جانے کا بہانہ کر کے معذرت کی۔

اب قاصد کو اندر آنے کی اجازت دے دی گئی۔ قاصد اندر آیا تو خلیفہ نے اس سے خط لیا اور کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ خلیفہ خط پڑھتا جا رہا تھا۔ اور غصہ کی شدت اس کی آنکھوں سے عیاں ہو رہی تھی۔ وہ ہاتھ میں پکڑا ہوا عصا زمین پر مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

ابن ضحاک آل رسولؐ کے خلاف یہ جرأت کر رہا ہے اور سالمؒ بن عبداللہؒ کی بات کو بھی درخور اعتنا نہیں جان رہا!!!

کون آدمی ہے جو مدینہ میں ابن ضحاک کو اس شدت سے کوڑے لگائے کہ اس کی چیخیں مجھے میرے تخت پر یہاں دمشق میں سنائی دیں۔

جواب دیا گیا: امیر المومنین! ایسا آدمی موجود ہے۔ مدینہ میں عبدالواحد بن بشر نضری ہے جو یہ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کام کرے گا۔ آپ اس کی ذمہ داری لگائیں۔ اس وقت وہ طائف میں مقیم ہے۔

خلیفہ نے کہا: ہاں، ٹھیک ہے۔ واللہ! وہی یہ کام کرے گا۔

پھر خلیفہ نے کاغذ منگوا کر اپنے ہاتھ سے لکھا:

امیر المومنین یزید بن عبدالملک کی طرف سے عبدالواحد بن بشر نصری کی طرف!

السلام علیکم..... امابعد

میں نے تمہیں مدینہ کا گورنر مقرر کیا ہے۔ جونہی میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے۔ فوراً مدینہ چلے جاؤ اور ابن ضحاک کو مدینہ کی گورنری سے معزول کر دو۔ اس کو چالیس ہزار دینار جرمانہ کرو۔ اور ایسی سخت سزا دو کہ اس کی آواز مجھے مدینہ سے دمشق میں سنائی دے۔

.....

ڈاکیے نے خط لیا اور تیزی کے ساتھ مدینہ کے راستے طائف کی جانب چل پڑا۔ مدینہ پہنچا تو اس کے والی ابن ضحاک سے ملا نہ سلام کرنے گیا۔ ابن ضحاک کو یہ بات کھٹکی، اس نے پیغام بھیج کر ڈاکیے کو اپنے گھر بلایا۔ اس سے آنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کچھ نہ بتایا۔ ابن ضحاک نے جب دیکھا کہ یہ بغیر کسی لالچ و حرص کے کچھ نہیں بتائے گا تو اس نے اپنے بستر کا ایک کنارہ اوپر اٹھایا اور کہا: ادھر دیکھو، ڈاکیے نے دیکھا تو دیناروں سے بھری ایک تھیلی تھی۔

ابن ضحاک نے کہا: یہ ایک ہزار دینار ہے۔ میں تجھ سے پختہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے اپنے آنے کا مقصد اور جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے وہ بتا دے تو یہ تھیلی میں تجھے دے دوں گا۔ اور اس بات کو صیغہ راز میں رکھوں گا۔

ڈاکیا دینار دیکھ کر ایمان کھو بیٹھا اور ابن ضحاک کو بات بتا دی۔ ابن ضحاک نے اس کو مال دیا اور کہا کہ تین روز تک یہاں ٹھہرو تاکہ میں دمشق پہنچ جاؤں پھر تم وہ کام کر آؤ جس کے لئے تمہیں بھیجا گیا ہے۔

.....

اب ابن ضحاک نے سواری تیار کی فوراً مدینہ چھوڑ کر تیزی کے ساتھ دمشق کی طرف چل پڑا۔ دمشق پہنچا تو سب سے پہلے خلیفہ کے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کے پاس گیا۔ مسلمہ با اخلاق اور بہادر کمانڈر تھا۔ ابن ضحاک نے ان سے کہا: جناب امیر! مجھے آپ کی مدد درکار ہے۔

مسلمہ: خیریت سے آئے ہو..... کیا مسئلہ ہے؟

ابن ضحاک: امیر المومنین میری ایک لغزش پر مجھے سزا دے رہے ہیں۔

مسلمہ یزید کے پاس گیا اور کہا: امیر المومنین! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یزید: تیرا ہر کام کیا جائے گا بشرطیکہ وہ ابن ضحاک کا معاملہ نہ ہو۔

مسلمہ: واللہ! میں تو آیا ہی اس کی خاطر ہوں۔

یزید: اللہ کی قسم! اس کو تو میں کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

مسلمہ: اس نے کیا غلطی کی ہے؟

یزید: وہ فاطمہ بنت حسین سے تعرض کرتا ہے۔ ان کو ڈراتا، دھمکاتا اور خوفزدہ کرتا ہے۔ اور پھر ان کے بارے میں سالمؒ بن عبداللہؒ کی بات کا بھی لحاظ نہیں کرتا۔ اس شرمناک صورتحال کو دیکھ کر مدینہ کے شعراء اس کی مذمت میں شعر کہہ رہے ہیں اور مدینہ کے سارے علماء وصلحاء اس کی برائی بیان کر رہے ہیں۔

یہ بات سن کر مسلمہ نے کہا: امیر المومنین! اگر یہ بات ہے تو آپ کا اور اس کا معاملہ ہے میں کوئی سفارش نہیں کرتا۔

یزید نے کہا: اس سے کہو کہ وہ واپس مدینہ چلا جائے تاکہ وہاں کا نیا امیر اس کو سزا دے کر اسے دوسرے گورنروں اور والیوں کے لئے عبرت کا نشان بنا دے۔

.....

اہل مدینہ کو نیا گورنر ملا تو وہ بہت خوش ہوئے اور اس گورنر نے ابن ضحاک کے بارے میں خلیفہ کے حکم پر عمل درآمد کر کے اہل مدینہ کو اور خوش کر دیا۔

اس طرح اہل مدینہ جب بھی اس کو کوئی بھلائی کا کام کرتے پاتے اور دیکھتے کہ وہ ان کے کسی معاملہ کا فیصلہ قاسمؒ بن محمدؒ بن ابوبکرؓ اور سالمؒ بن عبداللہؒ بن عمرؓ کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتا تو اس کے ساتھ ان کا تعلق اور زیادہ مضبوط ہو جاتا۔

قابل تحسین ہے خلیفہ مسلمین یزید بن عبدالملک اور کس قدر عظیم وجلیل ہے وہ اسلام جس نے ایسی نادر مثالیں قائم کیں اور ایسے یگانہ روزگار آدمی تیار کئے۔

.....

سالمؒ بن عبداللہ نے طیبہ مطیبہ مدینہ منورہ میں زندگی گزاری۔ ان دنوں طیبہ دولت وثروت کی ایسی فراوانی سے مالا مال تھا جس کی مثال اس سے پہلے سامنے نہیں آئی تھی۔ اسے ہر طرف سے وافر رزق مہیا ہو رہا تھا۔ اور خلفائے بنو امیہ اس کے لئے دولت کے ایسے اسباب فراہم کر رہے تھے کہ دل میں ان کا خیال بھی نہیں آ سکتا۔ مگر سالمؒ بن عبداللہ نے حصول دنیا پر کوئی توجہ نہ دی جیسا کہ لوگ اس کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے۔ اور نہ ہی انہوں نے سامان دنیا کو سمیٹنے کا اس طرح اہتمام کیا تھا جس طرح لوگ اس کا اہتمام کرتے تھے۔ دراصل وہ اس متاع حقیقی کی رغبت میں متاع دنیا سے بے نیاز ہو گئے تھے۔ اور انہوں نے آخرت کی کامیابی کی امید میں دنیا کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ خلفائے بنو امیہ نے ان کے اوپر مال و دولت



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دنیا بہانے کی کوشش کی لیکن انہیں اس مال سے بے نیاز اور دنیا و مافیہا کو بے وقعت جاننے والا پایا۔

ایک بار سلیمان بن عبدالملک حج کے لئے مکہ آیا وہ جب طواف قدوم کرنے لگا تو اس نے دیکھا کہ سالمؒ بن عبداللہ حالت خضوع میں کعبے کے سامنے بیٹھے ہیں۔ دنیا سے بے خبر انتہائی خشوع کی حالت میں زبان قرأت قرآن سے متحرک ہے۔ اور رخساروں پر آنسو اس طرح بہہ رہے ہیں گویا ان کی آنکھوں کے پیچھے اشکوں کا دریا ہو۔

خلیفہ طواف سے فارغ ہوئے۔ دو رکعت سنت طواف ادا کیں اور اس جانب متوجہ ہو گئے جہاں سالمؒ بن عبداللہ بیٹھے تھے۔ لوگ راستے سے پیچھے ہٹ گئے حتیٰ کہ خلیفہ ان کے قریب جا کر بیٹھ گئے اور ان کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے مس کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر سالمؒ اپنے قریب خلیفہ کی موجودگی پر چونکے نہ ان کی طرف التفات کیا۔ اس لئے کہ وہ جس کیفیت میں تھے اس میں مستغرق تھے۔ وہ ہر چیز سے کٹ کر اللہ کے ذکر میں مشغول تھے۔

خلیفہ نے ان کے استغراق فی ذکر اللہ کا یہ عالم دیکھا تو کن انکھیوں سے دھیان رکھا کہ جونہی وہ تلاوت اور آہ و بکا میں وقفہ کریں تو ان سے ہم کلام ہوا جائے۔ جب خلیفہ کو موقع ملا تو خلیفہ نے ان کی طرف جھک کر کہا:

ابوعمر! السلام علیک ورحمۃ اللہ

سالمؒ: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خلیفہ نے بڑی رازداری سے پست آواز میں کہا:

ابوعمر! کوئی ضرورت بیان کیجئے: میں اسے پورا کروں۔

سالمؒ نے بات سن لی مگر خاموش رہے خلیفہ نے سمجھا کہ شاید انہوں نے بات سنی نہیں۔ لہٰذا خلیفہ پہلے سے زیادہ جھک کر ان کی طرف مائل ہوئے اور کہا:

میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی کوئی ضرورت بیان کریں تو میں اس کو پورا کروں۔

سالمؒ نے جواب میں زہد و ورع کی شانِ بے نیازی میں ڈھلے اور ایمان و توکل میں گھلے الفاظ فرمائے کہ:

"واللہ! مجھے شرم آتی ہے کہ میں اللہ بزرگ و برتر کے گھر میں بھی اس کے علاوہ کسی اور سے سوال کروں۔"

سالمؒ کا یہ جواب سن کر خلیفہ شرمسار ہوا۔ اور خاموش ہو گیا۔ مگر وہیں پر بیٹھا رہا۔ نماز مکمل ہوئی تو سالمؒ اپنی رہائش گاہ پر جانے کے لئے اٹھے تو لوگوں کے گروہ کے گروہ ان سے آ چمٹے۔ کوئی احادیث رسولؐ میں سے کسی حدیث سے متعلق پوچھ رہا تھا، کوئی دینی مسائل میں سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھ رہا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھا۔ کوئی امور دنیا میں سے کسی امر کے بارے میں مشورہ طلب کر رہا تھا اور کوئی دعا کا مطالبہ کر رہا تھا۔ ان جملہ لوگوں میں خلیفہ سلیمان بن عبدالملک بھی شامل تھا۔ جب لوگوں نے اس کو دیکھا تو اس کے لئے راستہ بنا دیا اور سامنے سے ہٹ گئے۔ حتیٰ کہ وہ سالمؒ بن عبداللہ کے برابر میں پہنچ گیا۔ اور ان کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا:

جناب! اب تو ہم مسجد (بیت اللہ) سے باہر آ گئے ہیں۔ لہٰذا کوئی ضرورت بتایئے میں اسے پورا کروں۔

سالمؒ نے پوچھا: کونسی ضرورت؟ دنیاوی ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت بیان کروں یا اخروی ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت؟

خلیفہ سے فوراً کوئی جواب نہ بن پڑا۔ کچھ دیر بعد کہا: اخروی نہیں دنیاوی ضرورت!

سالمؒ نے اس بار بھی اسی شان سے جواب دیا جس طرح پہلے دیا تھا۔ فرمایا:

''میں تو اس ذات سے حوائج دنیا طلب نہیں کرتا جو ان کا مالک ہے تو اس شخص سے کیسے یہ مطالبہ کر سکتا ہوں جو ان ضروریات کا مالک ہی نہیں ہے؟''

خلیفہ یہ جواب سن کر ایک بار پھر شرمندہ ہوا اور سلام کر کے یہ کہتے ہوئے چلا گیا:

آلِ خطاب! تم کو زہد و تقویٰ نے کس قدر معزز و مکرم بنا رکھا ہے؟

اور اللہ جل وعز کے کافی ہو جانے کے باعث دنیا سے کس قدر بے نیاز ہو گئے ہو؟

اے آلِ بیت رسولؐ سے تعلق رکھنے والو! اللہ تم پر اپنی رحمت فرمائے اور اخلاق حسنہ کی کمال خوبیوں سے مزید نوازے۔

.....

مذکورہ واقعہ سے قبل کے سال میں خلیفہ ولید بن عبدالملک نے حج کیا۔ جب لوگ عرفات سے واپس آئے تو مزدلفہ میں خلیفہ کو سالمؒ بن عبداللہ حالت احرام میں ملے۔ خلیفہ نے ان کو سلام کیا اور مقام و مرتبہ کی بلندی کے لئے دعا کی۔ پھر ان کے جسم پر نظر ڈالی۔ چونکہ احرام میں ہونے کے باعث جسم کی ساخت پرداخت اور تازگی و نشاط خوب عیاں ہو رہی تھی۔ خلیفہ نے دیکھا کہ آپ کڑیل جسم اور بھرپور قوت کے مالک ہیں گویا کوئی عمارت ہو۔ خلیفہ نے یہ منظر دیکھ کر بے ساختہ پوچھ لیا:

ابوعمر! آپ کا جسم بہترین اور بڑا خوبصورت ہے۔ آپ زیادہ تر کیا کھاتے ہیں؟

سالمؒ: ''تیل اور روٹی! جب کبھی گوشت میسر آ جائے تو وہ بھی کھا لیتا ہوں۔''

خلیفہ: (حیرانی سے) تیل اور روٹی؟!

سالمؒ: ''ہاں! تیل اور روٹی ہی کھاتا ہوں۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خلیفہ: بار بار یہی کھانا کھانے سے آپ کو اس کی اشتہا (بھوک) بھی ہوتی ہے یا نہیں؟

سالمؒ: ''جب بھوک نہ ہو اور جی نہ چاہ رہا ہو تو اس وقت تک نہیں کھاتا جب تک بھوک نہ لگ جائے''۔

.....

سالمؒ دنیا سے کنارہ کشی اور اس کی فانی و ناپائیدار متاع سے بے نیازی میں جس طرح اپنے دادا عمر فاروقؓ سے مشابہ تھے بالکل اسی طرح حق بات کو خواہ وہ کتنی ہی گراں بار اور شدید انجام کیوں نہ ہو، بیان کرنے میں بھی اپنے دادا سے مشابہ تھے۔

ایک دفعہ وہ حوائج مسلمین کے سلسلے میں حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس گئے۔ حجاج نے ان کو خوش آمدید کہا، اپنے قریب بٹھایا اور انہیں بہت زیادہ اعزاز و اکرام دیا۔ اسی دوران حجاج کے پاس لوگوں کا ایک گروہ آ گیا جن کے بال پراگندہ، جسم غبار آلود، چہرے زرد اور ہاتھوں میں کڑیاں تھیں۔

حجاج نے سالمؒ کی طرف دیکھا اور کہا: یہ باغی لوگ ہیں جو زمین میں فساد پھیلا رہے ہیں۔ جس خون کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے یہ اس کو حلال ٹھہراتے ہیں۔ یعنی لوگوں کے قتل کے درپے بھی ہوتے ہیں اور ان کے قتل کی دوسروں کو ترغیب بھی دلاتے ہیں..... پھر حجاج نے سالمؒ کے ہاتھ میں تلوار تھما دی اور ان میں سے پہلے شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ آپ کے ذمے ہے۔ اٹھیے اور اس کی گردن اڑا دیجئے!

سالمؒ نے حجاج کے ہاتھ سے تلوار لی اور اس شخص کی طرف چل پڑے۔ جبکہ ادھر تمام لوگوں کی نظریں ان پر گڑی ہوئی تھیں کہ دیکھیے وہ کیا کرتے ہیں؟

جب آپ آدمی کے پاس جا کر کھڑے ہوئے تو اس سے پوچھا:

کیا تم مسلمان ہو؟

آدمی: ہاں میں مسلمان ہوں لیکن آپ کو اس سوال سے کیا غرض ہے؟

آپ وہ کام کر گزریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے!

سالمؒ: کیا تم نے صبح کی نماز پڑھی ہے؟

آدمی: میں نے آپ سے کہا ہے کہ میں مسلمان ہوں پھر بھی آپ یہ سوال کر رہے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز پڑھی ہے یا نہیں!!

آپ کا کیا خیال ہے ایسا بھی کوئی مسلمان ہو سکتا ہے جو نماز نہیں پڑھتا؟

سالمؒ: بات یہ نہیں ہے بلکہ میں نے تو آپ سے یہ پوچھا ہے کہ آپ نے آج صبح کی نماز پڑھی ہے؟

آدمی: اللہ آپ کو ہدایت دے۔ میں آپ سے کہہ تو چکا ہوں کہ پڑھی ہے!

اور میں یہ کہتا ہوں کہ اس ظالم نے آپ کو جو حکم دیا ہے وہ کر گزریے ورنہ اس کے غضب کو سہنے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لئے اپنے آپ کو تیار کر لیجئے!

اس کے بعد سالمؒ حجاج کے پاس واپس چلے گئے۔ تلوار اس کے سامنے پھینک دی اور فرمایا:

''آدمی تو یہ اقرار کر رہا ہے کہ وہ مسلمان ہے اور یہ بھی کہہ رہا ہے کہ اس نے آج صبح کی نماز بھی ادا کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مجھ تک پہنچا ہے کہ: مَنْ صَلّٰی صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ ''جس آدمی نے صبح کی نماز ادا کر لی وہ اللہ کی حفاظت میں چلا گیا (لہٰذا جو شخص اللہ کی حفاظت میں ہوگا اس کو قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہے؟) اور کم از کم میں تو ایسے شخص کو قتل نہیں کر سکتا جو اللہ کی حفظ و ایمان میں داخل ہو۔''

حجاج نے غصے میں کہا: ہم اس کو ترک نماز پر قتل نہیں کر رہے بلکہ اس وجہ سے اس کو قتل کر رہے ہیں کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قتل عثمانؓ بن عفان کا ارتکاب کیا تھا۔

سالمؒ نے جواب دیا: ''لوگوں میں یقیناً وہ افراد بھی موجود ہیں جو خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لئے مجھ اور تجھ سے زیادہ حق دار ہیں''۔

حجاج، سالمؒ کا یہ جواب سن کر خاموش رہا مزید کوئی بات نہ کی۔

اس کے بعد ایک شخص نے جو اس واقعہ کے وقت وہاں موجود تھا۔ سالمؒ کے باپ عبداللہؓ بن عمر کے پاس آ کر بتایا کہ حجاج نے آپ کے بیٹے سالمؒ سے ایک آدمی کے قتل کا مطالبہ کیا تھا۔

عبداللہؓ بن عمرؓ نے سارا واقعہ سننے کا انتظار کئے بغیر فوراً آدمی سے پوچھا: تو سالمؒ نے حجاج کے مطالبہ (حکم) کا کیا کیا؟ آدمی نے بتایا کہ انہوں نے ایسے ایسے کیا۔ اس پر عبداللہ بن عمرؓ خوش ہوئے اور فرمایا: خوب! خوب! عقل مند ہے! عقل مند ہے!

.....

جب خلافت، عمرؒ بن عبدالعزیز کو منتقل ہوئی تو انہوں نے سالمؒ بن عبداللہؒ کو خط لکھا:

امابعد..... میرے مطالبے اور مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر مجھے مسلمانوں کے امور کا نگران بنایا جانا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری آزمائش ہے۔ لہٰذا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں میری مدد فرمائے۔

میرا یہ خط آپ تک پہنچے تو آپ عمرؓ بن خطاب کے خطوط، فیصلے اور ان کی سیرت سے متعلق کتب مجھے ارسال کر دیجئے۔ میں نے یہ عزم کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مدد فرمائے تو میں ان کی سیرت کی اتباع کروں اور ان کے طرز حکمرانی کو اپناؤں..... والسلام

سالمؒ نے اس خط کے جواب میں لکھا:

''امابعد..... مجھے آپ کا وہ خط ملا ہے جس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی طلب اور



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مسلمانوں کے مشورے کے بغیر آپ کو مسلمانوں کا خلیفہ بنا کر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈال دیا ہے.....اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ سیرت عمرؓ کی اتباع کریں۔

سنیے! آپ کو یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ آپ عمر فاروقؓ کے دور سے مختلف دور میں حکمرانی کر رہے ہیں۔ جبکہ آپ کے پاس ایسے پائے کے آدمی بھی نہیں جو عمرؓ فاروق کے رجالِ حکومت جیسے ہوں۔

ہاں، ایک بات یاد رکھئے! اگر آپ نے حق پر عمل کا ارادہ وعزم کر رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کی اعانت فرمائے گا۔ اور ایسے عمالِ حکومت آپ کو ایسی ایسی جگہوں سے مہیا ہوں گے کہ آپ ان کا گمان بھی نہیں کر سکتے۔

خیر کے معاملے میں جس شخص کی نیت مکمل ہو جاتی ہے اس کو اللہ کی مدد بھی مکمل ہی ملتی ہے۔ اور جس کی نیت میں نقص ہو اس کو نقص نیت کے مطابق کم مدد فراہم ہوتی ہے۔

اور اگر آپ کا نفس آپ کو کسی ایسے فعل پر اکسائے جو اللہ کی رضا کے بجائے ناراضی کا باعث ہو تو اپنے سے قبل کے ان صاحبانِ حکومت کا تصور ذہن میں لے آیئے جو آپ سے پہلے اس جہان فانی سے کوچ کر گئے ہیں۔

اور اپنے نفس سے یہ سوال کیجئے کہ ان لوگوں کی وہ آنکھیں کیسے اندر دھنس گئی تھیں جن سے وہ لذاتِ دنیوی کا نظارہ کیا کرتے تھے۔ اور ان کے وہ بطن کیسے پھٹ گئے تھے جو شہواتِ دنیوی سے سیر ہی نہیں ہوتے تھے۔ اور ان کی لاشیں کس قدر متعفن ہو گئی تھیں کہ اگر انہیں آبادیوں کے قریب پھینک دیا جاتا اور ان کو چھپانے کے لئے کوئی زمینی اوٹ نہ ہوتی تو ان کی بدبو سے ہمارے دماغ پھٹے جا رہے ہوتے اور ان کے اس تعفن کے باعث ہم شدید تکلیف میں مبتلا ہو جاتے۔

والسلام علیک ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ"

.....

سالمؒ بن عبداللہؓ بن عمرؓ بن خطاب نے طویل عمر پائی مگر یہ عمر تقویٰ سے بھرپور اور ہدایت سے معمور تھی۔ وہ ساری عمر دنیا کی دلفریبی اور زینت وزیبائش سے کنارہ کش رہے اور ایسے کاموں میں جتے رہے جو اللہ کو خوش کرنے والے تھے۔

☆ انہوں نے مرغوب اور نرم گرم کی بجائے سخت غذا استعمال کی۔

☆ سخت وکھردرے کپڑے کا لباس زیب تن کیا۔

☆ ایک سپاہی کی حیثیت سے روم کی جنگ میں شریک رہے۔

☆ لوگوں کی حوائج وضروریات کو پورا کیا اور ان کے ساتھ ماؤں جیسا پیار کیا۔

۱۰۶ ہجری کو جب موت نے ان کو اپنی آغوش میں لیا تو سارا مدینہ غمناک ہو گیا۔ ان کی موت



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نے ہر ایک دل میں حزن اور ہر ایک رخسار پر اشک چھوڑے۔ لوگ، سارے کے سارے لوگ ان کے جنازے کے ساتھ نکل پڑے اور ان کی تدفین کے وقت تک حاضر رہے۔ اس دن خلیفہ ہشام بن عبدالملک بھی مدینہ میں موجود تھا وہ بھی ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوا۔ جب اس نے لوگوں کے رش اور ہجوم کی انتہا دیکھی تو ان کی کثرت نے اس کو دہشت زدہ کر دیا۔ اور اس کے دل میں حسد کی آگ کا شعلہ یوں نمودار ہوا کہ اس نے خود سے سوال کرتے ہوئے کہا:

کیا ایسے دکھائی نہیں دے رہا گویا ان کے شہر میں خلیفۃ المسلمین وفات پا گیا ہو؟

پھر اس نے مدینہ کے گورنر ابراہیم بن ہشام مخزومی سے کہا کہ اہل مدینہ پر واجب کر دو کہ چار ہزار افراد جنگ میں شریک ہونے کے لئے سرحدوں پر چلے جائیں۔ خلیفہ کے اس حکم میں ''چار ہزار'' کا لفظ استعمال ہونے کے باعث اس سال کا نام ہی ''چار ہزاری سال'' پڑ گیا۔

/ww.KitaboSunnat.com



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# عبدالرحمٰن الغافقیؒ

سلسلۂ خلافتِ راشدہ کی پانچویں کڑی عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے پیش رو سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوتے ہی اضلاع و صوبہ جات کے والیان و امراء کی تقرری و معزولی پر نظر دوڑانا شروع کر دی۔ اس وقت جن لوگوں کی تقرری عمل میں آئی ان میں سمح بن مالک خولانیؒ صف اوّل کے آدمی ہیں۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ان کو اندلس اور آس پاس کے مفتوحہ فرانسیسی علاقوں کی گورنری سونپی تھی۔

نئے امیر بلادِ اندلس میں فروکش ہوتے ہی خیر و صداقت کے مددگاروں کی تلاش میں لگ گئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا: کیا یہاں کوئی تابعی زندہ ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں جناب امیر! ہمارے درمیان جلیل القدر تابعی عبدالرحمٰن بن عبداللہ الغافقی موجود ہیں۔ لوگوں نے ان کے کتاب الٰہی کے علم، حدیث رسولؐ کے فہم، میدان جہاد میں مہارت، شہادت کے شوق اور عارضی دنیا کے مال و متاع سے بے رغبتی جیسی صفات کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ جلیل القدر صحابی رسولؐ عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد اور ان کے منہج و سیرت کے پیروکار ہیں۔

سمح بن مالک خولانیؒ نے عبدالرحمٰن الغافقیؒ کو ملاقات کے لئے بلایا۔ وہ آئے تو ان کا خوب خیر مقدم کیا اور اپنے قریب بٹھایا وہ دن کا ایک پہر بیٹھے رہے اور جو بھی جی میں آیا ان سے پوچھا۔ ایسے بہت سے معاملات میں مشورہ کیا جن کے بارے میں انہیں کوئی اشکال تھا اور ان کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کا خوب جائزہ لیا تو ان اطلاعات سے کہیں آگے پایا جو لوگوں نے ان کے بارے میں دی تھیں۔ سمح بن مالک خولانیؒ نے ان کو اندلس کے بہت سے معاملات کا نگران بنا دیا۔

عبدالرحمان الغافقیؒ نے اپنی تقرری کا سن کر کہا:

''جناب امیر میں تو ایک عام آدمی ہوں۔ میں یہاں اس لئے آیا ہوں تا کہ دفاع مملکت کی غرض سے کسی سرحد پر ٹھہر سکوں۔ میں نے تو اپنی جان کو رضائے الٰہی کے لئے وقف کر دیا اور اپنی تلوار کو زمین پر



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے اٹھا رکھا ہے۔ جب تک آپ حق پر قائم رہیں گے مجھے کسی امیری و گورنری کے بغیر سائے سے بڑھ کر اپنا رفیق اور فرمانبردار پائیں گے۔''

.....

کوئی زیادہ مدت نہیں گزری تھی کہ سمح بن مالک خولانیؒ نے پورے فرانس پر لشکر کشی کا ارادہ کیا تاکہ اسے فتح کر کے عظیم مملکت اسلامیہ کے ساتھ ملایا جا سکے اور یہاں سے بلقانی ریاستوں میں داخل ہوا جا سکے۔ اور پھر ان ریاستوں سے قسطنطنیہ تک پہنچ کر بشارت رسول ﷺ کا مستحق ٹھہرا جا سکے۔

اس بہت بڑے ہدف کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے اربونہ شہر پر قبضہ کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ یہ فرانس کے ان بڑے شہروں میں سے تھا جن کی حدود بلاد اندلس کے علاقوں سے ملتی تھیں۔ مسلمان جونہی برنیہ کے پہاڑی سلسلہ سے نیچے کی طرف رخ کرتے تو سامنے اس ناقابل شکست شہر کو پاتے۔ جب کہ یہی شہر عظیم فرانس میں داخلے کی کلید بھی تھا۔

.....

سمح بن مالک خولانیؒ نے اربونہ کا محاصرہ کر لیا اور انہیں اسلام قبول کر لینے یا جزیہ دینے کی پیشکش کی تو یہ بات ان کو کھا گئی اور انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ سمح نے ان کا یہ جواب پا کر ان پر پے در پے حملے شروع کر دیے۔ منجنیقوں کے ذریعے ان پر گولہ باری کرنے لگے۔ بالآخر چار ہفتوں کی بہادرانہ جنگ کے بعد جس کی نظیر یورپ نے اس سے قبل نہیں دیکھی تھی یہ شہر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آ گرا۔

اب اس مظفر و منصور کمانڈر نے اپنے لشکر جرار کے ذریعے صوبہ اوکتانیہ کے دارالحکومت تلوس کا رخ کیا اور اس کے ہر طرف منجنیقیں نصب کر دیں۔ اس شہر پر بھی آلات حرب کے ذریعے ایسی گولہ باری کی کہ اس سے قبل یورپ ایسے شدید حملہ سے واقف نہ تھا۔ قریب تھا کہ یہ ناقابل شکست شہر مسلمانوں کے ہاتھ میں آ جاتا کہ ایک ناگہانی واقعہ پیش آ گیا جو کسی کے ذہن و گمان میں بھی نہ تھا۔ ہم اس وقوعے کی روداد فرانسیسی مستشرق رینو کے لئے چھوڑتے ہیں کہ وہ ہمیں اس معرکہ کی روداد سنائیں۔

رینو کہتے ہیں:

''جب نصرت و فتح مسلمانوں سے دو گز کے فاصلہ پر رہ گئی تو اوکتانیہ کے ڈک (امیر) نے دوسرے علاقوں کو میدان جنگ میں کودنے کا کہا۔ اس نے اپنے پیغام رسانوں کو یورپ کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیلا دیا۔ ان ممالک کے بادشاہوں اور امیروں کو یہ خوف دلایا کہ اگر مسلمانوں کے خلاف متحد نہ ہوئے تو تمہارے گھر بار اور نساء و اولاد محفوظ نہیں رہیں گے بلکہ مسلمانوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔ امیر اوکتانیہ کی اس پکار کا یورپ کی تمام قوموں نے جواب دیتے ہوئے اپنی فوجی طاقت



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور شدید جنگجوؤں کو اس جنگ میں جھونک دیا۔

اس جنگ میں حصہ لینے والی افواج کی کثرت و وفرت اس قدر زیادہ تھی کہ عالم انسانیت نے اس کی نظیر نہیں دیکھی تھی۔ حتیٰ کہ ان افواج کے قدموں سے اٹھنے والی گرد سے دریائے رون تک سورج دکھائی نہیں پڑتا تھا۔ جب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے قریب ہوئیں تو یوں لگتا تھا گویا دو پہاڑ آپس میں ٹکرا رہے ہیں۔ پھر فریقین کے درمیان ایسا تباہ کن معرکہ برپا ہوا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

سچ جس کو ہم ''ذاما'' کہتے ہیں ہماری فوجوں کے سامنے یہاں وہاں گھوم رہے تھے۔ اور اپنی فوج کی قیادت کرتے ہوئے ہر جگہ نگاہ رکھنے کی غرض سے دوڑ بھاگ رہے تھے۔ اسی دوران ایک تیر، ان کو آلگا اور وہ اپنے گھوڑے سے لڑھک کر نیچے آگرے۔ جب مسلمانوں نے ان کو زمین پر ڈھیر پایا تو ان کے حواس اڑ گئے۔ اعضا شل ہو کر رہ گئے اور صفیں منتشر ہونا شروع ہو گئیں۔ اگر ان کو اس عبقری کمانڈر کے ذریعے نصرت الٰہی میسر نہ آتی جس کو بعد میں یورپ نے عبدالرحمٰن الغافقی کے نام سے جانا تو ہمارے لئے ممکن ہو جاتا کہ ہم ان کو پسپا کر دیتے۔

عبدالرحمٰن الغافقی نے اس خلا کو پر کرتے ہوئے اس موقع پر ہونے والے نقصان کو کم سے کم کیا اور اپنی افواج کو ہسپانیہ کی طرف لے گئے۔ لیکن یہ پختہ عزم کیا کہ ہمارے اوپر دوبارہ حملہ آور ہوگا۔''

کیا آپ کو معلوم ہے کہ ایک اندھیری رات کو بادل چاند کے سامنے سے کس طرح چھٹتے ہیں؟ اور گم کردہ راہ کس طرح روشنی پاتے ہیں؟ بالکل اسی طرح معرکہ تلس نے فرد فرید اور نابغہ عصر عبدالرحمٰن الغافقیؒ کے اوپر سے پردے ہٹائے۔

کیا آپ نے یہ بھی دیکھا ہے کہ صحرا میں پیاس کی شدت سے نڈھال ہو کر موت کے منہ میں جھانکنے والے کے لئے پانی کی اہمیت کیا ہوتی ہے؟ وہ پیاسا تو پانی کی طرف یوں ہاتھ بڑھاتا ہے کہ چلو بھر پانی ہی میسر آجائے تاکہ زندگی کے ڈوبتے چراغ کی لو کو واپس لوٹایا جا سکے۔ بعینہٖ مسلمان لشکر بھی عظیم کمانڈر عبدالرحمٰن الغافقیؒ کی طرف لپکے تاکہ ان کے ذریعے اس بحران سے نکل سکیں۔ گویا وہ ان کے پاس اپنی نجات کا سامان پاتے تھے، اس لئے سمع وطاعت پر ان کی بیعت کر رہے تھے۔

اس میں شک نہیں کہ جب مسلمان یورپ کی زمین میں داخل ہوئے تھے ''تلس'' کا معرکہ ہی وہ اولین معرکہ تھا جس نے مسلمانوں کو گہرا گھاؤ لگایا تھا اور اس زخم کی مرہم عبدالرحمٰن الغافقیؒ ہی ہو سکتے تھے۔ یہی وہ خیدہ ہاتھ تھا جو عنایت و رعایت کے ساتھ اس کی دیکھ بھال کر سکتا تھا اور یہی وہ عظیم دل تھا جو اس کے اوپر محبت و شفقت کے دریا بہا سکتا تھا۔ فرانس کی زمین پر اس بہت بڑی ذلت نے خلافت کے دل دمشق کو شدید صدمہ سے دوچار کر کے رکھ دیا اور نڈر و بے باک کمانڈر سمح بن مالک خولانیؒ کی شہادت نے اس کے دل میں انتقام کی آگ بڑھا دی تھی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مرکز خلافت نے عبدالرحمٰن الغافقیؒ کی بیعت کے احکامات جاری کئے۔ اور پورے اندلس کے امور کی نگرانی کا انہیں ذمہ دار بنا دیا۔ فرانس کی مفتوحہ زمین کی نگرانی بھی انہی کے سپرد کر دی۔ اور ان کو مکمل آزادی دے دی کہ وہ ان علاقوں کے معاملات چلانے کے لئے جو چاہیں کریں۔

لیکن یہ بات شک و شبہ سے بالا ہے کہ عبدالرحمٰن الغافقیؒ محتاط تلوار زن، پرہیزگار آدمی اور دانشمند کمانڈر تھے۔

عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے اندلس کی گورنری ملتے ہی سب سے پہلے مسلمان لشکروں کی کھوئی ساکھ کو بحال کرنے کا کام کیا۔ اور انہیں عزت و قوت اور فتح کا احساس دلایا۔ انہوں نے مسلمانوں کو اندلس کے اندر اس عظیم ہدف کے حصول کے لئے تیار کرنا شروع کیا جس پر موسیٰ بن نصیر سے لے کر سمح بن مالک خولانیؒ تک سب مسلمان کمانڈروں کی نظر تھی۔

یہ عظیم جرنیل فرانس سے نکل کر اٹلی و جرمنی اور یہاں سے قسطنطنیہ پہنچنا چاہتے تھے۔ بحر ابیض کو اسلامی بحیرہ بنا کر اس کا نام بحر روم سے بحر شام رکھنا چاہتے تھے۔ عبدالرحمٰن الغافقیؒ یہ یقین رکھتے تھے کہ عظیم معرکوں کی تیاری نفوس کے تزکیہ و اصلاح سے شروع ہوتی ہے۔ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اگر کسی قوم کے اندرونی قلعے محفوظ و مامون نہیں تو وہ بیرون کی فتح کے مقاصد حاصل نہیں کر سکتی۔

یہی وجہ تھی کہ وہ اندلس کے ایک عظیم علاقے اور شہر میں گھومنے لگے۔ اعلان کرنے والوں سے کہتے کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ: کسی گورنر و امیر یا جج نے کسی پر کوئی ظلم کیا ہو تو وہ اپنے اس مسئلہ کو امیر اندلس کے پاس لے جائے۔

انہوں نے یہ اعلان بھی کروایا کہ:

مسلمانوں اور معاہدین (ذمیوں) کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ پھر وہ ایک ایک شکایت کا جائزہ لیتے۔ ضعیف کو طاقتور سے حق دلاتے اور ظالم سے مظلوم کو بدلہ دلاتے۔ اس کے بعد انہوں نے غصب شدہ نو تعمیر کردہ گرجاؤں کی تحقیق کی۔ جن لوگوں کے بارے میں ثابت ہو جاتا کہ یہ اہل ذمہ ہیں تو ان کو ان کے گرجا واپس کر دیتے اور ایسے عبادت خانے منہدم کر دیتے جو غلط طریقے سے تعمیر کئے گئے ہوتے۔ پھر انہوں نے اپنے ایک ایک عامل حکومت کے معاملات دیکھنا شروع کئے جس کسی کے بارے میں ثابت ہو جاتا کہ اس نے کوئی خیانت یا حکم عدولی کی ہے تو اس کو معزول کر دیتے اور اس کی جگہ ایسا شخص تعینات کرتے جس کی عقل مندی، معاملہ فہمی اور راست روی قابل اعتماد ہوتی۔

وہ جب بھی کسی جگہ جاتے وہاں لوگوں کو نماز باجماعت پر اکٹھا ہونے کا کہتے۔ پھر ان سے خطاب کرتے اور ان کو جہاد کی ترغیب، شہادت کے شوق اور رضوان الٰہی کے حصول کی تمنا پر ابھارتے۔

عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے فعل کے ساتھ قول اور اعمال کے ساتھ آمال کو ملا رکھا تھا۔ اپنی گورنری کے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اول روز سے ہی اسلحہ کی فراہمی اور جنگ کی تیاری میں لگ گئے تھے۔ چھاؤنیوں کو بہتر بنا رہے تھے۔ قلعے تعمیر کر رہے تھے اور پلوں کو مضبوط بنا رہے تھے انہوں نے اپنے عہد میں جو پل تعمیر کئے ان میں سب سے بڑا پل اندلس کے دارالحکومت قرطبہ کا پل ہے۔ یہ پل اس لئے تعمیر کیا گیا تھا کہ یہاں سے لوگ بھی گزر سکیں اور افواج مسلمین کے لئے بھی راستہ بن جائے اور لوگ سیلاب کی تباہ کاریوں سے بھی محفوظ ہو جائیں۔

یہ پل عجائبات دنیا میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی لمبائی ۸۰۰ گز، اونچائی ۷۰ گز اور چوڑائی ۲۰ گز ہے۔ ۱۸ محراب (درے) اور ۱۹ ستون ہیں۔ ہسپانیہ آج تک اس پل سے مستفید ہو رہا ہے۔

.....

عبدالرحمٰن الغافقیؒ جہاں جاتے قوم کے سرکردہ رہنماؤں اور افواج کے کمانڈروں کے باقاعدہ اجتماع بلاتے اور ہمہ تن گوش ہو کر ان کی گفتگو سنتے۔ ان کی تجاویز کو نوٹ کرتے، یہ لوگ خیر و فلاح کی جتنی باتیں کرتے عبدالرحمٰن ان سے مستفید ہوتے۔ انہوں نے ان مجالس میں اپنے آپ کو اس بات کا پابند بنا رکھا تھا کہ وہ سنیں گے زیادہ اور بولیں گے کم۔ جس طرح وہ ممتاز مسلم رہنماؤں سے ملاقات کرتے تھے اسی طرح معاہدین کے نمایاں افراد کے ساتھ بھی مل بیٹھتے تھے۔ ان کے علاقوں کے مسائل کے بارے میں پوچھتے اور ان کے کمانڈروں اور حکمرانوں کے احوال سے متعلق بھی سوال کرتے۔

.....

ایک بار فرانس کے ذمی لوگوں کے ایک ممتاز آدمی کو ملاقات کے لئے بلایا اور متنوع موضوعات پر ان سے گفتگو کی۔ بعد ازاں پوچھا:

تمہارے بڑے بادشاہ "چارلس مارشل" نے کیا پالیسی اختیار کر رکھی ہے کہ وہ میدان جنگ میں ہمارے سامنے آتا ہے نہ ہمارے خلاف دوسرے ممالک کی مدد کرتا ہے؟

آدمی نے کہا:

جناب امیر! آپ نے ہم سے جو معاہدے کئے تھے وہ پورے کر دیے لہٰذا یہ آپ کا حق ہے کہ ہم اس بات کا صحیح جواب دیں جو آپ نے ہم سے پوچھی ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ تمہارے عظیم کمانڈر موسیٰ بن نصیر نے پورے ہسپانیہ پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا۔ پھر جبال برنیہ کی طرف چڑھائی کا عزم کیا اور یہی پہاڑ ہمارے خوب صورت شہروں اور اندلس کے درمیان حد فاصل ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر صوبوں کے بادشاہوں اور مذہبی رہنماؤں نے شاہ اعظم سے استدعا کی کہ بادشاہ سلامت! یہ کیسی رسوائی ہے جو ہمارے اور ہماری آئندہ نسلوں کے ساتھ لازم ہو چکی ہے ہمیشہ ایسے ہی رہے گی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہم نے تو پہلے ہی مسلمانوں سے اس طرح کی باتیں سن رکھی ہیں۔ ہم تو مشرق کی جانب سے ان کے حملہ آور ہو جانے سے خوف زدہ تھے۔ اب تو وہ مغرب کی جانب سے آئے بیٹھے ہیں۔ وہ پورے ہسپانیہ پر قابض ہو جائیں گے۔ مادی و افرادی قوت کے مالک بن جائیں گے۔ اپنی قلیل تعداد اور حقیر اسلحہ کے باوجود ان پہاڑوں پر براجمان ہو جائیں گے جو ہمارے اور ان کے درمیان سرحد ہیں۔ ہمارے پاس تو زرہیں بھی نہیں جن کے ذریعے سے تلواروں کے وار روک سکیں نہ ہی گھوڑے ہیں کہ ان پر سوار ہو کر میدان جنگ کو روند سکیں۔

بادشاہ نے ان کی درخواست سن کر کہا:

جو مسئلہ اور صورت حال تمہیں درپیش ہے اس پر میں نے بہت غور و خوض اور سوچ و بچار کیا ہے۔ میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہمیں ان کے اس حملہ کو نہیں روکنا چاہئے۔ یہ تو اب دریا کے کناروں کو توڑ ڈالنے والا سیلاب ہے جو اپنی راہ میں رکاوٹ بننے والی چیزوں کو بہالے جاتا ہے اور کہیں سے کہیں لے جا پھینکتا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ وہ ایک با اعتقاد اور پرعزم قوم ہیں اور انہی دو چیزوں نے ان کو تعداد کی کثرت اور تیاری کی وفرت سے بے نیاز کر رکھا ہے وہ دو اور صفات ایمان اور اخلاص سے بھی بہرہ ور ہیں اور یہ دونوں چیزوں زرہوں اور گھوڑوں کا نعم البدل ہیں۔ لہٰذا انہیں اس وقت تک اپنی کارروائیاں کرنے دو جب تک کہ ان کے ہاتھ غنائم جنگ سے بھر نہیں جاتے اور وہ حور و قصور کی زندگی کے عادی نہیں ہو جاتے۔ جب باندیوں اور غلاموں کی ان کے ہاں کثرت ہوگی اور حصول اقتدار کی کشمکش ان کے درمیان برپا ہوگی تب ممکن ہوگا کہ تم آسان طریقہ سے تھوڑی سی جدوجہد کے ذریعے ان سے اقتدار چھین لو گے۔

یہ سن کر عبدالرحمن الغافقیؒ نے غمناک انداز میں سر جھکایا، گہرا سانس لیا اور مجلس برخاست کرتے ہوئے کہا:

آؤ نماز کے لئے چلیں۔ نماز کا وقت قریب ہے۔

.....

عبدالرحمن الغافقیؒ نے معرکہ عظیم کے لئے پورے دو سال تیاری میں لگائے۔ لشکروں کو تیار و مستعد بنایا۔ عزائم کو تیز اور دلوں کو آباد کیا۔ بعد ازاں امیر افریقہ سے مدد طلب کی۔ اس نے ایک بہترین لشکر کو ان کی مدد کے لئے بھیجا جو جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے سرشار تھے۔ پھر انہوں نے عثمان بن ابی نسعہ وزیر سرحدات کو پیغام بھیجا کہ وہ دشمن پر حملہ کر کے سرحدوں پر اس کو مشغول رکھے تاکہ میں اپنے لشکر کے ساتھ اس کی طرف پیش قدمی کر سکوں۔

مگر یہ عثمان ہر اس حاکم کے خلاف کینہ و حسد سے بھرا رہتا تھا جو بلند ہمت ہوتا اور عظیم نصب العین کو مدنظر رکھتا، اور ایسے بڑے بڑے کام انجام دے سکتا جن سے عوام میں اس کا مقام و مرتبہ دوسرے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امراء وعمال سے بلند ہوتا ہو۔

اس نے فرانس پر اپنے حملوں کے دوران ایک کامیابی یہ حاصل کی تھی کہ اکتانیہ کے ڈک (امیر) کی بیٹی مینین سے شادی رچالی تھی۔ یہ مینین بھرپور جوانی اور کمال حسن کے عالم میں تھی۔ اس فتنہ حسن کے ساتھ شہزادی ہونے کا اعزاز بھی اسے حاصل تھا۔ اس کے اندر ابھرتی جوانی اور محلات کی شہزادی کا حسین امتزاج تھا۔ اس کا یہ حسن و جمال دیکھ کر عثمان ابن ابی نسعہ نقد دل ہار بیٹھا۔ اس کے دل میں اس شہزادی کی محبت نے گھر کرلیا اور اس کے دل میں ایسا مقام حاصل کرلیا جو کسی دوسری عورت کو حاصل نہ تھا۔ اس نے اسے بہلا پھسلا کر قائل کرلیا کہ وہ اس کے باپ سے صلح کرلے۔ ابی نُسعہ نے اس کے ساتھ معاہدہ کرلیا جس میں اس کے اس علاقہ کو مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ قرار دیا جو اندلس کی سرحدوں سے متصل تھا۔

.....

ادھر عبدالرحمٰن الغافقیؒ کا حکم آیا کہ اپنے سسر اکتانیہ کے ڈک پر لشکر کشی کرو۔ ابی نسعہ نے یہ حکم سنا تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ وہ ساری رات حیران و پریشان رہا کہ اب کیا کیا جائے۔ اسے ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے امیرِ اندلس عبدالرحمٰن الغافقیؒ کو خط لکھا اور ان کے حکم کو یہ کہتے ہوئے واپس لوٹا دیا کہ میں امیرِ اکتانیہ کے ساتھ معاہدہ کو اس وقت تک نہیں توڑ سکتا جب تک اس کی مدت پوری نہ ہو جائے۔ عبدالرحمٰن الغافقیؒ یہ خط پڑھ کر غصے میں آ گئے اور اس کو جوابی خط لکھا کہ جو معاہدہ تو نے اپنے امیر کو بتائے بغیر کیا ہے میں اس کا پابند نہیں ہوں اور نہ ہی مسلمان افواج اس کی پابندی کریں گی۔ تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ تو کسی تردد و تامل کے بغیر میرے حکم کی تعمیل کرے۔

جب ابی نُسعہ امیر اندلس کے عزم کو ٹالنے میں مایوس ہو گیا تو اس نے قاصد بھیج کر اپنے سسر کو اس سے مطلع کر دیا اور اس سے کہا کہ اپنا بچاؤ کرلو۔

ادھر عبدالرحمٰن الغافقیؒ کے جاسوس ابن ابی نسعہ کی حرکات و سکنات پر نظر رکھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عبدالرحمٰن الغافقیؒ کو یہ خبر پہنچا دی کہ ابی نسعہ دشمن سے مل چکا ہے۔ عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے فوراً ایسے لوگوں کا ایک لشکر تیار کیا جو بڑے سخت اور جنگجو تھے۔ ان میں سے ایک بہادر کمانڈر کو اس لشکر کی سربراہی سونپی اور اس کو حکم دیا کہ ابونسعہ کو زندہ یا مردہ میرے پاس لاؤ۔

لشکر ابن ابی نسعہ کے چھاؤنی پر پہنچ گیا اور قریب تھا کہ ابی نسعہ گرفتار ہو جاتا مگر اسی لمحہ اس کو خبر ہوگئی اور وہ کچھ ساتھیوں سمیت بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپا۔ اس کی بیوی مینین بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس کو وہ ہر حال میں ساتھ رکھتا تھا حتیٰ کہ لوگوں نے مینین کو ہمیشہ اس کے ساتھ ہی دیکھا۔

لشکر اس کے تعاقب میں پہاڑوں پر جا پہنچا تو اس نے اپنا اور اپنی بیوی کا اس طرح دفاع کیا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جس طرح شیرنی اپنے بچوں کا دفاع کرتی ہے۔ وہ قتل ہونے تک بیوی کا دفاع کرتا رہا۔ اس کے جسم میں نیزوں اور تلواروں کے بے شمار زخم تھے۔ لشکر نے اس کا سر تن سے جدا کیا اور اس کی بیوی کو گرفتار کر کے امیر اندلس کے پاس پہنچا دیا۔ امیر اندلس نے اس کے حسن و جمال کو دیکھا تو فوراً نظریں نیچی کر لیں۔ اور اس سے اپنا رخ پھیر لیا۔ پھر اسے بطور ہدیہ دار الخلافت بھیج دیا۔ اس فرانسیسی شہزادی کی بقیہ زندگی دمشق میں اموی خلیفہ کے حرم میں گزری۔

.....

فتح اندلس کے بعد جیوش مسلمین کی کیفیت بیان کرتے ہوئے انگریز شاعر سودی کہتا ہے:

لاتعداد افواج!
عرب، بربر اور روم کے خوارج
ایرانی، قبطی اور تاتاری
ایک جھنڈے تلے جمع تھے
مضبوط اور راسخ ایمان
شرارے کی مانند دہکتی حمیت اور
ناقابل ریخت اخوت نے ان کو یکجا کر رکھا تھا۔

.....

پے در پے نصر و ظفر کے جام نوش کر لینے کے بعد
کمانڈروں کو بھی نصرت الٰہی پر پختہ یقین ہو گیا تھا۔

ان کے ذہنوں میں یہ بات آنا شروع ہو گئی تھی کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمارے سامنے ٹھہر نہیں سکتی۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ

ان کے لشکروں پر تھکن اور تھکاوٹ طاری نہیں ہو سکتی۔ یہ اسی طرح تازہ دم ہیں جس طرح آغاز سفر کے وقت چاک و چوبند تھے۔

یہ بات ان کے ایمان کا حصہ بن گئی تھی کہ ان کے یہ لشکر جہاں بھی جائیں گے نصرت و غلبہ ان کا ہمرکاب ہو گا۔ وہ ہمیشہ آگے ہی آگے بڑھتے جائیں گے۔ حتیٰ کہ مغرب بھی مشرق کی مانند مطیع اسلام ہو جائے گا۔ انسانیت اسم محمد کے سامنے سر اطاعت خم کر دے گی۔ قطب شمالی کے گوشوں کونوں سے حجاج کی آمد ہو گی۔ لوگ قوت ایمانی کے بل پر تپتے صحراء کی ریت کو روندتے ہوئے آئیں گے۔ اتنے لوگ کہ وہ پورے صحرائے عرب پر پھیلے ہوں گے۔ ان کا آخری پڑاؤ مکہ کے چٹیل میدان ہو گا۔"

.....



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جناب شاعر آپ نے جو کچھ کہا ہے۔ اس میں آپ خیالات کی وادیوں میں سرگرداں ہیں نہ حقیقت سے دور!

یہ لشکر..... جن کی قیادت عظیم مجاہدوں نے کی تھی دراصل یہ تمہارے آباء کو جاہلیت کے اندھیروں سے نکالنے کے لئے آئے تھے۔

یہ لشکر جو تمہاری طرف پیش قدمی کرتے رہے ان میں شام، حجاز، نجد، یمن اور جزیرہ عرب کے ہر گوشے سے طاقتور عرب شامل تھے جو تند و تیز ہوا کی مانند آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

ان میں نعمت اسلام سے سرفراز ہونے والے بربر بھی تھے جو اطلس کی پہاڑیوں سے تم پر اس طرح ٹوٹے تھے گویا کوئی سرکش سیلاب آ گیا ہو۔

ان میں وہ ایرانی بھی تھے جنہوں نے اکاسرہ ایران کی بت پرستی کو نابود کیا اور دین توحید و صراط حمید کی طرف مائل کیا۔

جیسا کہ آپ نے کہا ہے ان میں خوارج روم بھی تھے۔ لیکن ان کا خروج ظلم و ظلمات کے خلاف، نور ارض و سماوات کی طرف تھا۔ دین قیم کی طرف ان کی رہنمائی کی گئی تھی۔

ان میں وہ قبطی بھی تھے جنہوں نے قیاصرہ روم کی غلامی کا قلادہ اپنی گردن سے اتار پھینکا تھا۔ تاکہ وہ اسلام کے سائبان تلے اسی طرح آزادی کے ساتھ زندگی بسر کریں جس طرح ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنم دیا تھا۔

جی ہاں عبدالرحمٰن الغافقیؒ کے زیر قیادت اور ان سے پہلے کے لشکر جو تمہارے آباء کو ظلمت جہالت سے نکالنے کے لئے آئے تھے۔ ان میں گورے بھی تھے اور کالے بھی، عرب بھی تھے اور عجم بھی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مختلف النسل اور مختلف الالوان تھے مگر یہ ایک ہی بھٹی میں پگھل کر کندن بنے تھے۔ ''انسان'' تیار کرنے والی اس بھٹی کا نام ''اسلام'' ہے۔

یہی اسلام تھا جس کے باعث یہ رنگ رنگ اور نسل نسل کے لوگ باہم دگر بھائی بھائی بن گئے تھے۔ جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے۔ ان کا عزم تھا کہ وہ مشرق کی طرح مغرب کو بھی دائرہ اسلام میں داخل کریں گے۔

عالم انسانیت کو معبود انسانیت کی چوکھٹ پر جھکائیں گے۔ اسلام کی روشنی تمہارے گلی کوچوں اور در و بام کو منور کر دے گی۔ ہر گھر میں اسلام کا سورج چمک اٹھے گا۔ تمہارے امیر و غریب اور فقیر و بادشاہ برابر ہو جائیں گے۔

ان لوگوں نے عزم کر رکھا تھا کہ وہ تمہیں اللہ کی طرف لانے کے لئے اپنے جسم و جان قربان کر ڈالیں گے لیکن تمہیں جہنم کی آگ سے بچا لیں گے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



.....

اس لشکر کا ایک اور واقعہ سنئے!

لشکر جرار کے قائد عظیم عبدالرحمٰن الغافقیؒ کا واقعہ!

واقعہ یہ ہے کہ ڈکِ اکتانیہ کو جب اپنے داماد عثمان بن ابی نسعہ کے قتل اور اپنی بیٹی میتین کی گرفتاری کی خبر ملی تو وہ فوراً بھانپ گیا کہ اب طبل جنگ بج گیا ہے۔ اسے یہ یقین تھا کہ شیر اسلام عبدالرحمٰن الغافقیؒ صبح یا شام اس کو آلینے والے ہیں۔ لہٰذا اس نے اپنی سلطنت کی ایک ایک بالشت زمین کا دفاع بڑی بے جگری سے کیا۔ موت کی پروا کئے بغیر اپنی اور اپنی ملکیت کی حفاظت کرتا رہا۔ دراصل اس کو یہ خوف تھا کہ کہیں وہ اپنی بیٹی کی طرح گرفتار ہو کر دربار خلافت میں نہ لے جایا جائے یا ہسپانیہ کے بادشاہ کی طرح قتل ہو کر دمشق کی گلیوں میں نہ گھمایا جائے۔

.....

عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے اس کے اس خدشے کو غلط نہ ہونے دیا۔ اور واقعتاً اپنے لشکر جرار کو لے کر اندلس کے شمال سے اس طرح چلے جس طرح آندھی چلتی ہے اور برنیہ کی پہاڑیوں سے سیلاب کی مانند ان پر ٹوٹ پڑے۔

عبدالرحمٰن الغافقیؒ کے اس لشکر کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ ان کے پہلوؤں میں شیر کے دل اور رگوں میں طاقتور عزائم جوش مار رہے تھے۔

.....

یہ اسلامی لشکر آرلس شہر کی جانب متوجہ ہوا۔ جو دریائے رون کے کنارے واقع ہے، اسلامی لشکر کو اس شہر کا حساب بھی چکانا تھا۔ وہ اس طرح کہ آرلس نے جزیہ دینے کا اعتراف کر کے مسلمانوں سے مصالحت کر لی تھی۔ مگر جب مسلمان کمانڈر سمح بن مالک خولانیؒ معرکہ تلوز میں شہید ہو گئے اور مسلمانوں کی ہمت کمزور پڑ گئی تو اہل آرلس نے معاہدہ اطاعت توڑ ڈالا اور جزیہ دینے سے انکار کر دیا۔

عبدالرحمٰن الغافقیؒ جب شہر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ڈکِ اکتانیہ نے شہر کے اردگرد سرحدوں پر بہت بڑی فوجی قوت لگا رکھی ہے جو اسلامی لشکر کی مزاحمت اور مقابلے کے لئے تیار بیٹھی ہے۔

کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے۔ فریقین کے درمیان زبردست معرکہ برپا ہو گیا۔ عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے اپنے اُن مجاہدوں کو اس معرکہ میں داخل کیا تھا جو دشمن کی زندگی سے محبت کرنے سے بڑھ کر موت سے محبت کرتے تھے۔ اسلامی لشکر نے دشمن کے قدم اکھاڑ دیے اور صفیں توڑ ڈالیں۔ اور اب کی بار جنگ کی حالت میں ہی جا شہر میں داخل ہوا۔ دشمن پر شدید تلوار زنی کی اور اس قدر غنائم اکٹھے کئے کہ ان کا شمار مشکل ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ڈکِ اکتانیہ اپنے چند ساتھیوں سمیت جان بچا کر بھاگ نکلا۔ اور اسلامی لشکر سے دوسری بار ٹکر لینے کی تیاری کرنے لگا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ آرلس کا معرکہ تو اس جنگ کا نقطۂ آغاز ہے جو اس کے خلاف برپا ہونے والی ہے۔

.....

عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے اپنے لشکر جرار کے ساتھ دریائے گیرون عبور کیا تو فوراً ان کے کامیاب و کامران فوجی دستے صوبہ اکتانیہ کے دائیں بائیں پھیل گئے۔ شہر اور بستیاں اسلامی لشکر کے سامنے یوں ہتھیار ڈالتی گئیں جس طرح موسم خزاں میں تیز آندھی سے درختوں کے پتے گرتے ہیں۔

لشکر نے اس قدر غنائم اکٹھے کیے کہ اس سے پہلے اتنا سامان دیکھا تھا نہ اس کے بارے میں سنا تھا۔

ڈکِ اکتانیہ کی کوشش تھی کہ وہ ایک بار پھر اس لشکر عظیم سے مقابلہ کرے لہٰذا وہ مسلمانوں کے ساتھ ایک اور معرکہ میں کود گیا۔ کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ مسلمانوں نے اس کو زبردست شکست سے دوچار کر دیا۔ اور ذلت آمیز تباہی میں دھکیل دیا۔ اس کے لشکر کو بری طرح منتشر کر دیا۔ لشکر کا کوئی آدمی مقتول تھا تو کوئی اسیر اور کوئی شکست کے خوف سے بھاگ نکلا تھا۔

.....

اب مسلمانوں نے اس وقت کے بڑے فرانسیسی شہروں میں سے ایک شہر بورڈیکس کی طرف پیش قدمی کی جو اس وقت اکتانیہ کا دارالحکومت تھا۔ یہاں کے امیر کے ساتھ بھی سابق معرکوں کی طرح زبردست و ہولناک معرکہ برپا کیا۔

اس معرکہ میں حملہ آوروں اور مدافعین کے درمیان حیرت انگیز جرأت و شجاعت کے مناظر دیکھنے میں آئے۔ لیکن یہ عظیم اور پرشکوہ شہر بھی دوسرے شہروں کی طرح جلد ہی مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ مقتولین میں اس کا امیر بھی شامل تھا۔

مسلمانوں نے بورڈیکس سے جو غنائم اکٹھے کیے ان کی کثرت نے تو سابقہ مالِ غنیمت کو اہل لشکر کی نظروں میں حقیر بنا دیا۔ بورڈیکس کا مسلمانوں کے قبضے میں آ جانا دیگر بڑے شہروں کے مفتوح ہو جانے کی تمہید تھا، لیون، بیزانسون اور سینس کا شمار انہی بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔

.....

کم و بیش نو مہینوں کے اندر ہی آدھے فرانس کی شکست نے یورپ کو ہلا کر رکھ دیا اور آمدہ خطرہ پر اس کی آنکھیں کھول دیں۔ ہر جگہ یہ دہائی دی جا رہی تھی کہ ہر کمزور اور طاقتور، مشرق سے آنے والے اس خطرہ کے مقابلہ میں نکل کھڑا ہو اور تلواریں بے کار ہو جائیں تو دل مقابلہ کے لئے پیش کئے جائیں، تیاری



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



واستعداد کم پڑ جائے تو جسموں کی دیوار بنا کر اس کا راستہ روکا جائے۔

یورپ نے پکارنے والے کی اس پکار پر لبیک کہا اور لوگ چارلس مارشل کے جھنڈے تلے اتنی تعداد میں جمع ہو گئے گویا شجر و حجر اور کیل کانٹا ہر چیز ان کی مدد کے لئے آ گئی ہے۔

.....

اسلامی لشکر اس وقت تور شہر تک جا پہنچا تھا۔ یہ آبادی کی کثرت، تعمیرات کی مضبوطی اور تاریخ میں بلند مقام ہونے کے باعث فرانس کا نمایاں شہر تھا۔ مزید برآں یہ شہر عمدہ و قیمتی آثار قدیمہ، بہترین مصنوعات اور بڑے بڑے گرجاؤں کے اعتبار سے دیگر شہروں پر فوقیت رکھتا تھا۔

مسلمانوں نے اس کو اس طرح گھیرے میں لے لیا جیسے ہار گردن کا احاطہ کر لیتا ہے۔ اور اس طرح اس کے اوپر ٹوٹ پڑے جس طرح موت کسی شخص پر آ جھپٹتی ہے۔

انہوں نے اس کو فتح کرنے کی خاطر اپنے جسم و جان کی بازی کو بھی گراں نہ سمجھا تھا۔

چارلس مارشل کے دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑی ہی دیر بعد شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

.....

۱۰۴ ہجری کو ماہ شعبان کی آخری دہائی میں عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے اپنے لشکر جرار کے ساتھ بواتیہ شہر پر چڑھائی کی۔ یہاں پر چارلس مارشل کی قیادت میں یورپ کی عظیم فوج سے سامنا ہوا۔ دونوں فوجوں کے درمیان ایسا فیصلہ کن معرکہ برپا ہوا کہ مسلمانوں اور افرنگ کی تاریخ میں ہی نہیں بلکہ انسانی تاریخ میں بھی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ معرکہ ''بلاطِ شہداء'' کے نام سے معروف ہے۔

.....

ان دنوں اسلامی لشکر فتح و نصرت کی بلندیوں پر فائز تھا۔ مگر غنائم جنگ سے اس کی پشت جھکی جا رہی تھی جو بارش کی مانند ان کے ہاتھ لگ رہے تھے۔ ان غنائم سے مسلمان لشکروں کے ہاتھ بھر گئے تھے۔

لیکن عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے اس بے محابا دولت و ثروت کو خوف و خطرہ کی نظر سے دیکھا۔ یہ کثرتِ مال و دولت دیکھ کر ان کو مسلمانوں کے بارے میں خطرہ محسوس ہوا۔

وہ اس بات سے بے خبر نہ تھے کہ دشمن سے مقابلہ کے وقت اس بہترین مال و متاع کی محبت ان کے دلوں میں ابھر سکتی ہے۔ اور اس سنگین موقع پر ان کی دلجمعی کو پارہ پارہ کر سکتی ہے۔ اس طرح ان کی ایک نظر دشمن پر ہو گی تو دوسری غنائم پر۔

انہوں نے چاہا کہ وہ اپنے لشکروں کو حکم دیں کہ وہ یہ مال و متاع چھوڑ دیں مگر وہ اس بات کے خوف سے یہ حکم نہ دے سکے کہ کہیں یہ بات انکے دلوں کو ناگوار نہ گزرے۔ اور ان کے دل ان قیمتی خزانوں سے ہاتھ کھینچنے پر تیار نہ ہوں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ سارا سامان مخصوص خیموں میں جمع کر دیں اور چھاؤنیوں کے پیچھے رکھ دیں۔

.....

یہ دونوں عظیم لشکر کوئی نو دن صامت و جامد ایک دوسرے کے سامنے ٹھہرے رہے۔ جس طرح دو پہاڑ بے حس و حرکت ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔

دونوں لشکروں میں سے ہر کوئی اپنے دشمن کی طاقت سے خائف تھا، اور اس کے سامنے آنے سے قبل ہزار بار سوچتا تھا۔

جب اسی حالت میں کئی روز گزر گئے تو عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے دیکھا کہ ان کے لشکر کے سینوں میں نارِ حمیت کے شعلے بلند ہو رہے ہیں اور وہ پیش قدمی کے لئے بے قرار ہیں تو انہوں نے نصرت و کامرانی کی امید رکھتے ہوئے اور اپنے سپاہیوں کی جرأت و بہادری پر اعتماد کرتے ہوئے فوراً حملہ آور ہونے کو ترجیح دی۔

.....

عبدالرحمٰن الغافقیؒ نے اپنے شہسواروں کو افرنگ کی فوجوں میں اس طرح داخل کیا جس طرح حملہ آور شیر جھپٹتا ہے۔ افرنگ بھی ان کے سامنے مضبوط پہاڑ کی مانند جمے رہے۔ کسی فریق کا پلڑا بھاری ہوئے بغیر لڑائی کا ایک روز بیت گیا۔

اب رات کی تاریکی کے علاوہ کوئی اور چیز ان کے درمیان حائل نہ تھی لہٰذا صبح ہوتے ہی مسلمانوں نے انگریز لشکر پر شدید ترین حملہ کیا مگر مقصد حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے اور یہ معرکہ سات روز تک اسی طرح جاری رہا۔ آٹھویں روز مسلمانوں نے ایک بار پھر دشمن پر اپنی پوری قوت کے ساتھ حملہ کیا۔ اور دشمن کی صفوں میں شگاف ڈال دیے۔ جس نے ان کے لئے فتح و نصرت کو اس طرح واضح کر دیا جس طرح رات کی تاریکی میں سے صبح کی روشنی طلوع ہوتی ہے۔

اس دوران انگریزی افواج کے ایک دستہ نے مسلمانوں کے جمع کردہ غنائم پر ہلہ بول دیا۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ہمارے غنائم تو دشمن کے ہاتھ میں جا رہے ہیں تو بہت سے لوگ مالِ غنیمت بازیاب کرنے کے لئے میدانِ جنگ سے پلٹ گئے۔ جس سے ان کی صفیں کمزور ہو گئیں اور ان کی جمعیت منتشر ہونے لگی۔

یہ صورت حال دیکھ کر عظیم قائد نے فوراً ان پیچھے پلٹنے والوں کو واپس مڑنے، حملہ آوروں سے دفاع کرنے اور اپنی حساس جگہوں کی حفاظت کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی۔

اس دوران بطل اسلام عبدالرحمٰن الغافقیؒ پوری شان اور رعب کے ساتھ اپنے گھوڑے پر سوار



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ادھر سے ادھر بھاگتے ہوئے زمین ناپ رہے تھے کہ ایک فیصلہ کن تیر ان کو آلگا اور وہ گھوڑے کی پشت سے ایسے لڑھک گئے جس طرح عقاب پہاڑوں کی چوٹیوں سے نیچے کی طرف آتا ہے۔ وہ شہید ہو کر میدان جنگ میں زمین پر آگرے۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ان کے عظیم قائد شہید ہو گئے ہیں تو ان پر دہشت و اضطراب طاری ہونے لگا۔ اور دشمن پر غالب آنا ان کے لئے مشکل ہونے لگا۔ دشمن کی قوت و شدت نے ان پر مایوسی کے اندھیرے طاری کر دیے۔

صبح ہوئی تو چارلس مارشل نے دیکھا کہ مسلمان ''بواتیہ'' چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ مگر اس کو ان کے تعاقب کی ہمت نہ ہوئی۔ اگر وہ ان کا تعاقب کرتا تو ان کو فنا کر کے رکھ دیتا۔ اس نے یہ ہمت اس لئے نہیں کی تھی کہ مسلمانوں کا شہر کو چھوڑ دینا شاید کوئی جنگی چال ہو۔ لہٰذا اس نے اتنی ہی فتح پر اکتفا کرتے ہوئے اس کی حفاظت و بقا کو ترجیح دی۔

.....

یوم بلاطِ شہداء تاریخ کا ایک فیصلہ کن یوم ہے۔ جس روز مسلمانوں نے ایک بہت بڑی امید کو برآنے سے روک دیا۔ انہوں نے اس دوران، عظیم جرنیل کو کھو دیا، اس طرح یوم احد کی سی حسرت و مایوسی یہاں بھی لوٹ آئی۔

یہ تو اللہ کا قانون ہے جو اس نے مخلوق میں جاری کر رکھا ہے۔ آپ اللہ کی سنت کو تبدیل ہونے والا نہیں پائیں گے۔

.....

یوم بلاطِ شہداء کے حادثہ فاجعہ نے ہر جگہ مسلمانوں کے دلوں کو توڑ کر رکھ دیا۔ اس حادثہ کی ہولناکی نے ان کے دلوں کو شدید دھچکا لگایا۔ اس واقعہ کے باعث ہر گھر، بستی اور شہر میں غم کے سائے منڈلانے لگے۔ اس دردناک زخم سے آج تک ان کے دلوں سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ اور جب تک روئے زمین پر ایک مسلمان بھی موجود ہے غم کا یہ خون اس کے دل سے بہتا رہے گا۔

.....

آپ یہ نہ خیال کیجئے گا کہ اس گہرے گھاؤ نے مسلمانوں کے دلوں کو ہی متاثر کیا ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ افرنگ کے دانشوروں کی ایک جماعت بھی شامل ہے۔

یہ دانشور معرکہ بواتیہ میں اپنے انگریز اجداد کے مسلمانوں پر غلبہ پا لینے کو بہت بڑا حادثہ خیال کرتے ہیں جس نے انسانیت کو عظیم مصیبت سے دوچار کیا ہے۔ ان کے نزدیک یہ عظیم نقصان ہے جو یورپ نے اپنے قلب میں اٹھایا۔ اور وہ بہت بڑی ناکامی ہے جس کا سامنا تہذیب کو کرنا پڑا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر آپ بلاطِ شہداء کے حادثہ غمناک کے بارے میں کسی کی رائے جاننا چاہتے ہیں تو فرانسیسی مجلّہ ریفی پالیمنٹیر کے ایڈیٹر شیمون کو پڑھیے۔

وہ کہتے ہیں:

''اگر احمق چارلس مارشل فرانس کے اندر مسلمانوں پر غالب نہ آتا تو ہمارے یہ ملک قرونِ وسطیٰ میں تاریکی میں نہ بھٹکتے پھرتے۔ وہ اس کے نقصانات سے دوچار نہ ہوتے اور وہ مقامی قتل وغارت برپا نہ ہوتی جس نے ان ممالک کو دینی ومذہبی تعصب میں مبتلا کر دیا۔

جی ہاں! اگر بواتییہ میں مسلمانوں پر یہ وحشیانہ غلبہ نہ ہوتا تو سارا ہسپانیہ اسلام کی بہاروں سے لطف اندوز ہو رہا ہوتا۔ اور محکمہ تفتیش کے اس کلنک سے محفوظ رہتا جو فرڈیننڈ اور ملکہ ایزابیلا نے اندلس میں مسلمانوں کے لئے وضع کیا تھا۔ (اس وثیقہ میں انہوں نے جن جرائم کا ارتکاب کیا ہے اس نے تاریخ کی پیشانی کو شرم سے جھکا دیا ہے)۔ اگر یہ غلبہ نہ ہوتا تو تہذیب کی طرف واپسی کا سفر آٹھ صدیاں موخر نہ ہوتا۔

اگرچہ احساسات وخیالات مشاعر ہمارے اس غلبے کے بارے میں مختلف ہیں تاہم یہ حقیقت ہے کہ صنعت اور علوم وفنون میں ہم اپنی ثقافت کے تمام تر محاسن میں مسلمانوں کی پیروی کر رہے ہیں۔

ہمیں دعوت عام ہے کہ ہم اس تہذیب سے خوشہ چینی کریں جس کے فرزند انسانی کمال کی اوج پر پہنچے ہوئے تھے۔

یہ بات سراسر بے بنیاد ہے جس کا ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اب زمانہ ماضی میں بدل گیا ہے اور آج مسلمان بھی اسی حالت میں ہیں جس حالت میں ہم عہد وسطیٰ میں تھے۔''

❀❀❀



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# اصحمہ بن ابجر نجاشیؒ

تابعین کا تذکرہ ہو تو یہ مایہ ناز شخص تابعی شمار ہوتا ہے اور صحابہ کا ذکر کیا جائے تو صحابی کہلاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے درمیان مراسلت رہی۔ رفیق اعلیٰ کے پاس چلا گیا تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ ﷺ نے اس کے علاوہ کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ یہ شرف صرف اسی صحابی و تابعی کو حاصل ہے۔

یہ اصحمہ بن ابجر المعروف نجاشیؒ ہیں۔ آیئے اس نابغۂ مسلمین شخص کی زندگی کے چند لمحات سے لطف اندوز ہوں۔

.....

اصحمہ کا باپ حبشیوں کا بادشاہ تھا۔ اصحمہ کے سوا بادشاہ کا کوئی بیٹا نہ تھا۔

حبشہ کے کچھ "دانشوروں" نے ایک دوسرے سے کہا:

ہمارے بادشاہ کا اس کے علاوہ کوئی بیٹا نہیں۔ یہ اس کی زندگی میں اس کی کمزوری کا باعث بنے گا۔ موت پر بادشاہت کا خاتمہ کر دے گا اور ہمیں برے انجام سے دوچار کر دے گا۔ ہمیں چاہئے کہ بادشاہ کو قتل کر دیں اور اس کے بھائی کو بادشاہ بنا لیں جس کے بارہ بیٹے ہیں جو زندگی میں اس کا ہاتھ بٹائیں گے اور مر جانے کے بعد اس کے جانشین بن جائیں گے۔

شیطان ان کو اپنے جال میں پھانسنے کی مسلسل کوشش میں لگا رہا اور ان کے اس خوف و خطرہ میں اپنی طرف سے اضافہ کرتا رہا حتیٰ کہ حبشیوں نے بادشاہ کو قتل کر کے اس کے بھائی کو بادشاہ بنا لیا۔

.....

باپ کی وفات کے بعد اصحمہ چچا کی زیر نگرانی پرورش پانے لگا۔ اسی دوران اس کی تیز ترین ذہانت، بہترین احتیاط، قابل فہم گفتگو اور بے مثال شخصیت کے نمایاں خدوخال ابھرنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس نے اپنی ان بہترین صفات کے بل پر چچا کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ چچا کو اپنے اس



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہونہار بھتیجے کی خوبیوں اور اپنے بیٹوں پر اس کی فضیلت کا اندازہ ہو گیا۔

ادھر شیطان نے قائدین حبشہ کو ایک بار پھر اپنی سازش کا شکار کرنا چاہا، لہٰذا وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے:

بخدا! ہمیں خطرہ ہے کہ بادشاہت اس نوجوان کو منتقل ہو جائے گی اور اگر یہ معاملہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے تو یہ شخص ہم سے باپ کے قتل کا بدلے طریقے سے انتقام لے گا۔ اور باپ کے عوض ہم سب کو قتل کر دے گا۔

اس شرمناک مشاورت کے بعد وہ بادشاہ کی خدمت میں چلے گئے اور کہنے لگے:

بادشاہ سلامت! ہمارے نفس اس وقت تک پرسکون اور دل مطمئن نہیں ہو سکتے جب تک آپ اصحمہ کو ہماری آنکھوں سے اوجھل نہیں کر دیتے!

یہ تو جوان ہوا چاہتا ہے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ یہ ہم سے اپنے باپ کے قتل کا انتقام لے گا۔

بادشاہ نے کہا: بدترین لوگ ہو تم! کل تم نے اس کا باپ قتل کیا ہے، آج مجھ سے مطالبہ کر رہے ہو کہ میں اس کو قتل کر دوں!

اللہ کی قسم! میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔

یہ قائدین کہنے لگے: تو پھر ہم اس کو پکڑ کر جلاوطن کر دیتے ہیں!

بالآخر بادشاہ نے نہ چاہتے ہوئے بے بسی کے عالم میں ان کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

.....

اصحمہ کو دربدر کیے ابھی دوسرا دن آدھا ہی گزرا تھا کہ ایک ایسا واقعہ رونما ہوا جو وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھا گئے۔ برق و گرج سے آسمان لرز اٹھا۔ اصحمہ کے غمناک چچا پر اس برق سماوی کا فیصلہ کن وار ہوا اور وہ موت کے گھاٹ اتر گیا۔ یہ شر پسند حبشی فوراً بادشاہ کے بیٹوں کے پاس گئے تاکہ ان میں سے کسی کو بادشاہت کا تاج پہنائیں۔ مگر حبشیوں کی بدقسمتی کہ انہیں ان شہزادوں میں کوئی خیر نظر نہ آئی۔ ان کا کرب مزید بڑھ گیا۔ اور وہ اپنے ہی پھیلائے جال میں پھنس کر رہ گئے۔ حبشہ کے قرب و جوار کی قوموں سے خوف و خطرہ نے ان کی اس مصیبت کو اور بڑھا دیا۔ ان قوموں نے موقع کو غنیمت جانا کہ حبشہ پر حملہ آور ہو جائیں۔

معاملہ کی نزاکت و سنگینی کو بھانپتے ہوئے ایک حبشی رہنما نے کہا: واللہ! اس جوان کے سوا کوئی شخص تمہارے امور مملکت چلا سکتا ہے نہ تمہاری مملکت کی حفاظت کر سکتا ہے، جس کو تم نے جلاوطن کر دیا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر تمہیں حبشہ کے معاملات میں کوئی دلچسپی ہے تو اس نوجوان کو تلاش کر کے واپس لے آؤ۔
حبشی فوراً اس جوان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے کہ اس کو واپس وطن لے آئیں۔
واپس لا کر اس کے سر پر بادشاہت کا تاج سجایا، اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کو ''نجاشی'' کے نام سے پکارنے لگے۔
نجاشیؓ نے بھی ملک کی حکمرانی بڑے تدبر و حکمت اور فہم و فراست کے ساتھ کی۔ عوام کو بے چینی اور انتشار سے بچالیا اور کو ظلم و شر سے بھرے حبشہ خیر و عدل سے بھر دیا۔

.....

ادھر نجاشیؓ بادشاہت کی مسند پر متمکن ہوا تو ادھر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق و ہدایت کا دین دے کر مبعوث فرمایا۔ اولین ہدایت یافتہ لوگ یکے بعد دیگرے اسلام قبول کرنے لگے۔ قریش نے بھی ان کے اوپر شر و تکلیف کے پہاڑ گرانا شروع کر دیے۔ جب سرزمین مکہ اپنی پوری وسعت کے باوجود ان ہدایت یافتگان کے لئے تنگ ہوگئی اور مشرکین نے ان پر ایسے مصائب توڑنا شروع کر دیے جو مضبوط پہاڑوں کو بھی ہلا کر رکھ دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان رفقاء سے فرمایا:

**إِنَّ فِي أَرْضِ الْحَبَشَةِ مَلِكًا لَا يُظْلَمُ أَحَدٌ عِنْدَهُ فَالْحَقُوا بِبِلَادِهِ، وَلُوذُوا بِحِمَاهُ حَتَّى يَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ فَرَجًا وَيُهَيِّئَ لَكُمْ مِنْ ضِيقِكُمْ مَخْرَجًا.**

''سرزمین حبشہ کا بادشاہ ایسا شخص ہے کہ اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں ہوسکتا۔ تم اس کے ملک میں چلے جاؤ اور اس کی پناہ میں آجاؤ۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اس تکلیف کو دور کر دے۔ اور تمہیں اس سختی سے نکلنے کا کوئی راستہ مہیا کر دے۔''

.....

اولین مہاجرین کا قافلہ سرزمین حبشہ کی جانب رواں ہوگیا۔ یہ قافلہ ۸۰ مردوں اور عورتوں پر مشتمل تھا۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے پہلی بار امن و سکون کا ذائقہ چکھا اور عبادت میں مخل ہونے والے کے خلل اور ایمان کی حلاوت کو مکدر کرنے والے کے تکدر سے بے خوف ہو کر عبادت و تقویٰ کی حلاوت سے لطف اندوز ہوئے۔
ادھر قریش کو ان ۸۰ مسلمانوں کی حبشہ روانگی اور وہاں سکونت اختیار کرنے کی خبر ملی تو فوراً باہمی مشاورت ہونے لگی کہ ان لوگوں کو قتل کر دیا جائے یا واپس مکہ لایا جائے۔

.....

قریش نے اپنے دو ذہین ترین آدمیوں عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو اپنا نمائندہ بنا کر نجاشیؓ کے پاس بھیجا۔ نجاشیؓ اور اس کے اعیانِ مملکت کے لئے ارض حجاز کے قیمتی اور مرغوب تحائف بھی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھیجے۔

جب یہ نمائندے حبشہ پہنچے تو سب سے پہلے ان اعیانِ مملکت کو ملے۔ ہر ایک کو تحفہ پیش کیا اور کہا: ہمارے کچھ ناسمجھ نوجوان تمہارے ملک میں آ گئے ہیں، دراصل یہ اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف ہو گئے ہیں۔ انہوں نے قوم کے شیرازہ کو بکھیر کے رکھ دیا ہے۔ جب ہم بادشاہ سلامت سے ان کے بارے میں بات کریں تو تم اشارہ کر دینا کہ وہ ان باغیوں کو ان کے دین سے متعلق کچھ پوچھے بغیر ہمارے حوالے کر دیں کیونکہ ہماری قوم کے رہنما ان کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں اور ان کے دین سے زیادہ واقف ہیں جس کو انہوں نے اختیار کیا ہے۔

.....

اس کے بعد عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ نجاشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں اس کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے جس طرح اس کی قوم اسے سجدہ کرتی تھی۔

نجاشیؒ نے ان کو بہترین انداز میں خوش آمدید کہا کیونکہ اس کے اور عمرو بن العاص کے درمیان سابقہ تعلق تھا۔ اب عمرو نے بادشاہ کی خدمت میں تحائف پیش کیے جن کے ساتھ مکہ کے زعماء کی طرف سے نیک تمناؤں کا اظہار بھی تھا۔ ان زعماء میں سرفہرست زعیم قریش ابوسفیان تھے۔

بادشاہ کو یہ تحائف بہت پسند آئے اور اس نے ان کی بہت تعریف کی۔

اب یہ دونوں حضرات گویا ہوئے:

بادشاہ سلامت! ہمارے کچھ شرارتی بچے بے دین ہو کر تمہارے ملک میں آ گئے ہیں۔ انہوں نے نہ تمہارا دین اختیار کیا ہے نہ اپنے آباؤ اجداد کے دین پر قائم رہے ہیں۔ انہوں نے نیا دین ایجاد کیا ہے جسے ہم جانتے ہیں نہ تم اس سے واقف ہو۔ ہمارے سرداروں نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیں کیونکہ وہ اس نئے دین کو جو انہوں نے ایجاد کیا ہے اور اس فتنہ کو جو انہوں نے برپا کیا ہے زیادہ جانتے ہیں۔

نجاشیؒ نے اپنے معاونین کی طرف دیکھا تو انہوں نے فوراً کہا: بادشاہ سلامت یہ آدمی سچ کہہ رہے ہیں، واقعتاً ہم اس دین سے ناآشنا ہیں جو ان لوگوں نے ایجاد کیا ہے۔ اور ان کی قوم ہی ان کے اور اس چیز کے بارے میں زیادہ جانتی ہے جو انہوں نے ایجاد کی ہے۔

نجاشیؒ نے اپنے اصحاب کی یہ بات سن کر کہا:

اللہ کی قسم! میں ان لوگوں کی بات سنے اور ان کا عقیدہ جانے بغیر ان کو ہرگز کسی کے حوالے نہیں کروں گا۔ اگر وہ برائی پر ہوں گے تو میں انہیں ان کی قوم کے حوالے کر دوں گا اور اگر وہ بھلائی پر ہوئے تو میں ان کی حفاظت کروں گا اور جب تک وہ میرے ملک میں رہیں گے ان کا بہترین حق ہمسائگی ادا



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کروں گا۔

نجاشیؓ نے ساتھ ہی یہ بھی کہا:

واللہ! میں اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو نہیں بھول سکتا۔ اس نے مجھے میرے وطن واپس لوٹایا، شر پسندوں کی سازشوں سے محفوظ رکھا اور باغیوں کی بغاوت سے بچائے رکھا۔

.....

نجاشیؓ نے صحابہؓ کو ان کی قوم کے افراد سے ملاقات کے لئے اپنے پاس بلایا۔ صحابہؓ نے ملاقات کا شاہی فرمان سنا تو کچھ خوف محسوس کیا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ جب بادشاہ تمہارے دین کے بارے میں تم سے پوچھے گا تو کیا جواب دو گے؟ ان کے امیر نے جواب دیا، ہم وہی بات کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمائی ہے اور اس چیز کو برملا بیان کریں گے جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کی طرف سے لے کر آئے ہیں۔

اس کے بعد صحابہؓ بادشاہ کے پاس چلے گئے۔ دیکھتے ہیں کہ شاہی دربار میں عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ موجود ہیں۔ بادشاہ کے ساتھی اس کے دائیں بائیں بیٹھے، عمامے باندھے اپنے سامنے لکھنے کے رجسٹر پھیلائے ہوئے ہیں۔

صحابہؓ نے ان کو اسلامی طرز پر سلام کہا اور جہاں مجلس ختم ہو رہی تھی وہیں بیٹھ گئے۔ عمرو بن العاص نے ان کی طرف دیکھ کر کہا: تمہیں کیا ہے، تم بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کرتے؟

صحابہ نے جواب دیا: ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کیا کرتے!

نجاشیؓ نے ان کے یہ کلمات سن کر حیرت و تعجب سے سر اٹھایا اور مشفقانہ نظر سے ان کی طرف دیکھ کر کہا: یہ کیسا دین ہے جو تم نے اپنے لئے ایجاد کیا ہے اور اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا ہے؟

جعفرؓ بن ابوطالب نے اجازت چاہتے ہوئے عرض کیا:

بادشاہ سلامت! یہ دین ہم نے ایجاد نہیں کیا بلکہ محمدؐ بن عبداللہ اپنے رب کی طرف سے دین حق و ہدایت لے کر آئے اور ہمیں تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں میں لا کھڑا کیا۔

ہم ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، رشتہ داریاں توڑ ڈالتے تھے، مردار کھاتے تھے، بے حیائی کے کام کرتے تھے، ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے اور ہمارا طاقتور، کمزور پر ظلم کرتا تھا۔ ہم عرصہ دراز اس بدترین حالت میں رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان ایک ایسے آدمی کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا جس کے حسب [illegible] جانتے ہیں اور اس کی صداقت و امانت اور عفت و عصمت کی ہم تائید کرتے ہیں۔ اس رسول نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور اس کی عبادت کرنے اور اس کو ایک جاننے کا حکم دیا۔ نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب دی اور بت پرستی چھوڑ دینے کی تعلیم دی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، رشتہ داری قائم رکھنے، ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے، حرام چیزوں سے بچنے اور خون کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔

اس نے ہمیں برے کاموں، جھوٹی باتوں اور یتیم کا مال کھانے سے منع فرمایا۔ ہم نے اس کی ان باتوں کی تصدیق کی، اس کی رسالت پر ایمان لے آئے اور اس کی پیروی کرنے لگے۔ ہم نے ایک اللہ کی عبادت شروع کر دی۔ جو کچھ اس نے حرام قرار دیا اس کو حرام جانا اور جو حلال بتایا اس کو حلال سمجھا۔

ادھر ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی۔ ہم پر ظلم و ستم کرنے لگی تا کہ ہمیں ہمارے دین سے پھیر کر دوبارہ بت پرستی کی طرف لے جائے۔ جب انہوں نے ظلم و قہر کی انتہا کر دی، ہمارا گھیرا تنگ کر دیا اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان رکاوٹ بن گئے تو ہم نے آپ کے ملک میں آپ سے پناہ لینے کا فیصلہ کیا۔ ہم دوسروں کو چھوڑ کر آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ کی سلطنت میں ہمارے اوپر ظلم نہیں ہوگا۔''

نجاشیؒ نے جعفرؓ سے کہا: کیا تمہارے پاس وہ چیز ہے جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف سے لے کر آئے ہیں؟

جعفرؓ نے کہا: ہاں!

نجاشیؒ نے کہا: ذرا پڑھ کر سناؤ!

حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی ابتدائی آیات پڑھیں۔ جو آیات انہوں نے تلاوت کیں ان میں یہ آیات بھی شامل ہیں:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا. فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا. فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا. قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا. قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا. قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا. قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا. فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا. فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا. فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا. [مریم:۱۶۔۲۴]

''اور اے نبیؐ! اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو، جبکہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشین ہو گئی تھی اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ بیٹھی تھی۔ اس حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اس کے سامنے ایک پورے انسان کی شکل میں نمودار ہو گیا۔ مریم یکا یک بول اٹھی کہ ''اگر تو کوئی خدا ترس آدمی ہے تو میں تجھ سے خدائے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں۔'' اس نے کہا میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔'' مریم نے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہا ''میرے ہاں کیسے لڑکا ہوگا جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں ہے اور میں کوئی بدکار عورت نہیں ہوں۔'' فرشتے نے کہا ''ایسا ہی ہوگا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم یہ اس لئے کریں گے کہ اس لڑکے کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت۔ اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔''

مریم کو اس بچے کا حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی۔ پھر زچگی کی تکلیف نے اسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچا دیا۔ وہ کہنے لگی ''کاش میں اس سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام و نشان نہ رہتا''۔ فرشتے نے پائینتی سے اس کو پکار کر کہا ''غم نہ کر۔ تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے۔''

نجاشیؒ قرآن کی یہ آیات سن کر رو پڑا، اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ شاہی دربار کے پادری بھی رو پڑے حتیٰ کہ ان کی کتابیں آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔

اب نجاشیؒ نے عمرو بن العاص اور اس کے ساتھی کی طرف دیکھا اور کہا:

یہ کلام جو ہمارے سامنے تلاوت کیا گیا ہے، اور وہ چیز جو عیسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے، ایک ہی منبع نور سے نکلنے والی روشنیاں ہیں۔

پھر نجاشیؒ نے نمائندگانِ قریش سے کہا:

اللہ کی قسم! میں کبھی ان لوگوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔ جب تک میں زندہ ہوں مجھے ورغلا کر یہ لوگ مجھ سے حاصل نہیں کئے جا سکتے۔

پھر نجاشیؒ اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھی بھی اٹھ گئے اور مجلس ختم ہو گئی۔

.....

عمرو بن العاص یہاں سے باہر نکلا تو غصے سے پھٹا جا رہا تھا۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا: واللہ میں کل پھر نجاشیؒ سے ملوں گا اور اس کو ان لوگوں کی ایک ایسی بات بتاؤں گا جو ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دے گی۔ اور ان کا خاتمہ ہی ہو جائے گا۔

اس کا ساتھی رقیق القلب تھا۔ اس نے کہا: عمرو ایسا نہ کرنا اگرچہ یہ ہمارے مخالف ہیں تاہم ہماری ان کے ساتھ رشتہ داریاں ہیں، ان کا خیال رکھو۔

عمرو نے کہا: اللہ کی قسم! میں بادشاہ کو بتاؤں گا کہ انہوں نے تمہیں عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کچھ باتیں بتائی ہیں اور کچھ چھپائے رکھی ہیں۔ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

دوسرے روز عمرو بن العاص نجاشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: بادشاہ سلامت! کل ان



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لوگوں نے آپ کو کچھ باتیں بتائی ہیں اور کچھ چھپائے رکھی ہیں۔ وہ عیسیٰ ابن مریم کو بندہ کہتے ہیں۔

نجاشیؒ نے صحابہؓ کو بلایا اور پوچھا کہ تم عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

جعفرؓ بن ابوطالب نے جواب دیا:

ہم ان کے بارے میں وہی بات کہتے ہیں جو ہمارے نبی نے ہمیں بتائی ہے!

نجاشیؒ نے کہا: انہوں نے کیا بتایا ہے؟

جعفرؓ: وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے طاہرہ مطہرہ کنواری مریم میں ڈالا۔

نجاشیؒ نے کہا: اللہ کی قسم! جو آپ نے کہا ہے عیسیٰ علیہ السلام ذرہ بھر بھی اس سے باہر نہیں۔

نجاشیؒ کی یہ بات سن کر اعیانِ مملکت ایک دوسرے سے کھسر پھسر کرنے لگے اور ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے آوازیں بلند کرنے لگے۔

نجاشیؒ نے غضب و غصے کی حالت میں ترچھی نظروں سے ان کی طرف دیکھا اور کہا:

تم بولتے ہو تو بولتے رہو۔

پھر جعفرؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہا: جاؤ، تم میری سرزمین پر محفوظ ہو۔ جو تمہیں نقصان پہنچائے گا، خسارہ اٹھائے گا۔

مجھے پہاڑ برابر بھی سونا مل جائے تو میں تم میں سے کسی کو تکلیف پہنچانا گوارا نہیں کروں گا۔

پھر اس نے اپنے چوکیداروں سے کہا:

عمرو اور اس کے ساتھی کو تحائف واپس کر دو ہمیں ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے ملک واپس لوٹایا تھا تو مجھ سے کوئی رشوت نہیں لی تھی، میں کیوں رشوت لوں؟

میرے معاملے میں اس نے لوگوں کی بات نہیں مانی تھی لہٰذا میں اس کے معاملے میں لوگوں کی بات کیوں مانوں؟

.....

بادشاہ کے ان ساتھیوں نے اسی وقت پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ نجاشیؒ بے دین ہو گیا ہے اور ایک نیا دین قبول کر لیا ہے۔

وہ نجاشیؒ سے بادشاہت چھوڑ دینے کا مطالبہ کرنے لگے۔ انہوں نے اس کے خلاف پروپیگنڈے شروع کر دیے اور اس کی بیعت توڑ ڈالنے کا عہد کر لیا۔

نجاشیؒ نے جعفرؓ بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو صورت حال سے آگاہ کیا اور ان کے لئے کشتیاں تیار کر دیں، ان سے کہا:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان پر سوار ہو جاؤ اور آنے والے کسی برے وقت کے لئے تیار رہو۔ اگر اس بحران میں مجھے شکست ہوگئی تو تم جہاں چاہو چلے جانا اور اگر میں کامیاب ہوگیا تو تم اپنی جگہوں پر ٹھہرے رہنا۔

پھر اس نے ہرن کے چمڑے کا ایک باریک ٹکڑا نکالا اور اس پر لکھا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور خاتم الرسل ہیں، میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے رسول اور وہ کلمہ و روح ہیں جو اس نے مریم علیہا السلام میں القا کیا۔''

پھر اس نے یہ ٹکڑا گلے میں لٹکا لیا۔ اوپر سے اپنی قبا پہن لی اور بغاوت برپا کرنے والوں کے پاس چلے گئے۔ ان کے سامنے گئے تو یہ کہتے ہوئے ان کو مخاطب کیا:

''اے جماعت حبشہ! تم نے میری سیرت کو کیسا پایا ہے؟

انہوں نے کہا: بہترین سیرت!

نجاشی: تو پھر کس چیز نے تمہیں میرے خلاف بھڑکایا ہے؟

لوگ: تو نے ہمارا دین چھوڑ دیا ہے اور یہ عقیدہ اختیار کر لیا ہے کہ عیسیٰ بندے ہیں۔

نجاشی: تم عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

لوگ: وہ اللہ کے بیٹے ہیں۔

نجاشیؒ نے اپنی قبا کے اوپر اس جگہ ہاتھ رکھ کر کہا جہاں چمڑے کا ٹکڑا رکھا تھا کہ: میں بھی یہ شہادت دیتا ہوں کہ عیسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ کچھ نہیں۔'' (ان کی مراد وہ کلمات تھے جو چمڑے پر لکھے ہوئے تھے) لوگ یہ بات سن کر خوش اور مطمئن ہو کر منتشر ہو گئے۔

.....

نجاشیؒ اور اس کی قوم کے درمیان پیش آنے والے اس واقعہ اور مسلمان مہاجرین کے ساتھ روا رکھے جانے والے اس کے بہترین سلوک کی خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مل گئی۔ آپؐ اسلام کی جانب اس کے مائل ہو جانے اور قرآن کے بیان کردہ عقیدہ کو قبول کر لینے پر خوش ہوئے۔ اب نجاشیؒ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تعلقات مضبوط تر ہونے لگے۔ ۷ ہجری کے پہلے ماہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے ارض کے چھ بڑے امراء اور بادشاہوں کو اللہ کے دین میں داخلے کی دعوت دینے کا ارادہ کیا۔ ان میں سے ہر ایک کو خط لکھا جس میں اسے اسلام کی ترغیب دی گئی تھی۔ ایمان کے فوائد اور کفر و شرک کے نقصانات سے ڈرایا گیا تھا۔

آپؐ نے اس مقصد کے لئے اپنے چھ بہترین صحابہؓ کو تربیت دی تھی۔ ان میں سے ہر ایک نے اس قوم کی زبان سیکھ رکھی تھی جس کی طرف اسے جانا تھا۔ یہ چھ آدھی ایک ہی روز اپنی مہم پر نکلے۔ عمرو بن امیہ ضمری شاہِ حبشہ کی طرف روانہ کئے گئے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمروؓ، نجاشیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس کو تحیۃ الاسلام پیش کیا۔ نجاشیؒ نے بھی بہترین جواب دیا اور پرجوش استقبال کیا۔ بیٹھنے کے بعد عمروؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب نجاشیؒ کو پیش کیا۔ نجاشیؒ نے فوراً اس کو کھولا۔ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ اور قرآن کی چند آیات بھی لکھی ہیں۔

نجاشیؒ نے خط کی برکت وعظمت کے پیش نظر اسے آنکھوں سے لگا لیا۔ اور اس کے اعزاز و احترام میں تخت سے نیچے اتر آیا۔ پھر حاضرین مجلس کی ایک جماعت کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا۔ شہادتِ حق کا اقرار کرتے ہوئے کہا:

''اگر میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ سکتا تو ضرور ان کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ان کے روبرو بیٹھتا اور ان کی قدم بوسی کرتا''۔ پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عاجزانہ خط لکھا جس میں آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے اور آپ ﷺ کی نبوت پر پہلے ہی سے ایمان رکھنے کی خبر دی۔ اس کے بعد عمروؓ بن امیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نجاشیؒ کے نام ایک اور خط نکالا جس میں آپؐ نے اس سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ رملہ بنت ابی سفیان بن حرب کا آپؐ کے ساتھ نکاح کر دے۔

ام المومنین ام حبیبہؓ (رملہ بنت ابوسفیان) کی کہانی کا آغاز غمناک اور اختتام خوش کن انداز میں ہوتا ہے۔

.....

رملہؓ بنت ابی سفیان نے اپنے باپ قریش کے سردار ابوسفیان کے معبودوں کی عبادت سے انکار کر دیا ان کے شوہر عبیداللہ بن جحش اور وہ خود اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آئے۔ نبوت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کی۔ قریش نے یہ دیکھ کر ان دونوں کو تکلیف پہنچانا شروع کر دی۔ ان کو سخت سزاؤں سے دوچار کیا حتیٰ کہ ان کے اندر مکہ میں رہنے کی طاقت نہ رہی لہٰذا یہ بھی ان مہاجرین میں شامل ہو گئے جو نجاشیؒ کی پناہ میں چلے گئے تھے۔ دیگر مہاجرین کی طرح ان کے ساتھ بھی بادشاہ کی طرف سے بہترین سلوک کا اظہار ہوا۔ ایام زندگی کی اس پرسکونی نے ام حبیبہؓ کو اس خیال میں پہنچا دیا کہ اب تنگی و ترشی اور سختی و تکلیف کے دن بیت گئے ہیں۔ جب کہ انہیں معلوم نہیں تھا کہ تقدیر نے ان کے لئے کیا چھپا رکھا ہے۔

اللہ بزرگ و برتر نے چاہا کہ ام حبیبہؓ کی ایسی سخت آزمائش کرے جو عقل کو ماؤف کر دینے والی ہو۔ ہوا یہ کہ ان کا شوہر عبیداللہ بن جحش مرتد ہو گیا۔ اس نے دین توحید چھوڑ دیا اور عیسائیت اختیار کر لی۔ اور اسلام و مسلمین کا مذاق اڑانے لگا۔ پھر یہ شراب خوروں کی طرف مائل ہو گیا۔ ہر وقت شراب میں



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دھت رہتا اور شراب نوشی سے سیر نہ ہوتا۔ اس نے ام حبیبہؓ کو اختیار دے دیا کہ یا تو وہ طلاق لے لیں یا عیسائیت اختیار کر لیں۔ راستے دونوں کٹھن تھے۔

.....

ام حبیبہؓ نے تین اطراف سے خود کو محصور پایا۔ اگر وہ خاوند کی بات مان کر عیسائیت قبول کر لیتی ہیں تو دنیا کی رسوائی اور آخرت کی سزا کی مستحق ٹھہرتی ہیں۔

اگر واپس باپ کے گھر چلی جاتی ہیں تو وہ پہلے ہی شرک کا قلعہ ہے۔

اور اگر بلادِ حبشہ میں رہتی ہیں تو یہاں چھوٹی سی بچی کے ساتھ تن تنہا رہنا پڑتا ہے۔

لہٰذا انہوں نے ہر حال میں رضائے الٰہی پر راضی رہنے کو ترجیح دی۔ اور حبشہ میں ہی قیام پذیر رہنے کا فیصلہ کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ مسئلے کا کوئی حل نکال دے۔

.....

ام حبیبہؓ کی تنگی کے یہ ایام زیادہ طویل نہ رہے۔ ان کے شوہر نے حالت نشہ میں انہیں اپنی زوجیت سے فارغ کر دیا۔ ابھی ام حبیبہؓ کی عدت مکمل ہوئی ہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک راستہ کھول دیا۔

ایک روز چاشت کی سہانی گھڑی میں دروازے پر دستک ہوئی۔ جب انہوں نے دروازہ کھولا تو نجاشیؓ کی کنیز ابرہہ دروازے پر تھی۔ سلام کے بعد وہ ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگی:

بادشاہ نے آپ کو سلام بھیجا ہے، اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ اور بادشاہ کو اختیار دیا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ آپؓ کا نکاح کر دیں۔ اب آپ جس کو چاہتی ہیں اپنا نمائندہ یا وکیل بنا لیں۔ ام حبیبہؓ نے یہ خوشخبری سنی تو خوشی سے جھوم اٹھیں اور کہنے لگیں:

اللہ تمہیں خوش و خرم رکھے۔

اللہ تمہیں خوش و خرم رکھے۔

پھر کہا: میں خالدؓ بن سعید بن العاص کو اپنا وکیل مقرر کرتی ہوں کیونکہ یہاں وہی میرا سب سے قریبی رشتہ دار ہے۔

صحابہ کرامؓ شاہی محل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ام حبیبہؓ کے نکاح کی تقریب میں شرکت کے لئے جمع ہو گئے، سب لوگ پہنچ چکے تو نجاشیؓ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ پیغام بھیجا ہے کہ میں رملہؓ بنت ابی سفیان کا آپؐ کے ساتھ نکاح کا اہتمام کروں۔ لہٰذا میں آپؐ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ اور آپ ﷺ کی نیابت کرتے ہوئے چار سو دینار مہر مقرر کرتا ہوں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اب خالدؓ بن سعید بن العاص کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبیؐ پر صلوٰۃ وسلام کے بعد انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ومطالبہ منظور ہے۔ اور میں اپنی موکل رملہؓ بنت ابی سفیان کا نکاح آپؐ کے ساتھ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زوجہ کو بابرکت بنائے۔ اور رملہؓ کو وہ خیر وبھلائی عطا کرے جو اس کے مقدر میں ہے۔

.....

نجاشیؒ نے دو کشتیاں تیار کیں اور ام المومنین رملہؓ بنت ابی سفیان، ان کی بیٹی حبیبہؓ اور ابھی تک حبشہ میں ٹھہرے رہنے والے صحابہ کرامؓ کو ان کشتیوں پر سوار کرا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

ان کے ساتھ اہل حبشہ کی ایک جماعت بھی بھیجی جو اللہ ورسول پر ایمان لا چکے تھے۔ ان لوگوں کی خواہش تھی کہ وہ نبی علیہ افضل الصلاۃ وازکی السلام سے ملاقات کریں، آپ سے مستفید ہوں اور آپ کے پیچھے نماز ادا کریں۔ نجاشیؒ نے اس قافلے کا امیر جعفرؓ بن ابی طالب کو بنایا۔

ورس، عود اور عنبر کی ہر وہ خوشبو بطور تحفہ ام المومنین کی خدمت میں پیش کی جو اس کی بیویوں کے پاس تھی۔ کچھ تحائف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی روانہ کئے۔ ان میں حبشہ کی تین بہترین لاٹھیاں بھی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک لاٹھی اپنے لئے رکھی اور دیگر دو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کو ہدیہ کر دیں۔ حضرت بلالؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے اسی لاٹھی کو ہاتھ میں پکڑ کر چلا کرتے تھے۔ سفر، عیدین اور استسقاء کی نمازوں میں حضرت بلالؓ قبلہ کی سمت متعین کرنے اور سترہ بنانے کے لئے اس چھڑی کو آپؐ کے سامنے گاڑ دیتے۔ حضرت بلالؓ یہی چھڑی لے کر ابوبکر صدیقؓ کے آگے بھی چلتے تھے۔ جب خلافت عمرؓ اور ان کے بعد عثمانؓ کو منتقل ہوئی تو سعد القرظی یہ لاٹھی لے کر ان کے آگے چلا کرتے تھے۔ پھر ایک عرصہ تک خلفاء کا یہی معمول رہا۔

نجاشیؒ نے آپ ﷺ کو سونے کی ایک انگوٹھی بھی ہدیہ میں بھیجی تھی۔ آپ نے یہ ہدیہ قبول کر لیا مگر استعمال نہ کیا اور یہ انگوٹھی امامہ بنت زینبؓ کو بھیج دی اور فرمایا: تَحَلَّی بِهٰذَا یَا بُنَیَّةُ ''بیٹی اسے پہن لو۔''

فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل نجاشیؒ اپنے رب سے جا ملے تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جمع کیا اور فرمایا: اِنَّ اَخَاکُمْ اَصْحَمَةُ قَدْ تُوُفِّیَ فَصَلُّوا عَلَیْهِ ''تمہارے بھائی ''اصحمہ'' فوت ہو گئے ہیں ان کی نماز جنازہ کے لئے نکلو'' پھر آپؐ نے خود امامت کی اور غائبانہ نماز جنازہ ادا کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشیؒ کی غائبانہ نماز جنازہ سے قبل یا بعد میں کسی کی غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھائی، یہ شرف صرف نجاشیؒ کو ہی حاصل ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ اصحمہ نجاشیؓ سے راضی ہو اور ابدی بہشتوں میں ان کا ٹھکانا بنائے۔ انہوں نے سابقون الاولون مسلمانوں کو عہد ضعف میں تقویت دی اور ان کو خوف سے امن بخشا تھا۔ اس عمل میں ان کی غایت و مقصود صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# ابوالعالیہ رفیع بن مہرانؒ

ابوالعالیہ رفیعؒ بن مہران نابغۂ عصر مسلمان اور قراء و محدثین کے بہترین فرد تھے۔ وہ کتاب وسنت کے عظیم ترین عالم، قرآن حکیم کے دقائق واعماق کے سب سے بڑے رمز شناس اور اسرار و رموز کے سب سے بڑے ماہر تھے۔ آیئے ان کی زندگی کا قصہ اول روز سے شروع کریں۔

ان کی زندگی نادر و نایاب واقعات سے لبریز اور قیمتی عبرت و موعظت سے بھری پڑی ہے۔

.....

رفیعؒ بن مہران سرزمین ایران میں پیدا ہوئے۔ وہیں پلے بڑھے۔ جب مسلمانوں نے ایران کو ضلالت کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کے نور کی طرف لانے کے لئے لشکر کشی کا ارادہ کیا تو رفیعؒ بن مہران بھی ان نوجوان قیدیوں میں سے ایک تھے جو مسلمانوں کے رحیم و شفیق ہاتھوں غلام بنے اور ان کے فیاضانہ برتاؤ کے مستحق ٹھہرے۔

کوئی زیادہ عرصہ نہ گزر پایا تھا کہ رفیعؒ اور ان کے ساتھی عظمت اسلام سے واقف ہونا شروع ہو گئے۔ وہ اسلام اور بت پرستی کا موازنہ کرنے لگے۔ وہ گروہ در گروہ دین اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ پھر انہوں نے کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ کے علم سے سیر ہونا شروع کیا۔

.....

رفیعؒ بن مہران نے اپنے سابقہ دین اور اسلام سے متعلق بیان کیا ہے کہ:

''میں اور میری قوم کے کچھ لوگ مجاہدین کے ہاتھوں قیدی بنے اور کچھ ہی دیر بعد ہم بصرہ میں مسلمانوں کے ایک گروہ کے غلام بن گئے۔ ہم میں سے بعض خدمات انجام دینے کے عوض اپنے مالکوں کو رقم دے دیتے تھے اور بعض خدمات ہی انجام دے دیتے تھے۔ میں بھی خدمات انجام دینے والے لوگوں میں سے تھا۔ ہمارا معمول یہ تھا کہ ہم ہر روز رات کو ایک مرتبہ قرآن کی قرأت مکمل کیا کرتے تھے۔ لیکن



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دن بھر کی مشقت کے باعث یہ کام ہمارے لئے مشکل ہوگیا۔ تو ہم دو راتوں میں قرأت مکمل کرنے لگے۔ مگر یہ بھی ہمارے لئے مشکل ہوگیا۔ پھر ہم نے تین راتوں میں ایک بار قرأت قرآن مکمل کرنا شروع کیا تو یہ بھی ہمارے لئے گراں گزرنے لگا۔

ہم نے یہ صورت حال دیکھ کر بعض اصحاب رسولؐ سے ملاقات کی اور ان سے یہ شکایت کی کہ ہم دن بھر مشقت کرتے ہیں جس کے باعث رات کو قرأت قرآن مکمل کرنا ہمارے لئے مشکل ہوتا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے فرمایا: تم ہر جمعہ کو ایک بار قرآن کی قرأت مکمل کرلیا کرو (یعنی سات دنوں میں) ہم نے ان کی رہنمائی کے مطابق عمل شروع کر دیا۔ ہم رات کے ایک حصہ میں قرآن پڑھتے اور ایک حصہ میں نیند لیتے۔ اس طرح قرأت قرآن کا یہ عمل ہمارے لئے گراں بار نہ رہا۔''

.....

رفیعؒ بن مہران کا معاملہ بنو تمیم کی ایک عورت کے سپرد ہوا۔ یہ بڑی معزز و مکرم اور زیرک و دانا عورت تھی۔ مزید برآں تقویٰ و ایمان کی نعمت بے بہا سے سرشار تھی۔ رفیعؒ دن کا ایک پہر اپنی مالکہ کی خدمت میں گزارتے اور دوسرے پہر آرام کرتے۔ انہوں نے آرام و فراغت کے اس پہر میں لکھنا پڑھنا سیکھا۔ اور اسی دوران علوم دین کا بھی ایک حصہ ازبر کرلیا۔ لیکن اس کے ساتھ مالکہ کے حقوق کی ادائیگی میں ذرہ بھر کوتاہی نہ کی۔

.....

ایک روز جمعہ کے دن رفیعؒ نے بہترین وضو کیا۔ پھر مالکہ سے اجازت چاہی تو مالکہ نے پوچھا:

رفیعؒ! کہاں جانا چاہتے ہو؟

رفیعؒ: میں مسجد جانا چاہتا ہوں۔

مالکہ: کونسی مسجد جانا چاہتے ہو؟

رفیعؒ: جامع مسجد

مالکہ: اکٹھے چلتے ہیں۔

پھر دونوں اکٹھے چل پڑے اور مسجد میں داخل ہوگئے۔ رفیعؒ نہیں جانتے تھے کہ ان کی مالکہ کیا کرنا چاہتی ہے۔ مسجد لوگوں سے بھر گئی اور امام منبر پر فروکش ہوا تو عورت نے رفیعؒ کا ہاتھ پکڑا اور کہا:

اے جماعت مسلمین! گواہ رہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عفو و ثواب اور اس کی رضا کی خاطر اپنے اس غلام کو آزاد کر دیا ہے۔ کسی شخص کو اس پر کوئی حق حاصل نہیں سوائے معروف کے!

پھر اس نے رفیعؒ کی جانب دیکھا اور کہا:

اے اللہ! میں اس غلام کو تیرے پاس اس روز کے لئے بطور جمع پونجی بھیج رہی ہوں جس روز کوئی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مال واولاد فائدہ نہ دے گا۔
نماز مکمل ہوئی تو رفیعؒ نے کوئی اور راہ لی اور اس کی مالکہ نے کوئی اور۔

.....

رفیعؒ بن مہران نے انہی ایام سے مدینہ منورہ آنا جانا شروع کر دیا۔ صدیق اکبرؓ کی وفات سے تھوڑا عرصہ قبل رفیعؒ نے ان کی صحبت سے فیض اٹھایا۔ اسی طرح امیر المومنین عمر بن خطابؓ سے بھی ملاقات ہوئی۔ ان کے سامنے قرآن حکیم کی تلاوت کی اور ان کے پیچھے نماز پڑھی۔
جس طرح ابوالعالیہ رفیعؒ بن مہران کتاب اللہ کی طرف مائل رہے۔ اسی طرح حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جڑے رہے۔ بصرہ میں جن تابعینؒ سے وہ ملے ان سے حدیث کی روایات سننے لگے۔ لیکن ان کا میلان ورجحان صحیح ترین اور قوی ترین روایات کی طرف ہونے لگا۔ لہٰذا وہ وقفہ وقفہ سے مدینہ منورہ جانے لگے۔ تاکہ اصحابؓ رسول ﷺ کی زبانوں سے حدیث رسولؐ سن سکیں۔ تاکہ اس کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک شخص یعنی صحابی رہ جائے۔ رفیعؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ، ابی بن کعبؓ، ابوایوب انصاریؓ، ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن عباسؓ جیسے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کسب فیض کیا۔

.....

ابوالعالیہ رفیعؒ بن مہران نے مدینہ منورہ تک ہی راویانِ حدیث پر اکتفا نہ کیا بلکہ وہ حدیث رسولؐ سننے کے لئے ہر علاقہ ومقام تک گئے۔ جب بھی ان کے سامنے کسی شخص کے علم کی تعریف کی جاتی، وہ رخت سفر باندھتے اور اس شخص تک پہنچ جاتے خواہ وہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہوتا۔ جب اس شخص کے پاس پہنچتے تو سب سے پہلے اس کے پیچھے نماز ادا کرتے۔ اگر دیکھتے کہ وہ نماز بہترین طریقے سے ادا نہیں کرتا، نماز کا کما حقہ حق ادا نہیں کرتا تو اس سے اعراض کر لیتے اور دل ہی میں کہتے جو آدمی نماز کے معاملہ میں اس قدر استحقار سے کام لیتا ہے، وہ دوسرے کاموں کو تو اور زیادہ ہلکا سمجھتا ہوگا۔
پھر لاٹھی اٹھاتے اور وہاں سے واپس لوٹ آتے۔

.....

ابوالعالیہ علم کے ایسے مرتبے پر فائز تھے کہ اپنے تمام ہم عصروں پر فوقیت لے گئے تھے۔ ان کے ایک دوست کا کہنا ہے: میں نے ابوالعالیہؒ کو وضو کرتے دیکھا کہ ان کے چہرے اور ہاتھوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ اور ہر عضو پر طہارت چمک رہی ہے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور کہا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور طہارت اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہوں نے کہا: اے بھائی! طہارت اختیار کرنے والا وہ نہیں جو پانی کے ذریعے میل و کچیل صاف کرلیں بلکہ وہ لوگ ہیں جو تقویٰ کے ذریعے گناہوں کو دھوڈالیں۔

میں نے ان کی بات پر غور کیا تو مجھے محسوس ہوگیا کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ درست نہیں اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ درست ہے۔ پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپؒ کو اجر دے اور آپؒ کے علم وفہم میں اضافہ فرمائے۔

.....

ابوالعالیہؒ ہمیشہ لوگوں کو حصول علم کی ترغیب دیا کرتے تھے اور تحصیل علم کی راہوں کی نشاندہی کیا کرتے تھے۔ آپؒ کہا کرتے تھے:

''علم کے حصول میں اپنے آپ کو عاجز و درماندہ کرلو۔ اور علم سے متعلق بکثرت سوال کیا کرو۔ یہ بات جان لو کہ علم دو آدمیوں ایک شرمیلے اور دوسرے متکبر کے سامنے اپنے پہلو نہیں جھکاتا۔

شرمیلا آدمی اپنی شرم کے باعث اور متکبر اپنی کبریائی کے زعم میں سوال نہیں کرتا۔''

وہ اپنے طلباء کو قرآن سیکھنے، اس کے آداب ملحوظ رکھنے، اس کے اوامر و نواہی سے تمسک اختیار کرنے اور اس کے بارے میں یاوہ گو لوگوں کی یاوہ گوئی سے دور رہنے کی ترغیب دیتے۔

وہ کہتے: ''قرآن سیکھو۔ اور جب اسے سیکھ چکو تو پھر اس سے بے رغبتی نہ برتو۔

صراط مستقیم پر کاربند رہو کیونکہ یہی اسلام ہے۔

خواہشات نفس سے بچو کیونکہ یہ تمہارے درمیان بغض وعداوت ڈالتی ہیں۔

اس کام سے کنارہ کش نہ رہو جس پر صحابہؓ رسول قائم رہے۔''

لوگوں نے یہ باتیں حسن بصریؒ کو پہنچائیں تو انہوں نے کہا:

واللہ! ابوالعالیہؒ نے تمہاری خیر خواہی کی ہے اور تم سے سچی بات کہی ہے۔

.....

اسی طرح وہ حفظ قرآن کریم کا بھی ایک عمدہ طریقہ بتاتے تھے۔ وہ کہتے:

''قرآن حکیم پانچ پانچ آیات کر کے سیکھو۔ کیونکہ یہ یاد کرنے کا آسان اور سمجھنے کا قوی ترین اسلوب ہے۔ جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پانچ پانچ آیات لے کر ہی نازل ہوا کرتے تھے۔''

.....

ابوالعالیہؒ محض معلم ہی نہ تھے بلکہ مربی و رہنما بھی تھے۔ وہ اپنے شاگردوں کے ذہنوں کو منافع بخش علم وعرفان کی متاع سدا بہار سے معمور کئے رکھتے۔ ان کے دلوں کو موعظہ حسنہ کی غذا بہم



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پہنچاتے اور اکثر مواقع پر موعظت و معرفت کو یکجا بیان کرتے۔ ان کی اس خوبی کی ایک مثال ان کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر واجب کر رکھا ہے کہ:

☆ ..... جو اس پر ایمان لائے اسے وہ ہدایت سے نوازتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قول وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔

☆ ..... اور جو اس کے اوپر توکل کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قول وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اس بات کا مصداق ہے۔

☆ ..... اور جو کوئی اس کو قرض دیتا ہے اللہ اس کو بڑھا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً اس بات کا مصداق ہے۔

☆ ..... جو اس کو پکارتا ہے وہ اس کی پکار کا جواب دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قول وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔

.....

وہ اپنے تلامذہ سے کہا کرتے تھے:

''طاعت و فرمانبرداری کے کام کیا کرو اور مطیع و فرمانبردار لوگوں کی صفتِ اطاعت کی وجہ سے ان کی طرف مائل رہو۔

معصیت کاری سے بچو اور معصیت کاروں کی معصیت کی وجہ سے ان کے ساتھ دشمنی رکھو۔ پھر نافرمانوں کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو۔ اگر وہ چاہے گا تو انہیں عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو معاف کر دے گا۔

اگر تم سنو کہ کوئی شخص یہ کہتے ہوئے اپنا معاملہ بڑھا چڑھا کر بیان کر رہا ہے کہ: میں اللہ کی خاطر محبت کرتا ہوں اور اللہ کی خاطر ناراض ہوتا ہوں۔ میں ایسے ایسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ترجیح دیتا ہوں۔ اور یوں یوں اللہ کے خوف کے باعث اس کی ناراضی سے بچتا ہوں۔

رفیعؒ کہتے ہیں اگر تم یہ باتیں سنو تو اس کی طرف دھیان نہ دو۔''

ابوالعالیہؒ فقط باعمل عالم دین اور رہنما واعظ ہی نہ تھے بلکہ مجاہد میدان بھی تھے۔ وہ کچھ وقت میدانِ جہاد میں مجاہدین کے ساتھ ہوتے یا سرحدوں پر اولین مورچوں میں موجود رہتے۔ انہوں نے مشرق و مغرب میں جہاد کرنے کو ترجیح دی بلاد ماوراء النہر میں ایران سے نبرد آزما ہونے کی طرح بلاد شام میں روم سے پنجہ آزما ہوئے۔

رفیعؒ ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے یہاں صدائے اذان بلند کی۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



.....

جب علیؓ و معاویہؓ کے درمیان جنگ چھڑی تو ابوالعالیہؒ کا اس بارے میں جو موقف تھا۔ انہی کی زبانی سنیے، وہ کہتے ہیں:

''جب علیؓ و معاویہؓ کے درمیان تصادم بپا ہوا اس وقت میں بھرپور جوانی اور جوش مارتی ہوئی قوت حیات کے عالم میں تھا۔ لڑائی مجھے سخت ترین گرم دن میں پانی سے بھی زیادہ محبوب تھی۔ میں تیار ہوا اور ان کے پاس آ گیا۔ دیکھتا ہوں کہ دونوں اطراف دور تک دو صفیں ہیں۔ جب اس طرف کے لوگ نعرہ تکبیر بلند کرتے ہیں تو دوسری طرف کے لوگ بھی یہی نعرہ لگاتے ہیں۔ دائیں طرف والے نعرہ تہلیل لگاتے ہیں تو بائیں طرف والے بھی یہی آواز بلند کرتے ہیں۔ میں نے یہ سن کر دل میں سوچنا شروع کر دیا اور خود سے کہا:

میں کس گروہ کو کافر قرار دوں، اور اس پر حملہ کروں؟

کس کو مجاہد سمجھوں اور اس کی معیت میں جہاد کروں؟

پھر میں نے دونوں کو چھوڑ دیا اور کسی طرف سے لڑے بغیر واپس آ گیا۔''

.....

ابوالعالیہ رفیعؒ بن مہران کو ساری زندگی اس بات کا قلق رہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی سعادت حاصل نہ کر سکے۔ وہ اس کمی کا ازالہ کرنے کے لئے ایسے صحابہ کرامؓ کی صحبت میں رہنے کی کوشش کرتے جن کا تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مضبوط رہا تھا۔ وہ ان صحابہؓ کی بڑی عزت و توقیر کرتے اور ان سے محبت کرتے۔ صحابہ کرامؓ بھی ان کی خوب قدر کرتے۔ ایک بار خادم رسولؐ حضرت انسؓ بن مالک کے ہاتھ میں ایک سیب تھا جو انہوں نے ابوالعالیہؒ کو ہدیہ کر دیا۔ ابوالعالیہؒ نے سیب ان کے ہاتھ سے لیا اور یہ کہتے ہوئے اس کو چومنا شروع کر دیا:

''یہ ایسا سیب ہے جس کو اس ہاتھ نے مس کیا ہے جس نے دستِ رسولؐ کو مس کیا۔ ایسا سیب جس کو اس ہاتھ نے چھوا ہے جو یدِ رسولؐ کے لمس سے لطف اٹھایا ہے۔''

.....

اسی طرح ایک بار رفیعؒ، عبداللہ بن عباسؓ کے پاس گئے۔ عبداللہؓ ان دنوں علیؓ کی طرف سے بصرہ کے گورنر تھے۔ عبداللہؓ بن عباس نے ان کا خیر مقدم کیا اور ان کو اپنے ساتھ دائیں طرف مسند پر بٹھا لیا۔

اس مجلس میں سردارانِ قریش کی ایک جماعت بھی تھی۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اور باہم سرگوشی کرنے لگے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے:



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تم نے دیکھا نہیں کہ عبداللہ بن عباسؓ نے کس طرح اس غلام کو اپنی مسند پر بٹھایا ہے؟
عبداللہ بن عباسؓ بھی ان کی دزدیدہ نگاہوں کے مقاصد بھانپ گئے تھے۔انہوں نے ان کی طرف دیکھا اور کہا:
علم کسی معزز کی عزت میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔اپنے حاملین کے مقام و مرتبہ کو لوگوں میں بلند کرتا ہے اور غلاموں کو تخت پر بٹھا دیتا ہے۔

.....

زندگی کے ان برسوں میں ایک برس کا واقعہ ہے کہ ابوالعالیہؒ نے جہاد فی سبیل اللہ کا عزم کیا۔ اس کے لئے خوب تیاری کی۔اور مجاہدین کے ساتھ نکلنے کی ٹھان لی۔صبح ہوئی تو ان کے ایک پاؤں میں شدید درد ہونے لگا۔تکلیف لحہ بہ لحہ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔طبیب نے معائنہ کیا تو بتایا کہ یہ اکلہ ہے۔

رفیعؒ نے پوچھا: اکلہ کیا ہوتا ہے؟

طبیب نے بتایا: یہ ایسی بیماری ہے کہ جس عضو کو لگتی ہے اس کو کھا جاتی ہے۔اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتی رہتی ہے۔حتیٰ کہ سارا جسم ہی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

طبیب نے اجازت چاہی کہ عضو کو فوراً کاٹ دیا جائے۔

رفیعؒ نے نہ چاہتے ہوئے اجازت دے دی۔

طبیب نے اپنے آلاتِ جراحی نکالے، پھر کہا: کیا آپ کو تھوڑا سا نشہ نہ پلا لیں تا کہ جراحی کی تکلیف کا احساس نہ ہو سکے؟

رفیعؒ نے کہا: نشہ نہیں بلکہ نشہ سے بہتر حل موجود ہے۔

طبیب نے پوچھا: وہ کیا؟

رفیعؒ: قرآن حکیم کا ایک بہترین قاری میرے پاس لاؤ۔اور اس سے کہو کہ وہ قرآن کی آیات بینات میرے سامنے تلاوت کرے۔جب تم دیکھو کہ میرا چہرہ سرخ ہو گیا ہے۔گال پھول گئے ہیں اور نگاہ آسمان میں گڑ گئی ہے تو میرے ساتھ جو چاہو کرو۔

طبیب نے ایسا ہی کیا اور ہڈی کاٹ دی۔رفیعؒ جب ہوش میں آئے تو طبیب نے ان سے کہا آپ کو تو جراحی کی ذرا تکلیف بھی نہیں ہوئی۔

رفیعؒ نے جواب دیا: اس وقت حب الٰہی کی ٹھنڈک اور کتاب الٰہی کی سماعت نے مجھے ہڈی کٹنے کی تکلیف سے بے پروا کر رکھا تھا۔

پھر انہوں نے اپنا کٹا ہوا پاؤں پکڑا اور اس کی طرف دیکھ کر کہا: قیامت کے روز جب میں اپنے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رب سے ملاقات کروں گا تو اگر وہ مجھ سے پوچھے گا کہ کیا تم چالیس برس کے دوران اس پاؤں سے چل کر حرام کی جانب گئے ہو؟ یا کسی مباح کے مرتکب ہوئے ہو تو میں کہوں گا کہ کبھی نہیں۔ اور میں اپنے اس جواب میں سچا ہوں گا۔

.....

ابوالعالیہؒ کا تقویٰ، یوم آخرت کے لئے تیاری اور اپنے رب سے ملاقات کے لئے مستعدی کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ایک کفن بنوا رکھا تھا۔ وہ ہر ماہ ایک بار اس کو پہنتے۔ انہوں نے صحیح وسالم ہوتے ہوئے بھی وصیت کرتے رہے۔ وہ ہر وصیت کی ایک مدت مقرر کرتے۔ جب وہ مدت مکمل ہو جاتی تو اس وصیت میں غور وخوض کرتے۔ یا تو اس کو بدل دیتے یا اس میں ترمیم کر دیتے یا اس کو بعینہٖ دوبارہ جاری کر دیتے۔

ابوالعالیہؒ پاکیزہ نفسی، رحمت ربانی پر اعتماد اور نبیؐ سے ملاقات کے عالم شوق میں ۹۰ ہجری کے ماہِ شوال میں اپنے رب کی ملاقات کے لئے عازم سفر ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# اَحنف بن قیسؒ

دمشق موسم بہار میں شاداب و گھنے اور عطر بیز باغات سے مہک رہا تھا۔ امیر المومنین معاویہ بن ابوسفیان کا ایوان اپنی طرف آنے والوں کے استقبال کے لئے اپنے دروازے کھولے ہوئے تھا۔ ابھی اولین ملاقاتی کو بھی خلیفہ کے پاس جانے کی اجازت نہیں ملی تھی کہ خلیفہ کی بہن ام حکم بنت ابوسفیان وہاں پردہ کے پیچھے بیٹھ گئیں تاکہ خلیفہ کی مجلس میں جو احادیث رسولؐ بیان ہوں ان کو سن سکیں اور ان نادر معلومات، عمدہ اشعار اور حکیمانہ بلاغت کے موتیوں کو چن سکیں۔

ام حکم عقلمند، بلند ہمت اور زود فہم خاتون تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ ان کے بھائی لوگوں کو ان کے مراتب کے اعتبار سے داخلے کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ دیگر لوگوں پر صحابہ رسولؐ کو مقدم ٹھہراتے ہیں۔ پھر کبار تابعین، علمائے دین اور حسب نسب میں بلند لوگوں کو درجہ دیتے ہیں۔

لیکن ام حکم دیکھتی ہیں کہ ان کا بھائی سب سے پہلے ملاقاتی کا استقبال کرتا ہے تو کوئی خاص اہتمام نہیں کرتا۔ وہ بھائی کو اس آدمی سے یہ کہتے ہوئے سنتی ہیں کہ:

''واللہ! اے احنف ایک بار میں جنگ صفین کو تصور میں لایا تو تیرا ہمیں چھوڑ کر علیؓ بن ابوطالب کے ساتھ جا ملنا مجھے یاد آ گیا۔ اس تصور نے میرے دل میں آتش غضب بھر دی ہے۔''

آدمی نے فوراً جواب دیا:

''واللہ! اے معاویہ جن دلوں کے اندر ہم نے تیرے خلاف بغض رکھا ہے، وہ ہمیشہ ہمارے سینوں میں رہیں گے۔ اور وہ تلواریں جن کے ساتھ ہم نے تجھ سے جنگ کی ہے ہمیشہ ہمارے ہاتھوں میں رہیں گی۔ اگر تو ایک انچ لڑائی کے قریب ہوگا تو ہم ایک بالشت ہوں گے۔ اگر تو چل کر اس طرف آئے گا تو ہم دوڑ کر آئیں گے۔

اور اللہ کی قسم! سن لے کہ تیری کسی عطا و بخشیش کی رغبت ہمیں تیرے پاس نہیں لائی، اور نہ کسی خوف نے ہمیں تیرا ساتھ دینے پر آمادہ کیا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہم تو معاملہ کو سلجھانے اور قوم کی شیرازہ بندی کرنے کی خاطر تیرے پاس آئے ہیں"۔

پھر وہ آدمی مڑا اور واپس چلا گیا۔

ام حکم نے جلدی سے پردہ ایک طرف ہٹایا تا کہ اس آدمی کو دیکھیں جس نے خلیفہ کو منہ توڑ اور اینٹ کا جواب پتھر سے دیا ہے۔ ام حکم دیکھتی ہیں کہ پستہ قامت، کمزور جسم، گنجے سر، غیر متوازن دانتوں، جھکی ہوئی ٹھوڑی، دھنسی ہوئی آنکھوں اور ٹیڑھے پاؤں کا ایک آدمی ہے گویا انسان میں جو عیب بھی ہو سکتا ہے وہ اس میں موجود تھا۔ ام حکم اپنے بھائی کی طرف متوجہ ہوئیں اور کہنے لگیں:

امیر المومنین! یہ کون ہے جو خلیفہ کے گھر میں آ کر دھمکیاں دیتا ہے اور آنکھیں دکھاتا ہے؟

معاویہؓ چونک کر بولے:

یہ وہ شخص ہے کہ جب غصے میں آتا ہے تو بنو تمیم کے ایک لاکھ آدمی غضبناک ہو جاتے ہیں۔ خواہ ان کو معلوم نہ ہو کہ وہ کس بات پر غصے میں آیا ہے۔

یہ بنو تمیم کے سردار، عرب کے نابغہ روزگار اور بطل فتح یاب احنفؒ بن قیس ہیں۔

آیئے ان کی زندگی کا واقعہ، اول سے سنیں!

.....

ہجرت سے تین سال قبل قیس بن معاویہ سعدی کے گھر ایک بچہ پیدا ہوا۔ اس نے بچے کا نام ضحاک رکھا مگر لوگوں نے اس کے پاؤں میں ٹیڑھ کی وجہ سے اس کو احنف کا لقب دے دیا۔ پھر اس لقب نے اصل نام کی جگہ لے لی۔

احنف کا والد قیس اپنے خاندان کا کوئی بڑا آدمی تھا نہ بڑے آدمیوں کا حاشیہ بردار بلکہ متوسط لوگوں میں سے تھا۔ احنف کی ولادت نجد کے علاقہ یمامہ کے مغربی حصہ میں بنو تمیم کی آبادی میں ہوئی۔ یہ نو مولود ابھی چلنے کے قابل بھی نہیں ہوا تھا کہ اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا لہٰذا اس نے یتیمی میں ہی پرورش پائی اور ابھی داڑھی مونچھ نہیں آئی تھی کہ نور اسلام نے اس کے دل کو منور کر دیا۔

رسول اللہؐ نے اپنی وفات سے چند سال قبل احنف بن قیس اور ان کی قوم کو دعوت اسلام دینے کے لئے ایک داعی بھیجا۔ داعی رسولؐ نے احنف کی قوم کے سرکردہ افراد سے ملاقات کی اور ان کو ایمان لانے کے لئے قائل کرنے لگے۔ ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو قوم خاموش ہو گئی وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ احنف وہاں موجود تھے، انہوں نے پہل کرتے ہوئے کہا:

"اے میری قوم! میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تم شش و پنج میں پڑ گئے ہو۔ ایک قدم آگے بڑھاتے ہو تو دوسرا پیچھے لے آتے ہو؟ یہ آدمی تو تمہیں اخلاق حسنہ کی طرف بلا رہا ہے اور اخلاق لئیمہ سے منع کر رہا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے تو اس کے منہ سے جو کچھ سنا ہے بھلا ہی سنا ہے۔



www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لہٰذا اس داعی ہدیٰ کی دعوت قبول کرلو، تم دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو سمیٹ لو گے۔"

قوم نے بلا تاخیر اسلام قبول کر لیا۔ یہ نوجوان بھی اسلام لے آیا۔ پھر قوم کے بڑے لوگ ایک وفد کی صورت میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضری کے لئے گئے۔ احنفؒ بن قیس اپنی کم سنی کے باعث اس وفد کی معیت میں نہ جا سکے اور شرف صحابیت سے محروم رہ گئے مگر رضا و دعائے رسولؐ سے محروم نہ رہے۔

احنف بیان کرتے ہیں کہ:

"میں عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا کہ میرا ایک شناسا مجھے ملا۔ اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کہا: "کیا میں تجھے ایک خوشخبری نہ سناؤں؟"

میں نے کہا "کیوں نہیں، سناؤ!"

اس نے کہا: "جب رسول اللہؐ نے مجھے تیری قوم کی طرف بھیجا تھا تا کہ میں انہیں اسلام کی دعوت دوں۔ جب میں نے انہیں دین اسلام میں داخل ہو جانے کی دعوت دی تو تم نے جو کچھ کہا تھا تمہیں یاد ہے؟"

میں نے کہا: ہاں

اس نے کہا: میں نے نبی کریمؐ کی خدمت میں آ کر تمہاری گفتگو سنائی تو آپؐ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْاَحْنَفِ "اے اللہ! احنف کو بخش دے"

احنفؒ کہا کرتے تھے کہ قیامت کے روز میرے اعمال میں دعائے رسولؐ سے بڑھ کر امید افزا کوئی عمل نہیں ہو سکتا۔

.....

جب رسول کریمؐ رفیق اعلیٰ کے پاس چلے گئے اور مسیلمہ کذاب اپنے کذب و افترا کے ساتھ لوگوں کے سامنے آیا تو لوگوں میں سے جن کو مرتد ہونا تھا، مرتد ہو گئے۔ اسی عرصہ میں احنف بن قیس بھی اپنے چچا "متشمس" کے ساتھ مسیلمہ کے پاس گئے۔ تا کہ اس کو مل کر اسکے عقائد و نظریات کو جان سکیں۔ احنف ان دنوں اوائل شباب میں تھے۔

جب دونوں چچا بھتیجا اس کے پاس سے باہر آئے تو چچا نے بھتیجے سے پوچھا: "بیٹا! تم نے اس آدمی کو کیسا پایا ہے؟"

بھتیجا: "میں نے تو اسے لوگوں اور اللہ کے خلاف جھوٹ گھڑنے والا پایا ہے۔" چچا نے مذاق سے کہا: کیا تو اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اگر میں تیرے بارے میں اس کو بتا دوں کہ یہ تجھے نبی نہیں مانتا تو؟"



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



احنف نے کہا: ''تب تو میں بھی وہاں پر آپ کو قسم دوں گا، تو کیا آپ یہ قسم اٹھالیں گے کہ آپ اس کی تکذیب نہیں کرتے؟''

اس بات پر چچا بھتیجا دونوں ہنس پڑے اور اپنے اسلام پر قائم رہے۔

.....

یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں ہے کہ جب آپ احنف کو کم سنی کے باوجود بڑے بڑے اور سنگین معاملات میں گھرا دیکھیں تو تعجب و دہشت آپ کے اوپر طاری ہو جائے مگر اس وقت آپ کا یہ تعجب ختم ہو جائے گا اور دہشت زائل ہو جائے گی جب آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ بنو تمیم کا یہ نوجوان ذہانت کی حدت، ذکاوت کی شدت، نظر کی صداقت اور صفائی فطرت میں نادر الدھر آدمی تھا۔

وہ اپنی نوعمری میں ہی بزرگوں کی مجلسوں میں بیٹھنے لگ گیا تھا، ان کی دانشمندانہ مشاورتوں میں شریک ہوتا، کانفرنسوں میں حاضری دیتا، اور حکماء و علماء کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرتا تھا۔

اس نوجوان نے اپنے بارے میں خود بیان کیا ہے:

''جس طرح ہم علماء سے علم سیکھنے کے لئے ان کی مجلسوں میں جاتے تھے اسی طرح قیس بن عاصم منقری کی مجلس میں جاتے تھے تاکہ ان سے حلم سیکھیں''۔

احنفؒ سے پوچھا گیا کہ قیس کا حلم کہاں تک پہنچا ہوا تھا؟

احنفؒ نے جواب دیا: ''ایک بار میں ان کے پاس آیا تو وہ گھر کے صحن میں بیٹھے تلوار حمائل کئے اپنی قوم سے محو گفتگو تھے۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہمیں چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیں۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے پاس دو نوجوان لائے گئے ہیں۔ ایک کے بازو اس کی پشت پر باندھے ہوئے تھے اور دوسرا قتل کر دیا گیا تھا۔ قیس بن عاصم منقری سے کہا گیا کہ یہ آپ کا بھتیجا ہے اس نے آپ کا فلاں بیٹا قتل کر دیا ہے۔

واللہ! یہ خبر سن کر قیس کی پدرانہ محبت نے جوش مارا نہ انہوں نے گفتگو کو ادھورا چھوڑا۔ فارغ ہو کر اپنے بھتیجے کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: ''بھتیجے! تو نے اپنے چچازاد کو قتل کر کے اپنے ہاتھ سے اپنے رشتہ کو کاٹ ڈالا ہے۔ اور خود کو اپنا ہی تیر مار لیا ہے۔''

پھر اس نے اپنے دوسرے بیٹے سے کہا:

''بیٹا اٹھو اور اپنے چچازاد کے بازو کھول دو اور اپنے بھائی کو دفن کر دو۔ پھر اپنے بھائی کی ماں کو سو اونٹ دیت دے آؤ، وہ بیچاری مفلس ہے۔''

.....

احنفؒ بن قیس کو جلیل القدر صحابہؓ سے تلمذ کا موقع بھی ملا۔ جن میں عمر فاروقؓ سرفہرست ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



احنف ان کی مجلسوں میں حاضر ہوتے، ان کے وعظ سنتے اور ان کے قضایا و احکام کو حفظ کرتے۔ وہ ان بہترین طلباء میں سے تھے جن کو مدرسہ فاروقیہ نے تیار کیا۔ احنف اپنے عبقری و بے مثال استاذ سے سب سے زیادہ متاثر ہونے والے شاگرد تھے۔

ایک بار ان سے پوچھا گیا کہ تمہیں یہ وقار و حکمت کہاں سے ملی ہے؟

انہوں نے جواب دیا: ''ان کلمات سے جو میں نے عمر فاروقؓ سے سنے۔ وہ فرماتے تھے:

- ''جو آدمی ٹھٹھہ و مذاق میں لگا رہتا ہے، لوگوں میں اپنی قدر گھٹا لیتا ہے۔
- اور جو شخص جس کام کو زیادہ کرتا ہے وہ اسی میں مشہور ہو جاتا ہے۔
- جس کی باتیں زیادہ ہوں گی، اس کی لغزشیں بھی زیادہ ہوں گی۔
- اور جس کی لغزشیں زیادہ ہوں گی، اس میں حیا کم ہو جائے گی۔
- اور جس میں حیا کم ہو جائے، اس میں تقویٰ کم ہو جاتا ہے۔
- اور جس کا تقویٰ کم ہو جائے، اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے۔''

.....

احنف اپنی قوم میں اعلیٰ حسب رکھتے تھے نہ بڑے والدین کے بیٹے تھے اس کے باوجود انہوں نے اپنی قوم کی قیادت و سیادت کی۔

بہت سے لوگوں نے ان سے اس بات کا راز پوچھا کہ

اے ابو بحر! کونسا آدمی اپنی قوم کی سیادت کر سکتا ہے؟

احنفؒ نے کہا: ''جس آدمی میں یہ چار صفات ہوں وہ اپنی قوم کی اس طرح سیادت کر سکتا ہے کہ کوئی اس کو اس کے مرتبے سے ہٹا نہیں سکتا۔

پوچھا گیا کہ وہ چار صفات کیا ہیں۔

احنف نے کہا: جس کا دین اس کے لئے ڈھال ہو۔

اور جس کا کوئی اعزاز اس کی حفاظت کرتا ہو۔

اور جس کی عقل اس کی رہنمائی کرتی ہو۔

اور حیا کی صفت اس کو برائی سے روکے رکھتی ہو۔

.....

احنف ان حلیم ترین عربوں میں سے ایک ہیں جن کے حلم کی ضرب الامثال بنی ہوئی ہیں۔ وہ حلم کی اس بلندی کو پہنچے ہوئے تھے کہ عمر بن اصتم نے ایک آدمی کو اکسایا کہ وہ احنف کو ایسا سب و شتم کرے جو اس کے غضب کو بڑھکا دے۔ لیکن احنفؒ اس شخص کی بدزبانی کو مسلسل خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جب آدمی نے دیکھا کہ وہ تو کوئی جواب نہیں دے رہے تو اس نے ان کی انگلی اپنے منہ میں ڈال لی اور اس کو چبانے لگا۔ احنف کہہ رہے تھے "ہائے افسوس! اللہ کی قسم میں نے اس کو جواب اس لئے نہیں دیا تھا کہ میں اس کے نزدیک حقیر و ذلیل آدمی ہوں۔"

.....

ایک بار احنفؒ بصرہ کے گردونواح میں خالی ہاتھ گھوم رہے تھے کہ ایک آدمی نے ان کے سامنے آ کر انہیں گالیاں دینا اور برا کہنا شروع کر دیا۔ وہ شخص بدترین زبان استعمال کر رہا تھا جبکہ احنفؒ خاموشی سے اپنے راستے پر چلتے جا رہے تھے۔ جب لوگوں کے قریب پہنچ گئے تو احنف نے آدمی کی طرف دیکھا اور کہا: "اے برادر زادے! اگر تیری کوئی بدزبانی باقی رہ گئی ہے تو ابھی کہہ لے اگر میری قوم نے تجھے کچھ کہتے سن لیا تو ان سے تجھے تکلیف پہنچے گی۔"

.....

اس سب کچھ کے ساتھ احنفؒ عبّاد و زہّاد اور صوّام و قوّام آدمی تھے۔ جب رات ہو جاتی تو چراغ جلا کر قریب رکھ لیتے اور محراب میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔ وہ اللہ کے عذاب کے خوف اور غضب کے ڈر سے جاں بلب مریض کی طرح سسکتے اور متاعِ گراں بہا کھو دینے والے شخص کی طرح روتے۔ جب انہیں اپنے کسی گناہ کا احساس ہوتا یا کوئی عیب سامنے آتا تو اپنی انگلی کو چراغ کے شعلے کے نزدیک کرتے اور کہتے:

احنف! محسوس کرو!

تمہیں فلاں روز کس چیز نے یہ کام کرنے پر اکسایا تھا۔؟

احنفؒ تم ہلاک ہو جاؤ! جب تم اس چراغ کے شعلے کی حدت برداشت نہیں کر سکتے تو کل جہنم کے شعلوں اور ان سے پہنچنے والی تکلیف کو کیسے برداشت کرو گے؟

اے اللہ! اگر تو مجھے معاف کر دے تو یہ تیرے لائق ہے اور اگر عذاب دے تو میں اس عذاب کے لائق ہوں۔"

.....

خلافت فاروقؓ کے اوائل کا واقعہ ہے کہ بنو تمیم کے احنفؒ بن قیس کا گروہ تیز دھار تلواریں پہنے صافن گھوڑوں پر سوار، احساء و نجد سے بصرہ کی جانب رواں دواں ہے۔ قوت و شجاعت سے عبارت اس لشکر کے ساتھ ان کا نوجوان احنفؒ بن قیس بھی ہے۔ یہ لوگ ان مسلمان جماعتوں سے ملنا چاہتے ہیں جو عتبہ بن غزوان کی قیادت میں جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے ایران سے ٹکر لینے کے لئے جمع ہوئی۔ یہ لوگ اس عمل جہاد سے اللہ کے ہاں بہترین ثواب کے مستحق ٹھہرنا چاہتے ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک روز عتبہ بن غزوان کو امیر المومنین عمر بن خطابؓ کا خط موصول ہوا جس میں عتبہ کو لکھا گیا تھا کہ وہ ان دس بہترین فوجیوں کو خلیفہ کے پاس بھیجے جن کی میدان جنگ میں شجاعت و مہارت مسلمہ ہے۔ تاکہ ان سے یہ معلوم ہو سکے کہ لشکر کی صورتحال کیا ہے اور پھر اس کی روشنی میں کوئی حکمت عملی تیار کی جا سکے۔

عتبہ بن غزوان نے فوراً خلیفہ کے حکم کی تعمیل کی اور لشکر کے دس بہترین آدمیوں کو تیار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا۔ احنفؒ بن قیس بھی ان آدمیوں میں شامل تھے۔

ارکان وفد امیر المومنین کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے ان کو خوش آمدید کہا اور اپنے قریب بٹھایا۔ پھر ان کی ذاتی اور عامۃ الناس کی حوائج و ضروریات کے متعلق دریافت کیا۔

وفد نے ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا:

جہاں تک عامۃ الناس کی ضروریات کا تعلق ہے، ان کے ذمہ دار تو آپ ہیں۔ لہٰذا آپ ہی ان کو پورا کریں گے۔ رہی بات ہماری ذاتی ضروریات کی تو وہ ہم بیان کئے دیتے ہیں۔ پھر لوگوں میں سے ہر کسی نے اپنی اپنی ضرورت بیان کی۔

احنفؒ بن قیس ارکان وفد میں سب سے کم سن تھے اس لئے ان کو آخر میں بات کرنے کا موقع ملا۔

انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد کہا:

''جناب امیر المومنین! وہ فوجیں جو مصر میں اتری ہیں، سبز و شاداب زمینوں اور فراعنہ کے شاد و آباد گھروں میں ٹھہری ہوئی ہیں۔ اور وہ فوجیں جو دیار شام میں گئی ہیں، باغات و ثمرات سے بھرے قیاصرہ کے گھروں میں رہ رہی ہیں۔ اور وہ افواج جو سرزمین ایران میں اتری ہیں وہ میٹھے پانیوں کی نہروں اور قیاصرہ کے جنت نظیر گھروں میں فروکش ہیں۔ لیکن ہماری قوم کے لوگ جو بصرہ میں پڑاؤ ڈالے ہیں، وہ تو شور زدہ اور بنجر زمین میں ٹھہرے ہوئے ہیں جس کی مٹی خشک ہوتی ہے نہ کوئی سبزہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ایک جانب کڑوا سمندر ہے اور دوسری طرف چٹیل میدان!

لہٰذا، جناب امیر المومنین! آپ ان لوگوں کی تنگی و ترشی کا ازالہ کیجئے اور ان کی زندگی میں خوشحالی کا عنصر داخل کیجئے۔ بصرہ میں گورنر کو حکم دیجئے کہ وہ ان لوگوں کے لئے میٹھے پانیوں کی نہریں کھدوائے تاکہ لوگ ان سے اپنے مویشیوں اور کھیتوں کو سیراب کر سکیں۔ اس طرح ان کے حالات بہتر کیجئے خوشحال ہوں گے۔ گرانی کا خاتمہ ہوگا اور وہ جہاد فی سبیل اللہ کے معاون و مددگار بن سکیں گے۔''

عمر فاروقؓ نے حیرت و تعجب سے اس نوجوان کی طرف دیکھا اور ارکان وفد سے کہا: تم نے یہ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بات کیوں نہیں کہی! واللہ یہ نوجوان سردار ہے۔

پھر ارکان وفد کو ان کے انعامات حوالے کئے تو احنفؒ کو بھی اس کا انعام دیا گیا۔

انعام دیکھ کر احنفؒ نے کہا: ''بخدا! جناب امیر المومنین ہم اپنی سواریوں کو ہلاک کرتے ہوئے صبح و شام جنگل بیابانوں کا سفر کر کے اس لئے نہیں آئے کہ انعامات حاصل کریں۔ مجھے آپ کے انعام کی کوئی ضرورت نہیں، میری ضرورت تو وہ ہے جو میری قوم کی ضرورت ہے اور میں نے وہ بیان کر دی ہے۔ اگر آپ اسے پوری کر دیں گے تو آپ اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں گے۔''

یہ بات سن کر تو عمر فاروق کی حیرت میں اور اضافہ ہو گیا وہ بولے: ''یہ لڑکا اہل بصرہ کا سردار ہے''

مجلس ختم ہوئی تو لوگ رات گزارنے کے لئے اپنی اقامت گاہوں کی طرف جانے لگے، اس دوران عمر فاروقؓ نے ان کے سامان پر نظر ڈالی تو ایک کپڑے کا کنارہ ایک تھیلے سے باہر نکلا ہوا نظر آیا۔ عمر فاروقؓ اٹھے اور اس کپڑے کو چھو کر دیکھا اور پوچھا:

یہ کپڑا کس کا ہے؟

احنفؒ بولے: امیر المومنین! میرا ہے۔

احنفؒ کو معلوم ہو گیا تھا کہ خلیفہ اس کپڑے کو قیمتی سمجھ رہے ہیں۔ اور یہی ہوا کہ خلیفہ نے بھی یہ سوال کر ڈالا کہ کتنے میں خریدا ہے؟

احنفؒ نے کہا: آٹھ درہم میں۔ حالانکہ یہ بارہ درہم میں خریدا گیا تھا۔

احنفؒ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اس کے علاوہ کبھی جھوٹ بولا ہو۔

عمرؓ نے مشفقانہ نظر سے ان کی جانب دیکھا اور کہا:

تمہیں ایک درہم والا کپڑا کافی کیوں نہ ہوا؟ اور تو نے بقیہ مال ایسی جگہ کیوں خرچ نہ کیا جس سے کسی مسلمان کی مدد ہو جاتی؟

پھر فرمایا:

''روپیہ پیسہ اتنا ہی خرچ کرو جتنا تمہاری ضرورت کو پورا کر دے اور زندگی برقرار رکھے۔ باقی مال ایسی جگہوں پر خرچ کرو جہاں سے تمہارے دلوں کو بھی سکون ملے اور منافع بھی حاصل ہو۔''

احنف نے یہ سنا تو شرم کے مارے گردن زمین کی طرف جھکائے رکھی اور کچھ نہ بولے۔

.....

امیر المومنین نے وفد کو واپس بصرہ جانے کی اجازت دے دی مگر احنفؒ بن قیس کو واپسی کی اجازت نہ دی۔ خلیفہ نے ان کو پورا ایک سال اپنے پاس ٹھہرائے رکھا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دراصل عمر فاروقؓ کی دور بین نگاہ نے اس تمیمی نوجوان کے ذہن کی حدت، بیان کی وضاحت، نفس کی رفعت، عزائم کی بلندی اور قدرتی صلاحیتوں سے مالا مال ہونے کی خوبی کا ادراک کر لیا تھا۔

وہ چاہتے تھے کہ اس نوجوان کو اپنے قریب رکھیں تاکہ اپنی نظروں کے سامنے اس کی تربیت کر سکیں اور وہ کبار صحابہؓ سے ملاقات کرے، ان سے رشد و ہدایت کی دولت فراواں پائے اور تفقہ فی الدین کی صلاحیت سے بہرہ مند ہو۔

عمرؓ فاروق یہ بھی چاہتے تھے کہ اسے مسلمانوں کے معاملات کی کوئی ذمہ داری سونپنے سے قبل، قریب سے اس کا جائزہ لیں اور اس کے دل کی کیفیت جانیں۔

عمر فاروقؓ یہ کام اس لئے کرنا چاہتے تھے کہ وہ فصیح و بلیغ ذہین لوگوں سے بہت زیادہ اندیشہ محسوس کرتے تھے۔ اس لئے کہ اگر یہ لوگ درست رہتے ہیں تو دنیا کو خیر و فلاح سے بھر دیتے ہیں اور اگر مبتلائے فساد ہو جاتے ہیں تو ان کی ذہانت و ذکاوت لوگوں کے لئے وبال جان بن جاتی ہے۔

جب ایک سال مکمل ہو گیا تو عمر فاروقؓ نے احنفؒ سے کہا:

احنفؒ! میں نے تجھے اچھی طرح آزمایا ہے اور تیرا بھرپور جائزہ لیا ہے۔ میں نے تو تجھے اچھا ہی پایا ہے۔ میں نے تیرے ظاہر کو اچھا پایا ہے اور امید ہے کہ تیرا باطن بھی ظاہر کی مانند ہی ہوگا۔

پھر عمر فاروقؓ جنگ فارس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس جنگ کے کمانڈر ابو موسیٰ اشعریؓ کو خط لکھا کہ احنفؒ بن قیس کو اپنے قریب رکھو، اس سے مشورہ لو اور اس کی بات کو اہمیت دو۔

.....

احنفؒ سرزمین فارس کے مشرق و مغرب میں پھیلے اسلام کے جھنڈوں تلے جمع مسلمانوں کے ساتھ جا ملے۔ شجاعت و بطالت کی ایسی علامات کا اظہار کیا جن سے ان کا نیزہ بلند ہو گیا اور قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ انہوں نے اور ان کی قوم بنو تمیم نے دشمن کے خلاف میدان جنگ میں جانوں کی پروا کئے بغیر خوب داد شجاعت دی۔ تاج کسروی کا نگینہ ٹوسٹر شہر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں میں لا ڈالا اور ہرمزان ان کا قیدی بن گیا۔

ہرمزان ایران کے جنگجو قائدین میں سخت ترین، غیرت و خودداری کے اعتبار سے قوی ترین، عزیمت کے اعتبار سے عظیم ترین اور جنگی چالوں کا بہترین ماہر تھا۔ مسلمانوں کی فتوحات نے کئی بار اس کو ان سے مصالحت پر مجبور کیا مگر جونہی موقع ملتا وہ اپنے معاہدہ کو توڑ ڈالتا اور اس گمان میں رہتا کہ وہ غالب آ جائے گا۔

جب ٹوسٹر میں اس کا محاصرہ کیا گیا تو وہ ایک ناقابل رسائی قلعہ میں بند ہو گیا اور مسلمانوں سے کہنے لگا: میرے پاس ایک سو تیر ہے، جب تک ان میں سے ایک تیر بھی میرے پاس ہے تم مجھ تک نہیں پہنچ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سکتے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ میں ایک ایسا تیرانداز ہوں جس کا نشانہ خطا نہیں جاتا۔ اگر سو آدمی کو تم قتل و زخمی کروا کے مجھے قیدی بناؤ گے تو کیا فائدہ؟

مسلمانوں نے پوچھا: تو پھر تم کیا چاہتے ہو؟

ہرمزان نے کہا: میں تمہارے خلیفہ عمرؓ کے سامنے پیش ہونا چاہتا ہوں، وہ میرے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں۔

مسلمانوں نے کہا: تیرا یہ مطالبہ منظور ہے۔

اس نے کمان زمین پر پھینکتے ہوئے ہتھیار ڈال دیے۔ مسلمانوں نے اس کو بیڑیاں پہنائیں اور اس فتح کے بہادروں کے ایک وفد کے ساتھ اس کو مدینہ منورہ بھیج دیا گیا۔ خادم رسولؐ انس بن مالکؓ اور مدرسہ فاروقیہ کے تربیت یافتہ احنفؒ بن قیس ان لوگوں میں سرفہرست تھے۔

وفد امیر المومنین کو فتح کی خوشخبری سنانے، غنائم جنگ کا خمس بیت مال میں جمع کرانے اور معاہدوں کو پامال کرنے والے بدعہد کوان کے حوالے کرنے کے لئے مدینہ کی جانب محو سفر تھا، تاکہ امیر المومنین اس کے بارے میں اپنا فیصلہ صادر کریں۔

وفد نے مدینہ کے نواح میں پہنچ کر ہرمزان کو تیار کیا تاکہ اسے اصل ہیئت وصورت میں مسلمانوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

اسے قیمتی ریشم سے بنے اور سونے سے تار کشی کئے گئے اس کے کپڑے پہنائے۔ ہیرے جواہرات سے مرصع تاج اس کے سر پر رکھا اور لولو و یاقوت جڑی سونے کی چھڑی اس کے ہاتھ میں پکڑائی۔ وفد نے ابھی ارض یثرب پر پاؤں رکھا ہی تھا کہ ہر پیر و جوان انہیں دیکھنے کے لئے باہر نکل آیا۔ لوگوں نے اس قیدی کو دیکھا تو اس کی شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ اور ہیئت وصورت دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔

.....

وفد ہرمزان کو لئے عمرؓ فاروق کے گھر چلا گیا مگر فاروقؓ گھر پر موجود نہ تھے۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ کسی وفد کے استقبال وملاقات کے لئے مسجد گئے ہوئے ہیں۔

یہ وفد بھی مسجد پہنچ گیا مگر فاروقؓ وہاں بھی نہ ملے۔ جوں جوں خلیفہ کی تلاش میں وقت گزر رہا تھا، لوگوں کا اژدھام بڑھتا جا رہا تھا۔ ارکان وفد اسی حیرانی میں تھے کہ وہاں کھیلتے ہوئے چند بچوں نے ان سے پوچھا کہ ہم تمہیں آتے جاتے دیکھ رہے ہیں، کیا معاملہ ہے؟ کہیں امیر المومنین کو تو تلاش نہیں کر رہے؟

وفد نے کہا: ہاں! امیر المومنین کو تلاش کر رہے ہیں۔

بچوں نے کہا: وہ مسجد کے دائیں حصے میں اپنی رداء کو سرہانہ بنائے لیٹے ہوئے ہیں۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دراصل حضرت عمرؓ یہ حلہ (چادر) پہن کر کوفہ سے آنے والے ایک وفد سے ملاقات کے لئے باہر آئے تھے۔ جب وفد واپس چلا گیا تو عمرؓ نے چادر اتاری اور سر کے نیچے رکھ کر سو گئے۔

ہرمزان کو لے کر آنے والا وفد مسجد کے دائیں حصے میں چلا گیا۔ جب دیکھا کہ خلیفہ سو رہے ہیں تو ارکان وفد وہیں بیٹھ گئے اور اپنے قیدی کو بھی بٹھالیا۔

.....

ہرمزان عربی زبان کی ابجد بھی نہیں جانتا تھا اور اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ سویا ہوا شخص امیر المومنین عمر بن خطابؓ ہے۔ یہ بات حقیقت ہے کہ اس نے عمر فاروقؓ کے تقشف اور زینت سے بے رغبتی کے بارے میں تو سن رکھا تھا لیکن اس بات کا خیال بھی اس کے ذہن میں نہیں آ سکتا تھا کہ قاہر روم اور کسرائے ایران اس طرح مسجد میں کسی پردہ، سرہانہ اور نگران ودربان کے بغیر سو سکتا ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ لوگ خاموش بیٹھے ہیں تو اس نے سمجھا کہ وہ نماز کی تیاری کر رہے ہیں اور خلیفہ کے انتظار میں ہیں۔ لیکن احنفؒ بن قیس لوگوں کو اشارہ کر رہے تھے کہ خاموش رہو اور شور نہ کرو کہیں خلیفہ بیدار نہ ہو جائیں۔ وہ عمر فاروقؓ کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے جانتے تھے کہ عمرؓ رات کو کم ہی آنکھ لگاتے ہیں وہ یا تو محراب میں کھڑے ہو کر اللہ کی عبادت کر رہے ہوتے ہیں یا کپڑوں میں لپٹے مدینہ کے گلی کوچوں میں لوگوں کے احوال معلوم کر رہے ہوتے ہیں۔ یا رات کو مسلمانوں کے گھروں میں گھس آنے والوں پر نگاہ رکھنے والا نگران ہوتے ہیں۔ احنف کے اس انتباہ نے ہرمزان کی توجہ اس جانب مبذول کرا دی اور اس نے مغیرہ بن شعبہ کی طرف دیکھا۔ مغیرہ فارسی زبان جانتے تھے ہرمزان نے ان سے پوچھا:

یہ سویا ہوا شخص کون ہے؟

مغیرہ: یہ امیر المومنین عمرؓ ہیں۔

یہ سن کر ہرمزان کا منہ حیرت ودہشت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اور اس نے پوچھا: یہ عمرؓ ہیں؟ ان کا محافظ ودربان کہاں ہے؟

مغیرہ: ان کا کوئی محافظ ہے نہ دربان!

ہرمزان: انہیں تو نبی ہونا چاہئے تھا۔

مغیرہ: چونکہ محمدؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے یہ نبی نہیں مگر کام نبیوں والے کرتے ہیں۔

اب لوگوں کا ہجوم بڑھ گیا اور شور بلند ہونے لگا تو عمر فاروقؓ بیدار ہو گئے۔ اٹھ کر بیٹھ گئے اور ذرا خوف کے عالم میں لوگوں کی طرف دیکھا۔ دیکھتے ہیں کہ ایرانی امیر ہے جس کے سر پر رکھا ہوا تاج سورج کی شعاعوں سے جھلمل کر رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں وہ صولجان (چھڑی) ہے جس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے عمرؓ نے غور سے اس کو دیکھا اور کہا: یہ ہرمزان ہے؟ احنفؒ نے کہا: جی ہاں! امیر المومنین!



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عمر فاروقؓ نے ہرمزان کے سونے، ریشم اور ہیرے جواہرات پر ایک غائر نظر ڈالی۔ پھر چہرہ پھیر لیا اور کہا: میں آگ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اور دنیا کے معاملات میں اللہ کی مدد چاہتا ہوں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے یہ دنیا اور اس کے پجاری اسلام کے تابع کر دیئے۔ پھر انہوں نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

''اے مسلمانو! دین کو مضبوطی سے پکڑ لو۔

اپنے نبی کی رہنمائی سے ہدایت پا جاؤ۔

تمہیں دنیا کسی تکبر میں مبتلا نہ کرے، یہ دنیا تو سراسر دھوکہ و فریب ہے.....''

خلیفہ گفتگو سے فارغ ہوئے تو احنفؒ بن قیس نے ان کو فتح کی خوشخبری سنائی اور ان غنائم جنگ کے بارے میں بتایا جو اللہ تعالیٰ نے پانی کی طرح ان پر بہائے تھے۔ احنف نے امیر المومنین سے کہا:

جناب امیر المومنین! ہرمزان نے ہمیں گرفتاری دی اور یہ مطالبہ کیا کہ وہ آپ کے سامنے پیش ہونا چاہتا ہے، آپ چاہیں تو اس سے بات کر لیں۔

عمر فاروقؓ نے کہا: میں اس وقت تک اس سے کلام نہیں کروں گا جب تک تم اس سے رعونت و تکبر کے مظاہر اتار نہیں پھینکتے۔ انہوں نے اس کا لباس اور تاج اتار دیا، چھڑی اس کے ہاتھ سے لے لی۔ اور اس کو موٹا کپڑا پہنا دیا جس سے اس کا بدن باپردہ ہو گیا۔

اب عمر فاروقؓ نے اس کی جانب دیکھا اور کہا:

ہرمزان! سناؤ کیسے ہو۔ تم نے بدعہدی کا انجام کیسا پایا؟

ہرمزان نے ذلت کے مارے سر زمین پر جھکائے رکھا اور کہا:

اے عمرؓ! ہم اور تم جاہلیت میں تھے تو اللہ ہمارے ساتھ تھا نہ تمہارے ساتھ! اس وقت تو ہم تمہارے اوپر غالب آ گئے تھے۔ پھر تم مسلمان ہو گئے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو گیا اور تم ہمارے اوپر غالب آ گئے۔

عمر فاروقؓ نے کہا: تم ہمارے اوپر اس وجہ سے غالب آئے تھے کہ تم متحد تھے اور ہم منتشر!

پھر عمر فاروقؓ نے غضبناک نگاہ سے اس کی طرف دیکھا اور کہا:

ہرمزان! تم کس وجہ سے بار بار معاہدہ توڑ ڈالتے تھے؟

ہرمزان: اگر میں سچ بتاؤں گا تو خدشہ ہے کہ تم مجھے قتل کر دو گے۔

عمرؓ: تم بتاؤ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

جب ہرمزان نے عمرؓ سے یہ الفاظ سنے تو اس کا خوف تھوڑا زائل ہو گیا۔ اور اس نے کہا: مجھے پیاس لگی ہوئی ہے۔ عمر فاروقؓ نے حکم دیا کہ اس کو پانی پلاؤ۔ پانی ایک گندے پیالے میں لایا گیا تو



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہرمزان نے اس کو دیکھ کر کہا: میں پیاسا مر جاؤں گا لیکن اس پیالے میں پانی نہیں پیوں گا۔ عمر فاروقؓ کے حکم پر کسی دوسرے برتن میں پانی لایا گیا۔ جب پانی اس کو پکڑایا گیا تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ عمر فاروقؓ نے پوچھا: ''تمہیں کیا بات ہے؟''

ہرمزان: مجھے خطرہ ہے کہ میں پانی کا یہ گھونٹ پینے کے بعد قتل کر دیا جاؤں گا۔

عمرؓ: تم پانی پیو۔ پانی پینے تک تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔

بس یہ سننا تھا کہ ہرمزان نے برتن الٹایا اور پانی انڈیل دیا۔

عمر فاروقؓ نے کہا اسے اور پانی لا کر دو، اور اس پر پیاس و قتل کو اکٹھا نہ کرو۔

ہرمزان نے کہا: مجھے پانی کی کوئی ضرورت نہیں، میں تو پانی کا مطالبہ کر کے قتل سے محفوظ ہونا چاہتا تھا۔

عمر فاروقؓ: میں تو تمہیں قتل کر کے چھوڑوں گا۔

ہرمزان: تم نے مجھے محفوظ قرار دیا ہے۔

عمر فاروقؓ: تم جھوٹ بول رہے ہو۔

انس بن مالک نے عمر فاروقؓ کے یہ الفاظ سنے تو کہنے لگے امیر المومنین! یہ سچ کہہ رہا ہے، آپ نے اس کو محفوظ قرار دیا ہے۔

عمرؓ فاروق: انسؓ! حیرت ہے آپ پر! کیا میں آپ کے بھائی براءؓ بن مالک اور مجزاۃؓ بن ثور کے قاتل کو چھوڑ دوں؟ یہ تو نہیں ہو سکتا!

انس بن مالکؓ نے کہا: آپ اسے کہہ چکے ہیں کہ تم مجھے اصل بات بتاؤ، تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اور یہ بھی آپ نے کہا ہے کہ تمہیں پانی پینے تک کچھ نہیں کہا جائے گا۔

احنفؒ بن قیس نے بھی انسؓ کے موقف کی تائید کی۔ اور حاضرین نے بھی اقرار کیا کہ امیر المومنین ہرمزان کو محفوظ قرار دے چکے ہیں۔

یہ صورت حال دیکھ کر عمر فاروقؓ نے ہرمزان کی طرف غضب بھری نگاہ سے دیکھا اور کہا: تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے، اللہ کی قسم! میں مسلمان کے سوا کسی کے حق میں دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ یہ سن کر ہرمزان مسلمان ہو گیا اور عمر فاروقؓ نے دو ہزار کی رقم اس کے لئے بطور وظیفہ مقرر کر دی۔

.....

مسلمانوں کے ساتھ ایرانیوں کی بدعہدی کی کثرت کا عمر فاروقؓ کو بڑا قلق تھا۔ انہوں نے اس وفد کے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا:

''کیا مسلمان ذمیوں کو تنگ کرتے ہیں اور ان سے برا سلوک کرتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیے معاہدوں کو توڑ ڈالتے ہیں؟۔"

ارکان وفد نے کہا: امیر المومنین! اللہ کی قسم! ہمیں تو معلوم نہیں کہ کسی شخص نے ان کے ساتھ کوئی زیادتی کی ہو یا ان سے کیے عہد کو توڑا ہو یا توڑنے کی کوشش کی ہو۔

عمرؓ فاروق نے کہا: تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ جب بھی موقع پاتے ہیں، تم سے کیے معاہدوں کو توڑ ڈالتے ہیں؟

اہل وفد نے اس سوال کا جو جواب دیا، عمرؓ فاروق اس سے مطمئن نہ ہوئے۔

امیر المومنین کی بے اطمینانی دیکھ کر احنفؒ بن قیس کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

امیر المومنین! آپ نے جو کچھ پوچھا ہے اس کا جواب میں دیتا ہوں۔

امیر المومنین نے کہا: تم بتاؤ اس کی کیا وجہ ہے؟

احنفؒ نے کہا: "جناب امیر المومنین! آپ نے ہمیں بلاد فارس میں داخل ہونے سے منع کر رکھا ہے۔ آپ نے ہمیں کہا تھا کہ اہل فارس کی جتنی زمین اور شہر ہمارے قبضے میں ہیں انہی پر اکتفا کریں۔

جب تک ایرانیوں کا بادشاہ زندہ رہا اور سلطنت قائم رہی وہ بار بار ہم سے جنگ کرتے رہے۔ تاکہ ہم سے اپنے علاقے اور قیدی واگزار کرائیں۔ اس دوران ان کی پکار پر وہ لوگ بھی ان کے ساتھ جا ملتے رہے جن سے ہم نے معاہدہ کیا ہوتا تھا۔

اور امیر المومنین! یہ بات تو حقیقت ہے کہ ایک ملک میں دو بادشاہتیں نہیں چل سکتیں، لازمی ہے کہ ایک بادشاہت دوسری کا خاتمہ کر دے۔

اگر آپ ہمیں ان کے علاقوں میں داخلے کی اجازت دے دیتے اور ہم ان کی سلطنت پر قابض ہو جاتے تو ان کی امیدیں دم توڑ جاتیں۔ ان کی چھیڑ خانی بند ہو جاتی اور معاملہ ہمارے ہاتھ میں آ جاتا"

عمر فاروقؓ نے احنفؒ کی یہ توجیہہ سن کر کچھ دیر کے لئے سر جھکایا پھر کہا:

احنفؒ تم نے درست کہا ہے اور مجھے ایسی حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے جو میری نظر سے اوجھل تھی۔

اس کے بعد احنف کو جو مقام ملنا چاہئے تھا وہ ملا۔ احنف کی یہی وہ رائے ہے جس کے باعث تاریخ کا دھارا بدل گیا تھا۔

احنف بن قیس نے ۷۲ ہجری کو وفات پائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ

وہ خوبصورت، جاذب نظر، شیریں بیان، عذب المقال، نہ زیادہ لمبے نہ اتنے چھوٹے کہ آنکھوں کو بھلے معلوم نہ ہوں۔ اس کے ساتھ وہ خوش لباس، دیدہ زیب اور خوشبو پسند آدمی تھے۔ ان کی اس انفرادیت کی وجہ سے لوگ انہیں دیکھنے سے پہلے ہی پہچان لیتے۔

یہ نعمان بن ثابت بن مرزبان ہیں جن کی کنیت ابوحنیفہؒ ہے۔

یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے فقہ کے اسرار و رموز اور حقائق و دقائق سے پردہ ہٹایا۔

.....

ابوحنیفہؒ نے بنوامیہ کے آخری دور کا کچھ حصہ اور عہد بنوعباس کے اوائل کا کچھ حصہ پایا۔

انہوں نے ایسے دور میں زندگی گزاری جس میں والیان و خلفا نے وظائف کے مستحقین پر عطیات و مواہب کی بارش کر رکھی تھی۔ حتیٰ کہ ان اصحاب مواہب کو کھلا رزق ملتا تھا لیکن انہیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یہ رزق کہاں سے آ رہا ہے۔

خلفاء کی اس جود و سخا کے باوجود ابوحنیفہؒ نے اپنے علم و نفس کو اس چیز سے بالا رکھا اور اپنے معاملے کو یہیں تک محدود رکھا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی ہی کھائیں اور ہمیشہ اپنے ہاتھ کو بلند ہی رکھیں۔

ایک بار خلیفہ منصور نے انہیں ملاقات کے لئے بلایا۔ جب آپؒ خلیفہ کے پاس گئے تو اس نے ان کا خیر مقدم کیا اور بہت زیادہ عزت و توقیر دی۔ اپنے قریب بٹھایا اور دین و دنیا کے بہت سے مسائل پوچھے۔ جب ابوحنیفہؒ جانے لگے تو منصور نے ایک تھیلی ان کی جانب بڑھائی جس میں تیس ہزار درہم تھے۔ منصور ایک کنجوس آدمی کے طور پر مشہور تھا اس کے باوجود اس نے اتنی بڑی سخاوت کی تھی۔ مگر ابوحنیفہؒ نے اس سے کہا:

امیر المومنین! میں بغداد شہر میں اجنبی ہوں۔ اس رقم کو سنبھالنے کے لئے میرے پاس کوئی جگہ نہیں ہے۔ لہٰذا میرے لئے یہ خطرہ بنی رہے گی۔ آپ اسے بیت المال میں سنبھال رکھیے،



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضرورت پڑنے پر میں آپ سے لے لوں گا''۔

منصور نے ان کی بات مان لی مگر کوئی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ابوحنیفہؒ عالم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ وفات کے بعد ان کے گھر میں اس رقم سے بھی دگنی لوگوں کی امانتیں پڑی تھیں۔

جب منصور کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے کہا:

اللہ ابوحنیفہؒ پر رحم فرمائے۔ انہوں نے ہمیں دھوکے میں رکھا اور ہم سے کوئی چیز لینے سے انکار کر دیا۔ اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ ہمیں ٹال دیا۔

.....

اس میں کوئی شک نہیں کہ ابوحنیفہؒ کا یہ یقین تھا کہ آدمی کے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ اور باعزت کوئی لقمہ نہیں ہو سکتا جو وہ کھاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے وقت کا ایک حصہ تجارت کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ وہ خز (ریشم اور اون کی مصنوعات) کے کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ ان کا سامان تجارت عراق کے شہروں میں آتا جاتا تھا۔ ان کی دکان بہت معروف تھی، جہاں لوگ خریداری کے لئے آتے تھے۔ یہاں ان کے ساتھ کھرا معاملہ ہوتا اور لین دین میں امانت و دیانت سے کام لیا جاتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ اس دوران ایک بلند ذوق سے بھی آشنا ہوتے۔

ابوحنیفہؒ کی تجارت انہیں خیر کثیر اور مال وفیر دیتی تھی۔ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل تھا کہ وہ حلال طریقے سے مال کماتے اور بہترین مصرف میں خرچ کرتے۔

ان کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ جب ایک سال مکمل ہوتا تو وہ اپنے منافع اور بچت کا حساب لگاتے۔ جتنا مال ان کی ضرورت کے لئے کافی ہوتا وہ رکھ لیتے اور باقی کے ساتھ قراء و محدثین اور فقہاء و طلاب کی حوائج و ضروریات کا سامان خرید کر ان تک پہنچاتے۔ ان میں سے ہر کسی کے لئے نقدی کی صورت میں رقم بھی مخصوص ہوتی جو امام یہ کہتے ہوئے ان کے حوالے کرتے کہ:

''یہ تمہارے اموال کا منافع ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے بڑھایا ہے۔

اللہ کی قسم! میں اپنے مال سے تمہیں کوئی چیز نہیں دے رہا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جو تمہاری وجہ سے میرے اوپر بھی ہوا ہے۔

لہٰذا اللہ کے رزق میں اس کے سوا کسی کو تصرف کا اختیار نہیں''

.....

ابوحنیفہؒ کی سماحت و سخاوت کی خبریں مغرب و مشرق میں پھیل گئی تھیں، خصوصاً ان کے احباب و رفقاء میں تو اس کا بہت چرچا تھا۔ اس سلسلے میں ان کا ایک واقعہ ہے کہ ان کا ایک ہم مجلس ایک روز ان کی



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دکان پر آیا اور کہنے لگا:

ابوحنیفہ! مجھے خز چاہئے۔

ابوحنیفہؒ نے پوچھا: کس رنگ میں؟

اس نے بتایا فلاں فلاں رنگ میں

ابوحنیفہؒ نے کہا: انتظار کرو۔ جب اس رنگ کا کپڑا میرے پاس آئے گا، میں آپ کے لئے سنبھال رکھوں گا۔

ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ کپڑے کی نئی کھیپ میں مطلوبہ کپڑا آ گیا۔

اس آدمی کا دکان پر سے گزر ہوا تو ابوحنیفہؒ نے اسے کہا: ''آپ کی چیز آ گئی ہے'' اور چیز نکال کر اس کے سامنے رکھ دی تو آدمی بہت حیران ہوا اور پوچھا کہ میں اس کی کیا قیمت ادا کروں؟

ابوحنیفہؒ نے کہا: ایک درہم!

آدمی نے تعجب کے ساتھ پوچھا کہ صرف ایک درہم؟

ابوحنیفہؒ: جی ہاں! ایک درہم!

آدمی: میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں۔

ابوحنیفہؒ: ''میں نے آپ سے مذاق نہیں کیا، بلکہ میں نے یہ اور ایک دوسرا کپڑا بیس دینار سونے اور ایک درہم چاندی میں خریدا تھا ان میں سے ایک کپڑا میں نے بیس دینار سونے میں بیچ دیا ہے۔ اور یہ کپڑا ایک درہم میں رہ گیا ہے۔ لہٰذا یہ ایک درہم ہی میں آپ کو ملے گا کیونکہ میں اپنے دوستوں سے منافع نہیں لیا کرتا۔''

.....

ایک بار ایک بڑھیا نے آ کر خز کپڑا مانگا، ابوحنیفہؒ نے کپڑا نکال کر اس کے سامنے رکھ دیا تو بڑھیا کہنے لگی: میں بوڑھی عورت ہوں، مجھے بھاؤ تاؤ کرنے کا کوئی پتہ نہیں۔

آپ تھوڑا منافع لے کر مجھے یہ کپڑا اسی قیمت پر دے دیں جس میں آپ نے خریدا ہے۔

ابوحنیفہؒ نے کہا: ''میں نے ایک ہی سودے میں دو کپڑے خریدے تھے۔ پھر میں نے ایک کپڑا لاگت سے چار درہم کم میں فروخت کر دیا، آپ یہ کپڑا چار درہم میں ہی لے جائیں۔ میں آپ سے کوئی نفع نہیں کماتا۔''

.....

ایک روز ابوحنیفہؒ نے اپنے پاس بیٹھے لوگوں میں سے ایک آدمی کو بوسیدہ پرانے لباس میں دیکھا۔ مجلس ختم ہونے کے بعد لوگ چلے گئے اور اس آدمی کے علاوہ وہاں کوئی نہ رہا تو ابوحنیفہؒ نے اس سے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کہا: یہ مصلّٰی اٹھاؤ اور جو کچھ اس کے نیچے ہے لے لو۔

آدمی نے مصلّٰی اٹھایا تو اس کے نیچے ایک ہزار درہم تھے۔

ابوحنیفہؒ نے آدمی سے کہا: یہ مال لے جاؤ اور اس سے اپنے حالات بہتر بناؤ!

آدمی نے کہا: میں خوشحال ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام کیا ہے، مجھے اس مال کی کوئی ضرورت نہیں۔

ابوحنیفہؒ نے کہا: ''جب اللہ تعالیٰ نے تم پر نعمت فرمائی ہے تو اس نعمت کے آثار کہاں ہیں؟ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان معلوم نہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ أَنْ یَّرٰی أَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ ''اللہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کے آثار دیکھنا چاہتا ہے'' لہٰذا تمہیں ظاہری ہیئت کو بہتر بنا کے رکھنا چاہیے تاکہ تم اپنے دوست کو پریشان نہ کرو۔''

.....

ابوحنیفہؒ کی سماحت وسخاوت اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ وہ جب بھی اپنے اہل وعیال پر کچھ خرچ کرتے تو اتنا ہی مال محتاج وفقرا پر بھی خرچ کرتے۔ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اتنی ہی قیمت کا کپڑا مساکین کو بھی پہناتے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ جب انہیں کھانا پیش کیا جاتا تو اپنے کھانے سے دگنا نکال کر الگ رکھ لیتے اور فقرا کو دے دیتے۔

.....

بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے اوپر یہ لازم کر رکھا تھا کہ اگر کبھی وہ اثنائے کلام میں اللہ کی قسم اٹھاتے تو اس پر ایک درہم چاندی صدقہ کرتے۔ پھر انہوں نے یہ عہد کر لیا کہ اگر کبھی اللہ کی قسم اٹھائیں گے تو لازماً ایک دینار سونا صدقہ کریں گے۔

لہٰذا اگر کبھی وہ سچی قسم بھی اٹھاتے تو ایک دینار سونا صدقہ کرتے۔ (یہاں سچی قسم کا ذکر ہوا ہے لہٰذا یہ بات ذہن میں رہے کہ امام جب بھی قسم اٹھاتے تھے سچی ہی اٹھاتے تھے، جھوٹی قسم کا تو ان کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا)۔

.....

حفص بن عبدالرحمٰن کسی کاروبار میں ابوحنیفہؒ کے حصہ دار تھے۔ ابوحنیفہؒ انہیں خز کپڑا دے کر عراق کے شہروں میں بھیجتے تھے۔ ایک بار انہوں نے بہت سا مال بھیجا اور حفص کو بتا دیا کہ فلاں فلاں کپڑے میں نقص ہے۔ اور کہا کہ جب یہ کپڑا فروخت کرو تو اس کے خریدار کو نقص سے آگاہ کر دینا۔

حفص نے سارا مال فروخت کر دیا لیکن خریداروں کو نقص کے بارے میں بتانا بھول گئے۔ انہوں نے ان خریداروں کی نشاندہی کے لئے بہت سوچا مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ جب ابوحنیفہؒ کو معاملہ کا علم



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوا تو وہ اس وقت تک پرسکون نہ ہوئے جب تک اس سامان کی ساری قیمت صدقہ نہ کر دی۔

.....

سب سے بڑھ کر یہ کہ ابوحنیفہؒ بہترین معاشرت اور شیریں مؤانست رکھنے والے فرد تھے۔ ان کے پاس بیٹھنے والا ان سے سعادت پاتا اور دور رہنے والا خواہ دشمن ہی ہوتا برے لفظوں میں یاد نہ کیا جاتا۔ ان کے ایک دوست کا کہنا ہے کہ میں نے عبداللہ بن مبارکؒ کو سفیان ثوریؒ سے یہ کہتے ہوئے سنا: ''اے ابوعبداللہ! ابوحنیفہؒ کو کس چیز نے غیبت سے دور رکھا ہوا ہے؟ میں نے تو انہیں اپنے دشمن کا بھی برا تذکرہ کرتے نہیں سنا۔''

سفیان نے جواب دیا: ''ابوحنیفہؒ ایک دانا آدمی ہیں، وہ ایسی چیزوں کو اپنی حسنات پر مسلط نہیں کرتے جو ان حسنات کا خاتمہ کر کے رکھ دیں۔''

.....

ابوحنیفہؒ محبت و مودت سے لوگوں کے دل جیتنے کے بہت شوقین تھے۔ وہ اس بات کے بڑے حریص تھے کہ لوگ ہمیشہ صداقت پر قائم رہیں۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص ان کے پاس سے گزر رہا ہوتا اور بغیر قصد و ارادہ ان کے پاس بیٹھ جاتا تو جب اٹھ کر جانے لگتا تو ابوحنیفہؒ اس کے حالات دریافت کرتے۔ اگر وہ تنگ دست و فقیر ہوتا تو اس کی ضرورت پوری کرتے۔ بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے۔ کوئی مسئلہ ہوتا تو اس کو حل کرتے حتیٰ کہ اس کو اپنا گرویدہ بنا لیتے۔

.....

ان تمام صفات سے اول و آخر وہ صوام النہار، قوام اللیل، رفیق قرآن اور مستغفر اسحار تھے۔ عبادت میں ان کے اعماق و انہماک کا ایک سبب یہ تھا کہ ایک بار وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ: یہ شخص جسے تم دیکھ رہے ہو، پوری رات نہیں سوتا۔

ان الفاظ کا ابوحنیفہؒ کے کانوں میں پڑنا تھا کہ وہ کہنے لگے:

''میں لوگوں کی نظر میں جو کچھ ہوں، اللہ کی نظر میں وہ کچھ نہیں ہوں۔ اللہ کی قسم! آج کے بعد لوگ میرے بارے میں وہ کچھ نہیں کہیں گے جو میں کرتا نہیں ہوں۔ آج کے بعد میں سر کے نیچے سرہانہ نہیں رکھوں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ جاؤں۔''

اس روز کے بعد وہ ہمیشہ پوری پوری رات قیام میں رہتے۔ جب اندھیرا چھا جاتا اور پہلو بستر سے لگ جاتے تو ابوحنیفہؒ اٹھتے، بہترین کپڑے پہنتے، داڑھی کو کنگھی کرتے اور خوشبو سے آراستہ و مزین ہو کر محراب میں صف بچھاتے اور قیام نماز میں یا اجزاء قرآن پر جھکے تلاوت آیات میں یا عجز و انکسار کے عالم میں ہاتھوں کو بلند کئے دعا و مناجات میں ساری رات گزار دیتے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہوں نے کئی بار ایک ہی رکعت میں پورے قرآن مجید کی قرأت مکمل کی۔ اور بسا اوقات ایک ہی آیت کی قرأت میں ساری رات قیام کیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ایک رات وہ قیام کر رہے تھے اور ساری رات اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دہراتے ہوئے گزار دی کہ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ، وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ

یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے وہ دل کے تار توڑ ڈالنے والے آہ و بکا اور دلوں کو ریزہ ریزہ کر ڈالنے والی گریہ زاری میں مدہوش تھے۔

.....

ابو حنیفہؒ کے بارے میں مشہور ہے کہ انہوں نے چالیس برس عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ اس دوران ان کا یہ معمول ایک مرتبہ بھی ترک نہ ہوا۔ وہ جس جگہ فوت ہوئے وہاں انہوں نے سات ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔

وہ جب سورۃ زلزال پڑھتے تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور دل دہل جاتا۔ اپنی داڑھی کو پکڑتے اور کہتے:

اے وہ ہستی! جو ذرہ بھر بھلائی کا بدلہ بھلا ہی دے گا۔

اے وہ ہستی! جو ذرہ بھر برائی کا بدلہ برا ہی دے گا۔

اپنے بندے نعمان کو جہنم کی آگ سے بچا لے۔

اس کے درمیان اور اس چیز کے درمیان دوری پیدا کر دے جو آگ کے قریب پہنچانے والی ہے۔

اے ارحم الرٰحمین! اپنے بندے کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کر لے!

.....

ایک بار ابو حنیفہ النعمانؒ، امام مالکؒ کے پاس گئے تو ان کے پاس ان کے ساتھیوں کی ایک بہت بڑی جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ جب ابو حنیفہؒ ان کے پاس سے واپس آنے لگے تو امام مالکؒ نے اپنے اصحاب سے پوچھا:

کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟

لوگوں نے کہا: نہیں

امام مالکؒ نے کہا: یہ نعمانؒ بن ثابت ہیں

یہ وہ شخص ہے جو اگر اس ستون کے بارے میں کہہ دے کہ یہ سونے کا ہے تو دلیل سے یہ بات ثابت کر دے گا اور واقعتاً وہ ستون بھی ایسا ہی نکلے گا جیسا ابو حنیفہؒ نے بتایا ہوگا۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابوحنیفہؒ دلائل کی قوت، بیان کی سرعت، روشن دماغی اور طبیعت کی تیزی کے جس حظ وافر سے بہرہ یاب تھے اس کی روشنی میں دیکھا جائے تو امام مالکؒ کا بیان کوئی مبالغہ آرائی نہیں۔ تاریخ وسیر کی کتب ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں جن میں ابوحنیفہ رائے اور عقیدہ میں اپنے مخالف کے سامنے کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہ تمام واقعات اس بات کی شہادت ہیں جو امام مالکؒ نے کہی ہے کہ اگر ابوحنیفہؒ یہ دعوی کریں کہ تمہارے سامنے جو مٹی ہے وہ سونا ہے تو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا کہ تم ان کے دلائل وبراہین کے سامنے سپر ڈال دو اور ان کے دعویٰ کو حق مان لو۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ جب حق کا دفاع کرتے ہوں گے اور اس کی خاطر بحث وجدال کرتے ہوں گے تو دلیل وحجت کی کیسی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوں گے۔

اس سلسلے کا ایک واقعہ ہے کہ کوفہ کا ایک آدمی راہِ ہدایت سے برگشتہ ہوگیا۔ یہ شخص لوگوں کی نظروں میں قابل قدر تھا اور لوگ اس کی بات مانتے تھے۔ اس نے یہ دعویٰ کر رکھا تھا کہ خلیفہ ثالث عثمانؓ بن عفان اصل میں یہودی تھے۔ اور وہ اسلام کے بعد بھی اپنی یہودیت پر قائم رہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

جب ابوحنیفہؒ نے یہ بات سنی تو اس شخص کے پاس چلے گئے اور کہا:

''میں تمہارے پاس اپنے ایک دوست کے لئے تمہاری فلاں بیٹی کا رشتہ لینے کے لئے آیا ہوں۔''

آدمی نے کہا: سو بار آیئے! خوش آمدید! ابوحنیفہؒ آپ جیسے شخص کی بات کو تو رد نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ تو بتایئے کہ رشتہ چاہئے کس کے لئے؟

ابوحنیفہؒ نے کہا: ''ایک ایسے آدمی کے لئے جو اپنی قوم کا امیر ومعزز، بہت بڑا سخی، کشادہ ہاتھ اور حافظ کتاب الٰہی کے نام سے موسوم ہے۔ وہ ایک رکعت میں ہی پوری پوری رات قیام کر جاتا ہے اور اللہ کے خوف سے رو رو کر بے حال ہو جاتا ہے۔''

آدمی نے کہا: بس کرو بس کرو! ابوحنیفہؒ اتنا ہی کافی ہے!

جس شخص کی آپ نے یہ خوبیاں گنوائی ہیں، اس کا رشتہ تو امیر المومنین کی بیٹی کے لائق ہے۔

ابوحنیفہؒ نے کہا: ''لیکن اس کی ایک خصلت ایسی ہے کہ آپ کو اس سے ضرور آگاہ ہونا چاہئے''۔

آدمی نے پوچھا: وہ کیا ہے؟

ابوحنیفہؒ: وہ شخص یہودی ہے۔

آدمی چونک پڑا اور پوچھنے لگا: یہودی ہے؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابوحنیفہؒ! تم ایک یہودی کے لئے میری بیٹی کا رشتہ مانگتے ہو؟

اللہ کی قسم! میں اس کو رشتہ نہیں دوں گا۔ خواہ اس شخص میں اولین و آخرین کی تمام خوبیاں کیوں نہ جمع ہو جائیں۔

ابوحنیفہؒ نے کہا: تم اپنی بیٹی کا رشتہ ایک یہودی کے ساتھ کرنے سے انکار کرتے ہو اور شدید ناپسند خیال کرتے ہو۔ مگر لوگوں کو یہ باور کراتے ہو کہ رسول اللہؐ نے اپنی دو بیٹیوں کا رشتہ ایک یہودی کو دیا تھا؟

آدمی نے بات سنی تو اس پر کپکپی طاری ہو گئی اور وہ کہنے لگا: ''میں نے جو بری بات کہی ہے اس پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور جو بہتان میں نے باندھا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔''

.....

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک خارجی ضحاک شاری ایک روز ابوحنیفہؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا: ابوحنیفہؒ! توبہ کرو۔ ابوحنیفہؒ نے پوچھا: کس بات پر توبہ کروں؟

خارجی نے کہا: اپنی اس بات پر جس میں تم نے علیؓ و معاویہؓ کے درمیان پیدا ہونے والے اختلاف کو رفع کرنے کے لئے کوئی فیصل مقرر کرنے کا کہا ہے۔

ابوحنیفہؒ نے کہا: کیا تم مجھے اس بارے میں بات کرنے کی اجازت دو گے؟

خارجی نے کہا: کیوں نہیں؟

ابوحنیفہؒ: اگر ہمارے درمیان کوئی اختلاف ہو گیا تو فیصلہ کون کرے گا؟

خارجی: جس کو چاہتے ہو فیصل بنا لو۔

ابوحنیفہؒ نے اسی کے ایک ساتھی کی طرف دیکھا اور کہا: بھئی تم ہمارے درمیان فیصل بن جاؤ۔

پھر خارجی سے کہا: میں تمہارے ساتھی پر راضی ہوں تم بھی اس پر راضی ہو؟

خارجی: (خوشی سے) ہاں میں بھی راضی ہوں۔

ابوحنیفہؒ نے کہا: ''تم ہلاک ہو جاؤ، اپنے اور میرے درمیان واقع ہونے والے اختلاف پر تم فیصل مقرر کرتے ہو مگر وہ صحابہ رسولؐ کے درمیان فیصل کا تقرر تمہیں ناگوار گزرتا ہے؟''

خارجی حیرت زدہ ہو گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

.....

اس سلسلے کا ایک اور واقعہ ہے کہ ضال و مبتدع فرقہ جہمیہ کا سرخیل اور ارض اسلام میں شر کو پرورش کرنے والا ''جہم بن صفوان'' ایک بار ابوحنیفہؒ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں تم سے کچھ باتیں کرنے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لئے آیا ہوں، جو صرف تمہارے لئے میں نے مخصوص کر رکھی ہیں۔

ابوحنیفہؒ: تیرے ساتھ گفتگو کرنا میرے لئے باعث عار ہے اور جس سمت تو جانا چاہتا ہے وہ بھڑکتی ہوئی نار ہے

جہم: تم نے میرے بارے میں یہ بات کیسے کہہ دی ہے جبکہ اس سے قبل تم مجھے ملے ہی نہیں اور نہ میری بات تم نے سنی ہے؟

ابوحنیفہؒ: تیری ایسی باتیں مجھ تک پہنچی ہیں جو کسی اہل قبلہ (مسلمان) سے صادر نہیں ہو سکتیں۔

جہم: کیا تم غیب کو بنیاد بنا کر مجھ پر حکم لگا رہے ہو؟

ابوحنیفہؒ: یہ باتیں تیرے بارے میں زبان زد عوام ہو چکی ہیں۔ ہر خاص و عام ان باتوں سے آگاہ ہے۔ لہٰذا میرے لئے بھی جائز ہوا کہ میں تیری ان باتوں کی بنیاد پر تیرے بارے میں کوئی بات کہوں۔

جہم: میں تم سے صرف ''ایمان'' کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

ابوحنیفہؒ: کیا تو اب تک ایمان کے بارے میں بھی نہیں جانتا کہ مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے؟

جہم: کیوں نہیں؟ جانتا ہوں، بس ایمان کی ایک قسم کے بارے میں مجھے کچھ شک ہے۔

ابوحنیفہؒ: ایمان میں شک کرنا کفر ہے۔

جہم: تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم مجھے کفر سے منسوب کرو جبکہ ابھی تک تم نے مجھ سے کوئی کفریہ بات نہیں سنی۔

ابوحنیفہؒ: پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔

جہم: مجھے اس آدمی کے بارے میں بتایئے جو دلی طور پر اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے اور اس کو یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک ہے نہ سا جھی۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفات سے متصف جانتا ہے کہ اس جیسی کوئی شے نہیں۔ پھر یہ شخص مر جاتا ہے اور اس نے اپنے ایمان کا اظہار نہیں کیا ہوتا۔

بتایئے یہ شخص مومن کی حیثیت سے مرا یا کافر کی حیثیت سے؟

ابوحنیفہؒ: وہ کافر ہی مرا اور وہ اہل جہنم میں سے ہوگا کیونکہ اس نے زبان سے اس چیز کا اظہار و اقرار نہیں کیا جس کو دل نے مان اور جان لیا تھا۔ جبکہ زبان سے اس اظہار ایمان کو روکنے والی بھی کوئی چیز نہ تھی۔

جہم: وہ کیوں مومن نہیں ہے؟ جبکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی پہچانا ہے جس طرح اس کو پہچاننے کا حق ہے؟

ابوحنیفہؒ: اگر تو قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور اس کو حجت مانتا ہے تو میں اس کے حوالے سے



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تیرے ساتھ بات کرتا ہوں اور اگر تو قرآن پر ایمان نہیں رکھتا اور اس کو حجت نہیں مانتا تو پھر تیرے ساتھ اسی حوالے سے گفتگو کروں گا جس طرح دیگر غیر مسلموں کے ساتھ ہم کرتے ہیں۔''

جہم: میں تو قرآن پر ایمان رکھتا ہوں اور اس کو حجت مانتا ہوں۔

ابوحنیفہؒ: اللہ تعالیٰ نے ایمان کو دو اعضاء قلب اور لسان سے مشروط کر رکھا ہے، نہ کہ ایک کے ساتھ۔

کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ اس موقف سے بھری پڑی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَإِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ج يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ وَمَا لَنَا لَانُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ لا وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ○ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ○ (المائدہ:۸۳۔۸۵)

''جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے تو تم دیکھتے ہو کہ حق شناسی کے اثر سے ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔ وہ بول اٹھتے ہیں کہ ''پروردگار، ہم ایمان لائے۔ ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ آخر کیوں نہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں اور جو حق ہمارے پاس آیا ہے اُسے کیوں نہ مان لیں جب کہ ہم اس بات کی خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمیں صالح لوگوں میں شامل کرے؟ ان کے اس قول کی وجہ سے اللہ نے ان کو ایسی جنتیں عطا کیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ جزاء ہے نیک رویہ اختیار کرنے والوں کے لئے۔''

ان لوگوں نے حق کو اپنے دلوں سے پہچانا تھا اور زبانوں سے اس کا اقرار کیا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے اقرار و قول کی بنا پر انہیں جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ میں داخل کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِىَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِىَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ج

(البقرہ:۱۳۶) ''مسلمانو، کہو کہ: ''ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کی طرف نازل ہوئی تھی اور جو موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھی۔''



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو زبان سے کہنے کا حکم دیا ہے کہ وہ زبان سے یہ کہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ ان سے جو مطالبہ کیا ہے اس میں صرف علم و معرفت پر اکتفا نہیں کیا۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: قُوْلُوا: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا ''کہو: لا الہ الا اللہ تم کامیاب ہو جاؤ گے۔''

آپؐ نے کامیابی کا حصول محض معرفت سے وابستہ نہیں کیا بلکہ آپؐ نے اس کے ساتھ قول (اقرار) کی شرط لگائی ہے۔

نبیؐ نے یہ بھی فرمایا ہے: يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ''وہ شخص (بالآخر) آگ سے نجات پا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ پڑھا ہوگا'' یہاں آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو پہچان لے وہ آگ سے نجات پا جائے گا۔

اگر ایمان میں قول (زبانی اقرار) کی کوئی ضرورت نہ ہوتی اور صرف معرفت ہی کافی ہوتی تو ابلیس بھی مومن ہوتا، کیونکہ وہ بھی اپنے رب کی پہچان تو رکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسی نے اس کو پیدا کیا ہے۔ وہی اس کو مارے گا۔ وہی اس کو دوبارہ زندہ کرے گا اور وہی ہے جس نے اس کو صراط مستقیم سے گمراہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی زبانی ہی کہا ہے۔

خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ (الاعراف:۱۲)

''تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے''

اور یہ کہ: رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ (الحجر:۳۶) ''یارب! اٹھائے جانے والے دن تک مجھے مہلت دیے رکھ''۔

اور یہ بھی کہ: فَبِمَا اَغْوَيْتَنِي لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (الاعراف:۱۶)

''چونکہ تو نے مجھے راہ راست سے بھٹکا دیا ہے اس لئے میں بھی تیرے بندوں کو تیرے صراط مستقیم سے برگشتہ کرنے کے لئے گھات میں بیٹھا رہوں گا''

اے جہم! اگر وہ سب کچھ صحیح ہے جو تو نے خیال کر رکھا ہے پھر تو بہت سے کفار انکار باللسان کے باوجود معرفت قلب کے ذریعے مومنین میں شامل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کو یوں بیان کیا ہے:

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ (النحل:۱۴)

''انہوں نے اس (قرآن) کا انکار کیا حالانکہ ان کے دل اس کی حقانیت پر یقین رکھتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے استیقان قلب کے باوجود ان کو مومن شمار نہیں کیا۔ بلکہ ان کے جحود باللسان کی بنا پر ان کو کافر قرار دیا ہے۔



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابوحنیفہؒ ایک دلیل قرآن اور دوسری حدیث سے پیش کرتے جا رہے تھے حتیٰ کہ جہم کے چہرے پر رسوائی و شکست کے آثار نمایاں ہونے لگے اور وہ ابوحنیفہؒ کے سامنے سے اٹھ کر بھاگ نکلا۔ وہ جاتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ تم نے تو مجھے وہ چیز یاد کرا دی ہے جس کو میں بھول چکا تھا، میں جلد ہی دوبارہ تمہارے پاس آؤں گا۔ پھر وہ ایسا گیا کہ دوبارہ کبھی نہ آیا۔

.....

اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ ابوحنیفہؒ ملحدین کے گروہ کو ملے جو خالق کے وجود کا انکار کرتے تھے: ابوحنیفہؒ نے ان سے پوچھا:

''تم اس بحری بیڑے کے بارے میں کیا کہتے ہو جو بہت زیادہ سامان اور بوجھ سے بھرا ہوا ہے۔ سمندر کے عمیق ترین مقام پر تلاطم خیز موجوں کے تھپیڑوں نے اسے گھیر رکھا ہے۔ تند و تیز ہوائیں اس کو چلنے نہیں دیتیں، لیکن اس کے باوجود وہ بیڑہ بڑے سکون کے ساتھ اپنی مقررہ راہ پر محو سفر اور منزل مراد کی جانب رواں دواں ہے۔ اس میں کوئی خلل واقع ہوتا ہے نہ کوئی اضطراب و انحراف۔ اور حیرت کی بات یہ کہ اس کے اوپر کوئی ملاح ہے نہ بادبان جو اس کو چلانے اور درست سمت رکھنے کا کام کر رہا ہو۔

کیا عقل اس بات کو صحیح مانتی ہے''؟

ملحدین نے کہا: نہیں! جناب شیخ! یہ تو ایسی بات ہے جس کو عقل تسلیم کرتی ہے نہ خیال درست قرار دیتا ہے۔

ابوحنیفہؒ: ''سبحان اللہ! تم ایک کشتی کے سمندر میں بغیر کسی نگران کے پرسکون چلنے کا تو انکار کرتے ہو جبکہ اس بات کو مانتے ہو کہ یہ کائنات اپنے بے کنار بحروں، نگاہوں سے ماورا آسمانوں، تیرتے ہوئے پرندوں اور رینگتے ہوئے جانوروں کے ساتھ کسی صانع کے بغیر قائم ہو گئی ہے۔ اور کسی مدبر کے بغیر چل رہی ہے؟

تباہی ہے تمہاری اس فکر اور سوچ پر جو تمہیں جھوٹ پر آمادہ کرتی ہے۔''

.....

ابوحنیفہؒ نے ساری زندگی خداداد حجت بالغہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے دین کا دفاع کیا اور اس کی عطا کردہ بے مثال منطق سے اس کی شریعت کی پاسبانی کرتے رہے۔ جب انہیں موت آئی تو لوگوں نے ان کی وصیت میں دیکھا کہ انہوں نے اپنے اہل خانہ کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ انہیں کسی ارض پاک میں ایسی جگہ دفن کریں جس میں غصب کا کوئی شبہ نہ ہو۔

جب اس وصیت کی خبر منصور کو ملی تو اس نے کہا:

ابوحنیفہؒ کی زندگی و موت میں کون ہے جو ہم پر لگنے والے داغ ملامت کا ازالہ کرے گا؟



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابوحنیفہؒ نے وصیت کی تھی کہ انہیں غسل دینے کا کام "حسن بن عمارہ" کے سپرد کیا جائے۔ جب حسن نے ان کو غسل دیا تو کہنے لگے:

"ابوحنیفہ! اللہ تجھ پر رحم فرمائے اور تیری لغزشوں سے درگزر فرمائے تو نے تیس سال سے روزہ نہیں چھوڑا اور چالیس سال سے اپنا پہلو بستر سے نہیں لگایا۔ تو نے تو اپنے بعد میں آنے والے فقہاء کو عاجز کر کے رکھ دیا ہے۔"

علم و عمل کا یہ آفتاب عالم تاب ۱۵۰ ہجری میں دار فانی سے عالم باقی کی طرف کوچ کر گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# حیات تابعین کے مزید مطالعہ کے لئے کتب

## عطاء بن ابی رباحؒ

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۳۸۶/۲
(۲) حلیة الأولیاء لأبی نعیم: ۳۱۰/۳
(۳) صفة الصفوة لابن الجوزی: ۲۱۱/۲
(۴) وفیات الأعیان لابن خلکان: ۲۶۱/۳
(۵) غرر الخصائص: ۱۱۷
(۶) طبقات الشیرازی: الورقة ۱۷
(۷) نکت الهمیان: ۱۹۹
(۸) میزان الاعتدال: ۱۹۷/۲
(۹) تذکرة الحفاظ: ۹۲/۱
(۱۰) تهذیب التهذیب: ۸۵/۷
(۱۱) نزهة الخاطر: ۸۵/۱

## عامر بن عبداللہ تمیمیؒ

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱۰۳/۷. ۱۱۲
(۲) صفة الصفوة لابن الجوزی (طبعة حلب): ۲۰۱/۳ . ۲۱۱
(۳) حلیة الأولیاء للأصبهانی: ۸۷ – ۹۵
(۴) تاریخ الطبری لمحمد بن جریر الطبری: ۱۹/۴، ۸۵، ۳۰۲، ۳۲۷، ۳۳۳
(۵) البیان والتبیین للجاحظ: ۸۳/۱، ۲۳۱ – ۲۳۷، ۳۵۹ – ۳۶۳ و



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۹۶/۲ و ۱۴۳/۳، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۹۳ و ۲۹۹/۴

(۶) العقد الفريد لابن عبد ربه (تحقيق العريان): ۸۶/۳، ۱۰۵، ۱۰۷، ۲۶۴، ۳۲۷ و ۳۳/۵

(۷) المعارف لابن قتيبة: ۴۳۸

(۸) تهذيب التهذيب لابن حجر: ۷۷/۵

(۹) رغبة الامل فی شرح الكامل للمرصفی: ۳۷/۲

(۱۰) كرامات الأولياء: ۵۱/۲

## عروة بن زبیرؒ

(۱) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۴۰۶/۱ و ۳۸۲/۲، ۳۸۷ و ۱۰۰/۳ و ۱۶۷/۴ و ۳۳۴/۵ و ۱۰۲/۸

(۲) حلية الأولياء لأبی نعيم: ۱۷۶/۲

(۳) صفة الصفوة لابن الجوزی: ۸۷/۲

(۴) وفيات الأعيان لابن خلكان: ۲۵۵/۳

(۵) أنساب الأشراف للبلاذری: (انظر الفهارس)

(۶) جمهرة أنساب العرب لابن حزم: (انظر الفهارس)

## ربیع بن خثیمؒ

(۱) تهذيب التهذيب لابن حجر: ۲۴۲/۳

(۲) حلية الأولياء لأبی نعيم: ۱۰۵/۲ – ۱۱۸

(۳) صفة الصفوة: ۵۹/۳ – ۶۸

(۴) كتاب الزهد لأحمد بن حنبل: ۳۳۶ وما بعدها.

(۵) العقد الفريد: (انظر الفهارس فی الثامن)

(۶) المعارف لابن قتيبة طبعة دار المعارف: (انظر الفهارس)

(۷) جمهرة أنساب العرب: ۲۰۱

(۸) الطبقات الكبرىٰ: ۱/۶ (وانظر الفهرس)



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ایاس بن معاویة مزنی رحمہ اللہ

(۱) وفیات الأعیان لابن خلکان: ۱/۲۴۷ وما بعدها

(۲) البیان والتبیین للجاحظ: ۱/۵۶ (انظر الفهارس)

(۳) شرح المقامات للشریشی: ۱/۱۱۳ – ۱۱۵

(۴) العقد الفرید لابن عبد ربه: (انظر الفهارس)

(۵) حلیة الأولیاء: ۳/۱۲۳ وما بعدها.

(۶) أخبار القضاة لوکیع: ۳۱۲ – ۳۲۴

(۷) ثمار القلوب للثعالبی: ۹۲ – ۹۴

(۸) تهذیب التهذیب: ۱/۳۹۰

## حسن بصری رحمہ اللہ

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۷/۱۵۶، ۱۷۹، ۱۸۲، ۱۸۸، ۱۹۵، ۱۹۷، ۲۰۲، وغیرها من الصفحات (انظر فهارس الکتاب فی المجلد الاخیر)

(۲) صفة الصفوة لابن الجوزی: ۳/۲۳۳ – ۲۳۷ (طبعة دار الناشر بحلب)

(۳) حلیة الأولیاء للأصفهانی: ۲/۱۳۱ – ۱۶۱

(۴) تاریخ خلیفة بن خیاط: ۱۲۳، ۱۸۹، ۲۸۷، ۳۳۱، ۳۵۴

(۵) وفیات الأعیان لابن خلکان: ۱/۳۵۴ – ۳۵۶

(۶) شذرات الذهب: ۱/۱۳۸ . ۱۳۹

(۷) میزان الاعتدال: ۱/۲۵۴ وما بعدها.

(۸) أمالی المرتضیٰ: ۱/۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۶۰

(۹) البیان والتبیین: ۲/۱۷۳ و ۳/۱۴۴

(۱۰) المحبر لمحمد بن حبیب: ۲۳۵، ۳۷۸

(۱۱) کتاب الوفیات لأحمد بن حسن بن علی بن الخطیب: ۱۰۸، ۱۰۹

(۱۲) الحسن البصری لاحسان عباس



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## شریح قاضیؒ

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱۱/۲، ۳۴، ۹۴، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۷۰، ۲۰۶، ۲۶۸ و ۱۵۱/۷، ۱۹۴، ۴۵۳ و ۴۹۴/۸

(۲) صفة الصفوة لابن الجوزی (طبعة حلب): ۳۸/۳

(۳) حلیة الأولیاء للأصفهانی: ۲۵۶/۴ – ۳۵۸

(۴) تاریخ الطبری لابن جریر الطبری: الأجزاء الرابع والخامس والسادس (انظر الفهارس فی الجزء العاشر)

(۵) تاریخ خلیفة بن خیاط: ۱۲۹، ۱۵۸، ۱۸۴، ۲۱۷، ۲۵۱، ۲۶۶، ۲۹۸، ۳۰۴

(۶) شذرات الذهب: ۸۵/۱ – ۸۶

(۷) فوات الوفیات: ۱۶۷/۲ – ۱۶۹

(۸) کتاب الوفیات لأحمد بن حسن بن علی بن الخطیب: ۸۰ – ۸۱

(۹) المجبَّر لمحمد بن حبیب: ۳۰۵، ۳۸۷

(۱۰) دائرة المعارف لفرید وجدی: ۳۷۳/۵، ۴۷۳

## محمد بن سیرینؒ

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱۹۳/۷ و (انظر المجلد الخاص بالفهارس)

(۲) صفة الصفوة لابن الجوزی: ۲۴۱/۳ – ۲۴۸

(۳) حلیة الأولیاء للأصفهانی: ۲۶۳/۲ – ۲۸۲

(۴) تاریخ بغداد للخطیب البغدادی: ۱۳۱/۵

(۵) شذرات الذهب: ۱۳۸/۱ – ۱۳۹

(۶) وفیات الاعیان لابن خلکان: ۱۸۱/۴

(۷) تهذیب التهذیب: ۲۱۴/۹

(۸) الوافی بالوافیات للصفدی: ۱۴۶/۳

(۹) طبقات الحفاظ: ۹/۳



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ربیعہ رائےؒ

(۱) تذکرة الحفّاظ: ۱/۱۴۸

(۲) حلیة الأولیاء: ۳/۲۵۹

(۳) صفة الصفوة: ۲/۸۳

(۴) ذیل الذیل: ۱۰۱

(۵) تاریخ بغداد: ۸/۴۲۰

(۶) میزان الاعتدال: ۱/۱۳۶

(۷) التاج: ۱۰ / ۱۴۱

(۸) وفیات الأعیان: ۲/۲۸۸

(۹) تاریخ الطبری: (انظر الفهارس فی العاشر)

## رجاء بن حیوةؒ

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۵/۳۳۵ - ۳۳۹، ۳۹۵، ۴۰۷

(۲) صفة الصفوة لابن الجوزی: ۴/۲۱۳

(۳) حلیة الأولیاء للأصفهانی: ۵/۱۷۰

(۴) البیان والتبیین للجاحظ: ۱/۳۹۷ و ۲/۱۰۷، ۳۲۲

(۵) تهذیب التهذیب لابن حجر: ۳/۲۶۵

(۶) تاریخ الطبری لابن جریر الطبری: ۶/۳۶۵ - ۳۷۰

(۷) وفیات الأعیان لابن خلکان: ۱/۴۳۰ و ۲/۳۰۱ - ۳۰۳ و ۷/۳۱۶

(۸) تاریخ خلیفة بن خیّاط: ۳۵۷

(۹) العقد الفرید لابن عبدربه: ۲/۵۰، ۸۲، ۳۳۵ و ۳/۸۶، ۱۰۵، ۳۰۶ و ۴/۱۵۶، ۲۱۹ و ۵/۱۳۹، ۱۶۶ و ۷/۹۶

(۱۰) تهذیب التهذیب: ۳/۲۶۵

## عامر بن شراحبیل شعبیؒ

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: ۶/۲۴۷



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) تاریخ بغداد: ۲۲۷/۱۲
(۳) تهذیب التهذیب: ۶۵/۵
(۴) حلیة الأولیاء: ۳۱۰/۴
(۵) صفة الصفوة: ۷۵/۳
(۶) وفیات الأعیان: ۱۲/۳
(۷) شرح المقامات للشریشی: ۲۴۵/۲
(۸) المعارف لابن قتیبة: ۴۴۹
(۹) التهذیب لابن عساکر: ۱۳۸/۷
(۱۰) سمط اللآلی: ۷۵۱

## سلمة بن دینارؒ

(۱) طبقات خلیفة: ۲۶۴
(۲) تاریخ البخاری: ۷۸/۲
(۳) التاریخ الصغیر: ۴۷/۲
(۴) الجرح والتعدیل: ۱۵۹/۴
(۵) حلیة الأولیاء: ۲۲۹/۳
(۶) تهذیب التهذیب: ۱۴۳/۴
(۷) تهذیب ابن عساکر: ۲۱۶/۶، ۲۲۸
(۸) خلاصة تهذیب الکمال: ۱۴۷

## سعید بن مسیبؒ

(۱) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱۱۹/۵
(۲) تاریخ البخاری
(۳) المعارف: ۴۳۷
(۴) حلیة الأولیاء: ۱۶۱/۲
(۵) تهذیب الأسماء واللغات القسم الأول، الجزء الأول: ۲۱۹



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(٦) وفيات الأعيان لابن خلكان: ٢/٣٧٥
(٧) تذكرة الحفاظ: ١/٥١
(٨) العبر: ١/١١٠
(٩) النجوم الزاهرة: ١/٢٢٨
(١٠) شذرات الذهب: ١/١٠٢

## سعید بن جبیرؒ

(١) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ٦/٢٥٦
(٢) الزهد للامام أحمد بن حنبل: ٣٧٠
(٣) طبقات الفقهاء للشيرازى: ٨٢
(٤) البداية والنهاية: ٩/٩٦ – ٩٨
(٥) تاريخ البخارى: ٣/٤٦١
(٦) وفيات الأعيان: ٢/٣٧١
(٧) تاريخ الاسلام: ٤/٢
(٨) تذكرة الحفاظ: ١/٧١
(٩) العبر: ١/١١٢
(١٠) أخبار القضاة: ٢/٤١١
(١١) العقد الثمين: ٤/٥٤٩
(١٢) النجوم الزاهرة: ١/٢٢٨
(١٣) طبقات المفسرين: ١/١٨١
(١٤) شذرات الذهب: ١/١٠٨

## محمد بن واسع ازدیؒ

(١) تاريخ البخارى: ١/٢٥٥
(٢) التاريخ الصغير: ١/٣١٨ – ٣١٩
(٣) الجرح والتعديل: ٨/١١٣


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۴) حلية الأولياء: ۳۴۵/۲ – ۳۵۷

(۵) الوافی بالوفیات: ۲۷۲/۵

(۶) تهذيب التهذيب: ۴۹۹/۹ – ۵۰۰

(۷) شذرات الذهب: ۱۶۱/۱

(۸) طبقات خليفة: ۲۱۵

(۹) تهذيب الكمال: ۱۲۸۳

(۱۰) صفة الصفوة (الطبعة الحلبية): ۲۶۶/۳

(۱۱) تاريخ الاسلام للذهبی: ۱۹۵/۵

(۱۲) وفيات الأعيان: ۳۰۸/۶

## عمر بن عبدالعزیزؒ

(۱) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن عبدالحكم

(۲) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزی

(۳) سيرة عمر بن عبدالعزيز لآجری

(۴) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۳۳۰/۵

(۵) تاريخ خليفة: ۳۲۱ – ۳۲۲

(۶) التاريخ الكبير: ۱۷۴/۶

(۷) تاريخ الفسوی: ۵۶۸/۱، ۶۲۰

(۸) الطبری: ۵۶۵/۶ – ۵۸۳

(۹) الجرح والتعديل: ۱۲۲/۶

(۱۰) الطبقات للشيرازی: ۶۴

(۱۱) صفة الصفوة لابن الجوزی: ۱۱۳/۲ – ۱۲۶

(۱۲) وفيات الأعيان لابن خلكان: المجلدات ۲، ۳، ۴، ۵، وانظر الفهارس الملحقة باجزء العاشر

(۱۳) العقد الفريد لابن عبد ربه: الأجزاء ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، وانظر الفهارس

(۱۴) البيان والتبيين للجاحظ: انظر فهارس الأجزاء ۱، ۲، ۳، ۴،



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱۵) تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر: ۲/۱۱۵ - ۱۲۷

## عبدالملکؒ فرزند عمر بن عبدالعزیزؒ

(۱) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن الجوزي.

(۲) سيرة عمر بن عبدالعزيز لابن عبدالحكم.

(۳) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، جلد: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، وانظر المجلد الخاص بالفهارس للوقوف على أرقام الصفحات في كل مجلد.

(۴) صفة الصفوة لابن الجوزي: ۲/۱۱۳ - ۲۲۶، وفي ص ۱۲۷ وما يليها ترجمة خاصة بابنه عبدالملک

(۵) حلية الأولياء لأبي نعيم: ۵/۳۰۲، ۳۵۳، وفي ص ۳۵۳ وما يليها ترجمة خاصة بابنه عبدالملک

(۶) وفيات الاعيان لابن خلكان: المجلدات ۲، ۳، ۴، ۵، (وانظر المجلد الخاص بالفهارس)

(۷) تاريخ الطبري: (انظر الفهارس بالجزء العاشر)

(۸) العقد الفريد لابن عبد ربه: (انظر الفهارس بالجزء الثامن)

(۹) البيان والتبيين للجاحظ: انظر فهارس الأجزاء ۱، ۲، ۳، ۴،

(۱۰) تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر: ۲/۱۱۵ - ۱۲۷

(۱۱) تهذيب التهذيب لابن حجر العسقلاني: ۷/۴۷۵ - ۴۷۸

## محمد بن حنفیہؒ

(۱) حلية الأولياء لأبي نعيم: ۳/۱۷۴

(۲) تهذيب التهذيب: ۹/۳۵۴

(۳) صفة الصفوة لابن الجوزي (طبعة حلب): ۲/۷۷ - ۷۹

(۴) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۵/۹۱

(۵) الوافي بالوفيات (الترجمة): ۱۵۸۳

(۶) وفيات الاعيان لابن خلكان: ۴/۱۶۹



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۷) الكامل: ۳/۳۹۱ و ۴/۲۵۰، وانظر حوادث سنة ۶۶
(۸) شذرات الذهب: ۱/۸۹
(۹) تهذيب الأسماء واللغات: ۱/۸۸ – ۸۹
(۱۰) البدء والتاريخ: ۵/۷۵ – ۷۶
(۱۱) المعارف لابن قتيبة: ۱۲۳
(۱۲) العقد الفريد لابن عبد ربه. (تحقيق العريان) انظر الأجزاء: ۲، ۳، ۵، ۷

## طاؤوس بن کیسانؒ

(۱) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۵/۵۳۷
(۲) طبقات خليفة بن خياط: ۲۸۷
(۳) تاريخ خليفة بن خياط: ۲۳۶
(۴) التاريخ الكبير: ۴/۳۶۵
(۵) تاريخ الفسوى: ۱/۷۰۵
(۶) الجرح والتعديل: ۴/۵۰۰
(۷) حلية الأولياء: ۴/۳، ۲۳
(۸) طبقات الفقهاء للشيرازى: ۷۳
(۹) اللباب: ۱/۲۴۱
(۱۰) تهذيب التهذيب: ۲/۱۰۱
(۱۱) تاريخ الاسلام: ۴/۱۲۶
(۱۲) تذكرة الحفاظ: ۱/۹۰
(۱۳) العبر: ۱/۱۳۰
(۱۴) طبقات القراء: ۱/۳۴۱
(۱۵) النجوم الزاهرة: ۱/۲۶
(۱۶) شذرات الذهب: ۱/۱۳۳


محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## قاسم بن محمد بن ابوبکرؒ

(۱) حلية الأولياء: ۱۸۳/۲

(۲) صفة الصفوة (الطبعة الحلبية): ۸۸/۲

(۳) تهذيب التهذيب: ۳۳۳/۸

(۴) وفيات الأعيان لابن خلكان: ۵۹/۴ – ۶۰ و (انظر الفهارس في الجزء الثامن)

(۵) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۱۸۷/۵

(۶) شذرات الذهب للعماد الحنبلي: ۱۳۵/۱

(۷) نكت الهميان للصفدي: ۲۳۰

(۸) الكامل في التاريخ: ۱۱۴/۵

(۹) تاريخ الطبري (طبعة دار المعارف): ۴۲۲/۳ و (انظر الفهارس)

(۱۰) الأغاني لأبي الفرج الأصفهاني (طبعة صادر): ۲۷۹/۲۰

## صلة بن اشيم عدويؒ

(۱) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۱۳۴/۷

(۲) التاريخ الكبير: ۳۲۱/۴

(۳) الكنىٰ: ۱۳/۲

(۴) الجرح و التعديل: ۴۴۷/۴

(۵) حلية الأولياء: ۲۳۷/۲

(۶) أسد الغابة: ۳۴/۴

(۷) تاريخ الاسلام: ۱۹/۳

(۸) البداية والنهاية: ۱۵/۹

(۹) الاصابة: ۲۰۰/۲

(۱۰) وانظر في طبقات خليفة، وصفة الصفوة لابن الجوزي

## زين العابدينؒ

(۱) الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: ۲۱۱/۵



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۲) تاریخ البخاری: ۲۶۶/۶

(۳) الأسماء واللغات: القسم الأول من الجزء الأول: ۳۴۳

(۴) الجرح و التعدیل: القسم الأول من المجلد الثالث: ۱۷۸

(۵) المعرفة والتاریخ: ۳۶۰/۱، ۵۴۴

(۶) طبقات الفقهاء للشیرازی: ۶۳

(۷) تاریخ ابن عساکر: ۵۱۵/۱۲

(۸) المعارف: ۲۱۴

(۹) وفیات الأعیان: ۲۶۶/۳

(۱۰) تاریخ الاسلام: ۳۴/۴

(۱۱) العبر: ۱۱۱/۱

(۱۲) البدایة والنهایة: ۱۰۳/۹

(۱۳) النجوم الزاهرة: ۲۲۹/۱

## ابو مسلم خولانیؒ

(۱) طبقات ابن سعد: ۴۴۸/۷

(۲) تاریخ البخاری: ۵۸/۵

(۳) المعرفة والتاریخ: ۳۰۸/۲، ۳۸۲

(۴) الاستیعاب: ت/۱۴۷۹

(۵) تاریخ ابن عساکر: ۱۲/۹

(۶) اسد الغابة: ۱۲۹/۳

(۷) اللباب: ۳۹۵/۱

(۸) تذکرة الحفاظ: ۴۹/۱

(۹) البدایة والنهایة: ۱۴۶/۸

(۱۰) الاصابة: ت/۶۳۰۲

(۱۱) شذرات الذهب: ۷۰/۱



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## سالم بن عبداللہ ؒ

(۱) الطبقات الکبری لابن سعد: ۱۹۵/۵
(۲) تهذیب الأسماء واللغات، القسم الأول من الجزء الأول: ۲۰۷
(۳) الجرح و التعدیل، القسم الأول من المجلد الثانی: ۱۸۴
(۴) المعرفة والتاریخ: ۵۵۴/۱
(۵) حلیة الأولیاء: ۱۹۲/۲
(۶) طبقات الفقهاء للشیرازی: ۶۲
(۷) تاریخ البخاری: ۱۱۵/۴
(۸) وفیات الأعیان: ۳۴۹/۲
(۹) تاریخ الاسلام: ۱۱۵/۴
(۱۰) طبقات الحفاظ للسیوطی: ۳۳
(۱۱) شذرات الذهب: ۱۳۳/۱

## عبدالرحمٰن غافقی ؒ

(۱) ابن الأثیر: ۶۴/۵
(۲) غزوات العرب: ۸۷-۱۰۲
(۳) البیان المغرب: ۲۶/۲-۲۸
(۴) نفح الطیب: ۴۸۰/۱
(۵) جمهرة الانساب: ۳۰۹
(۶) علماء الأندلس لابن الفرضی: ۲۱۴
(۷) جذوة المقتبس: ۲۵۳ - ۲۵۵

## النجاشی ؒ

(۱) السیرة النبویة لابن هشام: ۳۵۶/۱، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۳، ۳۶۹ و ۳۳/۲ و ۳/۴-۱۰، ۲۹۵
(۲) اعلام النبلاء للذهبی: ۸۱، ۱۲۳، ۲۵۱



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۳) تاریخ خلیفة: ۹۹۱

(۴) اسد الغابة: ۱۱۹/۱

(۵) تهذیب الاسماء واللغات: ۲۸۷/۹

(۶) مجمع الزوائد: ۴۱۹/۹

(۷) الاصابة: ۱۰۹/۱ أو الترجمة (۴۷۳)

## رفیع بن مہرانؒ

(۱) سیر أعلام النبلاء للذهبی: ۲۰۷/۴ وما بعدها

(۲) الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ۱۱۲/۷

(۳) حلیة الأولیاء لأبی نعیم الأصبهانی: ۲۱۷/۲-۲۲۴

(۴) تهذیب التهذیب لابن حجر: ۲۸۴/۳

(۵) المعارف لابن قتیبة: ۴۵۴

(۶) الاصابة فی تمییز الصحابة: ۱۲۸/۱ الترجمة: ۲۷۴۰

(۷) التهذیب لابن عساکر

(۸) تذکرة الحفاظ للذهبی: ۵۸/۱

## احنف بن قیسؒ

(۱) طبقات ابن سعد: ۹۳/۷

(۲) طبقات خلیفة بن خیاط: ۹۳/۷

(۳) المعارف لابن قتیبة: ۴۲۳

(۴) اخبار اصبهان: ۲۲۴/۱

(۵) تهذیب ابن عساکر: ۱۰/۷

(۶) البدایة والنهایة: ۳۲۶/۸

(۷) تاریخ الاسلام للذهبی: ۱۲۹/۳

(۸) اسد الغابة: ۵۵/۱

(۹) شذرات الذهب: ۷۸/۱

(۱۰) النجوم الزاهرة: ۱۸۴/۱



15092

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(۱۱) العبر: ۱/۸۰

(۱۲) الاصابة: ۱/۱۰۰ او الترجمة (۴۲۹)

## ابو حنیفہ نعمانؒ

(۱) البداية والنهاية: ۱۰/۱۰۷

(۲) وفيات الاعيان: ۵/۴۱۵ – ۴۲۳

(۳) النجوم الزاهرة: ۲/۱۲

(۴) شذرات الذهب: ۱/۲۶۷ – ۲۲۹

(۵) مرآة الجنان: ۱/۳۰۹

(۶) العبر: ۱/۳۱۴

(۷) تاريخ بغداد: ۱۳/۳۲۳ – ۳۲۴

(۸) تاريخ البخاری ۸/۸۱

(۹) الجرح والتعديل: ۸/۴۴۹ – ۴۵۰

(۱۰) ميزان الاعتدال: ۴/۲۶۵



محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# یادداشت

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# یادداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

**منشورات** کی اشاعتی سرگرمیوں کا ایک اہم دائرہ تربیت ہے۔ شاید ایسا اس لیے ہے، کہ محترم خرم مراد جن کی تحریرات منشورات خاص طور پر شائع کرتا ہے، ان کی فکر و سعی میں اسے خصوصی مقام حاصل ہے۔

اگر آپ اس موضوع سے دلچسپی رکھتے ہیں، اپنی اور اپنے رفقا کی تربیت کے لیے فکرمند ہیں، تو ہمارے پاس آپ کے لیے بہت اچھی، مفید اور موثر چیزیں ہیں۔ ہماری فہرست طلب کیجیے، اس سے آپ صحیح اندازہ کر سکیں گے۔

## چند قابلِ ذکر

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ رب کا پیام | ۲۔ ذکرِ الٰہی | ۳۔ نالہ نیم شب |
| ۴۔ قیام اللیل | ۵۔ چند لمحات کلام نبویؐ کی صحبت میں | |
| ۶۔ محاسبہ نفس | ۷۔ سچی بات | ۸۔ خدمتِ خلق |
| ۹۔ اپنی تربیت کیسے کریں؟ | ۱۰۔ تربیت و تزکیہ | ۱۱۔ آخری وصیت |

مزید تفصیلات کے لیے ہماری فہرست طلب کریں

نقد یا ڈرافٹ کے ساتھ آرڈر دیں یا وی پی طلب کریں

# منشورات


ہیڈ آفس: **منشورات**، منصورہ ملتان روڈ، لاہور۔ فون: 5425356 فیکس: 5432194 ای-میل: manshurat@hotmail.com

کراچی: **نیشنل بک فاؤنڈیشن**، A/57 بلاک 5، گلشن اقبال — اسلام آباد: **بک ٹریڈرز**، ٹیلیفون آئی پی ایس، جناح سپر مارکیٹ

فون: 021-4967661 — فون: 051-2650971-73